



ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله و خاتم النبیین

# مُعْتَرَاکِکَ مُحَمَّدٌ

بجواب

# مُعْتَرَاکِکَ



تحقیق و تعلق

مولانا شاہ عالم گورکھ پوری

نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

ناشر

شاہی کتبخانہ دیوبند

۶۹۹۶۳

کریسٹ کیوئز، نزد مسجد شیخ الہند، ابوالمعالی دیوبند۔ فون 23183

E mail- crescent@ndf.vsnl.net.in

اس کتاب کے حاشیے کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

## تفصیلات

محمدیہ پاکنٹ بک محشیٰ بجواب احمدیہ پاکنٹ بک	نام کتاب
مولانا محمد عبداللہ معمار امرتسری فاضل مرزا آیات	مؤلف
مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری قاسمی	تحقیق و تعلق
(نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند)	
شاہی کتب خانہ دیوبند	ناشر
اکتوبر ۱۹۹۹ء	سن اشاعت
۶۳۲	صفحات
۱۱۰۰	تعداد
کریسیٹ کمپیوٹرس، نزد مسجد شیخ الہند، ابوالمعالی دیوبند	کتابت
فون 23183 - E-mail crescent@ndf.vsnl.net.in	
مولانا محمد اشرف پرنٹنگ ڈھائی قاسمی	باہتمام
180/- ربانی آفسیٹ پرنٹس دیوبند فون۔ 23565	قیمت

## ماننے کے پتے

☆ دارالکتب دیوبند ☆

☆ زکریا بک ڈپو دیوبند ☆

☆ مکتبہ مدنیہ دیوبند، فون 24729 ☆

☆ مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم گنیش پور، ضلع مہراجنخ، (یوپی) ☆

☆ مدرسہ عربیہ تاج العلوم، کچھی پور، گنگرائی، ضلع مہراجنخ (یوپی) ☆

☆ مدرسہ عربیہ نور الاسلام رامپور، بلڈیہا ضلع مہراجنخ (یوپی) ☆

# فہرست مضامین

## مضمون

عرض محشی

مرزا صاحب کے چند ایک دعاوی  
خدائی کے دعوے

مرزا صاحب کے چند ایک مضحکہ خیز گول مول الہام

باب اول  
دلائل کذب مرزا

دلیل اول مرزا صاحب کی پیشگوئیاں

مرزا صاحب کی غلط پیشگوئیاں - پیشگوئی اول لڑکے کی

عذر مرزا وجواب

الہام مرزا کہ لڑکا پہلے حمل سے ہوگا

اس لڑکے کے متعلق مرزائی مناظرین کا ایک مغالطہ اور

دوسری غلط پیشگوئی، نئے نکاح اور ان سے اولاد

تیسری غلط پیشگوئی، منکوہہ آسمانی یا محمدی بیگم سے نکاح

مرزائیوں کا پہلا عذر اور اس کا جواب

مرزائیوں کا دوسرا عذر اور اس کا جواب

مرزائیوں کا تیسرا عذر اور اس کا جواب

چوتھی غلط پیشگوئی، تصویر کا دوسرا رخ، نکاح محمدی بیگم اور

سلطان محمد مرزا صاحب کی زندگی میں، مع اع

ضمیمہ متعلقہ محمدی بیگم

## نمبر صفحہ

## مضمون

۶۲	۱	خط مرزا سلطان احمد
۶۲	۲	خط مرزا سلطان احمد
۶۳		پانچویں غلط پیشگوئی، عالم کباب
۶۶		اعتراض اور اس کا جواب
۶۷		چھٹی غلط پیشگوئی، پسر خامس
۶۸		عذر مرزائیہ اور اس کا جواب
۶۹		ساتویں غلط پیشگوئی - عمر پانے والا لڑکا
۷۰		آٹھویں غلط پیشگوئی - شوخ و شنگ لڑکا
۷۰		نویں غلط پیشگوئی - غلام حلیم
۷۱		دسویں غلط پیشگوئی - مبارک احمد کی علالت
۷۲		گیان ہویں غلط پیشگوئی - مولوی عبدالکریم کی صحت
۷۷		بارہویں غلط پیشگوئی - عمر مرزا
۸۵		تیرہویں غلط پیشگوئی - پھر عمر مرزا
۸۶		چودھویں غلط پیشگوئی
۸۶		پندرہویں غلط پیشگوئی
۸۸		سولہویں غلط پیشگوئی
۸۹		ضمیمہ عمر مرزا
۹۱		سترہویں غلط پیشگوئی، عبداللہ آتھم
۹۳		عذر اول اور اس کا جواب
۹۴		عذر دوم اور اس کا جواب
۹۶		آتھم اور قسم کا معاملہ - مرزا صاحب کی چالاکی



دوسری چالاکی متعلقہ قسم  
 اٹھارہویں غلط پیشگوئی - م  
 انیسویں غلط پیشگوئی - زلز  
 مرزائی عذر اور اسکا جواب  
 پیشگوئی کے متعلق مر  
 ا

معیار اول اور اسکا جواب  
 معیار دوم اور اسکا جواب  
 معیار سوم اور اسکا جواب  
 معیار چہارم اور اسکا جواب  
 معیار پنجم اور اسکا جواب  
 چھٹا معیار اور اسکا جواب  
 ساتواں معیار اور اسکا جواب  
 آٹھواں معیار اور اسکا جواب  
 نواں معیار اور اسکا جواب  
 دسواں معیار اور اسکا جواب  
 مرزا ص

علامت نمبر ۱ - نزول  
 علامت نمبر ۲ - نکاح اور  
 علامت نمبر ۳ - اولاد خا

## مضمون

## نمبر صفحہ

۱۴۲	علامت نمبر ۴- عمر مسیح
۱۴۳	علامت نمبر ۵- قمر مسیح
۱۴۳	قبر بمعنی مقبرہ
۱۴۶	فسی قبوری سے مراد میری قبر
۱۴۶	علامت نمبر ۶- مسیح حج کریں گے
۱۴۷	علامت نمبر ۷- مسیح اور غلبہ اسلام
۱۴۹	علامت نمبر ۸- مسیح اور حکومت
۱۵۰	علامت نمبر ۹- مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل گاڑی
۱۵۰	علامت نمبر ۱۰- اونٹ بیکار ہو جائیں گے
مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر تیسری دلیل	
منہاج نبوت	
۱۵۲	پہلا معیار - رسول کا تقرر اور احساس رسالت
۱۵۵	دوسرا معیار - الہام کی وضاحت
۱۵۸	تیسرا معیار - مادری زبان میں الہام
۱۶۰	چوتھا معیار - شان نبوت
۱۶۱	پانچواں معیار - نبی اور اتباع وحی الہی
۱۶۲	چھٹا معیار - نبی چالیس سالہ عمر میں مامور ہو
۱۶۳	ساتواں معیار - نبوت اور جبرائیلؑ
۱۶۳	آٹھواں معیار - نبوت اور ہجرت
۱۶۴	نواں معیار - نبوت اور وراثت مال
۱۶۴	دسواں معیار - نبی کی تبلیغی عمر

## مرزا صا

نمبر ۱ - صرف محدث غ

محدث ہونے

نمبر ۲ - غیر تشریحی نبو

تشریحی نبوت

نمبر ۳ - منکر مرزا کا فر

منکر مرزا جہنمی

نمبر ۴ - مسیح ابن مریم

نمبر ۵ - حضرت مسیح

نمبر ۶ - حضرت مسیح

نمبر ۷ - انجیل کی تعلیم علم

نمبر ۸ - ختم نبوت اس

نمبر ۹ - مسیح نیک تھا اس

نمبر ۱۰ - یسوع کی روح و

مرزائیوں کی رسول

پہلا اعتراض اور اس کا جواب

دوسرا اعتراض اور اس کا جواب

تیسرا اعتراض اور اس کا جواب

## کذب مرزا پر پانچویں دلیل کذبات مرزا

۱۸۳	پہلا جھوٹ
۱۸۳	دوسرا جھوٹ
۱۸۳	تیسرا جھوٹ
۱۸۴	چوتھا جھوٹ
۱۸۴	پانچواں جھوٹ
۱۸۴	چھٹا جھوٹ
۱۸۵	ساتواں جھوٹ
۱۸۵	آٹھواں جھوٹ
۱۸۵	نواں جھوٹ
۱۸۵	دسواں جھوٹ
۱۸۶	جھوٹوں پر مرزا کا فتویٰ
۱۸۶	مرزائی پاکٹ بک کے جھوٹے اعتراضوں کا جواب
	مرزا صاحب کے کذب پر چھٹی دلیل
	مراق مرزا
۱۹۲	تعریف مراق
۱۹۷	حقیقت و اسباب و اقسام مرض
۱۹۷	مرزا صاحب کو مراق تھا
۱۹۸	مراق اور نبوت
۱۹۹	مرزا صاحب کو مراق اور ہسٹریا کے دورے
۱۹۹	مرزائی عذرات اور ان کے جوابات
۲۰۲	مرزا صاحب کی زوجہ کو مراق

## مضمون

مرزا صاحب کے فرزند خلیفہ قادیان کو مرزا  
مرزا صاحب کے کاذب ہر

تہذیب مرزا

لفظ بغا اور بغیا کے معنی

علمائے اسلام و بزرگان دین کو گالیاں

عام اہل اسلام اور مخالفین کو گالیاں

آریہ رشی دیانند کو گالیاں

وید اور مرزا صاحب

آریوں کا پر میشر

عام آریہ قوم کو خطاب

عیسائیوں کے بارے میں

خدا کی توہین

مرزا صاحب کی شانِ تقدیس

مرزا صاحب کی سخت گوئی پر دوسرے کا رد

عذرات مرزائیہ اور ان کا جواب

مرزا صاحب کے کذب

مرزا صاحب کے مغالطے

مثال نمبر ۱ - قتل خبیبة

مثال نمبر ۲ - دو بکریاں ذبح کی جائیں

مثال نمبر ۳ - عفت الدیار (معلقہ لبر)

مثال نمبر ۴ - خدا نے اس کو اچھا کرنا ہی

۲۲۸	مثال نمبر ۵- ۷ سال کی عمر انا لله
۲۲۸	مثال نمبر ۶- بروزی مسیح
۲۳۰	مثال نمبر ۷- عبداللہ آتھم
۲۳۲	مثال نمبر ۸- نبی اور محدث
۲۳۳	مثال نمبر ۹- چینی نسل کا لڑکا
۲۳۳	مثال نمبر ۱۰- لڑکا پیدا ہوگا
۲۳۵	بنی اسرائیل کے چار سونبی کی خبر غلط نکلی (مکمل بحث)
	مرزا صاحب کے کذب پر نوںیں دلیل
۲۳۵	توہین انبیاء کرام
۲۳۵	مرزا صاحب کی گالیاں بحق مسیح
۲۵۲	ضمیمہ توہین مسیح
۲۵۶	نبی کریم ﷺ کی توہین
	مرزا صاحب کے کذب پر دسویں دلیل
	مرزا صاحب کے مبالغے
۲۵۹	مثال اول ایک ساعت میں کروڑ ہا انسان مر جاتے ہیں
۲۶۰	مثال دوم ساٹھ ہزار اشتہارات
۲۶۰	مثال سوم پچاس الماریاں درمدح انگیریز
۲۶۱	مثال چہارم چار لاکھ انسانوں کی توبہ
۲۶۱	مثال پنجم صد بان نشان
	دلائل مرزا سیہ کا جواب
۲۶۲	دلیل نمبر ۱ پاکیزہ زندگی اور اس کا مفصل جواب

## مضمون

مدعی نبوت کی زندگی اور	دلیل نمبر ۲
مدعی نبوت کی زندگی اور	
مدعی نبوت کی زندگی اور	
مدعی نبوت کی زندگی اور	
مدعی نبوت کی زندگی اور	
نبی کی پہچان اور اس کا ج	دلیل نمبر ۳
نبی کی پہچان اور اس کا د	
نبی کی پہچان اور اس کا ت	
نبی سے قبل نبوت کی ام	دلیل نمبر ۴
اعجازِ مستح اور اعجازِ احمدی کی تا	دلیل نمبر ۵
دوسری طرز سے جواب	
تیسری طرز سے جواب	
موت کی تمنا اور اس کا	دلیل نمبر ۶
طاعون اور مرزائی	دلیل نمبر ۷
اللہ والوں کا غلبہ	دلیل نمبر ۸
دنیا میں فسق و فجور	دلیل نمبر ۹
خدا پر جھوٹ بولنے وا	دلیل نمبر ۱۰
مرزا صاحب کی لاکھوں	دلیل نمبر ۱۱
مرزا صاحب	
سعد اللہ لدھیانوی کا ایتہ	نمبر ۱
مولوی کرم الدین جہلمی	نمبر ۲

## نمبر صفحہ

## مضمون

۲۹۷	ڈوٹی صاحب کی موت کی پیشگوئی	نمبر ۳
۲۹۷	طاعون سے گھر محفوظ رہے گا	نمبر ۴
۲۹۸	نواب محمد علی خان کالڑکا عبد الرحیم اور اس کا جواب	نمبر ۵
۲۹۸	چراغ دین جمونی کی ہلاکت اور اس کا جواب	نمبر ۶
۲۹۹	زلزلہ کا دھکا اور اس کا جواب	نمبر ۷
۳۰۱	بہار کے دنوں کا زلزلہ	نمبر ۸
۳۰۱	پنڈت دیانند کی موت	نمبر ۹
۳۰۱	مولوی عبدالطیف کی شہادت اور اس کا جواب	نمبر ۱۰
۳۰۲	لیکھنؤ کی موت اور اس کا جواب	نمبر ۱۱
۳۰۴	دور دور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے	نمبر ۱۲
۳۰۵	مخالفین مرزا کے لئے طاعون کی دعا	نمبر ۱۳
۳۰۷	مرزا صاحب کے مخالف مولویوں کی موت	نمبر ۱۴
۳۰۸	مولوی غلام دستگیر کی ہلاکت	نمبر ۱۵
۳۰۹	مولوی محمد حسین بھین والا کی ہلاکت	نمبر ۱۶
۳۰۹	تجھ کو لوگوں سے بچاؤں گا	نمبر ۱۷
۳۱۰	خدا گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیگا	نمبر ۱۸
۳۱۱	دلیپ سنگھ کی پیشگوئی	نمبر ۱۹
۳۱۱	مولوی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ	نمبر ۲۰
۳۱۲	پانچ لاکھ مرید	نمبر ۲۱
۳۱۲	مولوی محمد علی کو بخار ہو گیا	نمبر ۲۲
۳۱۳	مولوی عبدالطیف کی موت	نمبر ۲۳



مرزا صاحب	نمبر ۲۲
تقسیم بیگ	نمبر ۲۵
فارسی ال	دلیل نمبر ۱۲
مسح اور	دلیل نمبر ۱۳
کسوف و	دلیل نمبر ۱۴
صدی	دلیل نمبر ۱۵

### ٹیچی فرشتہ

مرزا صاحب کا شاعر ہونا  
 مرزا صاحب کی قرآن دانی  
 اختلافات مرزا اور مولوی  
 جہاد فی سبیل اللہ  
 نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں  
 مرزائیت اور عیسائیت  
 مرزا صاحب کا توبہ نامہ سر  
 مسلمانوں سے قطع تعلق  
 غیر احمدی کافر ہیں  
 مسلمانوں کے پیچھے نماز حر  
 مسلمانوں سے رشتہ و نااط  
 مرزا صاحب کا سلوک اسے

## مضمون

## نمبر صفحہ

۳۴۷	مسلمانوں کا جنازہ نہ پڑھو
۳۴۷	شعائر اللہ کی ہتک
۳۴۸	قادیان میں حج
۳۴۸	مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارنا
۳۴۹	مخالفین کو سولی پر لٹکانا
۳۴۹	بشارت اسمہ احمد
۳۵۲	ڈاکٹر عبدالحکیم خاں

باب دوم  
ختم نبوت  
مرزا صاحب کے کذب پر گیارہویں دلیل

۳۵۳	تمہید
	ختم نبوت کا ثبوت از قرآن مجید
۳۵۵	پہلی آیت
۳۵۶	دوسری آیت
۳۵۷	تیسری آیت
۳۵۸	چوتھی و پانچویں آیت
۳۵۹	چھٹی آیت
۳۵۹	ساتویں آیت
۳۵۹	آٹھویں آیت
۳۶۰	نویں آیت
۳۶۰	دسویں آیت

گیارہویں آیت

بارہویں آیت

تیرہویں آیت

چودھویں آیت

پندرہویں آیت

ختم نبور

• پہلی حدیث

دوسری حدیث

تیسری حدیث

چوتھی حدیث

پانچویں حدیث

چھٹی حدیث

ساتویں حدیث

آٹھویں حدیث

نویں حدیث

دسویں حدیث

گیارہویں حدیث

بارہویں حدیث

تیرہویں حدیث

چودھویں حدیث

پندرہویں حدیث

۳۷۲	سولہویں حدیث
۳۷۲	سترہویں حدیث
۳۷۲	اٹھارویں حدیث
۳۷۳	انیسویں حدیث
۳۷۳	بیسویں حدیث

### آیات پر مرزائی اعتراضات اور ان کے جوابات

۳۷۵	خاتم کی زبر سے بمعنی مہر مع جواب
۳۷۵	خاتم بمعنی صرف صاحب شریعت نبیوں کا بند کرنیوالا مع جواب
۳۷۶	تحقیقی جواب
۳۷۷	قتل انبیاء سے بعض کیوں مراد ہیں؟ مع جواب
۳۷۸	خاتم بمعنی افضل مع جواب
۳۸۰	الزای جواب
۳۸۲	خاتم القوم کا محاورہ مع جواب
۳۸۳	خاتم العین کہو "لا نبی بعدی" نہ کہو مع جواب
۳۸۳	تکمیل دین و اتمام نعمت مع جواب
۳۸۵	بنی اسرائیل کے انبیاء کی آمد

### احادیث نبویہ پر مرزائی اعتراضات مع جوابات

۳۸۶	حضرت علیؑ سے متعلق حدیث "نقی عام نہیں، نقی کمال ہے" کا جواب
۳۸۷	"لا نقی جنس نہیں" کا جواب
۳۸۷	"قیصر و کسریٰ کی ہلاکت" مع جواب
۳۸۸	"بعدی" بمعنی مخالفت کا جواب

دوسر

بغیر شریعت نبوت کا امر

”حدیث عمر غریب ہے

اگر میں نبی نہ ہوتا تو عمر

”آئ نحضرت کے بعد خلا

حدیث دجال میں تیس

تیس دجال پورے ہوئے

روایت دجال بحوالہ نوار

حدیث قصر نبوت پر اعو

حدیث میں بعد آنے وا

محل نبوت کی تکمیل اور حص

اینٹ اور نبوت کی مشابہ

انا العاقب کا جواب

اج

پہلی تحریف اور اس کا جو

دوسری تحریف اور اس کا

تیسری تحریف اور اس کا

چوتھی تحریف اور اس کا

پانچویں تحریف اور اس کا

چھٹی تحریف اور اس کا

ساتویں تحریف اور اس کا

۴۳۴	آٹھویں تحریف اور اس کا جواب
۴۳۵	نویں تحریف اور اس کا جواب
۴۳۵	دسویں تحریف اور اس کا جواب
۴۳۶	گیارہویں تحریف اور اس کا جواب
۴۳۷	بارہویں تحریف اور اس کا جواب
۴۳۸	تیرہویں تحریف اور اس کا جواب
۴۳۹	چودھویں تحریف اور اس کا جواب
۴۳۹	پندرہویں تحریف اور اس کا جواب
۴۴۰	سولہویں تحریف اور اس کا جواب
۴۴۲	سترہویں تحریف اور اس کا جواب

### احادیث نبویہ پر اعتراضاتِ مرزائیہ مع جوابات

۴۴۳	پہلی دلیل مسجدی اخر المساجد
۴۴۴	لفظ آخری نبی کی مثال از کتب مرزائیہ
۴۴۴	دوسری دلیل لوعاش ابراہیم والی حدیث، مفصل جوابات
۴۴۷	تیسری دلیل، درود شریف میں رحمت سے مراد نبوت ہے
۴۴۹	چوتھی دلیل، خلافت منہاج نبوت پر سے اجرائے نبوت
۴۴۹	پانچویں دلیل
۴۵۰	چھٹی دلیل حدیث ابو بکرؓ
۴۵۰	ساتویں دلیل حضرت عباسؓ والی حدیث ”تم میں نبوت و خلافت ہوگی“
۴۵۱	آٹھویں دلیل حضرت عائشہؓ والی حدیث
۴۵۲	اقوال مرزا متعلقہ ختم نبوت

## مسئلہ خاتم

پہلی دلیل  
دوسری دلیل  
تیسری دلیل  
چوتھی دلیل  
پانچویں دلیل

قابل توجہ نکات

لفظ خاتم کی تشریح از لغات

لفظ خاتم کی تشریح مرزا ص

خاتم الشعراء اور خاتم الاسخ

لغت میں لکھنے والوں کے

خاتم بمعنی زینت کا جواب

خاتم بمعنی مہر کی بحث

غیر تشریحی نبی

لفظ آخر کی تشریح

آخر المجتہدین کی بحث

مرزا صا

مسئلہ حیات مسیح

## نمبر صفحہ

## مضمون

۴۷۷	ثبوت حیات مسیح از قرآن مجید
۴۷۹	پہلی دلیل
۴۸۲	دوسری دلیل
۴۸۵	تیسری دلیل
۴۸۶	چوتھی دلیل
۴۸۷	پانچویں دلیل
۴۹۱	چھٹی دلیل
۴۹۷	ساتویں دلیل
۵۰۰	آٹھویں دلیل
۵۰۳	نویں دلیل
۵۰۴	دسویں دلیل
۵۰۵	گیارہویں دلیل
۵۰۶	بارہویں دلیل
۵۰۷	تیرہویں دلیل
۵۰۸	حیات مسیح کا شرکیہ عقیدہ اور مرزا صاحب
۵۱۱	چودھویں دلیل
۵۱۲	پندرہویں دلیل اور تحریر مرزا صاحب
۵۱۳	سولہویں دلیل
۵۱۴	حضرت عیسیٰؑ آکر کیا کریں گے؟
۵۱۴	سترہویں دلیل

حیات مسیح کا ثبوت از حدیث شریف



## حیار

پہلی حدیث

دوسری حدیث

تیسری حدیث

تین چاند والی حدیث کا

چوتھی حدیث

پانچویں حدیث

چھٹی حدیث

ساتویں حدیث

اعترض مرزائیہ کا جو

اعترض دوم اور اس کا

آٹھویں حدیث

نویں حدیث

اما مکم منکم کا جو

دسویں حدیث

گیارہویں حدیث

بارہویں حدیث

تیرہویں حدیث

چودھویں حدیث

پندرہویں حدیث

تردید دلائل وفات

بزرگ

حضرت ابن عباسؓ

نمبر صفحہ	مضمون
۵۲۳	حضرت امام حسنؑ
۵۲۷	امام بخاریؒ
۵۲۹	امام مالکؒ
۵۷۰	امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ
۵۷۰	علامہ ابن حزمؒ
۵۷۱	مولانا عبدالحق محدثؒ دہلوی و نواب صدیق حسن خانؒ
۵۷۱	امام ابن قیمؒ
۵۷۳	حافظ محمد لکھویؒ
۵۷۴	ابن عربیؒ
۵۷۵	ابن جریرؒ
۵۷۶	مصنف البیواقیت والجواہرؒ
۵۷۷	امام جبائی معتزلیؒ
۵۷۸	امام ابن تیمیہؒ
۵۷۸	مجدد الف ثانیؒ
۵۷۸	پیران پیرؒ
۵۷۹	خواجہ اجمیریؒ

### باب چہارم

”مولوی شاہ اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ“

مرزا صاحب کے کذب پر تیر ہویں دلیل

ضمیمہ آخری فیصلہ حلف اور انعام

بحثِ توفی

بحثِ نزول

بحثِ رفع

حدیث مس شیطان پر مفصل

الزای

تحقیق ”امصص یظن“

لفظ ”زنیم“ کی تحقیق



قرآن مجید میں

تالیف:

یہ کتاب رومرز

خلاف زبردست ہتھیار

مرزا قادیانی نے انگریزوں

اس کے متبعین کے دائرہ اسما

ناشر: شا



## عرض محشی

ماہرین فن رد قادیانیت کا کہنا ہے کہ قادیانیت کی تردید اور مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے گھر و ندے کو مسمار کرنے کے لئے خارج سے کسی دلیل کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اسکے لئے تو مرزا قادیانی کی متضاد تحریریں ہی کافی ہیں جیسا کہ زیر نظر کتاب بھی اس بات کی شاہد عدل ہے اسلئے راقم سطور کچھ اور نہ کہہ کر تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے میدان میں کام کرنے والوں کو کتاب ہذا کے مطالعہ کی دعوت دیتا ہے اور بس۔ چوں کہ یہ کتاب مذکورہ بالا نظریہ کے تحت ہی تصنیف کی گئی ہے۔ اول اول سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی مدظلہ کی زبان اقدس سے اس کتاب کی تعریف سنی تھی اور جب مطالعہ کیا تو واقعی اپنے موضوع پر اس کو ایک لاجواب کتاب پایا لیکن غیر معیاری طباعت و کتابت اور بالخصوص کتاب کے ماخذ و مراجع دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کی لئے بھی ناقابل استفادہ تھی۔

راقم سطور نے اسے قابل استفادہ بنانے میں دو سال سے زائد کا عرصہ صرف کیا اور الحمد للہ مرزا قادیانی کی کتب کے تمام حوالے مرزا کی جملہ تصنیفات پر مشتمل روحانی خزائن کے نام سے شائع شدہ سیٹ سے ڈھونڈ نکالے اور حتی الامکان کوشش یہ رہی کہ ”تذکرہ“ (مجموعہ الہامات و کشف و روایا مرزا قادیانی، جسے مرزائیوں کے نزدیک قرآن مجید کا درجہ حاصل ہے۔ نعوذ باللہ) میں جس قدر حوالے مل سکیں انکا اندراج کر دیا جائے تاکہ اگر کسی کے ہاتھ میں صرف یہی ایک کتاب ”تذکرہ“ ہو تو مرزا کی دیگر کتب سے مستغنی رہے،

کتاب پہلے پاکٹ بک (چھوٹے سائز) میں چھپی ہوئی تھی۔ رسم الخط

نہایت باریک تھا۔ اب سائز  
 تبدیلی مناسب نہیں سمجھی گئی کی  
 بعض صفحات تو حوالہ  
 کی جاتی تو قارئین کیلئے دشوار  
 کے ساتھ ہی درج کر دیا گیا  
 دی گئی ہے تاکہ مصنف کے قد  
 مراد روحانی خزائن کا صفحہ ہے  
 انہیں حاشیہ میں درج کیا گیا  
 جانب منسوب ہے۔ مصنف  
 بعض مقامات پر کتابت و طباعت  
 اخیر میں اپنے جملہ  
 شعبہ تخصص فی الحدیث مدرسہ  
 متخصص شعبہ مجلس تحفظ ختم نبو  
 متخصص شعبہ تحفظ ختم نبوت  
 حوالوں کی مراجعت و تحقیق میں  
 علاوہ ازیں اس مورق  
 عثمان صاحب مدظلہ کا شکریہ  
 کے سلسلے میں حضرت موصوف

# مرزا صاحب کے چند ایک دعاوی

- (۱) وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں۔  
(ص ۱۹۳، حقیقۃ الوحی) ﴿خ، ص-ج ۲۰۱-۲۲۲﴾
- (۲) اے عزیزو! اس شخص (مرزا) مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جسکے دیکھنے کیلئے بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی۔ (ص ۱۱۳ بعین ۳) ﴿خ، ص-ج ۲۲۲، ۱۷۷﴾
- (۳) خدا، رسول، تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح موعود (مرزا) کو (مسیح ابن مریم) سے افضل قرار دیا ہے۔ یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ تم مسیح (ابن مریم) سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔  
(ص ۱۵۵، حقیقۃ الوحی) ﴿خ، ص-ج ۱۵۹، ۲۲، تذکرہ ۲۳۳﴾
- (۴) ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔  
(ص ۲۹۹، تترہ حقیقۃ الوحی) ﴿خ، ص-ج ۲۸۳، ۲۲﴾
- (۵) اینکے منم کہ حسب بشارات آدم۔ عیسیٰ کجاست تا بہندیا بمسنمرم  
(ازالہ اوہام ص ۱۵۸ طبع اول و ص ۶۷ طبع سوم) ﴿خ، ص-ج ۱۸۰، ۳﴾
- (۶) سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔  
(ص ۱۱۱، دفع البلاء) ﴿خ، ص-ج ۲۳۱، ۱۸﴾
- (۷) ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔  
(اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) ﴿مقدمہ جلال الدین خس درخ، ص-ج ۱۱، ۳﴾
- (۸) آدم نیز احمد مختار  
در برم جامہ ہمہ ابرار  
آنچہ داداست ہر نبی راجام  
داد آں جام را مرا تمام  
(ص ۹۹، نزول المسیح) ﴿خ، ص-ج ۷۷، ۱۸﴾
- منم مسیح زماں و منم کلیم خدا  
منم محمد و احمد کہ محبتی باشد
- (تزیان القلوب ص ۳) ﴿خ، ص-ج ۱۳۳، ۱۵﴾
- (۹) خدا تعالیٰ نے اور اسکے پاک رسول نے مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے

اور تمام نبیوں نے اس

(۱۰) میں وہی ہوں جس کا سر

(۱۱) پس اس (خدا تعالیٰ) نے

کہ میرا نام وہی رکھ د  
یوسف مدحی، عیسیٰ وغیر  
تمام انبیاء اس امت میں

(۱۲) خدا کے نزدیک اس (مر

(۱۳) جو شخص مجھ میں اور نبی

جانا اور نہیں پہچانا۔

(۱۴) اس (نبی ﷺ) کے

چاند اور سورج دونوں

(۱۵) غلبہ کاملہ (دین اسلام

غلبہ مسیح موعود (مرزا)

(۱۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مگر مرزا کے دس لاکھ

(۱۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ مجزہ اور نشان ایک ہوتا ہے۔

کی طرح تھی مگر مرزا کے وقت چودھویں رات کے بدرجہا مل جیسی ہوگی۔

(مجموعہ ص ۸۰-۸۱، خطبہ الہامیہ) ﴿خ، ص-۲-۳، ج-۱﴾

(۱۸) جو کوئی میری جماعت میں داخل ہو گیا وہ صحابہ میں داخل ہو گیا۔

(ص ۱۷۱، خطبہ الہامیہ) ﴿خ، ص-۲۵۶، ج-۱﴾

(۱۹) صد ہائیوں کی نسبت ہمارے معجزات اور پیش گوئیاں سبقت لے گئی ہیں۔

(ص ۳۹۳، ریویو جلد اول)

(۲۰) خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں

اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی ان

سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ (ص ۳۱۷، چشمہ معرفت) ﴿خ، ص-۳۳۲، ج-۲﴾

(۲۱) اَعْلَمُوا أَنَّ فَضْلَ اللَّهِ مَعِيَ وَ أَنَّ رُوحَ اللَّهِ يَنْطِقُ فِي نَفْسِي

(جان لو کہ اللہ کا فضل میرے ساتھ ہے اور اللہ کی روح میرے نفس

میں بولتی ہے) (ص ۱۷۶، انجاء مہم) ﴿خ، ص-۱۷۶، ج-۱﴾



خدا

(۱) خدا کی مانند۔

(۲) میں نے خواب میں

میں وہی ہوں۔

(۳) اَلَا اَنْ يَّا تِيهِمُ

تیرا خدا آئے گا (یعنی انہوں

(۴) اَنْتَ مِّنِّي بِمَنْزِلَةٍ

(۵) خدا نکلنے کو ہے اَنْتَ

میں ہی ظاہر ہو گیا)

(۶) اعطيت صفة

طرف سے مارنے اور

(۷) اَنْتَ مِّنِّي بِمَنْزِلَةٍ

مانند ہے)

(۸) اِنَّمَا اَمْرُكَ اِذَا اَرَادَ

(یعنی اے مرزا تیری یہ

(۹) مرزا صاحب کہتے ہیں

ہو گا کائن اللہ نَزَّ

(اشتبہ)

ترجمہ از مرزا تاج دینی "تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے

# مرزا صاحب کے چند ایک مضحکہ خیز اور گول مول الہامات

(۱) بابو الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اپنا پائے، تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ (حیض) بچہ ہو گیا جو بمنزلہ اطفال اللہ کے

(تتر حقیقۃ الوحی ص ۱۲۳، ج ۱، ص ۵۸۱-۵۸۲، ج ۲-۲)

(۲) میرا نام ابن مریم رکھا گیا اور عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استغاثہ کے رنگ میں حاملہ ٹھہرا یا گیا آخر کئی مہینہ کے بعد جو (مدت حمل) مہینہ سے زیادہ نہیں، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا، پس اس طور سے میں مریم ٹھہرا“

(۳) مرزا صاحب کا ایک مرید قاضی یا محمد اپنے ٹریکٹ نمبر ۳۳ ”موسومہ اس قربانی“ میں لکھتا ہے حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر طاری ہوئی گویا کہ آپ عورت اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا:۔

(۴) ”بستر عیش“

(البشری جلد ۲ ص ۸۸ بحوالہ البدرد جلد ۳، نمبر تاریخ الہام ۵ دسمبر ۱۹۰۳ء) (غالباً منقولہ آستانہ وصال کی امید ہے) (تذکرہ ص ۹-۹)

(۵) ”جد ہر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے“ زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے

تفسیر۔ عنقریب سنا جاوے گا کہ بہت سے مفسد جو مخالفان اسلام ہیں۔ ا۔ خاتمہ ہو جاویگا“ (البشری ص ۹۰ جلد ۲ بحوالہ البدرد جلد ۳، ۱۷/۱۷) (تذکرہ ص ۵۰۸-۵۰۹) تعین کوئی نہیں کی۔ مطلب یہ کہ جو مخالف مرے گا اُسے اس کی لپیٹ لیتے جاویں گے)

(۶) ”چوہدری رستم علی“ (البشری جلد ۲ ص ۹۴ بحوالہ احکم جلد ۱۲، مطلب ندر) (تذکرہ ص ۲-۲)

(۷) زندگیوں کا خاتمہ

کن کی زندگیوں کا خاتمہ، کب

(۸) لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے

امین الملک بے سنگھ بہادر۔

(البشری جلد ۲ ص ۱۱۸)

(۹) ”لاہور میں ایک بے شرم ہے

نہیں“ (تذکرہ، ص-۷۰۳)

(۱۰) ایک امتحان ہے بعض اس میں پکڑ

(۱۱) گورنر جنرل کی پیشگوئیوں کے

(۱۲) بعد ۱۱- انشاء اللہ (البشری جلد ۲ ص ۱۱۸)

ہوئی کہ اُسے کیا مراد ہے

۱۱ کا دکھایا گیا،

(۱۳) آج سے یہ شرف دکھائیں۔

(۱۴) ”اس کتے کا آخری دم،“ فرمایا

میں اسے دوادینے لگا ہوں تو

(۱۵) ”افسوس صد افسوس،“ (ص ۱۱۸)

(۱۶) ”فیزین مین،“ (AIR MAN)

(ص ۱۱۸)

(۱۷) ”فضل الرحمن نے دروازہ کھولا

(البشری جلد

(۱۸) ”ہم نے وہ جہان چھوڑ دیا۔ کوئی روح کہتی ہے۔“

(البشری جلد ۲ ص ۹۵ بحوالہ ابدر سلسلہ جدید جلد ۱، ۱) ﴿تذکرہ، ۵۳۳﴾

(۱۹) ایک تاپاک روح کی آواز آئی ”میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا،“

﴿تذکرہ، ۵۳۳﴾

(۲۰) کیا عذاب کا معاملہ درست ہے اگر درست ہے تو کس حد تک؟“

(البشری جلد ۲ ص ۹۷ بحوالہ ابدر جلد ۱، ۱) ﴿تذکرہ، ۵۳۸﴾

(۲۱) رڈیا۔ ایک عورت زمین پر بیٹھی ہے جو مخالفانہ رنگ میں ہے۔ میں اس کے برابر

گذرا تو آواز آئی لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔

”اس پر آفت پڑی اس پر آفت پڑی،“ (مکاشفات ص ۳۱۱ ابدر جلد ۱، ۱۰) ﴿تذکرہ، ۵۵۵﴾

(۲۲) آتش فشاں۔ مصالح العرب۔ بامر اد۔ رڈیلا

(ص ۳۳ مکاشفات۔ بدر، جلد ۱، ۲۳) ﴿تذکرہ، ۵۶۳-۵۶۲﴾

ایک کاغذ کھائی دیا اس پر لکھا تھا::

(۲۳) ”ایک دانہ کس کس نے کھانا،“ (البشری جلد ۲ ص ۱۰۷ ابدر جلد ۲، ۷) ﴿تذکرہ، ۵۹۵﴾

(۲۴) شَرُّ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ (ص ۸ ”بدر،“ جلد اول) ﴿تذکرہ، ۵۵۰﴾

نوٹ۔ ”میں امام زماں ہوں،“ (ص ۲۳ ضرورت الامام) ﴿خ، ص-۳۹۵، ج-۱۳﴾

اور ”امام الزماں کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں یعنی غیب کو ہر

ایک پہلو سے اپنے قبضے میں کر لیتے، جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو،“

(ص ۱۳۱ سالہ ضرورت الامام) ﴿خ، ص-۳۸۳، ج-۱۳﴾



## دلیل اول

فَلَا تَحْسَبَنَّ

(سورہ ابراہیم آیہ ۱۰)

کئے ہوئے وعدہ کا خلاف کر

کسی انسان کو ذاتی

کسی بشر کو کسی پوشیدہ بات پر

پس جو شخص کسی آ

خیال ہو سکتے ہیں۔ (۱) یہ کہ

واقعات کی بنا پر قیاس آراؤں

صادق نے اطلاع دی ہے۔

یہ ہو سکتا ہے کہ

جیسا کہ بعض منجموں، راو لوں

کہ خدائے عالم الغیب کی تتلا

کے ”پیغمبر اعظم“ مرزا اصلا

”ممکن نہیں کہ خدا کی

لہذا ہم بلکہ ہر دانا

کوئی بھی پیشگوئی غلط ثابت

کیونکہ.....

”ممکنہ نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔“

(س ۱۵۲ سالہ شش ماہی نوح محفوظ مرزا) ج ۱، ص ۱۵-۱۶

پس ہم سب سے پہلے مرزا صاحب کی پیش گوئیاں دیکھتے ہیں اگر ان میں بعض سچی ہیں تو یہ ہو سکتا ہے کہ وہ قیاس وغیرہ سے کی گئی ہوں۔

لیکن اگر ان میں ایک بھی جھوٹی ہے تو یقیناً وہ مرزا صاحب کے مفتری علی اللہ ہونے کی قطعی و یقینی دلیل ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب راقم ہیں:-

کسی انسان (خاص کر مدعی الہام) کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام

رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے (ص ۱۰۰، طریق القلوب طبع اول) ج ۱، ص ۸۲، ص ۱۵۰

قطع نظر منقولہ بالا معقول طریق کے الزامی طور پر بھی ہم اس دلیل کے قائم کرنے میں حق بجانب ہیں کیوں کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور یہ بھی انہی کا فرمان ہے کہ:-

”تورات اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیشگوئیوں کو قرار دیا ہے۔“

(س ۱۳۳ سالہ استفتا) ج ۱، ص ۱۱۱-۱۱۲

نبوت کے دعویٰ کو الگ کر کے دیکھا جائے تو یہ دلیل پھر بھی مکمل ہے کیونکہ

مرزا صاحب کا عام اعلان ہے کہ:-

”ہمارا صدق یا کذب جانچنے کو ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محکم

امتحان نہیں“

(۱۰ ستمبر ۱۸۸۸ء مندرجہ آئینہ کمالات ص ۲۸۸، طبع ۱- آئینہ کمالات ص ۲۳۲، طبع ۲) ج ۱، ص ۲۸۸-۲۸۹

حاصل یہ کہ مرزا صاحب کا کذب و صدق معلوم کرنے کے لئے پہلا

اور ”سب سے بڑا معیار ان کی پیش گوئیاں ہیں۔“



# مرزا صا

۱۸۸۶ء میں مرزا صا

گھڑی کہ :-

”خداے رحیم و کریم  
میں تجھے ایک رحمت کا  
اللہ کا مرتبہ لوگوں پر فر  
ہوں تاکہ وہ یقین لائے  
خدا کے دین اس کی کہ  
ایک کھلی نشانی ملے، ایک  
تیری ہی ذریت سے بہ  
نام بشیر بھی ہے، مبارک  
بہتوں کو بیماریوں سے  
تین کو چار کرنے والا ہے  
مبارک دوشنبہ (فرز  
مَظْهَرِ الْحَقِّ وَالْقَدَرِ

اسیروں کی رہنمائی کا

(نفسِ اشہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مندرجہ

اس اشہار میں جس

ہوئے اسے خدا، اسلام، رسو

تعالیٰ کے قادر و توانا ہونے

ہے مگر افسوس کہ اس حمل

اس پر مزید افسوس

نہیں ہوا جسے مرزا صاحب

ہو۔ یا خود مرزا صاحب نے اس کے مصلح موجود نہ ہونے کا عملایا قولاً اقرار نہ کیا ہو۔

## عذر مرزا

مرزا صاحب پر ان کی زندگی میں ہی اس پر اعتراض ہوا کہ بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی ہے تو آپ نے اس کا یہ جواب دیا:-

”کوئی اس معترض سے پوچھے کہ وہ فقرہ یا لفظ کہاں ہے جو کسی اشتہار میں اس عاجز کے قلم سے نکلا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکا اسی حمل سے پیدا ہوگا،

(اشتہار محکم انبیاء و شہداء مندرجہ آخر سالہ سرمدہ چشم آریہ) (بخ، ص ۸۱-۸۲، مجموعہ اشتہارات ص ۳۱۱، ج ۱)

## الجواب

مرزا صاحب نے گو صاف صاف الفاظ میں تو اپنے اشتہار میں یہ نہیں لکھا تھا

کہ لڑکا اسی حمل سے ہوگا۔ مگر بعد کے اشتہاروں میں اسے تسلیم کیا گیا ہے اور اپنے مریدوں کے روبرو تو انہی دنوں مشہور کر رکھا تھا۔ لڑکا اسی حمل سے ہوگا۔ ششی الہی

بخش صاحب اکونٹ لٹ لاهوری (جو ایک عرصہ تک مرزا صاحب کے مریدان خاص میں رہے ہیں) اُن کی شہادت اور شہادت بھی وہ جسے خود مرزا صاحب تمہ حقیتہ الوہی

ص ۱۳۵ (بخ، ص ۵۳، ج ۲۲) پر درج کر کے اس سے انکار نہیں بلکہ اجتہادی غلطی کا عذر پیش کیا ہے، موجود ہے جس کے جواب میں لکھا ہے:-

”خدا کا کوئی الہام نہیں تھا کہ عمر بچانے والا لڑکا پہلے حمل سے ہی پیدا ہوگا

اور کوئی اجتہادی خیال اگر ہو تو اس پر اعتراض کرنا اُن لوگوں کا کام ہے

جو نبی کے اجتہاد کو واجب الوقوع سمجھتے ہیں۔ میری طرف سے کبھی کوئی پیش

گوئی شائع نہیں ہوئی کہ لڑکا اسی حمل سے پیدا ہوگا۔ رہا اجتہاد سو میں خود

تاکل ہوں کہ دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہادی غلطی نہیں کی۔“

اس تحریر میں صاف اعتراف ہے کہ الہاماً تو نہیں، ہاں اجتہاداً خسرو رکھا گیا

تھا کہ لڑکا اسی حمل سے ہوگا مگر یہ اجتہادی غلطی ہے کیا خوب۔

الجما ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا



اب رہا یہ عذر کہ الہام  
 ضرورت نہیں کیوں کہ قاعدہ  
 (ہے) کے علاوہ مرزا صاحب  
 یوحی (س ۲۳) اربعین  
 مواخذے کو مضبوط و مستحکم  
 ثابت کر دیتے ہیں۔

## الہام مرزا

”آج ۸ اپریل ۱۸۸۶ء  
 قدر کھل گیا کہ ایک  
 حمل سے تجاوز نہیں  
 ”اس (الہام) سے ظنا  
 کے قریب حمل میں“  
 (اشتبہ سوری ۸ اپریل ۱۸۸۶ء)  
 مذکورہ تحریر مرزا، ہم  
 میں ایک مدت حمل کے اندر  
 میں پھر اسے گول مول رکھے  
 ”ایک لڑکا بھی ہو۔  
 بہت خوب! ہمیں  
 نہیں ناظرین خود سمجھ لیں۔ ا  
 میں مرزا صاحب نے یوں کہ  
 ”اے ناظرین! میں  
 کے لئے میں نے ا  
 موجودہ حمل سے پیدا  
 پیدا ہو جائیگا،“

اس تحریر سے صاف واضح ہے کہ مرزا صاحب کے الہام ایک ”مدت حمل“ سے مراد موجودہ حمل تھا۔ اب صرف ایک بات باقی ہے کہ اگرچہ اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کا الہام۔ ”مدت ایک حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا،“ سے مراد موجودہ حمل تو ثابت ہو گیا مگر اسی اشتہار میں یہ بھی تو لکھا ہے۔ ”ابھی پیدا ہونے والا ہے یا بالضرور اس کے قریب حمل میں۔“، سو اس کا جواب یہ ہے کہ جب کہ الہام میں صریح الفاظ موجود ہیں کہ ”مدت ایک حمل سے یعنی موجودہ حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا،“ تو یہ دوسرا فقرہ مرزا صاحب کی راست گوئی کا اظہار کر رہا ہے۔ اب رہا یہ امر کہ الہام ”ایک حمل“ یعنی ”موجودہ حمل“ کس لڑکے کے متعلق تھا۔ سو سنئے:-

مرزا صاحب ایک اور اشتہار میں مانتے ہیں کہ الہام ”مدت ایک حمل“ مصلح موعود کے متعلق تھا۔ مگر مدت ایک حمل کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ اڑھائی سال یا نو سال چنانچہ ملاحظہ فرمائیے۔ لکھا ہے:-

”مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا ایک ذوالوجہ فقرہ ہے جس کی ٹھیک ٹھیک وہی

تشریح ہے جو میر عباس علی لہیائی نے کی ہے، یعنی ۹ برس یا اڑھائی برس،“

(اشہد حکم اختیار مندرجہ آخر کتاب سرمد چشم آریہ) (بخ: ص-۳۱۶-۳۱۷، ج ۲، مجموعہ اشہدات ص-۳۱۶-۳۱۷ ج ۱)

ہمارے ناظرین حیران ہوں گے کہ مرزا صاحب کیسے مسخ موعود اور صادق القول تھے کہ کبھی تو الہام ”مدت ایک حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا،“ کو مصلح موعود کے متعلق مخصوص نہ کرتے ہوئے عام پیرا یہ میں لکھتے ہیں کہ ”غالبا ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے“ پھر اس پر مزید چالاکی یہ کہ ”مدت ایک حمل“ کے الفاظ سے بھی روگردانی کر کے وسعت پیدا کرنے کو لکھ گئے کہ ”یا بالضرور اس کے قریب حمل میں،“ مگر آگے چل کر صاف تسلیم کر گئے کہ مدت ایک حمل سے مراد موجودہ حمل تھی اور اس کے بعد اس سے بھی صاف الفاظ میں مان گئے کہ یہ الہام مصلح موعود ہی کے متعلق ہے کسی عام لڑکے کے متعلق نہیں مگر اس جگہ بخلاف سابق، مدت ایک حمل سے مراد اڑھائی سال یا نو سال لکھ دی ہے۔

ہم بھی قائل تیری نیرنگی  
او زمانے کی طرح رنگ

حاصل تحریرات بالا کا یہ ہے کہ مرزا  
کی پیدائش نہ صرف اپنے اجتہاد سے بلکہ ”الذکر“  
ہوئی کہ اس حمل سے لڑکی پیدا ہوئی، ملاحظہ ہو  
(اشہار، ۷، اگست ۱۸۷۷ء)

## مرزائی مناظرین

عام بحث و مناظروں میں مرزائی کو  
احمد ہیں:

### جواب

میاں محمود احمد مصلح موعود نہیں ہے۔ ا  
نے باوجودیکہ محمود احمد موجود تھا۔ اُس کی پید  
ہوا شہار مندرجہ تلخیص رسالت جلد ۱، ص ۱۴۸  
کے دس سال بعد ۱۸۹۹ء میں پیدا ہونے والے  
کتیریاق القلوب ص ۳۳، ۹۵ طبع اول میں لکھ  
”میرا چوتھا لڑکا جس کا نام مبارک احمد  
۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی سو خد  
تمام مخالفوں کی تکذیب کے لئے اس پر  
۱۸۹۹ء میں پورا کر دیا۔“

عبارت ہذا شاہد ہے کہ میاں محمود  
موعود کا مصداق نہیں ہے۔ فہذا مُرَادُنَا فَ  
میاں محمود احمد کے مصلح موعود نہ ہو۔

طوالت مضمون ہم اسی پر بس کرتے ہیں۔

صاف دل کو کثرت اقوال کی حاجت نہیں  
اک سطر کافی ہے گردل میں ہے خوف کردگار

اب ایک بات باقی ہے کہ مبارک احمد جسے مرزا صاحب نے مصلح موعود  
ٹھہرا یا تھا اس کا کیا حشر ہوا۔ سو جو ابا عرض ہے کہ وہ بیچارہ ۹ سال سے بھی کم عمر یا کر  
راہی ملک عدم ہوا اور مرزا صاحب اس کے غم میں سینہ کو بی کرتے رہ گئے۔

(اشتہار تبصرہ مند رجٹیلخ رسالت جلد ۱۰، ص ۱۲۶/۱۲۷) :-

﴿مجموعہ اشتہارات ص ۵۸، ج ۳، تذکرہ ص ۳۰﴾

## دوسری غلط پیشگوئی

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء ﴿مجموعہ اشتہارات ص ۱۰۲، ج ۱﴾ کے حاشیہ پر ایک  
پیشگوئی مرزا صاحب نے یہ کی تھی :-

”خداوند کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ خواتین مبارک سے جن میں تو  
بعض کو اس (اشتہار) کے بعد پاپ گائیری نسل بہت ہوگی۔“  
ایسا ہی اشتہار محکم اختیار و اشرا میں لکھا ہے :-

”اس عاجز نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ  
کی طرف سے بیان کی تھی کہ اس نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ بعض  
بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اور ان  
سے اولاد پیدا ہوگی۔“  
﴿ن: ص ۳۱۸، ج ۲، مجموعہ اشتہارات ص ۱۳۰﴾

بخلاف اس کے ۱۸۸۶ء کے بعد مرزا صاحب کے نکاح میں ”خواتین“،  
چھوڑ کر ایک خاتون بھی نہ آئی :-

## مرزائیوں کا اعتراض

”بعض خواتین“ سے مراد ”محمدی بیگم“ ہے اور وہ نکاح مشروط تھا جب  
ان لوگوں نے توبہ اور رجوع کے خطوط وغیرہ لکھے تو نکاح ٹل گیا۔“

## الجواب

اس اشتہار میں بلکہ مرزا صاحب کی تمام تحریرات میں سے کسی ایک کے اندر یہ مطلب نہیں دھوکہ اور فریب ہے، صاحبان علم و عقل خود فیصلہ کر لیں جس وقت مرزا صاحب کے خواب کے خواب و خیال میں میں کبھی محمدی بیگم کے نکاح کی پیشگوئی کروں گا۔ محمدی قریباً دو سال بعد کی گئی تھی، یعنی ۱۸۸۸ء میں پس اس جوڑنا محض جہالت ہے۔

## تیسری غلط پیشگوئی

### منکووحہ آسمانی

مرزا صاحب کے رشتہ داروں میں ایک پوری تھے۔ انہیں ایک دفعہ ایک ضروری کام کے لئے مستدعی ہونا پڑا چونکہ وہ کام احسان و ایثار اور قربانی پر مبنی مفقود تھی اس لئے مرزا صاحب نے اس وقت تو یہ کہہ کر بلا استمزاج الہی کوئی کام کرنے کی نہیں ہے انہیں مال ”سلوک مروت“ کی قیمت یا معاوضہ اس کی دختر کلاں آہ! اگر مرزا صاحب کو مکالمہ و مخاطبہ الہی تو طبائع کا ہی احساس ہوتا تو وہ کبھی اور کسی حالت میں

۱۔ مجموعہ اشتہارات ص ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۸۸۶ء والے (اشتہار میں حاشیہ میں آئی کہ یہ حاشیہ خود زائے غلط سے نہیں بلکہ مرزائی نے پڑھایا ہے۔ ہیل اس کی ہے۔ میں حاشیہ نہیں تھا اور وہ بارہ مرزائی زندگی میں یہ اشتہار شائع نہیں ہوا۔ سائنس پلیر۔

مطالبہ کا زبان پر انا تو بڑی بات ہے دل میں خیال تک بھی نہ لاتے :

کوئی شریف و غیرت مند انسان اس طرح کے کاروباری طریق اور تجارتی اصول کے طور پر اپنی لخت جگر کی توہین و تضحیک برداشت نہیں کر سکتا خواہ اس کی بردن ہی کیوں نہ اڑادی جائے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ ان کے دل میں جو رہی سہی عزت مرزا تھی وہ بھی کافور ہو گئی اور انہوں نے نہ صرف بشد و مد اس رشتہ سے انکار کیا بلکہ اپنی غیرت و شرافت اور مرزا صاحب کی سوء عقل و قابل نفرت تہذیب کا اظہار کرنے کو مرزا صاحب کا وہ خط مخالفین مرزا کے اخباروں میں شائع کر دیا اور خدا کی قسم اگر وہ ایسا نہ کرتے اور یہ رشتہ منظور کر لیتے تو ہر شریف و مہذب انسان قیامت تک کے لئے انہیں ذلیل و حقیر جاننے پر مجبور ہوتا۔ آدم برسر مطلب مرزا صاحب نے جو خط انہیں لکھا، وہ چونکہ پیشگوئی پر مبنی تھا اسلئے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں، ملاحظہ ہو :-

”خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک سے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ اگر آپ اپنی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو وہ تمام نحو تیں آپ کی دور کر دیگا اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا تو آپ کے لئے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا، اور اس کا انجام درد اور تکلیف اور موت ہوگی یہ دونوں طرف برکت اور موت کی ایسی ہیں کہ جن کو آزمانے کے بعد میرا صدق یا کذب معلوم ہو سکتا ہے،“

(نقش مکتوب مرزا مندرجہ اخبار نور افشاں۔ ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء۔ منقول از آئینہ سماوات مصنفہ مرزا علی ۲۹ ص ۲۸۰ء۔، ج ۱، ص ۲۸۰ء۔ ج ۲، ص ۲۵)

اس خلاف تہذیب مطالبہ اور دھمکی آمیز خط کا جو اثر ہوا وہ ہم لکھ چکے ہیں کہ بجائے اس کے کہ احمد بیگ وغیرہ اس سے ڈرتے، انہوں نے اسے مشہور کر دیا۔ حالانکہ مرزا صاحب کی خواہش تھی کہ اسے مخفی رکھا جائے :

ان کی ان کاروائی سے مرزا صاحب کو اور بھی غصہ آیا اور آپ نے کھلے بندوں اشتہار دیا۔

”اخبار نور افشاں ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء میں جو خط اس راقم کا چھاپا گیا ہے وہ

ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا  
 نشان آہانی کے طالب  
 نفس افترا ہے البتہ وہ لوگوں  
 ناقص (یہ لوگ مجھ کو میرے  
 مجھ سے کوئی نشان آہانی  
 قبول ہو کر خدا نے یہ تقریر  
 کے لئے ہماری طرف پہنچانے  
 دستخط کر دیتے لیکن خیال  
 لو دیا گیا پھر استخارہ کیا گیا  
 وقت آ پہنچا، اس قادر حکیم  
 سلسلہ جنبانی کرو اور ان  
 شرط پر کیا جائے گا اگر نکاح  
 ہو گا جس دوسرے شخص  
 اور ایسا ہی والد اس دختر  
 نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ  
 بعد انجام کار اس عاجز کے  
 ہے۔ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَ  
 يَزُودُهَا إِلَيْكَ لَا تَبْدِيلُ  
 یعنی انہوں نے ہمارے  
 خدا تعالیٰ ان کے تدارک  
 مددگار ہو گا، اور انجام کار  
 نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹا  
 ہو جاتا ہے بد خیال لوگوں  
 ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر  
 (ایشہار مرزا، منور، ۱۰ جولائی)

محمدی بیگم کی عمر اس وقت ۹ سال کی تھی جب  
 قسمی کتاب الہیریہ، ص ۷۷-۷۸، ۱۱۳ اور ۱۱۴  
 حساب سے مرزا کی عمر ۵۶ یا ۵۷ سال کی ہو گی

اس اشتہار میں جو کچھ ہے محتاج تشریح نہیں، صاف صاف اعلان ہے کہ اگر دوسری جگہ نکاح کیا گیا تو اس عورت کا خاوند اڑھائی سال میں اور اس کا والد تین سال میں فوت ہو گا یہ خدا کا مقرر کیا ہوا فیصلہ اور اٹل وعدہ ہے جسے کوئی بھی ٹال نہیں سکتا جو شخص اس میں رکاوٹ ہو گا وہ بھی ساتھ ہی پس جائیگا، آخر کار مرزا سے نکاح ہو گا یہ دلیل ہے خدا کے قادر فَعَالٌ لَمَّا يُرِيدُ اور مرزا صاحب کے ملہم خدا ہونے کی وغیرہ۔

اس کی مزید تائید الفاظ ذیل میں یوں کی گئی ہے :-

”خدا تعالیٰ ہمارے کنبے اور قوم میں سے تمام لوگوں پر جو (اس) پیشگوئی کے مزاحم ہونا چاہیں گے، اپنے قہری نشان نازل کریگا اور ان سے لڑے گا اور ان کو انواع و اقسام کے عذابوں میں مبتلا کرے گا، اُن میں سے ایک بھی ایسا نہ ہو گا جو اس عقوبت سے خالی رہے۔ ایک عرصے سے یہ لوگ مجھے میرے الہامی دعاوی میں مکار اور دکاندار خیال کرتے ہیں پس خدا تعالیٰ نے انہیں کی بھلائی کے لئے انہیں کی درخواست سے الہامی پیشگوئی کو ظاہر فرمایا۔ یہ سمجھیں کہ وہ (خدا) درحقیقت موجود ہے یہ رشتہ جس کی درخواست میں غش بطور نشان کے ہے تا خدا تعالیٰ اس کنبہ کے منکرین کو ثوبہ قدرت دکھاوے،“

(اشہار ۱۵، جولائی ۱۸۸۸ء، مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اس، ۱۱۹-۱۱۸)

مجموعہ اشہارات ص، ۱۶۰ تا ۱۶۳، ج-۱، تہذیب، ص-۱۶۱

اس تحریر میں بھی مثل سابق پیشگوئی کی عظمت و شوکت کا اظہار ہے اور اس کو خدا کے موجود، مرزا صاحب کے منجانب اللہ ہونے کی ایک زبردست دلیل اور اعجاز قدرت قرار دیا گیا ہے :-

اور سینے مرزا صاحب رسالہ شہادۃ القرآن ص ۸۰ ج-۱، ص-۱۶۳ تا ۱۶۲

پر راقم ہیں :-



جیسا کہ عبداللہ آتھم امرتسر  
 پھر مرزا احمد بیگ ہو شیار پور  
 تاریخ سے جو ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳  
 انسانی طاقتوں سے بالکل بالا  
 پیشگوئیاں کوئی معمولی بات نہیں  
 اختیار میں ہیں سو اگر کوئی طالب  
 تینوں پیشگوئیاں پنجاب کی تین  
 مسلمان قوم سے تعلق رکھتی۔

(۱) مرزا احمد بیگ

(۲) داماد اس کا اڑھائی سال

فوت نہ ہو (۴) وہ دختر بھی

(۵) یہ عاجز بھی ان تمام واقعات

عاجز سے نکاح ہو جاوے (ملک)

یہ عبارت بھی اپنا

اور اس کے داماد کا اڑھائی سال

آنا عظیم الشان پیشگوئی قرار دے

اور افترا ہے اول یہ کہ اصل

اور اس کی مدت بھی اڑھائی

تین سال لکھی تھی یہ ترتیب

میعاد اڑھائی سال ہے اور پیش

گاجو دوسرے نمبر پر مذکور ہے

اس تحریر کے وقت مرزا احمد بیگ بقضا الہی اپنی مقررہ عمر پوری کر کے فوت ہو چکا تھا حالانکہ اسے اپنے داماد کے بعد مرزا تھا اس لئے مرزا صاحب نے اس تحریر میں یہ چالاکی کی کہ احمد بیگ کی موت پہلے ذکر کی اور اس کے داماد کا ذکر دوسرے نمبر پر کیا:

دوسری چالاکی اس تحریر میں یہ کی ہے کہ اصل پیشگوئی کی رو سے یہ ضروری نہیں تھا کہ پہلے وہ عورت دوسری جگہ بیاہی جائے پھر بیوہ ہو کر مرزا کے نکاح میں آئے بلکہ دونوں صورتیں ملحوظ تھیں یعنی پیشگوئی یہ تھی کہ وہ عورت باکرہ یا بیوہ ہو کر میرے نکاح میں ضرور آئے گی مگر اس تحریر کے وقت اس عورت کا دوسری جگہ نکاح ہو چکا تھا اس لئے مرزا صاحب نے پیشگوئی کے ایک حصہ ”باکرہ“ کو تو بالکل ہی ہضم کر لیا اور صرف ”بیوہ“ والا حصہ ظاہر کرنے کو لکھا کہ ہماری پیشگوئی یہ تھی کہ:-  
 ”وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔“

ناظرین کرام! یہ ہیں مرزا صاحب ”صادق نبی اللہ کی، مقدس چالیں غور فرمائیے اگر پیشگوئی کی رو سے یہی ضروری تھا کہ وہ عورت پہلے دوسری جگہ بیاہی جائے گی اور بیوہ ہو کر مرزا صاحب کے نکاح میں آئے گی تو پھر مرزا صاحب نے کیوں خط پر خط بھیجے کہ ہمارے ساتھ نکاح کر دو، دوسری جگہ نہ کرو، اگر کرو گے تو تم پر مصائب آئیں گے یہ ہو گا وہ ہو گا یہاں تک کہ خود سلطان محمد کو خطوط لکھے کہ تم یہ نکاح منظور نہ کرو:

حاصل یہ کہ مرزا صاحب کی یہ تحریر ان کی اصلیت کا اظہار کر رہی ہے کہ وہ کیا تھے، بہر حال مرزا صاحب کی ان تمام دھمکی آمیز پیشگوئیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ فریق ثانی نے محمدی بیگم کو مورخہ ۷۔ اپریل ۱۸۹۲ء کو مرزا سلطان محمد ساکن پٹی (ضلع لاہور) سے بیاہ دیا (آئینہ سالانہ ص ۲۸۰) ج ۵۔ اور ہمارے مرزا صاحب بصد حسرت و یاس اپنا سامنہ لیکر رہ گئے:

اس پر مزید ستم یہ کہ مرزا سلطان محمد خاوند محمدی بیگم بجائے اڑھائی سال

دل میں لے کر کوشہ فبریز  
عذر کیا کرتے ہیں،

## مرز

نکاح کی حضرت ص

(۲) بیوہ ہو کر باکرہ والی صور

باطل کر دیا::

(۱) مرزا صاحب ک

آجائے یا خدا بیوہ کر کے اس

مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۲

الہام ہی مرزا صاحب کے کا

جہالت نہیں ہو سکتی::

(۲) آپ نے جو ا

پیش کیا ہے یہ تو پیشگوئی کا

مندرجہ ہے۔ کیا مرزا صاحب

کہ اس عورت سے تیرا نکاح

باکرہ کی صورت کو منسوخ

معلوم ہوتا ہے کہ

صاحب سے بھی دشمنی ہے کہ

اگر ایک ہی اشتہار

محکم دلائل و براہین سے مزین

جاتا ہے کہ اس سلسلے کی دھڑلاؤں کے لئے سلسلہ جہنابی کر اور ان کو کبرہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائے گا (کہ اپنی لڑکی کا بصورت باکرہ مجھ سے عقد کر دو) یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت ہو گا۔ ” اور دوسری طرف ” باکرہ یا بیوہ “ کی دورنگی ہے اور تیسری طرف باکرہ والی صورت ہی منسوخ کر دی گئی ہے تو اس کے بعد مرزا صاحب نے کیوں سر توڑ کوشش کی کہ کسی طرح دوسری جگہ نکاح نہ ہونے پائے اور میرے ساتھ ہی ہو جائے یہاں تک کہ اپنی بیوی کو دھمکی دی کہ اگر وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور (دوسری جگہ) نکاح کرنے کی کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر لیا تو طلاق دے دوں گا۔ ” اور اسی غصہ میں دے بھی دی۔ بلکہ اپنے لڑکے سلطان احمد کو عاق اور محروم الارث قرار دیا اور دوسرے لڑکے کے نام فرمان جاری کیا کہ اپنی بیوی جو احمد بیگ کی بھانجی ہے اس کو طلاق نہ دو گے تو تم بھی عاق متصور ہو گے وغیرہ:۔ (اشہار ۲، مئی ۱۸۹۱ء) مجموعہ اشہارات ص ۲۲۱-ج ۱-۱۱

## مرزائیوں کا دوسرا عذر

حضور (مرزا صاحب انجام آتم ص ۲۱۶ میں) فرماتے ہیں کہ اصل پیشگوئی نکاح کی نہیں بلکہ احمد بیگ و سلطان محمد کی موت کی تھی اور اس عورت کا نکاح میں آنا تو محض پیش گوئی کی عظمت بڑھانے کے لئے ہے (ص ۱۳-۱۴ احمدیہ پابک)

## الجواب

اگر اصل مقصود ان کی ہلاکت تھی تو پھر وہ اڑھائی سال کی بتائی ہوئی معیار میں کیوں نہ فوت ہوا؟ یہ عذر تو بجائے مفید ہونے کے تمہیں اور بھی مضر ہے۔ ماسوا اس کے یہ بھی جھوٹ ہے کہ اصل مقصود اور اصل پیشگوئی ان کی ہلاکت کی تھی حالانکہ اصل پیش گوئی تو نکاح کی تھی مرزا احمد بیگ سلطان محمد کی موت تو محض اس لئے اور اس شرط پہ تھی کہ وہ اس نکاح میں مانع ہوں گے تو میعاد کے

ناظرین کرام ملا  
ساتھ پیش گوئی کرتے ہیں  
دختر کو ہر ایک مانع دور کرنے  
کی باتوں کو ٹال سکے لا تَبْدِ  
وہی ہو جاتا ہے بلکہ یہاں تک  
اور تم اس بات کو وقوع میں  
نکاح پڑھا دیا ہے میری باتوں

مگر بعد میں جب  
بھر وقعت نہیں دیتا، لطف یہ  
میں اس کی موت تو درکنار  
بعد بقول مصنف احمد یہ پا کر  
نہیں تھی۔ آہ! کیا سچ ہے کہ :-  
”انسان جب حیا کو چھوڑ

مر

جب احمد بیگ میع  
۔ اس نے حضرت مسیح موعود کو  
میں دعا کی خدا تعالیٰ غفور رحیم

۱- احمد بیگ کا سلطان محمد سے قبل مرنا پیشگوئی کی تکذیب ہے۔ جیسا کہ ہم اس پر مفصل لکھ چکے ہیں، سلطان محمد کے متعلق یہ کہنا کہ اس نے اپنے خسر کی موت ملاحظہ کر کے مرزا صاحب کی خدمت میں خطوط بھیجے اور خدا سے تضرع و ابتال کے ساتھ پناہ مانگی یہ اس قدر جھوٹ ہے کہ دنیا میں کوئی بدترین سے بدترین انسان بھی اس قدر جھوٹ نہیں بول سکتا۔ ہمارا چیلنج ہے کہ اگر تم لوگ مرزا احمد کی وفات کے بعد اور سلطان محمد کی میعاد تاریخ کے اندر اندر اس کا کوئی خط مرزا صاحب کے نام بھیجا ہو ا دکھا دو تو ہم سے منہ امانگا انعام لو ورنہ یاد رکھو کہ قیامت کے دن کذابوں اور دجالوں کے ساتھ تمہارا حشر ہو گا۔

۲- مرزا احمد بیگ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو فوت ہوا (ملاحظہ ہو آئینہ کمالات ص ۱۵۹، ۱۴۷، ۱۴۸) (خ، ص ۳۲۵، ج ۵، تذکرہ ص ۱۵۹، ۱۴۷، ۱۴۸) کہا جاتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد سلطان محمد نے خط بھیجے وغیرہ (بہت خوب) مگر سوال یہ ہے کہ کیا۔ ان خطوط اور توبہ وغیرہ کے باعث اس سے عذاب موت جو میعادى اڑھائی سالہ تھا، ٹل گیا۔ مرزاجی کہتے ہیں کہ ”نہیں“ چنانچہ احمد بیگ کی وفات کے قریباً ایک سال بعد مرزا صاحب اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں سلطان محمد کی میعادى موت کو بحال رکھتے ہوئے راقم ہیں:-

”مرزا احمد بیگ ہو شیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشگوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں الخ

(ص ۸۰) (خ، ص ۳۷۵، ج ۶)

اس عبارت نے معاملہ بالکل صاف کر دیا کہ اگر سلطان محمد نے کوئی خط وغیرہ

اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مرزائی ایک خط پیش کیا کرتے ہیں کہ سلطان محمد لکھتا ہے کہ میں مرزا صاحب کو بزرگ خادم اسلام پہلے بھی اور اب بھی سمجھتا ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ بغرض محال اگر یہ خط اس کا بھی ہو اس سے اس کی توبہ وغیرہ ثابت نہیں ہوتی بلکہ وہ صاف کہہ رہا ہے کہ میں جیسا پہلے مرزا کو جانتا تھا ویسا ہی اب جانتا ہوں کوئی تبدیلی نہیں۔

بھیجا اور توبہ بھی کی ہے

مرے گا اور مرزا صاحب

رہے ہیں فلہ الحمد

اور بات بھی

تھا کہ ”جس دوسرے شخص

یعنی سلطان محمد کا قصور

تحریر ذیل سے ہوتی ہے

احمد بیگ کے د

پروانہ کی۔ خط پر خط

التفات نہ کی سو یہی قصور

(۱)

## نکاح محمد

### مرز

جب مرزا صاحب

سلطان محمد مقررہ وقت میں

”کہ اس وعید کی

کی رو سے یہی

سکتی ہے (ص ۲۹)

داماد احمد بیگ کی

پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور آخر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کر دے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آقظم کی پیش گوئی پوری ہو گئی (میعاد میں نہ مرنے پر اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے، وقتوں میں تو کبھی استعارات کا دخل ہو جاتا ہے۔ بائبل کی بعض پیشگوئیوں میں دنوں کے سال بنانے گئے ہیں جو بات خدا کی طرف سے ٹھہر چکی ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا اگر خدا کا خوف ہو تو اس پیشگوئی کے نفس مفہوم (میری زندگی میں مرنے) میں شک نہ کیا جائے۔ وعید کی پیشگوئی میں گو بظاہر کوئی بھی شرط نہ ہو تب بھی بوجہ خوف تاخیر ذال دی جاتی ہے پھر اس اجماعی عقیدہ سے محض میری عداوت کے لئے منہ پھیرنا اگر بد ذاتی نہیں تو کیا ہے (مطلب یہ ہے کہ سلطان محمد کے اندرون میعاد نہ مرنے پر اعتراض نہ کرو اگر ضرور تم اس کی موت کے لئے کسی میعاد کے ہی خواہاں ہو تو) فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالیٰ مقرر کرے اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں۔ پیشگوئی میں تین شخصوں کی موت کی خبر دی گئی تھی۔ دونوں فوت ہو چکے صرف ایک (سلطان محمد) باقی ہے اس کا انتظار کرو۔ ضرور ہے کہ یہ وعید کی (میعادی) موت اس سے تھمی رہے جب تک کہ وہ گھڑی آجائے کہ اس کو بے باک کر دیوے سو اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو۔ اس کو کذب بناؤ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور خدا

کی قدرت کا تماشا دیکھو اس پیشگوئی میں عربی الہام کے الفاظ یہ ہیں

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ فَيَكْفُرِيكَهُمْ اللَّهُ وَيُرِيدُهَا إِلَيْكَ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ إِنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ (یعنی انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ ٹھٹھا کر رہے ہیں سو خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہو گا اور انجام کار اس لڑکی کو تیری طرف واپس لائے گا کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو نال

سکے تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے)

(حاشیہ انجام آقظم صفحہ ۳۲۲۲۹، خز، ص- ۳۲۲۲۹، ج- ۱۱، تذکرہ ص- ۱۵۹، ۲۸۰، ۲۸۶، ۲۸۷، ۳۰۳)



انجام آتھم کی  
 میعاد میں اس  
 میں عذاب ٹل جو  
 وغیرہ اگر تم ضرور کرو  
 تکذیب کا اشتہار  
 موت تجاوز کر  
 ہم حیران ہیں  
 تعالیٰ کی قسمیں کھا کھا کر  
 باقی رہا توبہ کا عذر سوا اس  
 جب کہ مرزا صاحب کی  
 لوگوں کو کسی دوسری میعاد  
 جب کہ اللہ تعالیٰ اس سے  
 سب مغالطہ دینے اور شر  
 آئندہ کے لئے سلطان  
 میرم اٹل قرار دیا ہے ::  
 ناظرین! یہ قول  
 زبردست حربہ ہے کیوں  
 کامیاب رقیب سلطان محمد  
 بیگم آج تک سلطان محمد،  
 سلطان محمد کی م

بچ رہا۔

## جواب

تکذیب کا اشتہار کسی میعاد کے مقرر کرانے کے لئے تھا جیسا کہ انجام آتھم کی تحریر بالا اس پر شاہد ہے اور ہمارا اعتراض اس وقت کسی میعاد کے اندر نہ مرنے پر نہیں۔ بلکہ اس پر ہے کہ مرزا صاحب نے جو سلطان محمد کی موت اپنی زندگی میں تقدیر مبرم بتائی تھی جس کے نہ ہونے پر تھا کہ اگر میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس تمہارا یہ عذر قطعاً لغو ہے، اس تقدیر مبرم والی موت میں کوئی شرط نہ تھی بار بار مرزا صاحب نے لکھا ہے۔

(۱) اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے۔

(۲) جو بات خدا کی طرف سے ٹھیر چکی ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا::

(۳) اس پیشگوئی کے نفس مفہوم میں شک نہ کیا جائے::

(۴) صرف ایک باقی ہے اس کی موت کا انتظار کرو::

(۵) خدا تعالیٰ انجام کار اس لڑکی کو میری طرف واپس لائے گا کوئی

نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے وغیرہ وغیرہ::

انجام آتھم کی یہ سب عبارتیں مرزائیوں کے عذر کو لغو اور بیہودہ ثابت

کر رہی ہیں::

## دوسرا جواب

مرزا صاحب نے سلطان محمد کی موت کو تقدیر مبرم قرار دیا ہے اور تقدیر

مبرم میں کوئی شرط نہیں ہوتی جیسا کہ خود مرزا صاحب نے لکھا ہے:-

”گو بظاہر کوئی وعید کی پیشگوئی شرط سے خالی ہو مگر اس کے ساتھ پوشیدہ

طور پر شرط ہوتی ہے۔ جز ایسے البام کے جس میں یہ ظاہر کیا جائے کہ ا-

کے ساتھ کوئی شرط نہیں پس ایسی صورت میں وہ قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے

اور تقدیر مبرم قرار پا جاتا ہے، یہ نکتہ سورۃ فاتحہ میں مخفی رکھا گیا ہے“

(ص ۱۰۰ احاشیہ انجام آتھم) (بخاری، ص ۱۰۰، ج ۱۱)

یہ عبارت صاف  
 اور سنو! اگر سلط  
 کی اس تحریر کے بعد سارے  
 مجھے خدا نے:-

(۱) کہا ہے يُبَارِكُ  
 برکت دے گا فَمَنْ  
 الْأَفَاتِ عِنْدُ  
 ہے کہ ان پر آفتوں  
 جس کا اشتہارات  
 تَسْوَدُّ وُجُوهُ أَعْمَى  
 وقت آنے والا  
 دشمنوں کے منہ سیا  
 کریں وَإِنَّ اللَّهَ  
 فَاسْقِيْنَ بِأَشْبِهِ  
 وَالْآنَ مَا بَقِيَ أ  
 صرف ایک شخص ہلا  
 حکم کے وَ إِنَّهُ لَا  
 تحقیق خدا اپنی پینے  
 رسوا نہیں کرے  
 (۲) یاد رکھو خدا  
 مرتبہ لکھ چکے ہیں  
 (۳) یاد رکھو اس  
 بدتر نصیروں گا اسے  
 نہیں یقیناً سمجھو کہ یہ  
 رب ذو الجلال ہے

(س ۱۵۳، ضمیمہ، انوار شریعت، ج ۱، ص ۶۰)

(۴) ”نفس پیشگوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کے لئے الہام الہی میں یہ فقرہ موجود ہے لا تبدیلی لکلمت اللہ یعنی میری یہ بات گہر نہیں ٹلے گی پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے“ (اشتبہ، ص ۱۰۱، فتاویٰ رضویہ)

## مرزائی اعتراض

تقدیر مبرم بھی بدل جاتی ہے اور اس میں بھی شرط ہو سکتی ہے ::

## الجواب

ہم اس وقت مرزا صاحب کے الہامات پر گفتگو کر رہے ہیں پس اس صاحب مرزا صاحب کا تقدیر مبرم کے متعلق جو مذہب ہو گا اسی پر فیصلہ ہو گا۔ اولاً ہم اوپر مرزا ثابت کر چکے ہیں کہ ان کے نزدیک تقدیر مبرم بلا شرط ہوتی ہے۔ نیز یہ کہ محمدی کلام والی تقدیر مبرم ایسی ہے جو بقول مرزا ”کسی طرح نہیں ٹل سکتی۔ اگر ٹل جائے کلام باطل ہوتا ہے،“ حاصل یہ کہ مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کو اپنے صادق ہونے کی دلیل قرار دیا تھا اور لکھا تھا کہ اگر یہ پوری نہ ہو تو ”میں ہر ایک بد ٹھہروں گا“ اور یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اس لئے ہم مرزا صاحب کے منہ عقیدہ رکھتے ہیں جو انہوں نے خود سکھایا ہے ::

## ضمیمہ متعلقہ محمدی بیگم

ناظرین! اس مضمون پر کافی بحث ہو چکی ہے مزید ملاحظہ ہوا شہتبار ۱۸۸۸ء میں صاف بتایا گیا ہے۔ کہ ایک تو بہ نہ کرے گا تو مر جائیگا اور دوسرا تو وہ بچ جائے گا۔ اس کے چھ ماہ بعد احمد بیگ والد محمدی بیگم مر گیا اور سلطان محمد بیگم ڈر گیا تو اس لئے وہ بچ گیا۔

## الجواب

یہ تمام قصہ جھوٹ اور مغالطہ ہے کہ  
بموجب مرزا احمد بیگ کو سلطان محمد کی زندگی میں مر  
نے صاف بطور پر لکھ دیا تھا کہ احمد بیگ کی موت  
س ۵۷۲ھ، ص ۳۴۵، ج ۵، پرمزا صاحب

فتاوحی اللہ الی ان اخطب الصبیح  
نے مجھے وحی کی ہے کہ احمد بیگ سے اس  
طلب کر۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔ ا  
اخبرنی ان انکھار جلا اخر لا  
تزوجہ فیصیب علیک مصائب  
ص ۵۷۳ یعنی مجھے خدا نے یہ فرمایا کہ ا  
اگر تو نے میرے اس سوال رشتہ کو قبول  
نے خبر دی ہے کہ اس لڑکی سے دوسرے  
لئے بھی اور تیرے لئے بھی موجب برک  
سے نہ ڈراتو تجھ پر کئی ایک مصیبتیں برسیں  
تیری موت ہوگی۔“

اس سے صاف ظاہر ہے کہ سلطان  
سلسلہ مصائب کی آخری کڑی محمدی بیگم کے باپ  
کے ایک زبردست قرینہ بھی اس کی تائید میں  
کی غایت تین سال مقرر کرتے ہیں اب ظاہر  
گذرتے ہیں پس مرزا احمد بیگ کی موت اس کے  
جو اس طرح نہیں ہوئی۔ اس پیشگوئی کی یہ خبر بھی  
باقی رہا سلطان محمد کا ڈرنا اور توبہ کرنا  
توبہ کی۔ آخر اس کا قصور کیا تھا جس سے وہ توبہ کر

احمد بیگ کے داماد کا قصور یہ تھا کہ اس نے تحویف کا اشتہار دیکھ کر اس پر واہ نہ کی۔ پیشگوئی کو سن کر پھر نکاح کرنے پر راضی ہوئے۔

(اشتہار انعامی چار ہزار حاشیہ ص ۴۷) مجموعہ اشتہارات

معلوم ہوا کہ سلطان محمد کا قصور محمدی بیگم سے نکاح کرنا تھا۔ بات یہ ہے کہ کیا اس نے توبہ کی۔ اب توبہ کے متعلق مرزا صاحب فرما توبہ کے کہتے ہیں؟ مرزا صاحب رقطرازی ہیں:-

مثلاً اگر کافر ہے تو سچا مسلمان ہو جائے اور اگر ایک جرم کا مرتکب ہے تو سچ اس جرم سے دست بردار ہو جائے،

(ص ۱۶ اشتہار مرزا ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء) ۱۶ ستمبر ۱۸۹۲ء مجموعہ اشتہارات ص ۴۷

یہ تعریف توبہ کی بالکل صحیح و درست ہے جس کی رو سے سلطان محمد چاہیے تھی کہ وہ اپنی منکوہہ کو طلاق دے کر اس جرم سے دست بردار ہو جاتا۔ اس نے جو کچھ کیا وہ محتاج تشریح نہیں آج وہ اس عورت پر قابض و متصر نکاح سے پہلے ڈرا (جو مرزا صاحب کی تحریر مذکورہ بالا سے ثابت ہے) کے بعد کیونکہ یوم نکاح ۱۸۹۲ء سے آج تک چالیس سال سے زائد عرصے عورت پر قابض ہے اور خدانے اسے اس محمدی بیگم کے بطن سے مرزا تحریر کے خلاف ایک درجن کے قریب اولاد بھی بخشی ہے۔ حالانکہ مرزا لکھا تھا کہ اس سے دوسرے شخص کا نکاح کرنا اس لڑکی کے لئے بابرکت پیشگوئی کی یہ جزو بھی جھوٹی نکلی۔ نیز مرزا سلطان محمد مرزا غلام احمد صاحب ”بستر عیش“ کو غلط ثابت کر رہا ہے۔ احمدی دوست یہی ہانکتے جارہے سلطان محمد، تاہم ہو گیا اس لئے وہ بیچ گیا۔ آخر اس کا کیا گناہ تھا اور اس نے چاہے تھی؟ کیا اس نے اس گناہ سے توبہ کی؟ اس کا یہی قصور تھا کہ وہ ”بستر عیش“ کی خواہش و تمنا کے پورا ہونے میں حائل تھا:-

۱۔ ایک دوسری جگہ توبہ کے متعلق لکھا ہے۔ ”توبہ“ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف ایک موت کی حالت بنا کر رجوع کرنا اور موت کی حالت بنا کر اپنی قربانی آپ کو آگے بڑھانے اور اس سے توبہ کی خواہش۔

آنحضرت ﷺ

گی، جو نہ آئی۔

یہ روایت بالکل غیر منہج  
بھی ہو تو یہ ایک کشفی معاملہ ہے  
فوت ہو چکی تھیں۔ پس اس نذر  
دلیل ہے نیز مرزا صاحب خود  
”بعض آثار میں آیا ہے کہ  
میں زوجہ مطہرہ آنحضرت

پس جبکہ خود اس روایت  
تمہارا اس کو محمدی بیگم کے نکار

یہ پیش گوئی مشروط تھی

اول تو یہ الہام حسب  
توہمی توہمی صیغہ مؤنث کا بھی گو  
محمد شاہ محمدی بیگم مرد ہے نہ کہ عورت  
چاہئے تھی کہ وہ اپنی نواسی مرزا  
القائے سے ظاہر ہے کہ وہ باکرہ  
نے اپنی چھوٹی بہو عزت بی بی۔

خود بھی لکھے ان سے ظاہر ہے کہ مرزا جی محمدی بیگم کے کنواری ہونے کی حالت میں نکاح کی کوشش کرتے رہے پس محمدی بیگم کی نانی نے باوجود اس جھمکی کے کوئی پروا کی۔ اور اپنی نواسی مرزا جی کی خواہش کے خلاف، سلطان محمد سے بیاہ دی۔ اور اس کو نواسی محمدی بیگم پر کوئی بھی بلا نہ آئی۔

## اعتراض

تقدیر مبرم ٹل سکتی ہے نیز احادیث سے ثابت ہے کہ دعا اور صدقات سے تقدیر مبرم ٹل جاتی ہے۔

## الجواب

یہ سب مغالطے ہیں اگر ہر تقدیر مبرم اور غیر مبرم دعا اور صدقات سے ٹل سکتی۔ تو مبرم غیر مبرم میں تمیز نہ رہی۔ اور تقسیم بیکار ہوئی ان احادیث کا صحیح مفہوم نفس مسئلہ کو ملحوظ رکھ کر یہی ہے کہ دعا اور صدقات سے وہی امور ملتے ہیں جو ان سے متعلق ہوں اور یہ سب کچھ خدا کے علم میں پہلے ہی سے ہوتا ہے (حاشی حصین و نووی شرح مسلم)۔ مرزا جی کے نزدیک تقدیر مبرم اٹل ہے اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہو جاتا ہے نیز بقول مرزائی صاحبان احمد بیگ کے داماد کی موت اور محمدی بیگم کے نکاح کی ہر دو تقدیریں ٹل گئیں۔ اب نتیجہ صاف ہے کہ یہ پیش گوئیاں خدا کی طرف سے نہیں تھیں کیونکہ مر صاحب کے قول کے بموجب خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں اور جب ٹل گئیں تو لامحالہ ما پڑے گا کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تھیں و ہذا المراد۔

ملاحظہ ہو مرزا صاحب کا ارشاد کہ تقدیر مبرم نہ ٹلنے کی بات۔

”یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح نہیں ٹل سکتی کیونکہ اس کے لئے اہام الہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ لا تَبْدِیْلَ کَلِمَاتِ اللّٰہِ لَیْسَ بِیْرِیْ یٰہٰ ہٰرُزْہُ نَبِیْسٌ لَّیْسَ لَہٗ اَنْ یَّکْفُرَ بِمَا یَعْبُدُ اَوْ یَتَّخِذَ لَہٗ اٰیٰتٍ کٰذِبًا“۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا تعالیٰ کا کلام باطل ہوتا ہے اور اسی طرح کرے گا جیسا کہ اس نے فرمایا ہے کہ میں اس عمارت کو اس کے نکاح



کے بعد واپس لوٹیں گا اور  
آگے کوئی ان ہونی نہیں  
کے نفاذ کے مانع ہوں۔  
(اشہد انہما سورۃ)

حضرت یونس علیہ السلام  
قوم پر عذاب نازل ہو گا مگر عذاب

یہ کسی آیت و حدیث  
کذب و افتراء ہے ::

سلطان محمد نے آج تک  
طور پر نہیں لکھا ::

ناظرین! ہم آپ کی خدمت  
جو مزائی صاحبان کی تکذیب کے  
سے ہرگز نہیں ڈرا۔ وہ ایک فوجی  
کی بارش کا خیال بندھا رہتا ہے  
لوگ نہیں ڈرتے تو ایک عورت  
سے اسے کیا خوف ہو سکتا تھا چنانچہ

## خط نمبر اول

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو میری موت کی پیشگوئی فرمائی تھی اس میں ان کی تصدیق کبھی نہیں کی۔ نہ میں اس پیشگوئی سے کبھی ڈرا۔  
 سے اور اب بھی اپنے بزرگان اسلام کا پیر و رہا ہوں ::

۳ مارچ ۱۹۲۳ء دستخط مرزا سلطان

## تصدیقی دستخط!

مولوی عبداللہ امام مسجد مبارک۔

مولوی مولا بخش خطیب جامع مسجد پٹی بقلم خود۔

مولوی عبدالجید ساکن پٹی بقلم خود۔

مستری محمد حسین نقشہ نویس پٹی بقلم خود۔

مولوی احمد اللہ صاحب امرتسر۔

(اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۲۳ء و تحقیق لاٹانی ص ۹)

## خط نمبر دوم

مکرم جناب شاہ صاحب

السلام علیکم۔ میں تادم تحریر تندرست اور بفضل خدا زندہ ہوں میں  
 فضل سے ملازمت کے وقت بھی تندرست رہا ہوں میں اس وقت بعہدہ ر  
 پینشن پر ہوں گورنمنٹ کی طرف سے مجھے پانچ مہینہ عطا ہوئی ہے م  
 زمین بھی قصبہ پٹی میں میرے حصہ میں قریباً ۱۰ سو بیگھہ آئی ہے اور ضلع شیخوپورہ

باز ایڈیٹر نے اخبار اہل حدیث میں اعلان کیا تھا کہ مرزائی صاحبان اگر اس چٹھی کو غیر صحیح ثابت کریں  
 سو روپیہ مرزائیوں کو انعام دیں گے جو مولوی شاہ اللہ صاحب نے لودھانہ میں میرا قلم علی مرزائی سے  
 مرزائیوں نے اس اعلان پر دم نہیں مارا اور خاموش ہیں :: علی سید محمد شریف گھڑیالوی مرحوم و مغفور ۱۲۔

میری اراضی قریباً تین مربعہ اراضی  
 ماہواری ہے میرے چھ لڑکے ہیں  
 طرف سے اس کو ۲۵ روپے ماہوار  
 پاتا ہے میں خدا کے فضل سے اہل  
 ہوں میں اسکا پیر و نہیں ہوں اسکا

## پانچویں

مرزا صاحب کی کرامت  
 وقت اولاد کی پیشگوئی جڑ دیتے، آ  
 گھر لیتے، اور ساتھ ہی دورانہ لشی  
 نہ ہو تو ذلت و خواری سے بچنے کا  
 اگر کسی مرید کی بیوی حا  
 کر دیتے چنانچہ فروری ۱۹۰۶ء میں  
 دار تھیں۔ تب ”حضرت مسیح موعود  
 ” دیکھا کہ منظور محمد کے ہاں لڑ  
 کیا نام رکھا جائے۔ تب خ  
 کہ ”بشیر الدولہ، فرمایا کہ  
 منظور محمد کے لقب سے کسی  
 اس مسیحانہ گول مول

ہے مطلب یہ کہ آئندہ اگر منظور محمد کے گھر لڑکا پیدا ہو تو چاندی کھرٹی گے یہی مراد تھا۔ ورنہ کسی اور پر چسپاں کر دیں گے۔ مگر خدا تعالیٰ ابو مر کی رسوائی منظور تھی اس لئے اس الہام کے تقریباً ۳ ماہ بعد مرزا صاحب سے یہ رقم کرایا گیا ہے:-

”۷ جون ۱۹۰۶ء بذریعہ الہام الہی معلوم ہوا کہ میں منظور محمد صاحب کے گھر یعنی محمدی بیگم (زوجہ منظور محمد) کا ایک لڑکا پیدا ہو گا۔ جس کے دو نام ہوں گے (۱) بشیر الدولہ عالم (۲) کباب۔ یہ دو نام بذریعہ الہام الہی معلوم ہوئے بشیر الدولہ سے مراد ہماری دولت و اقبال کے لئے بشارت دینے والا۔ عالم کباب سے یہ مراد ہے کہ اس کے پیدا ہونے کے بعد چند ماہ تک یہاں تک کہ وہ اپنی بڑائی بھلائی شناخت کرے دنیا پر ایک سخت تباہی آئے گی گویا دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ خدا کے الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دنیا کے سرکش لوگوں کے لئے کچھ اور مہلت منظور ہے تب بالفعل لڑکا نہیں لڑکی پیدا ہوگی اور لڑکا بعد میں پیدا ہوگا کیونکہ وہ خدا کا نشان ہے“

(نقص ریویو ماہ جون ۱۹۰۶ء سرورق آخری)

اگرچہ یہ عبارت بھی فریب کا مرقع ہے، تاہم اتنا معاملہ بالکل عیاں ہے۔ منظور محمد کے گھر عالم کباب ضرور پیدا ہوگا جو خدا کا نشان اور مرزا صاحب کا شاہد ہوگا وغیرہ::

مرزا صاحب کی اس الہام بازی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے ایک ماہ بعد میں منظور محمد کے گھر مورخہ ۷ جولائی ۱۹۰۶ء کو لڑکی پیدا ہوئی جس پر نہیں تو کم از کم مرزا صاحب کی الہامی پریشانی ”اب ہوگا بعد میں ہوگا، تو (ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۱۰۱) ص ۲۲ ج ۱۰۹ ﴿﴾ باقی رہی یہ لڑکا کب پیدا ہوا۔ سو اس کا جواب مایوس کن ہے::

مرزا صاحب کے ایک مرید مسمیٰ ابوالفضل محمد منظور الہی نے مر کے جملہ روزانہ الہامات کو مرزا صاحب کی وفات کے بعد جناب مولوی

کے عہد خلافت میں ایک رسا  
 درج کر کے اس پر یہ نوٹ لکھ  
 ”اللہ تعالیٰ بہتر جانتا۔“  
 حضرت اقدس نے ا  
 چونکہ وہ فوت ہو چکی  
 پیشگوئی متشابہات سے  
 یہ الفاظ جس انتہائی  
 باقی رہا ”یہ عذر کہ یہ پیشگوئی  
 کہ اگر باوجود لڑکے کا نام اس  
 الہام درج ہونے کے بھی یہ  
 اس سے مرزا صاحب کا صدق  
 کوئی ایسی پیشگوئی بتادیں جو  
 فرمان ”مرزا ہمارا صدق یا کہ  
 امتحان نہیں،، مرزا صاحب کہ  
 بفرض مجال اگر اس  
 مفید اور ہمیں مضر نہیں کیونکہ  
 بالاتر ہوں بلکہ ”جو لوگ راز  
 حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا (۱۸۶۸ء) ص ۳۴  
 الہام ”الہی سے کر چکے ہیں تو

اس غلط پیشگوئی کا با  
 ”حضرت صاحب  
 نہیں کی جاسکتی اور نہ ا

کہ منظور محمد سے مراد میاں منظور محمد ہی ہوں۔ یہ ایک خواب ہے اور خواب میں، نام صفات کے لحاظ سے بتائے جاتے ہیں۔ پس منظور محمد سے مراد حضرت مسیح موعود کے سوا کوئی نہیں اور بشیر الددلہ سے مراد مرزا بشیر الدین محمود احمد ہیں جو عالم کباب بھی ہیں۔ ظفر علی (ایڈیٹر زمیندار) جیسے بدباطن حاسد آپ سچائی کی طرح جلیغیڑ حسدس ماتھا سگزر گئے،

(ص ۵۳ پاکت بک احمد)

## الجواب

۱۔ مرزا صاحب نے ابتدائے شک یہی کہا تھا کہ ”معلوم نہیں کہ منظور محمد سے کس طرف اشارہ ہے،“ چنانچہ ہم یہ تحریر نقل کر چکے ہیں، یہ ۱۹۔ فروری ۱۹۰۶ء کی ہے (ریویو مارچ ۱۹۰۶ء) مگر اس کے بعد ۷ جون ۱۹۰۶ء کو ”بذریعہ الہام،“ الہی میاں منظور محمد اور اسکی بیوی محمدی بیگم کی تعیین و تخصیص کی گئی ہے:

۲۔ منظور محمد کی تعیین ۷ جون ۱۹۰۶ء کو کی گئی۔ اس میں خواب کا کوئی ذکر

نہیں صاف الفاظ ہیں کہ ”بذریعہ الہام الہی معلوم ہوا۔“ خواب میں ہمیشہ صفا نام ہی نہیں دکھائے جاتے دیکھو محمود احمد کا نام بھی تو خواب میں دکھایا گیا تھا بقول مرزا صاحب

(ص ۱۷۱ حقیقۃ النوی ص ۳۸۸ ق) ﴿خ، ص ۲۲۷ ج ۲۲﴾

۳۔ منظور محمد سے مراد کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خود مرزا صاحب

باہام ”میاں منظور محمدی،“ تخصیص کر دی ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب اپنی ذات پر اس الہام کو لگا سکتے تھے پس ”ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز معتبر نہیں، (اشہار مرزا ۱۷ اگست ۱۸۸۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۱۲۱) ﴿مجموعہ اشتہارات ص ۴۲ ج ۲﴾

۴۔ منظور محمد اور اس کی بیوی محمدی بیگم ضروری طور پر مراد ہیں مرزا صاحب

لکھتے ہیں ”ضرور ہے کہ خدا اس لڑکے کی والدہ کو زندہ رکھے جب تک یہ پیشگو

پوری ہو،“ (حاشیہ ص ۲۳۳ ریویو ماہ جون ۱۹۰۷ء) ﴿تذکرہ ص ۶۲۲﴾

۵۔ میاں محمود احمد اس پیشگوئی سے قریباً ۱۷ سال پہلے پیدا ہوا چکے تھے

(۱۸۸۹ء کو ملاحظہ ہو ص ۳۳، ۹۳ تریاق)

الفاظ ہیں کہ ”لڑکا پیدا ہو گا،“

کی زوجہ محمدی بیگم کے بطن سے

صاحب کے لڑکے ہیں جو محمد

۶۔ عالم کتاب سے

، یا جو نبی کہ وہ ”اپنی برائی بھلا

کا خاتمہ ہو جائے گا پس آپ

”بد باطن“، شریروں

چسپاں کرنا انتہائی خبا

بدنہ بو

ہے

الغرض مرزا اصا

چھٹی

ماہ جنوری ۱۹۰۳ء

کتب (مواہب الرحمن کے ص ۱۳۹)

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

بَشَّرَ نَبِيَّ بِخَامِسٍ

لڑکے دیئے اور پانچ

افسوس کہ مرزا اصا

۱۹۰۳ء کو لڑکی پیدا ہوئی جو

موجوہ حمل کی تخصیص

## الجواب

اس وقت حمل موجود تھا اور زمانہ وضع حمل بھی قریب تھا۔ حمل سے لڑکے کی ولادت سمجھی جاتی ہے بفرض محال اگر مان بھی لیا جہ حال ہے کیونکہ اس کے بعد مرزا صاحب کے گھر کوئی لڑکا پیدا نہیں

## تاویل مرزا

ایک تاویل اس کی مرزا صاحب نے یہ کی ہے کہ جب آپ نے حقیقۃ الوحی ۲۲ ج، ۲۲۹ ص ۲۲۶، تذکرہ ص ۲۵۹ میں اپنے ایک تازہ بگلام نافلۃ لك نافلۃ من عندی کے ساتھ ملا کر لکھا کہ :- ”قریباً تین ماہ کا عرصہ گزرا کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر لڑکا پیدا نام نصیر الدین احمد رکھا گیا سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس بعد پو

## الجواب

اول تو یہی جھوٹ ہے کہ یہ ”پیشگوئی ساڑھے چار برس بعد“ موہب الرحمن ۱۵ جنوری ۳ء کو شائع ہوئی ملاحظہ ہونا مثل طبع اول صفحہ ۶ اور حقیقۃ الوحی کے صفحات قریباً اگست ۶ء میں لکھے گئے۔ ۲۲ ج، ۲۲ ص ۲۲۶ پر تاریخ ”۱۶ جولائی ۶ء“ اور ۲۲ ج، ۲۹ ص ۲۹ پر تاریخ ”۲۹ ستمبر ۶ء“ مرقوم ہے اور مرزا صاحب کے لڑکے کی پیدائش ۳ ماہ پہلے کی لکھتے ہیں یعنی ماہ مئی ۶ء کی سال چار ماہ کے قریب بنتے ہیں۔ اب رہا یہ کہ مراد اس سے محمود کا لڑکا کی تاویل ہے، چونکہ مرزا صاحب کے چوتھے لڑکے مبارک احمد کی پیدائش ۲۱ ج، ۲۱ ص ۱۵، تذکرہ ص ۳۳۲ کے بعد مرزا صاحب ہوتی رہیں۔ اس لئے پانچویں لڑکے کے بجائے پو تا ٹھہرا لیا::



لڑکے کی پیشگوئی میں  
صاحب کا ہو گا ورنہ پوتے کو پاپا  
پیشگوئی جھوٹی نکلی جو مرزا صاحب

سا

ع

مرزا صاحب فرما۔

”عرصہ میں یا اکیس،

جس میں لکھا تھا کہ خا

جو عمر پائیں گے چنانچہ

۳- شریف احمد ۴- مر

یہ قطعاً جھوٹ ہے

کئے گئے (البتہ اشتہار ۲۰ فر

مصلح موعود کی پیشگوئی میں یہ

نہیں آئے۔ عمر پانے یا نہ پانے

کے متعلق بعض تحریرات میں

۱۳۵ تہ حقیقت الوحی) (۱۳۵

مبارک احمد بتایا تھا جو قریبانو

میں مفصل لکھ چکے ہیں ::

الغرض حقیقت الوحی

عمر پانے والا لڑکا، قرار دیا ہے

۳

## شوخی و شنگ لڑکا

مئی ۱۹۰۴ء میں مرزا صاحب کی بیوی حاملہ تھی، آپ نے الہام شائع کیا:-

(۱) دخت کرام (۲) شوخی و شنگ لڑکا پیدا ہوگا (البشری جلد ۲ ص ۹۱ بحوالہ بدر

جلد ۱۸۸۳ مئی ۱۹۰۳ء) تکرہ ص ۵۱۳

اس الہام کے ایک ماہ بعد مورخہ ۲۳ جون ۱۹۰۳ء کلڑکی پیدا ہوئی جس کا نام م لمة الحفیظ رکھا (ص ۱۸۸۳ حقیقہ الومی) (خ م ۲۲۸ ج ۲۲ تکرہ ۵۱۳) مگر وہ ”شوخی و شنگ لڑکا“ نہ اس حمل سے اور نہ اس کے بعد پیدا ہوا۔ احمدی دوستو! یہ شوخی و شنگ لڑکا کہاں گیا؟۔

## نویں غلط پیشگوئی

### غلام حلیم

مرزا صاحب نے اپنے فرزند چہارم مبارک احمد کو صلح موعود ”عمر پانے والا“

كَانَ اللَّهُ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ گویا خدا آسمانوں سے اتر آیا وغیرہ الہامات کا مصداق

بتایا تھا اور وہ نابالغی کی حالت میں ہی مر گیا۔ اس کی وفات کے بعد ہر چہا طرف سے مرزا

صاحب پر ملا متوں کی بوچھاڑ، اعتراضات کی بارش ہوئی تو آپ نے پھر سے الہامات

گھڑنے شروع کئے تاکہ مریدوں کے جلع بھنے کلیجوں کو ٹھنڈک پہنچے۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۳ء کو

الہام سنایا: انا نبشرك بغلام حلیم (بدر جلد ۳۸۱ بشری جلد ۲ صفحہ ۱۳۳) (تکرہ ص ۳۰) ۱۹۰۳ء

اس کے قریب ایک ماہ بعد پھر الہام سنایا:-

”آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے یعنی آئندہ کے وقت پیدا ہوگا اَنَا نُبَشِّرُكَ

بِعِلْمٍ حَلِيمٍ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ يَنْزِلُ مَنزِلَ

الْمُبَارَكِ وَهٖ مَبَارَكٌ اَحْمَدُ كِي شَبِيهِ هُوَ گَا۔“

(ریویور ۱۱ جلد ۱۱ الہام اکتوبر ۱۹۰۳ء، البشری جلد ۲ ص ۱۳۶) (تکرہ ص ۳۵) ۱۹۰۳ء

چند دن بعد پھر الہام سنایا:-

سَاهَبَ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا رَبِّ هَبْ لِي ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اَنَا نُبَشِّرُكَ

بِقُلَامِ بْنِ اسْمَعَةَ يَدِ  
 ہوں میرے خدا پاک  
 جس کا نام سچے ہے“  
 ان الہامات میں ایک  
 مقام ہونا تھا کی پیشگوئی مرقوم  
 نہ ہوا۔ اس لئے یہ سب کے

و

مرزا جی کا چوتھا لڑکا

اگست ۱۸۲۷ء (۲۷) (تذکرہ ص ۲۲۷)

”۱۸۲۷ اگست کے

بیماریں اور بعض دفعہ

ان کی نسبت آج الہام

دعا قبول ہوئی کہ اللہ

پر یاد نہیں کہ کس دن

ہو؟ ناقل) لیکن خدا

دی۔ اور نوں دن تیرے

دن کی تصریح نہیں کی

حالت جس دن سے تیرے

یہ پیشگوئی جس میں

مرزا احب نے اس لڑکے کو مص

والا۔ لمبی عمر پانے والا، فتح و ظ

دولت، زمین کے کناروں تک

آسمانوں سے اتر آیا وغیرہ صفار

القلوب ص ۳۱) (بخ ص ۱۵۷، ۲۱۷) جیسا کہ ہم پیش گوئی اول میں اس پر بالانفصیل لکھ آئے ہیں: اس کی سخت بیماری میں جو مایوس کن تھی مرزا صاحب نے جو دعا اس کے حق میں مانگی وہ یہی ہو سکتی ہے کہ خدا اسے کامل صحت دے اور میری دی ہوئی خبریں سچی ثابت کرے اور یقیناً مرزا صاحب کی دعا یہی تھی اس پر اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو گی کہ مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۰۷ء کو مبارک احمد کا بخار ہلکا ہوا۔ تو مرزا صاحب نے ”مبارک احمد کا نکاح ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ کی لڑکی مریم کے کیسا تھا اسی دن کر دیا، (ملاحظہ ہو اخبار بدر ۵ ستمبر ۱۹۰۷ء ص ۲) دوسری طرف الہام بھی گھڑ لیا کہ مبارک احمد کی صحت کے متعلق تیری دعا قبول ہو گئی۔ مگر یہ سب طفل تسلیاں تھیں۔ اس لڑکے کو نہ صحت ہوتی تھی نہ ہوئی۔ کاسہ عمر بریز تھا۔ صرف ٹھوکر کی کس تھی۔ مرزا صاحب نے الہام سنانے شروع کئے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی عارضی طور پر صحت کا رنگ پھر بیماری کا غلبہ دکھا کر بالا آخر ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو اپنی طرف بلا لیا۔ (تذکرہ ص ۷۲۹)

## گیارہویں غلط پیشگوئی مولوی عبدالکریم کی صحت کے متعلق

مرزا صاحب کے ”باغ نبوت“ کی زینت جن چند بے شمار بلند و بالا اشجار سے تھی ان میں ایک مولوی عبدالکریم سیالکوٹی تھے۔ ابتدا نیچری مزاج بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دہریہ طبع تھے۔ مولوی نور الدین کے کہنے سننے سے مرزا ایت میں داخل ہوئے۔ مالی حالت بالکل کمزور تھی۔ یہاں آکر جو ”دن عید اور رات شب برات“، کا سماں دیکھا تو وہ دماغ عرش اعلیٰ پہنچ گیا۔ مرزا صاحب کی مدح و ثناء میں وہ مضامین لکھے کہ بیسیوں صاحب ایمان ڈگمگائے مرزا صاحب کی بارگاہ نبوت میں مقرب خاص کا درجہ رکھتے تھے۔ بالآخر خدائی پکڑ وارد ہوئی ”ذیابیطس“، جیسی نامراد بیماری میں مبتلا ہوئے۔ کامل ایک سال تک اس مرض میں جھینکتے رہے:

”۲۱ اگست ۱۹۰۵“

ابتدا تھی ۵۱ دن (ز)

۱۹۰۵ء بدھ کے روز

اس لمبی مرض کے

آخر ذات الجذب کے حملے

ان مولوی صاحب

سنائی تھیں۔ ناظرین انہیں

۳۰ اگست ۱۹۰۵

کو چیرا دیا گیا (مرزا)

تھی۔ رویا میں دیکھ

۔ فرمایا، ہمارا تجربہ

رائے میں طیب ک

(۱۱ اگست ۱۹۰۵)

صاف الفاظ میں ”

”شب ۳۱ اگست

کے لئے دعا کی گئی

کہ عبداللہ ستوری

حاکم سے دستخط کر

نہ شفاعت۔ میں ت

بیٹھا ہے۔ میں نے ک

تامل کر دیئے اس و

گو ہمیں ان مکاش

مولوی عبدالکریم کی صحت

ایرزا صاحب کا مذہب تھا کہ انبیاء کا ہر

تندرست ہو جاتا تو ناظرین دیکھتے کہ اس پر کس قدر حواشی چڑھا کر اسے مرغیب دانی کا ایک درخندہ ثبوت بنایا جاتا ہمارا دعویٰ کہ مرزا صاحب عبدالکریم کی صحت کے الہامات و بشارات سنائی تھیں۔ ان سے بھی ثابت اس سے بھی واضح ثبوت پیش کرتے ہیں۔ مذکورہ کشف عبداللہ سنوری الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء میں مرزا صاحب نے یوں کی ہے کہ:-

”۷ ستمبر ۱۹۰۵ء (مرزا صاحب نے) فرمایا اللہ تعالیٰ کے نشان اس کے ہوتے ہیں انسان کی طاقت نہیں ہوتی کہ ظاہر کر سکے مولوی صاحب کی زیادہ علالت کے وقت میں بہت دعا کرتا تھا اور بعض نقشے میرے ایسے آئے جن سے ناامیدی ظاہر ہوتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کا وقت ہے اس دعا میں میں نے بہت تکلیف اٹھائی یہاں تک کہ اللہ نے بشارت نازل کی اور عبداللہ سنوری والا خواب میں نے دیکھا جس نہایت درجہ غمناک دل کو تسلی ہوئی جو گذشتہ اخبار میں چھپ چکا ہے، (الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء)

اس سے بھی واضح سنیں۔ اخبار الحکم کا ایڈیٹر راقم ہے ”حضرت اقدس حسب معمول تشریف لے آئے اور ایک روایا بیان بڑی ہی مبارک اور مبشر ہے فرماتے تھے کہ آج تک جس قدر الہامات و بشارات ہوئے ان میں نام نہ تھا لیکن آج تو اللہ تعالیٰ نے خود مرزا صاحب کو دکھا کر صاف طور پر بشارت دی ہے اس روایا کو جب ڈاکٹر صاحب پٹی کھولنے گئے تو خدا کی قدرت کا عجیب تماشا کام کرتے ہیں، وہ یہ کہ سارے زخم پر انگور آ گیا ہے وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ذَلِكْ،، (الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء)۔ (تذکرہ ص ۵۶۵)

ناظرین کرام! اس بارے میں اگرچہ اور بھی بکثرت الہامات ہیں بخوف طوالت انہی پر بس کرتے ہوئے آپ سے پوچھتے ہیں کہ کشفات وغیرہ کو ملاحظہ کر کے مولوی عبدالکریم کی صحت و تندرستی کسی قسم کا اشتباہ رہ جا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں، پس مولوی عبدالکریم کا

مرزا صاحب کی اور  
 مرزا صاحب نے  
 فتح قادیان کے جواب میں  
 ”مولوی ثناء اللہ  
 کے لئے کچے حیلے  
 دکھائی ہے اور محض  
 ۷۰۰۰ میں لکھ دیا کہ  
 ہوا تھا۔ مگر وہ فوت  
 اللہ علی الکافی  
 اگر مولوی عبد  
 ہو چکا ہے تو پھر یہ  
 ہو چکے ہیں کس  
 سال کی عمر  
 نہیں تھا (۴) ان  
 مل سکتے۔ واضح رہے

ناظرین کرام! غور  
 عبد الکریم کا نام لے کر بشارت  
 نہ سرنہ پیر پیش کئے جاتے ہیں  
 سے مرزا صاحب کی صداقت  
 اس وجہ سے خدع سے بچنے  
 پہلا الہام اور چوتھا  
 ان کے متعلق تو الہام سنا

۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۳۳۱ کالم ۲) مگر چونکہ مرزا صاحب کی عادت تھی کہ وہ ہر آئندہ خوشی غمی کے لئے حسب حال الہامات بنا رکھتے تھے اور موقع بہ موقع کرتے تھے اس لئے یہ کہنے کے باوجود کہ ”معلوم نہیں یہ کس کے متعلق ہیں“ وہ ضرور جانتے تھے کہ ہم نے انہیں مولوی عبد الکریم کے لئے گھڑ رکھا ہے اور طرف صحت کے لئے بھی الہام سناتے تھے اسی ضمن میں ان ہر دو الہاموں کو مولوی عمر کے متعلق ظاہر کر کے انہیں مردود و منسوخ کر دیا۔ لطف یہ کہ اسی جگہ الہام نمبر سینتالیس سال کی عمر کی بھی تشریح کر دی۔ چنانچہ اخبار الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء میں مرقوم (الف) ”۲۲ ستمبر ۱۹۰۵ء سینتالیس سال کی عمر اللہ وانا الیہ راجعون فرمایا: کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ خط باہر سے آنے والا ہوتا ہے اس کے مضمون کی پہلے ہی اطلاع دے دی جاتی ہے“

(ص ۳۳۱ کالم ۲، تذکرہ ص ۵۱۳، ۵۱۵) ﴿تذکرہ﴾

(ب) ”حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے ۹ ستمبر کو (مرزا صاحب نے) فرمایا کہ مجھے بہت ہی فکر تھا کہ بعض الہامات ان میں متوش تھے آج صبح بہت سوچنے کے بعد میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ بعض وقت ترتیب کے لحاظ سے پہلے یا پیچھے ہو جاتے ہیں چنانچہ ان الہامات کی ترتیب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ ڈالی کہ ایسے الہامات جیسے اِذَا جَاءَ أَفْوَاجٌ وَسَمِعَ مِنَ السَّمَاءِ أَوْ كُنَّ فِي لَيْثَانِيَا اور اِنَّ الْمَقَاتِلَ لَا تَطِيئُ سِوَا سَيِّدِهَا اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ قضا و قدر تو ایسی ہی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و رحم سے رد بلا کر دیا،“

(ص ۳۳۱ کالم ۳) ﴿تذکرہ﴾

اس تحریر نے فیصلہ کر دیا کہ ۴۷ سال کی عمر والا الہام تو کسی اور مرید ہے (گو ہمارے نزدیک اس میں بھی ایک فریب ہے) اور کفن میں لپیٹا گیا اور موت والا بلکہ ایک تیسرا الہام بھی جو مولوی عبد الکریم کے متعلق تھا خدانے ان سب کو اپنے رحم سے رد کر دیا، اب رہا الہام نمبر ۳ یعنی اس نے اچھا ہونا نہ تھا۔ سوئیے کہ ان الفاظ الہام مرزا صاحب کا نہیں ہے البتہ مولوی عبد الکریم کی موجودہ بیماری (مولوی ع



۲۱ اگست کو اس مرض میں مبتلا  
الہام ہوا تھا:-

”خدا نے اس کو اچھ

اور وہیں الہام کی تشر

”ہماری جماعت کے

ایک کے متعلق یہ الہام ہوا۔ یعنی

مگر معجزہ مسیح ہے کہ خدا نے اس

تقدیریں مہرم سے سخت مشابہ ہو

قارئین عظام! دیکھئے

پیش کئے تھے ان میں سے دو تو

مولوی عبدالکریم کی بیماری سے

الہام کنندہ نے رد کر دیئے اور مر

ہم ابو جہل اور دجال و کذاب کس

اقوال مرزا سے صحت کے الہام

اور فریب دینے کو غیر متعلق اور مر

ثابت کرنی چاہی؟

بارھو

مرزا صاحب قادیان

، مغالطہ، کذب، افتراء وغیرہ جم

تذکرہ ص ۵۰۱ پر اس الہام کو اپریل ۵

جیسا کہ ہم اس سے پہلے ثابت کر چکے ہیں آپ کا کس قدر مغالطہ ہے کہ ایک طرف تو خود لکھتے ہیں کہ میری صحیح عمر کا اندازہ خدا کو معلوم ہے،، ص ۱۹۳ ضمیر نصرت الحق ::

اور مرزا صاحب کے مرید بھی معترف ہیں کہ :-

”ہمیں آپ کی تاریخ ولادت معلوم نہیں، اندازے تخمین پڑتی ہے،“

(ص ۱۰۷) (تمہیات ربانیہ)

مگر دوسری طرف مرزا صاحب نے بڑے زور و شور کے ساتھ الہام پر الہام

سنائے کہ :-

خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ میری پیشگوئی سے صرف اس زمانے کے لوگ ہی فائدہ نہ اٹھائیں بلکہ بعض پیشگوئیاں ایسی ہوں کہ آئندہ زمانہ کے لوگوں کے لئے ایک عظیم الشان نشان ہوں جیسا کہ یہ پیشگوئیاں کہ میں تجھے اسی برس یا چند سال زیادہ یا اتنی سے کم عمر دوں گا،، حاشیہ

(تزیین القلوب ص ۱۳۳/۱۳۲-۲) ﴿خ من ۱۵۲ ج ۱۵، تذکرہ ۳۹۵، ۳۹۰﴾

اول تو ”یہ“، ”یا“، ”یا“، کی مستمرہ گردن کی مرزا صاحب کے ملہم کی جہالت اور

بے علمی کا بین ثبوت ہے۔ بھلا کہاں خدائے پاک جیسا عالم الغیب والشہادۃ اور کہاں مرزا صاحب کا ملہم جسے یہ بھی معلوم نہیں کہ مرزا کی عمر کتنی ہوگی اور میں اس رو لاندہ، تک بندی کو ایک اپنے ”عظیم الشان پیغمبر“، کی دلیل۔ صداقت کیسے ٹھہرا رہا ہوں ::

دوم۔ جب خود مرزا صاحب کو ہی اپنی تاریخ ولادت کا علم نہیں تو پھر اس

پیشگوئی کا صدق و کذب کیسے معلوم ہو سکتا ہے بہر حال مرزا صاحب کا عمر کے متعلق پیشگوئی کرنا ہی ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے پھر اس پر مزید یہ لطف کہ کہیں تو عمر اتنی برس یا کم یا زیادہ برس ”شرح اتنی برس یا اس پر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم“، ص ۹۶ حقیقتہ الوحی۔

﴿خ من ۱۰۰ ج ۲۲﴾

یعنی ۷۵ رسال سے زیادہ اور چھیا سی کے اندر اندر بتائی ہے اور کہیں بہ لہجہ

و ثوق وہ بھی مخالفین کے سامنے بطور دلیل لکھا ہے کہ ”میرے لئے بھی اسی برس کی زندگی کی

(ص ۲۷۰ تذکرہ) ﴿خ من ۹۳ ج ۱۹﴾

پیشگوئی ہے،“

پھر اگر اتفاق وقت

ذَلَّةَ الرَّحْمٰنِ مَدًّا

(سورہ مریم آیت)

کیلئے بھی مصالحو جمع کر رکھا تھا چ

”اس جگہ اخویہ مولوی

مولوی صاحب لکھتے ہیں

نام لگا دیئے خدا اس این

”اس تحریر کی رو سے

منجائش تھی، اس سے بھی بڑھ کر۔

”مجھے رو کیا ہوئی کہ میر

ہے۔ میرے دل میں

کہتا جاوے۔ آخر میں

صدر سے آمین کہتا

سال ہو جاوے میں۔

خاموش رہا پھر میں۔

اس سے ہاتھ پائی کرتا

آمین کہوں گا (غالبا بیچ

نے دعا کی کہ الہی میری

اس سے کہا کہ ہر ایک

اس نے ایک دفتر عن

کی نسبت آمین کہتے

ناظرین غور کریں کہ

کے حق میں ”الہام الہی،، کا

ای بعض اوقات خدا ضال و مضل اشخاص

۱۵ ج، ۲۱۰، تذکرہ ص ۲۶، ۲۸۹ یعنی تیری سب دعائیں قبول ہیں سوائے ان کے جو تو ان شرکیوں کے بارے مانگے ”خدا“ سے ۹۵ سال عمر کی دعا مانگتا ہے اس پر دوسرے ولی کی آمین جو بقول خود اپنی آمین کی قبولیت پر ذمہ داری کا واحد ٹھیکیدار بھی ہے گویا ”کر اور نیم چڑھا، کا مضمون ہو پھر مرزا صاحب کی عمر پچانوے سال ہونے میں کیا شک؟ اس ”کوڑھ پرکھاج“ یہ کہ ایک الہام مرزا کا یہ بھی ہے۔ تری نَسْلاً بَعِيْدًا اپنی ایک دور کی نسل کو دیکھ لے گا،، (ص ۹۵، حقیقۃ الوحی) ۲۲ ج، ۹۸، ۲۲، تذکرہ ص ۱۸۵، ۶۵ اندریں حالات اگر مرزا صاحب سو سال سے بھی زیادہ عمر پالیتے تو نبوت قائم کی قائم با دو چند بڑھ کر چکی تھی ::

ان تمام کاروائیوں سے مطلب یہ تھا کہ جتنی زیادہ زندگی مل جائے ہمارے الہامی جال سے باہر نہ نکل سکے باقی رہا کم عمر کا سوال سو اس کے لئے یہ کاروائی کی کہ کہیں تو اپنی پیدائش ۱۳۰۱ھ بتائی جیسا کہ لکھا ہے ”انبیاء گزشتہ کے کشوف نے مہر لگادی ہے کہ وہ چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہو گا،، (ص ۲۳، بعین) ۲۲ ج، ۳۱، ۳۰ اور کہیں اپنی پیدائش ۱۲۸۹ھ بتائی چنانچہ لکھا۔ ”میری پیدائش اس وقت ہوئی جب (حضرت آدم سے) چھ ہزار سے گیارہ سال رہتے تھے،، (ص ۹۵، حاشیہ تھذو لہ) ۲۲ ج، ۳۲، ۳۱ اور چھٹے ہزار کو ۱۳۰۰ھ پر ختم کیا (ملاحظہ ص ۶، لکھنیا لکھت) ۲۲ ج، ۱۲، ۱۰، ۹، ۲۰، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۰، ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲ اور کہیں اپنی پیدائش بہ تمسک ”(کشوفات اولیاء)“ ۱۲۶۸ء لکھی۔ ”بہت سے اکابر امر گزرے ہیں جنہوں نے میرے لئے پیشگوئی کی اور پتہ بتایا، بعض نے تاریخ پیدائش بھی بتائی ہے جو چراغ دین ۱۲۶۸ء ہے،، الحکم ۱۱۰ پر اپریل ۳ء ص ۶، اور کہیں ۱۲۶۱ء میں اپنا تولد ہونا لکھا ہے۔ ”میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر (چودھویں صدی) کا سر بھی آپہنچا“

اور کہیں ۱۲۵۷ھ میں اپنا براجمان ہونا لکھا۔ ”اگر وہ ساٹھ برس الگ کر دیئے جائیں جو اس عاجز کی عمر کے ہیں تو ۱۲۵۷ھ تک بھی اشاعت اسلام کے

وسائل گویا کالعدم تھے،، (ترجمہ)  
اور کہیں ایسی عمر

۱۳۵۰ھ میں عدم سے وجود

تھا“ (حقیقۃ الوحی ص ۹۹) د

چالیس سالہ عمر میں مبعوث ہو

پس ۱۲۹۰ھ سے

اور یہ ایسی تحریر

سے “۱۲۷۵ھ اس عاجز کی بل

موجب تحریر مذکور

ثابت ہوئی

معزز قارئین کرام

میسوں اور بھی ہیں جن کے

تحریروں نے مرزائیوں کو

کر رہ جاتے ہیں تو بایں الفاظ

میں بادی النظر میں اختلاف

ما تحت ہیں جب قیاس کیا جا

ربانیہ) اللہ اللہ یہ تحریر اس شخص

(الف) ناظرین! دیکھئے کہ

ہے۔ مگر اسے معلوم

تضاد میں کوئی فرق

صاف دل انسان

مجنون یا ایسا منافق

بیشک متناقض ہوتا ہے، (ص ۳۰۔ سچے معترف مرزا صاحب) ج ۱۰ ص ۱۰۲، ج ۱۰ ص ۱۰۲  
قیاس کے عذر سے مرزا صاحب کا مخالف کلام ہدف اعتراض ہونے سے  
نہیں بچ سکتا، حالیکہ مرزا صاحب کا اقرار موجود ہے ”کہ مجھے مراق کی بیماری  
ہے۔“، ”حافظہ اچھا نہیں“، (تختہ الاذبان ۲ جلد ۱ ص ۷۱، نیم دعوت کا حاشیہ)

ج ۱۰ ص ۱۰۲، ج ۱۰ ص ۱۰۲، پھر مرزا یہ کہ اختلاف بھی صرف ایک دو برسوں کا  
نہیں بلکہ بیسیوں برسوں کا ہے ::

(ب) ماسوا اس کے یہی تو اعتراض ہے کہ جب مرزا صاحب کی عمر کا تخمینہ محض  
قیاس سے ہے اور صحیح علم نہیں، تو پھر اسی برس یا کم و بیش عمر کے الہام  
کس رو سے جانچے جائیں اور کیوں مرزا صاحب نے ایک نامعلوم امر کے  
متعلق الہام گھڑ کر لوگوں کو فریب دیا۔

(ج) علاوہ ازیں اس عذر کے لغو ہونے پر یہ بھی دلیل ہے کہ ایک مؤید من اللہ نبی

تو درکنار تھوڑی سی عقل کا مالک انسان بھی جب ایک دفعہ کسی امر پر رائے قائم  
کر لیتا ہے تو تا وقتیکہ اس رائے کے غلط ہونے پر کوئی قوی دلیل نہ مل جائے

اس کے خلاف نہیں کہتا، بخلاف اس کے مرزا صاحب کی تمام عملی ہیروں  
پھیروں میں گذری کہ کبھی اپنی عمر کچھ بتائی کبھی کچھ۔ ایک دو مثالیں ہوں تو  
کوئی خیال بھی کرے کہ چلو ایک غلطی خوردہ انسان سے ایسا ہو سکتا محال نہیں  
مگر یہاں تو صد ہا تک نوبت پہنچ چکی ہے اصل بات یہی ہے کہ کچھ تو مراق کی  
بیماری کا اٹھا اور کچھ وقتی ضروریات کا سبب جہاں بائبل کی ایک اور ترجمہ اور ناقابل  
اعتبار، پیش گوئی کو اپنے پر لگانے کا شوق ہو اور ہاں ۱۲۹۰ھ میں اپنا سن بعثت  
قرار دے لیا، جہاں قرآن پال پر یہودیانہ تصرف مطلوب ہو وہاں ۱۲۹۰ھ لکھ  
دیا، جہاں ”غلام احمد قادیانی“ کے من گھڑت الہام کی مناسبت بتانی پڑی وہاں  
۱۳۰۰ھ ظاہر کر دیا وغیرہ ::

(د)

اس جواب کی لغویت اس سے بھی نہ  
انسانوں کی طرح نہیں تھا بلکہ وہ کہتے  
القدس کی قدسیت ہر وقت ہر دم ہر  
کام کرتی رہتی ہے (حاشیہ ص ۹۳)۔  
”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں،  
شریف میں بکثرت ایسی آیات موجود ہیں جو  
ہے کہ انبیاء کی اپنی ہستی کچھ نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ  
ہوتے ہیں۔ جس طرح ایک کل انسان کے  
بولتے جب تک انھیں خدا نہ بلائے اور کہہ  
ان سے نہ کرائے وہ جو کچھ کہتے ہیں یا کر  
کے نیچے کہتے ہیں۔ ان سے وہ طاقت سلب  
مرضی کے خلاف کوئی انسان کرتا ہے وہ خدا  
جیسے مردہ، ان کی اپنی ہستی پر فنا آجاتی ہے،“

مولوی عبد اللہ و صاحب! یہ دعویٰ ہے تمہارا  
مرزا صاحب کی تحریرات کی بناء پر کیا ہے نہ  
ہے بلکہ اس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ مرزا  
برادران! آپ مرزا صاحب کی پیشگوئی  
ہیں۔ اب بتلائیے کہ ہم اس پیشگوئی کی جانچ  
الْمَزْمُءُ بِأَقْرَارِهِ كَتَحْتِ مَرْزَا صَاحِبِ كِي جَس  
ہنا میں آخر مرزا صاحب ”خدا کے نبی و رسول  
تصرف سے باہر نہیں،، پس ہمارا حق ہے کہ ان  
پر تاک کر مگالو لہ برسائیں۔ مگر یہاں تو سب کی  
لاکرا اس مضمون کو جو پہلے ہی کافی لمبا ہو گیا ہے ختم کر

متعلقہ عمر سے ظاہر ہے کہ ان کی عمر اسی سال کی ہو گی ”اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ پیدا ہوئے سونے کے مرزا صاحب ایک جگہ اپنی سچائی کو ثابت کرنے کیلئے یہ لکھتے ہیں: ”اہل کشف نے بھی اس زمانہ کی خبر دی اور نجومی بھی بول اٹھے کہ مسیح موعود کا یہی وقت ہے اور جس نے دعویٰ کیا اس کا نام غلام احمد قادیانی اپنے حروف کے اعداد سے اشارہ کر رہا ہے کہ یعنی تیرہ سو کا عدد بتلا رہا ہے کہ تیرھویں صدی کے ختم ہونے پر یہی مجد آیا جس کا نام تیرہ سو کا عدد پورا کر رہا ہے“

(تریاق ص ۱۶، ۱۳، ۲، ط ۱۵، ۲) ج ۱۵، ۱۵۸۴

معلوم ہوا کہ مرزا صاحب تیرھویں صدی کے ختم ہونے پر ظاہر ہو

مضمون کو دوسری جگہ اس کتاب کے ص ۶۸ پر یوں ادا کیا ہے:-

”پھر جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا اور یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میری عمر چالیس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آپہنچا تب خدا نے الہام کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ تو اس صدی کا مجدد ہے“، (تریاق ص ۱۵۸، ۲) ج ۱۵، ۲۸۳، ج ۱۵۸

اسی مضمون کو ایک اور جگہ یوں بیان کیا ہے:-

”سلف صالحین میں سے بہت سے صاحب مکاشفات مسیح کے آنے کا وقت چودھویں صدی کا شروع سال بتلا گئے ہیں“،

(ازالہ ابہام ص ۱۸۳، ۱۷۳، ۲) ج ۱۵، ۲) ص ۸۹

مزید تائید اور سنینے مرزا صاحب (انجام آختم ص ۱۷۲) ج ۱۵، ۲) ج ۱۵، ۲) پر رقم ”وازشا نہائے خدا کیے اس است کہ اور اور عدد نام من عدد زمانہ مرا پوشیدہ داشته اگر خوانی در عدد غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰ھ فکر کن“،

ایسا ہی سالانہ جلسہ قادیان منعقدہ ۱۸۹۷ء کی رپورٹ پر مرزا صاحب

تقریر درج ہے کہ:-

”غلام احمد قادیانی کے عدد بحساب جمل پورے تیرہ سو نکلتے ہیں یعنی اس نام

کا نام چودھویں صدی کے آغاز میں ہو گا، (ص ۱۶) ج ۱۵، ۲) ص ۷۹، ۱۵

اسی مطلب کی اور بھی بہت تحریریں ہیں ہم انہی پر اکتفا کرتے ہیں اور



ثابت ہے کہ مرزا صاحب تیرہویں صدی  
چودھویں صدی کے ”شروع سال“، ”آغاز  
تھے۔ جس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی  
مرزا صاحب کل ۲۵ سال چند ماہ زندہ رہے چ  
”۱۳۲۶ھ میں حضور کا وصال ہوا،“

بدیں حساب  $۲۵ + ۴۰ = ۶۵$  سال

تھے کہ تیری ”عمر چوبتر سے چھیا سی“، ۸۰/۱  
ہوگی جو سب کے سب غلط نکلے۔ فلاحی  
مصنف پاکٹ بک احمدیہ نے جو عذر کئے ہیں  
اعداد ۱۳۰۰ میں سن ہجری کی قید نہیں بلکہ  
۱۲۹۰ھ ہے کسی الہام سے ثابت نہیں کہ آپ  
پہلے مامور نہیں ہوئے وغیرہ۔

ان کا جواب ہماری پیش کردہ عبار  
تیرہویں صدی کے ختم ہونے کے بعد ”بالہا  
مراد چودھویں کا شروع سال۔ آغاز وغیرہ۔“

تیرہویں غلط  
پھر عمر

مرزا صاحب نے کہا تھا:-

”و موت ما خواستند و در آن پیشگوئی

ہشتادو سال داد بلکہ شاید ازیں زیادہ“، (سفر

یعنی مخالف میری موت کے خواہاں

بھی کر رکھی ہے۔ پس خدا نے مجھے بشارت دی

اس سے زیادہ۔ دوسری جگہ اپنی پیدائش کے متعلق لکھا ہے:

”بُرَيْدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَإِنَّ اللَّهَ يَكْفُرُ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ“  
 کتب موعود چودھویں صدی میں پیدا ہو گا، ۲۳ جگہ لڑہ (صفحہ ۳۷-۳۸ طبع ۲)

اسی طرح اربعین نمبر ۲، ص ۲۳ ج ۱، ۳، ۴، ۵، ۶ میں بموجب ”کشوف

گزشتہ“، اپنا چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہونا لکھا ہے اور وقت ظاہر ہے کہ ۲۱

جگہ تک کہ ص ۴۹ ج ۱ میں ہوئی اس حساب سے مرزا صاحب کی کل عمر ۲۵ سال سے کچھ

ثابت ہوتی ہے لہذا، ۸۰/۸۱ سال بلکہ شاید اس سے زیادہ والی پیشگوئی صاف غلط

## چودھویں غلط پیشگوئی

إِنَّمَا يُرِيدُكَ بَعْضَ الَّذِي نَعَدُهُمْ نُرِيدُ عُمْرَكَ

ہم تجھے بعض وہ امور دکھلا دیں گے جو مخالفوں کی نسبت ہمارا وعدہ اور تیری

عمر زیادہ کریں گے (ص ۱۲۰ بشری بحوالہ البدر اخبار، جلد ۲ نمبر ۴۳) جگہ تک کہ ص ۶۷۹

اس ”الہام“ میں مرزا صاحب سے ”خدا“ کا وعدہ ہے کہ تیری عمر زیادہ کر

گا۔ اور ہم ثابت کر آئے ہیں کہ مرزا صاحب نے مقررہ موعودہ عمر ہی نہیں پائی۔

کے کیا معنی۔ پس یہ بھی خدا پر افترا ہے۔

## پندرہویں غلط پیشگوئی

مرزا صاحب ڈاکٹر عبدالحکیم کا ذکر کرتے ہوئے کہ اس نے میری موت کی پیش

گی ہے اس کے بالمقابل اپنی پیشگوئی لکھ کر فرمایا کہ پھر آخر میں خدا نے اردو میں فر

”میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء

سے چودہ مہینے تک (یعنی ستمبر ۱۹۰۸ء تک) تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں،

یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں میں ان سب کو جھوٹا کروں گا

اور تیری عمر بڑھا دوں گا تا (انہیں) معلوم ہو کہ میں خدا ہوں ہر ایک

امر میرے اختیار میں ہے۔“

(اشہار مرزا موسومہ تہرہ) مجموعہ اشتہارات ص ۵۹۱، ج ۳، تذکرہ ص ۸

اس الہام کے اندر کئی وعدے ہیں  
 پیشگوئی یعنی اس کی پیشگوئی جھوٹی ہوگی اور مرزا  
 ہونے کا چنانچہ لفظ ”تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا  
 کو اس حیثیت میں جھوٹا کرنے کا، کہ وہ تیری مو  
 پیشگوئیوں کو جھوٹا کرنے کیلئے ”تیری عمر بڑ  
 عبدالحکیم کے بالمقابل پیشگوئیوں میں بھی کا  
 ، اسی طرح دیگر مخالفین کے مقابلے میں بھی مرزا  
 کا کذب مرزا کی عمر بڑھنے سے ثابت ہونا تھا اور

## اعتراض

مرزائی مناظر جواب دیا کرتے ہیں کہ  
 جھوٹا ثابت کرنے کے لئے تھا اور اس کا جھوٹا  
 کی بتائی ہوئی تاریخ کو نہیں مرے ::

## الجواب

قطع نظر اس بات کے کہ مرزا صاحب  
 ہوئے یا نہ، بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کے الہام  
 فتح (۲) زیادتی عمر، پس پیشگوئی میں ”غلبہ“، ہر  
 تک کہ مرزا صاحب کی عمر نہ بڑھے، فَقَدَبَر ::  
 یہ تو ہوا عبدالحکیم کے متعلق حصہ کا  
 کرنے کو عمر کا بڑھنا۔ سو اس کا جواب مرزائیوں

۱۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے پیشگوئی کی تھی کہ مرزا  
 عبدالحکیم میرے روبرو تباہ ہوگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا صاحب کا  
 فصل ۱۳ آئی ہے ۱۳۔

# سولہویں غلط پیشگوئی

## وہی عمر مرزا

مرزا صاحب نے ایک فارسی قصیدہ سے اپنی چٹائی ثابت کرنے کو ایک شعر -  
 ”تا چہل سال اے برادر من دور آں شہسوار می پنم“ کی شرح یہ کی کہ :-  
 ”یعنی اس روز سے جو وہ امام ملہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے گا چالیس برس  
 تک زندگی بسر کرے گا۔ اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں  
 برس میں دعوت حق کے لئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی  
 کہ اتنی برس یا اس کے قریب تیری عمر ہے۔ سو اس الہام سے چالیس برس  
 تک دعوت ثابت ہوتی ہے جن میں سے دس برس کامل گزر چکی گئے،“

(ص ۱۳ شہادۃ الملبسین ط ۲) (بخ ص ۳۷۳ ج ۴)

معلوم ہوا کہ اس شعر کی رو سے جسے مرزا صاحب نے شاہ نعمت اللہ ولی کا ظاہر کیا  
 ہے مرزا صاحب کو بعد سن بعثت کے چالیس سال تک ضرور ہی جینا چاہئے تھا کیونکہ یہ  
 ایک ”ولی اللہ کی پیشگوئی“ ہے جس کی تصدیق ایک ”نبی اللہ“ کر رہا ہے۔ اور اسے  
 اپنی صداقت پر دلیل گردان رہا ہے۔ اس تحریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مرزا صاحب ان  
 سطور کے لکھتے وقت تک دس سال گزار چکے اور تیس سال باقی تھے۔ بہت خوب یہ تحریر  
 ماہ جون ۱۸۹۲ء کی ہے جیسا کہ اس رسالہ کے سرورق (ٹائٹل پیج) کے صفحہ  
 اندرونی پر تاریخ ثبت ہے۔ اب ۱۸۹۲ء میں ۳۰ جمع کر دیں۔ تو ۱۹۲۲ء بننے ہیں  
 یعنی مرزا صاحب کو حسب پیشگوئی، ”شاہ نعمت اللہ ولی“، ۱۹۲۲ء تک زندہ رہنا چاہئے  
 تھا۔ حالانکہ آپ ۱۹۰۸ء میں مر گئے ::

نتیجہ صاف ہے کہ نہ تو یہ قصیدہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کا ہے اور نہ ہی  
 مرزا صاحب حسب قول و تشریح خود صادق مسیح موعود ہیں۔ آہ :-

رسول قادیانی کی رسالت ☆ بطلت ہے، جہالت ہے، ضلالت

## ضمیمہ عمر

(۱) کتاب البریہ ص ۱۳۶ کا حاشیہ۔

مؤرخہ ۸ اگست ۱۹۰۴ء ص ۵۱

ریلی جنز بابت ماہ جون ۱۹۰۶ء ص ۱

”میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں تھی

نوٹ۔ مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء

۶۹ سال شمس اور ۷۲ سال قمری ہوئی::

(۲) کتاب البریہ کے صفحہ ۱۳۶ کے حاشیہ

بابت ماہ جون ۱۹۰۶ء ص ۲۲۰، اخبار

”اور میں ۱۸۵۱ء میں سولہ برس یا

اس حساب سے مرزا صاحب کی عمر

(۳) کتاب البریہ ص ۱۵۹ کا حاشیہ۔

ص ۴۳ پر ہے:-

”میری عمر بیچوتیس سال پینتیس برس

کا انتقال ہوا،

نوٹ۔ حکیم غلام مرتضیٰ صاحب ۴

۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱

عمر ۶۹ سال ہوئی::

(۴) کتاب بہار المہدی کے صفحہ ۲۵۶

”حضرت مسیح موعود فرماتے تھے کہ جب

ہماری عمر صرف سولہ سال کی تھی۔

نوٹ۔ خان بہادر مرزا سلطان احمد

پیدا ہوئے تھے (سیرت المہدی ۱۹۶/۱۹۷)

عمر ۱۹۰۸ء میں ۶۸ یا ۶۹ سال بنتی ہے ::

(۵) حکیم نور الدین صاحب بھیروی اپنی کتاب ”نور الدین“ کے صفحہ ۷۰، ۷۱،

لکھتے ہیں :-

”سن پیدائش حضرت صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود ۱۸۳۹ء“

(۶) اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۲۳ء میں ہے :-

”اس فرقہ (احمدیہ) کے بانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں، قادیان تحصیل بنالہ ضلع گورداسپور پنجاب میں ایک گاؤں ہے آپ ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔“

(۷) کتاب ”منظور الہی“ صفحہ نمبر ۲۴۱ پر لکھا ہے :-

۱۶ مئی ۱۹۰۱ء حضرت مسیح موعود کا بیان جو آپ نے عدالت گورداسپور میں بطور گواہ مدعا علیہ مرزا نظام الدین کے مقدمہ بند کرنے راستہ شارع عام جو مسجد کو جاتا تھا حسب ذیل دیا :-

”اللہ تعالیٰ حاضر ہے میں سچ کہوں گا میری عمر ساٹھ ۶۰ سال کے قریب ہے۔“

مئی ۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی۔ پس مئی

۱۹۰۸ء میں آپ کی عمر ۶۷-۶۸ سال ہوئی۔

نوٹ۔ ان تحریروں سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب قادیانی ۴۰-۱۸۳۹

میں پیدا ہوئے تھے۔ مگر مرزا صاحب اپنی کتاب (ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۹۷) ج ۱ ص ۲۵۹

۲۱، تذکرہ ص ۳۹۰ پر یوں رقم طراز ہیں۔

”اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدے کے متعلق ہیں وہ تو ۴۷ چوتھ

اور ۸۶ چھٹی ص ۳۹۰ کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں،“

ناظرین! نتیجہ صاف ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی عمر ۴۷ سال سے کم

ہوئی ہے۔ لہذا مرزا صاحب کاذب ٹھہرے۔

مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب (پنچہ معرفت کے ص ۲۲۲) ج ۱ ص ۲۲۳ پر لکھا ہے۔

”جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی

اس پر اعتبار نہیں رہتا۔،

سستر

ڈ

۱۸۹۳ء میں امرتسر

پر مباحثہ ہوا جو پندرہ دن  
حامل ”آسمانی تحائف، علوی  
مرزا (۱۶ ص ۳۶) سے اپنے  
پیشگوئی کی کہ:-

”آج رات جو مجھ پر کھ

اہتال سے جناب الہی

تیرے ہیں تو اس نے

سے جو فریق عدا جھو

عاجز انسان کو خدا بنا رہا

ایک مہینہ لیکر یعنی ۱۵

گی بشر طیکہ حق کی طرف

مانتا ہے، اس کی عزت

اس پیشگوئی کی مزید

”میں اقرار کرتا ہوں

نزدیک جھوٹ پر ہے

۱۸۹۳ء) سے بسرا

کے لئے تیار ہوں، مجھ

میں رسا ڈال دیا جاوے

ہوں، اللہ جل شانہ کی

کرے گا، ضرور کرے گا، زمین و آسمان مل جائیں پر اسکی باتیں نہ ٹلیں گی۔۔۔  
 اب میں ڈپٹی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ نشان پورا ہو گیا تو کیا یہ  
 سب آپ کے منشاء کے موافق خدا کی پیشگوئی ٹھہری گی یا نہ۔ اور رسول اللہ  
 ﷺ کے سچے نبی ہونے کے بارے میں جن کو اندرونہ بانگمیل میں مجال  
 کے لفظ سے آپ نامزد کرتے ہیں، محکم دلیل ہو جائیگی یا نہیں۔ اگر میں  
 جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور  
 لعنتوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو،،

(جنگ مقدس تقریر مرزا صفحہ ۱۲۹۱ تا ۱۲۹۲)

الفاظ مذکورہ بالا صاف ہیں کہ ڈپٹی عبداللہ آکٹم ۵ جون ۱۸۹۳ء سے  
 ماہ (۵ ستمبر ۱۸۹۳ء) تک بصورت الوہیت مسیح کے نہ چھوڑنے اور سچے خدا  
 ماننے کے فوت ہو جائے گا۔ اگر نہ ہو تو مرزا صاحب ایسے اور ویسے، چونکہ مرزا  
 صاحب نے پیشگوئی کرنے میں مفتی علی اللہ تھے اس لئے یہ پوری نہ ہوئی اور ”مسٹر عبداللہ  
 بیچ گیا،، (ص ۲۰۱ انوار الاسلام صفحہ مرزا) ج ۲، ص ۹۷ کا انصاف و دیانت تو یہ تھی کہ مرزا  
 صاحب نے پیشگوئی کے غلط نکلنے کی صورت میں اپنی مقرر کی ہوئی سزا نہ سہی کم از کم  
 اور غلطی کا ہی اقرار کرتے مگر مرزا اور دیانت شناسان ما بینہما آپ نے نہایت  
 انصافی سے کام لے کر انتہائی درجہ کے بودے جو بات سے اپنی پیشگوئی کی صداقت  
 اصرار کیا اور مندرجہ ذیل عذرات بیان کئے:-

## عذر اول

”ہمارے الہام میں فریق کا لفظ ہے کیوں صرف عبداللہ آکٹم کے وجود  
 محدود کیا جاتا ہے،، (ص ۲۰۱ انوار الاسلام) ج ۲، ص ۹۷

اس تاویل سے، جو مقصود مرزا صاحب کا تھا اسے (ص ۱۸ انوار الاسلام) ج ۲، ص ۸  
 پر یوں لکھا ہے کہ ”اس عرصہ میں پادری رائٹ مر گیا جس کی موت سے ڈاکٹر  
 کلارک (جو اس مباحثہ میں نہ صرف عیسائیوں کا پریزیڈنٹ تھا بلکہ ایک دن کام



بھی اس نے کیا تھا۔ ناقل) اور اس کے دوستوں کو سخت

## جواب

۱- مرزا صاحب نے ڈاکٹر مارٹن کلا راک کے بہادر ضلع گورداسپور کے سامنے اس معاملے کو بائیں الفاظ

”عبداللہ آتھم کی درخواست پر پیشگوئی صرف ا متعلقین مباحثہ کی بابت پیشگوئی تھی۔“

(ص ۳۷ کتاب البریت معصومہ)

”اسی طرح ایک اور جگہ مرزا صاحب نے لکھا۔

ابتداء سے ہمارا علم یہی تھا کہ اس پیشگوئی کا مصدر ہمارا

ہماری نیت میں کبھی کوئی اور نہ تھا۔ ہاں دوسروں پر نہ

کہیں نہیں لکھا کہ جیسا عبداللہ آتھم اس پیشگوئی میں

بھی شریک ہیں۔ اس لئے ہماری پوری اور اسل

طرف رہی اور اب تک اسی کو اصل مصداق، پیشگوئی

(ص ۶۰ کتاب

معاملہ صاف ہو گیا کہ مرزا صاحب کا انوار ال

پیشگوئی میں لیڈینا محض دفع الوقتی کے لئے کذب بیانی تھی

(۲) اگر ایک طرف مارٹن کلا راک کا دوسرا

دونوں میں مرزا صاحب کے مقرب اور اخص حواری

مر گیا (ملاحظہ ہو ص ۱۲ انوار الاسلام) ”پس عوض معوض

عذر دوم از مرزا صاحب

”آتھم کی موت کی پیشگوئی ہماری ذاتی رائے

لفظ ہے اور پیشگوئی کے دونوں میں عبداللہ آتھم کا ذر

یہی اس کا ہاویہ ہے۔“ (منہج ص ۴۵، انوار اسلام وغیرہ) جہن ص ۲

## الجواب

اللہ اکبر۔ بھائیو! مرزا صاحب کی پیشگوئی کے الفاظ پر نظر ڈالو کہ کس قدر ہے اور اس کے بعد اس تحریر کو پڑھو کہ کس قدر کمزوری، عاجزی اور بے بسی کا مظہر رہی ہے۔ آہ! پندرہ ماہ تک تو برابر انتظار تھا کہ آج مرایا کھلے، مگر جب اس کو معجزہ کام نہ ہی نہ ہوا اور میعاد گزری تو جھٹ سے مرزا صاحب پر حقیقت کھل گئی کہ موت والی تشریح صرف خیال تھا۔

اچھا صاحب! اگر ہادیہ کے لفظ سے الہام میں موت مراد نہ تھی تو صاحب نے یہ کیسے لکھا کہ:-

الف۔ ”الہامی عبارت میں شرطی طور پر عذاب موت آنے کا وعدہ تھا“  
(صفحہ ۲۳، انوار الاسلام) ج ۱ ص ۲۳  
ب۔ ”آتھم نے رجوع کا حصہ لے لیا جس حصے اس کے وعدہ موت اور کامل طور کے ہادیہ میں تاخیر ڈال دی،“

(ص ۲۳، انوار الاسلام) ج ۱ ص ۱۹۳، ج ۲ ص ۲۲  
ج۔ ”نفس پیشگوئی تو اس کی موت تھی،“ (ص ۱۷۸، حقیقۃ الوحی)  
کیوں جناب! یہ ”موت کا وعدہ“، نفس پیشگوئی موت،، یہ کس کی طرف تھے؟ انصاف!

یہ تو ہوا موت والی تشریح کا ذکر! اب سینے آتھم کے رجوع اور خوف کا الجواب:

مرزا صاحب کا یہ مباحثہ اسلام و عیسائیت کی صداقت پر تھا جس کو آخر ان الفاظ میں ختم کیا کہ:

”جو نریق عدا جھوٹ اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ ۱۵ ماہ تک ہادیہ میں گرایا جاویگا،“  
ان سے جو ظاہر ہوتا ہے وہ ہر دانا بلکہ معمولی دماغ والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ جب تک مسٹر آتھم ”جھوٹے خدا یعنی اعتقاد الوہیت مسیح،“ کو نہ چھوڑے گا اور

معبود خالق السموت والارض وما بينهما  
 کے منہ میں چلے جائیں گے۔ اسی مضمون کو مرزا  
 یوں ادا کیا ہے:-

(۱) ”پیشگوئی میں یہ بیان تھا کہ فریقین میں جو

جھوٹا ہے وہ مرگے، (ملخص ص ۶، سنی نوٹ) (بختم

(۲) ”پیشگوئی میں صاف شرط موجود تھی کہ اگر

ترک استقامت کے آثار نہیں پائے جائیں گے

سے رجوع الی الحق ثابت نہیں ہوگا۔ تو صرف ا

اندر فوت ہوں گے، (ص ۱۳، انجام آتھم) (بختم

(۳) وان یسلمن یسلم والا فمیت

(ص

یعنی اگر وہ اسلام لائے گا تو نپے گا ورنہ مر جا

کے الفاظ پڑھے۔ ڈپٹی صاحب کا بیان اخبار و فادارہ

”مرزا صاحب کہتے ہیں کہ آتھم نے دل میں ا

نہیں مرا، ان کو اختیار ہے جو چاہیں کہیں اس کو

کریں کون روک سکتا ہے مرزا صاحب بھی یہی لک

کے کون اس کو روکتا ہے۔ (ص ۱۳، جاز احمدی۔

دل سے اور ظاہر پہلے بھی عیسائی تھا اور ا

۶۸ سال سے زیادہ ہے اور جو کوئی چاہے

سو سال کے اندر اندر اس وقت کے جو با

مر جاویں گے، (منقول از کلہ فضل رحمانی) (بختم

اس خط میں مسٹر آتھم نے صرف کسی قسم کے

برہم <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کی ایک حدیث اور مرزا صاحب کی آئندہ گول

ہے یعنی مرزا صاحب جو کہتے ہیں کہ اگرچہ آتھم میر

خدا اس کو نہیں چھوڑے گا وغیرہ یہ سب ڈھکوسلے اب

کو تو مرنا ہے ::

بہر حال مسٹر آتھم رجوع سے انکاری ہے اس خط پر کیا موقوف ہے خ صاحب نے آتھم کے انکاری بیانات کو اپنے (اشہارات النعی تین ہزار ص ۱۳) مجموعہ ص ۲۶، ۲۷ وغیرہ میں نقل کیا ہے۔ پس ان ظاہری اور صاف بیانات کے ہوتے یہ کہنا کہ وہ دل سے ڈر گیا تھا سوائے ڈھٹائی کے اور کچھ نہیں۔ ماسوا اس کے بفرض مان بھی لیا جائے کہ آتھم دل میں مسلمان تھا تو کبھی یہ ایمان اس کو پیشگوئی کے سے بچا نہیں سکتا کیونکہ اگر مرزا صاحب کے ابہامات سچے ہیں تو ان سے ثابت کہ یہ پیشگوئی ہونے سے پیشتر بھی آتھم دل میں عیسائیت کا منکر تھا اور جان صداقت کو چھپاتا تھا۔

چنانچہ مرزا صاحب کے ابہام میں مسٹر آتھم کے متعلق یہ الفاظ ہیں :  
 ”جو فریق عمداً جھوٹ اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے، (جنگ مقدس) ص ۲۹۲، ۲۹۳  
 صاف واضح ہے کہ آتھم پہلے بھی اسلامی صداقت کا قائل تھا اور عمداً پر جما بیٹھا تھا، احمدی دوستو! کیا کہتے ہو؟ ع

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

## مرزا صاحب کی ایک عجیب چالاکی

جب مرزا صاحب نے دیکھا کہ آتھم علی الاعلان میری تکذیب پر کہ ہے تو یہ چال چلی کہ اگر آتھم دل میں ہماری پیش گوئی سے نہیں ڈرا تو قسم کھا۔ اس کو ایک ہزار دو ہزار، بلکہ چار ہزار تک انعام دینے کو تیار ہیں۔

اس میں ایک ہزار از مخفی تھا وہ یہ کہ مرزا صاحب جانتے تھے کہ عیسائیوں مذہب میں قسم کھانی شرعاً ممنوع ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب۔ کشتی نوح صفحہ ۷۲ پر لکھتے ہیں :-

” (اے مسلمانوں!) قرآن تمہیں انجیل کی طرح  
 اس لئے مرزا صاحب نے قسم کا مطالبہ  
 دیں گے دیکھ لو ہماری بات سچی نکلی۔ آتھم عیسائی  
 مذہب میں قسم ممنوع ہے مگر اس نے اٹھالی ہے۔  
 اگر اس نے قسم نہ کھائی جیسا کہ یقین  
 بھی ”پوں بارہ“ میں ہم خوب شور مچائیں گے۔  
 وہ جھوٹا ہے تبھی تو قسم نہیں کھاتا:۔

## دوسری چا

اس قسم کے معاملہ میں مرزا صاحب کی  
 ہی روپیہ ادا کر کے اپنی کذب گوئی کا اقرار کر  
 رہے تھے:

”اگر عبداللہ آتھم قسم کھالے پھر اگر ایک  
 لوگ ہمارا نام رکھیں سب سچ ہو گا، (ص ۷۰)  
 بھائیو لیہہ صلی را از قسم دینے کا مطلب  
 مل جائے اور موجودہ ذلت اور رسوائی کا سیاہ  
 سال کے بعد کا معاملہ۔ سو کون جنے کون مر  
 جائے اور آتھم مر جائے۔ یہ بھی نہ ہوا تو سال بھ  
 جاسکتی ہیں۔

ادھر آتھم بھی ایک جہاں دیدہ سرد گرم  
 آنے والا تھا۔ اس نے صاف کہہ دیا کہ:-

”قریب ستر برس کے تو میری عمر ہے۔ ا  
 کیا جناب کے خونی فرشتوں کو پہلے موقع  
 سال اور طلب ہوتی ہے، (مکتوب آتھم

نمبر جلد ۱۶ ص ۱۱۲ تا ۱۱۳) اس چال میں بھی مرزا صاحب کو ناکامی ہوئی:

### عذر

آتھم کے دل میں ڈر جانے کا یہ ثبوت ہے کہ اس نے پیشگوئی سننے کے اسلام کے خلاف لکھنا چھوڑ دیا۔ یہی اس کا رجوع ہے:

### الجواب

آتھم پہلے کب ہمیشہ اسلام کے خلاف لکھا کرتا تھا۔ مرزا صاحب کی شہرہ موجود ہے کہ:-

”مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب عیسائیوں میں سے شریف اور سلیم المزاج ہیں،، (ص ۲۶۰، ۲۶۱، چشم آریہ) (بخش ص ۳۱۰، ج ۲) ﴿

علاوہ اس کے یہ بھی جھوٹ ہے کہ اس نے پیشگوئی کے بعد اسلام خلاف ”ایک لسطر،، نہیں لکھی۔ اس مباحثہ کے بعد مسٹر آتھم نے ”خلاصہ مباحثات“ شائع کیا جس میں برابر اس نے اسلام اور مرزا صاحب کے خلاف حسب اعتقاد اعتراض کئے ہیں۔ ملاحظہ ہو ص ۲۲/۲۳ بلکہ صفحات آخر میں تو اس نے کھلم کھلا صاحب کو ”دہیر یہ اور متحن ایمان،، یعنی ”جھوٹا نبی،، لکھا ہے:

### عذر

آتھم نے عین جلسہ مباحثہ میں نبی ﷺ کے حق میں سخت لفظ کہنے رجوع کیا تھا۔ پس یہ بھی اس کا رجوع تھا۔

### الجواب

اگر اس نے اسی دن رجوع کر لیا تھا تو پھر پندرہ ماہ والی پیشگوئی کیوں رکھی گئی۔ کیوں نہ کہہ دیا کہ بس تم نے رجوع کر لیا ہے اب پیشگوئی منسوخ ہے۔ پندرہ ماہ تک انتظار کیا اور میعاد گزرنے کے بعد طرح طرح کے حیلے بہانوں۔

۱ ص ۱۵، انوار الاسلام: (بخش ص ۱۶، ج ۲) ﴿

اوپر مذکور ہو چکے ہیں ”جان چھڑا۔  
لفظ سے رجوع کیا تھا۔ رجوع نہیں  
تھا کہ :-

”میں نے آنجناب کی شان

افسوس مرزا صاحب سدا

مگر انہیں اتنا بھی پتہ نہیں کہ رجوع  
بالآخر ہم اس پیشگوئی۔

خود لکھا تھا کہ :-

”میں اس وقت اقرار کرتا ہوں

ہر ایک سزا اٹھانے کو تیار ہوں

میرے گلے میں رسر ڈال

سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں

قراردو،، (جنگ مقدس، تقدیر

احمدی بھائیو! کلمات بالا تمہارے

ہوئے ہیں ان پر ایمان کیوں

اٹھارو

مولوی محمد حسین

مرزا صاحب نے ایک

متعلق بھی کر رکھی تھی کہ :-

”ہم اس کے ایمان سے نا

کی وحی خبر دے رہی ہے

حسین کا مقصود ظاہر کر دو۔

نہیں کرے گا اور خدا کے ہاتھوں سے زندہ کیا جاوے گا اور خدا قادر ہے اور رشد کا زمانہ آئے گا اور گنہ بخش دیا جائیگا پس پاکیزگی اور طہارت کا پانی اسے پلائیں گے اور نسیم صبا خوشبو لائے گی اور معطر کر دے گی۔ میرا کلام سچا ہے میرے خدا کا قول ہے۔ جو شخص تم میں سے زندہ رہے گا دیکھ لے گا

(صفحہ ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲)

الفاظ مرقومہ بالا سے صاف عیاں ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بنالوویؒ ایک دن ضرور مرزا صاحب پر ایمان لائیں گے۔ حالانکہ یہ پیشگوئی قطعاً بالکل غلط

## عذر

مرزائی کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب استفتا کے صفحہ لکھا ہے کہ :-

”معلوم نہیں کہ وہ ایمان (محمد حسین کا) فرعون کی طرح ہو گیا یا پرہیز گار لوگوں کی طرح“

## الجواب

یہ تحریر ۱۸۹۶ء کی ہے۔ بیشک اس وقت مرزا صاحب نے اس پیشگوئی میں ڈالتا تھا مگر اس کے بعد جبکہ انہوں نے صاف اور واضح الفاظ میں ”یو اللہ“ تعین کر دی ہے کہ محمد حسین کا ایمان سعید لوگوں کی طرح ہو گا۔ جیسا کہ او عبارت جو ۱۹۰۳ء کی ہے میں موجود ہے تو اب ایک سابقہ مردودہ تحریر کو پیش کر فریب دینا بعید از شرافت ہے ::

## انیسویں غلط پیشگوئی

### زلزلۃ الساعة

۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے قیامت خیز زلزلہ کے بعد مرزا صاحب نے یہ کہہ ہوئے کہ ممکن ہے اس قہری رو میں اور بھی کوئی زلزلہ آجائے الہام پر الہام گھڑنے شر



کئے چنانچہ ۸ اپریل ۱۹۵۵ء کو اشتہار دیا:-

”آج رات کے تین بجے کے قریب خدا

تازہ نشان کا دھکہ۔ زلزلۃ الساعۃ خدا

اس نشان کا ایک دھکہ لگے گا وہ قیامت کا

زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید

کو قیامت کہہ سکیں اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ

علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک

مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائے گا یا

(”الانذار“، در تبلیغ رسالت جلد ۱۰ ص ۸۰)

ناظرین کرام! ملاحظہ ہو کہ مرزا صاحب

نبی اللہ وغیرہ ہوں، خدا کے نبی کا ہر قول و فعل

شرم اور نہایت ہی مکروہ اور نفرت انگیز چالوں

بھی ہزار گنا زیادہ ہیروں پھیروں سے آ

شرم! شرم! شرم!!!

اس کے بعد ۱۳ اپریل ۱۹۵۵ء کو

”میں قادیان کے بازار میں گاڑی پر سوار

کوئی نقصان اس زلزلہ سے نہیں ہوا“

(ملخص ص ۳۹ رسالہ ”مکاشفات“، مرزا

اس کے بعد مرزا صاحب نے ۱۵

کے ص ۱۳۰، ۱۵۲ تا ۱۵۴، ۲۱۱، تذکرہ ص ۵۳۰

اک نشان ہے آئیو الا آج سے کچھ دن

جس سے گردش کھائی گئے دیہات شہر و

آئیگا قہر خدا

اک برہنہ سے

یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیے

کیا بشر اور کیا شجر او ر حجر اور کیا بحار

اک بھپک میں یہ زمیں ہو جائیگی زیر

نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آب ر

رات جو رکھتے تھے پوشاک برنگ یا سمن

صبح کر دیگی انہیں مثل درختان چنار

ہوش اڑ جائیے انسان کے پرندونکے

بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور

ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی

راہ کو بھولے ہونگے مست و بے خود راہ دار

خون سے مردوں کے کوہستان کے آب

سرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب

مضمحل ہو جائیے اس خوف سے سب جن دانس

زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی باحال زار

اک نمونہ قہر کا ہو گا وہ ربانی

آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی

ہاں! نہ کر جلدی سے انکار اسے سفید ناشناس

اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار

وحی حق کی بات ہے ہو کر رہیگی بے

پچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور

مرقومہ بالا اشعار سے ظاہر ہے کہ عنقریب ایک ایسا زلزلہ آئیگا جس

دیہات بلکہ جنگل و ویرانے چکرا جائیں گے۔ بشر و شجر۔ حجر و بحر جنبش میں

یہ زلزلہ کوئی ایسا نہیں ہو گا کہ  
 میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و  
 گاجس سے انسان تو انسان کہ  
 جائیگی غیر ذی عقل ہستیوں  
 نکلے۔ یہ تو اس مخلوق کا ذکر ہے  
 مخلوق پر بھی پہنچے گا جسے انسان  
 سے مضحل ہوگی وغیرہ:

باوجود ان صریح تصریح

اختیار کر کے لکھا:-

”خدا تعالیٰ کی وحی میں

نمونہ قیامت ہو گا بلکہ

سورۃ اِذَا زُلْزِلَتْ

تک اس زلزلہ کے لفظ

ہے یہ معمولی زلزلہ نہ

دکھلا دے اے

آہ! قادیانی ”حضرت

لے رہے ہیں دعویٰ

میں اما الزماں ہوں،

رکھتی ہیں یعنی غیب کہ

کہ چابک سوار گھوڑے

اسی طرح ازالہ اوہام میں

”جن پیشگوئیوں کو معنی

طرح کی روشنی و ہدایت

توجہ کر کے ان کا انکشاف

مگر حالت یہ ہے کہ باوجودیکہ - ”خدا کی وحی میں بار بار زلزلہ کا ذکر ہے۔“ پھر بھی مرزا جی کو ایمان نہیں۔ خدا کی وحی ہو تو ایمان ہو۔ یہاں تو خدا پر ہی ایمان نہیں سب الہامات اپنے نفس کی ایجاد ہیں پھر ان پر ایمان کیسے ہو، آگے سینے اس کے بعد مورخہ ۲۱ اپریل کو مرزا صاحب نے پھر ایک اشتہار دیا:

”۱۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ایک سخت زلزلہ کی خبر دی جو نمونہ قیامت اور ہوش ربا ہو گا۔ چونکہ دو مرتبہ مکرر طور پر اس علم مطلق نے اس آئندہ واقع پر مجھے مطلع فرمایا ہے اس لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ عظیم الشان حادثہ جو محشر کے حادثہ کو یاد دلائیگا دور نہیں خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اب دوسرا نشان دکھادے تا ماننے والوں پر اس کا رحم ہو تا وہ لوگ جو کئی منزلوں کے نیچے سوتے ہیں وہ کسی اور جگہ ڈیرے لگائیں،“ (طغس اشتہار مرزا مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۰۵ء موسومہ النداء من وحی السماء مندرجہ ریویو جلد ۴ نمبر ۶ ص ۲۳۸) ﴿مجموعہ اشتہارات ص ۵۳۵، ج ۳﴾

اس عبارت میں تو بلا کسی تاویل و احتمال کے صاف صاف زلزلے کا ذکر ہے وہ اس طرح کہ لوگ گھروں سے نکل کر آسمان کے تیغے ڈیرے لگائیں مطلب یہ کہ زلزلہ آیا کہ آیا۔ چنانچہ مرزا صاحب جن کا دعویٰ ہے کہ میرا ہر قول و فعل خدا کے حکم سے ہے جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں فرماتے ہیں کہ ”وہ حادثہ دور نہیں،“ اس پر مزید شہادت یہ کہ خود مرزا صاحب نے بمعہ اہل و عیال مکان چھوڑ کر باغ میں جا ڈیرا لگایا۔ چنانچہ ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کے اشتہار میں تھا:-

”آج ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے۔ یہ بات آسمان پر قرار پانچھی ہے کہ ایک شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی دنیا پر آوے گی جس کا نام خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ رکھا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھ دنوں کے بعد اس کو ظاہر فرماوے گا مگر بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دور نہیں (حضور آپ کا تو دعویٰ ہے کہ میری اپنی ہستی، کچھ نہیں میں خدا

کے ہاتھ میں کھپتی کی طرح ہوں۔ مفہوم ص  
 ص ۵۴۴ یہاں کیا بات ہے کہ آپ مہینہ  
 ، مگر اصلیت آپ کو معلوم نہیں ہوتی۔ ناقلاً  
 کی خاص وحی ہے جو لوگ شائع کر رہے ہیں  
 نہیں ہے، وہ جھوٹے ہیں، بالکل سچ ہے کہ وہ  
 ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی  
 گزرا۔ غالباً صبح کا وقت ہو گا یا کچھ حصہ رات  
 اس کے قریب ہے۔، (ریویو جلد ۴ ص ۲۴۲) p  
 برادران! ملاحظہ فرمائیے کہ نصرتہ الحق کے  
 رکھتے تھے پوشاک برنگ یا سن۔ صبح کر دیگی انہیں  
 سے صبح کے پہلے پہلے آئیگا۔ مگر اس اشتہار میں اور  
 اس کے قریب،، بہر حال تحریر بڑا شاہد ہے کہ اس  
 آنے والا ہے۔ اس کے بعد ۲۲ مئی ۱۹۰۵ کو  
 لائق توجہ گورنمنٹ:-

”مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر ملی کہ ایک  
 قیامت کا نمونہ ہو گا۔ میں اس بات کی طرف  
 اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹال ڈے اور  
 طور پر بقید تاریخ اور روز اور وقت اس آ  
 فرماوے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے اور  
 سے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں۔ میں واپس  
 مجھے معلوم نہیں کہ وقت کب آنے والا ہے  
 نصیحت کی کہ جس کی مقدرت ہو اسے ضروری  
 باہر جنگل میں رہے (حاشیہ میں لکھا ہے) اس  
 نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے کوئی تاریخ میرے  
 گویوں میں یہی سنت اللہ کی ہے چنانچہ انجیل

زلزلے آویں گے مگر تاریخ مقرر نہیں مجھے اب تک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے، اس خوف کو لازم سمجھ کر میں خیموں میں گزارہ کرتا ہوں۔ ایک ہزار روپیہ کے قریب خرچ ہو چکا ہے۔ اس قدر خرچ کون اٹھا سکتا ہے، بجز اس کے کہ سچے دل سے آنے والے حادثہ یقین رکھتا ہے مجھے بعد میں زلزلہ کی نسبت یہ بھی الہام ہوا تھا۔ ”پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔“ اجتہادی طور پر خیال گزرتا ہے کہ ظاہر الفاظ وحی کے چاہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بہار کے ایام میں پوری ہوگی۔“ (ریو بولڈ ص ۳۷۳) (مجموعہ اشہارات ص ۵۳۹، ج ۳)

اس جگہ پھر وہی چالاکی اختیار کی ہے کہ ایک طرف زلزلہ کی بار بار دوسری طرف احتمال و اہمال بہر حال جو کچھ ہو اس زلزلہ ”یا کوئی اور آفت شدیدہ جلد نازل و وارد ہونے پر مرزا صاحب کو یقین تھا۔ جو یہ تمام و کمال جھوٹا، خبیث و ہمی ثابت ہوا۔ آخر انتظار بسیار کے بعد مرزا صاحب اپنا سانس لے کر چیپے قادیان میں آگئے اور غریب و محنتی مریدوں سے بطور چندہ اکٹھا کیا ہوا ہزار روپیہ قریب روپیہ مفت میں خیموں وغیرہ پر برباد ہوا۔ آگے ملاحظہ ہو (ضمیمہ نمبر ۱۰) ص ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰ کے حاشیہ پر لکھا ہے:-

”خدا تعالیٰ کا ایک الہام یہ بھی ہے کہ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ موعودہ کے وقت بہار کے دن ہوں گے اور جیسا کہ بعض الہامات سے سمجھا جاتا غالباً صبح کا وقت ہو گا یا اس کے قریب اور غالباً وہ وقت نزدیک ہے جب کہ وہ پیشگوئی ظہور میں آجائے اور ممکن ہے کہ خدا اس میں کچھ تاخیر ڈال دے۔“ (اس تاخیر کی تعیین اسی صفحہ کے متن میں یہ کی گئی ہے) ”بار بار وحی الہی نے مجھے، اطلاع دی ہے کہ

انہی نام پر تمام بارہوی مرزا صاحب ہیں جنہوں نے (ضمیمہ انجام) تحف حاشیہ ص ۲۱۰، ص ۲۸۸، ص ۲۸۹، ص ۲۹۰، ص ۲۹۱، ص ۲۹۲، ص ۲۹۳، ص ۲۹۴، ص ۲۹۵، ص ۲۹۶، ص ۲۹۷، ص ۲۹۸، ص ۲۹۹، ص ۳۰۰، ص ۳۰۱، ص ۳۰۲، ص ۳۰۳، ص ۳۰۴، ص ۳۰۵، ص ۳۰۶، ص ۳۰۷، ص ۳۰۸، ص ۳۰۹، ص ۳۱۰، ص ۳۱۱، ص ۳۱۲، ص ۳۱۳، ص ۳۱۴، ص ۳۱۵، ص ۳۱۶، ص ۳۱۷، ص ۳۱۸، ص ۳۱۹، ص ۳۲۰، ص ۳۲۱، ص ۳۲۲، ص ۳۲۳، ص ۳۲۴، ص ۳۲۵، ص ۳۲۶، ص ۳۲۷، ص ۳۲۸، ص ۳۲۹، ص ۳۳۰، ص ۳۳۱، ص ۳۳۲، ص ۳۳۳، ص ۳۳۴، ص ۳۳۵، ص ۳۳۶، ص ۳۳۷، ص ۳۳۸، ص ۳۳۹، ص ۳۴۰، ص ۳۴۱، ص ۳۴۲، ص ۳۴۳، ص ۳۴۴، ص ۳۴۵، ص ۳۴۶، ص ۳۴۷، ص ۳۴۸، ص ۳۴۹، ص ۳۵۰، ص ۳۵۱، ص ۳۵۲، ص ۳۵۳، ص ۳۵۴، ص ۳۵۵، ص ۳۵۶، ص ۳۵۷، ص ۳۵۸، ص ۳۵۹، ص ۳۶۰، ص ۳۶۱، ص ۳۶۲، ص ۳۶۳، ص ۳۶۴، ص ۳۶۵، ص ۳۶۶، ص ۳۶۷، ص ۳۶۸، ص ۳۶۹، ص ۳۷۰، ص ۳۷۱، ص ۳۷۲، ص ۳۷۳، ص ۳۷۴، ص ۳۷۵، ص ۳۷۶، ص ۳۷۷، ص ۳۷۸، ص ۳۷۹، ص ۳۸۰، ص ۳۸۱، ص ۳۸۲، ص ۳۸۳، ص ۳۸۴، ص ۳۸۵، ص ۳۸۶، ص ۳۸۷، ص ۳۸۸، ص ۳۸۹، ص ۳۹۰، ص ۳۹۱، ص ۳۹۲، ص ۳۹۳، ص ۳۹۴، ص ۳۹۵، ص ۳۹۶، ص ۳۹۷، ص ۳۹۸، ص ۳۹۹، ص ۴۰۰، ص ۴۰۱، ص ۴۰۲، ص ۴۰۳، ص ۴۰۴، ص ۴۰۵، ص ۴۰۶، ص ۴۰۷، ص ۴۰۸، ص ۴۰۹، ص ۴۱۰، ص ۴۱۱، ص ۴۱۲، ص ۴۱۳، ص ۴۱۴، ص ۴۱۵، ص ۴۱۶، ص ۴۱۷، ص ۴۱۸، ص ۴۱۹، ص ۴۲۰، ص ۴۲۱، ص ۴۲۲، ص ۴۲۳، ص ۴۲۴، ص ۴۲۵، ص ۴۲۶، ص ۴۲۷، ص ۴۲۸، ص ۴۲۹، ص ۴۳۰، ص ۴۳۱، ص ۴۳۲، ص ۴۳۳، ص ۴۳۴، ص ۴۳۵، ص ۴۳۶، ص ۴۳۷، ص ۴۳۸، ص ۴۳۹، ص ۴۴۰، ص ۴۴۱، ص ۴۴۲، ص ۴۴۳، ص ۴۴۴، ص ۴۴۵، ص ۴۴۶، ص ۴۴۷، ص ۴۴۸، ص ۴۴۹، ص ۴۵۰، ص ۴۵۱، ص ۴۵۲، ص ۴۵۳، ص ۴۵۴، ص ۴۵۵، ص ۴۵۶، ص ۴۵۷، ص ۴۵۸، ص ۴۵۹، ص ۴۶۰، ص ۴۶۱، ص ۴۶۲، ص ۴۶۳، ص ۴۶۴، ص ۴۶۵، ص ۴۶۶، ص ۴۶۷، ص ۴۶۸، ص ۴۶۹، ص ۴۷۰، ص ۴۷۱، ص ۴۷۲، ص ۴۷۳، ص ۴۷۴، ص ۴۷۵، ص ۴۷۶، ص ۴۷۷، ص ۴۷۸، ص ۴۷۹، ص ۴۸۰، ص ۴۸۱، ص ۴۸۲، ص ۴۸۳، ص ۴۸۴، ص ۴۸۵، ص ۴۸۶، ص ۴۸۷، ص ۴۸۸، ص ۴۸۹، ص ۴۹۰، ص ۴۹۱، ص ۴۹۲، ص ۴۹۳، ص ۴۹۴، ص ۴۹۵، ص ۴۹۶، ص ۴۹۷، ص ۴۹۸، ص ۴۹۹، ص ۵۰۰، ص ۵۰۱، ص ۵۰۲، ص ۵۰۳، ص ۵۰۴، ص ۵۰۵، ص ۵۰۶، ص ۵۰۷، ص ۵۰۸، ص ۵۰۹، ص ۵۱۰، ص ۵۱۱، ص ۵۱۲، ص ۵۱۳، ص ۵۱۴، ص ۵۱۵، ص ۵۱۶، ص ۵۱۷، ص ۵۱۸، ص ۵۱۹، ص ۵۲۰، ص ۵۲۱، ص ۵۲۲، ص ۵۲۳، ص ۵۲۴، ص ۵۲۵، ص ۵۲۶، ص ۵۲۷، ص ۵۲۸، ص ۵۲۹، ص ۵۳۰، ص ۵۳۱، ص ۵۳۲، ص ۵۳۳، ص ۵۳۴، ص ۵۳۵، ص ۵۳۶، ص ۵۳۷، ص ۵۳۸، ص ۵۳۹، ص ۵۴۰، ص ۵۴۱، ص ۵۴۲، ص ۵۴۳، ص ۵۴۴، ص ۵۴۵، ص ۵۴۶، ص ۵۴۷، ص ۵۴۸، ص ۵۴۹، ص ۵۵۰، ص ۵۵۱، ص ۵۵۲، ص ۵۵۳، ص ۵۵۴، ص ۵۵۵، ص ۵۵۶، ص ۵۵۷، ص ۵۵۸، ص ۵۵۹، ص ۵۶۰، ص ۵۶۱، ص ۵۶۲، ص ۵۶۳، ص ۵۶۴، ص ۵۶۵، ص ۵۶۶، ص ۵۶۷، ص ۵۶۸، ص ۵۶۹، ص ۵۷۰، ص ۵۷۱، ص ۵۷۲، ص ۵۷۳، ص ۵۷۴، ص ۵۷۵، ص ۵۷۶، ص ۵۷۷، ص ۵۷۸، ص ۵۷۹، ص ۵۸۰، ص ۵۸۱، ص ۵۸۲، ص ۵۸۳، ص ۵۸۴، ص ۵۸۵، ص ۵۸۶، ص ۵۸۷، ص ۵۸۸، ص ۵۸۹، ص ۵۹۰، ص ۵۹۱، ص ۵۹۲، ص ۵۹۳، ص ۵۹۴، ص ۵۹۵، ص ۵۹۶، ص ۵۹۷، ص ۵۹۸، ص ۵۹۹، ص ۶۰۰، ص ۶۰۱، ص ۶۰۲، ص ۶۰۳، ص ۶۰۴، ص ۶۰۵، ص ۶۰۶، ص ۶۰۷، ص ۶۰۸، ص ۶۰۹، ص ۶۱۰، ص ۶۱۱، ص ۶۱۲، ص ۶۱۳، ص ۶۱۴، ص ۶۱۵، ص ۶۱۶، ص ۶۱۷، ص ۶۱۸، ص ۶۱۹، ص ۶۲۰، ص ۶۲۱، ص ۶۲۲، ص ۶۲۳، ص ۶۲۴، ص ۶۲۵، ص ۶۲۶، ص ۶۲۷، ص ۶۲۸، ص ۶۲۹، ص ۶۳۰، ص ۶۳۱، ص ۶۳۲، ص ۶۳۳، ص ۶۳۴، ص ۶۳۵، ص ۶۳۶، ص ۶۳۷، ص ۶۳۸، ص ۶۳۹، ص ۶۴۰، ص ۶۴۱، ص ۶۴۲، ص ۶۴۳، ص ۶۴۴، ص ۶۴۵، ص ۶۴۶، ص ۶۴۷، ص ۶۴۸، ص ۶۴۹، ص ۶۵۰، ص ۶۵۱، ص ۶۵۲، ص ۶۵۳، ص ۶۵۴، ص ۶۵۵، ص ۶۵۶، ص ۶۵۷، ص ۶۵۸، ص ۶۵۹، ص ۶۶۰، ص ۶۶۱، ص ۶۶۲، ص ۶۶۳، ص ۶۶۴، ص ۶۶۵، ص ۶۶۶، ص ۶۶۷، ص ۶۶۸، ص ۶۶۹، ص ۶۷۰، ص ۶۷۱، ص ۶۷۲، ص ۶۷۳، ص ۶۷۴، ص ۶۷۵، ص ۶۷۶، ص ۶۷۷، ص ۶۷۸، ص ۶۷۹، ص ۶۸۰، ص ۶۸۱، ص ۶۸۲، ص ۶۸۳، ص ۶۸۴، ص ۶۸۵، ص ۶۸۶، ص ۶۸۷، ص ۶۸۸، ص ۶۸۹، ص ۶۹۰، ص ۶۹۱، ص ۶۹۲، ص ۶۹۳، ص ۶۹۴، ص ۶۹۵، ص ۶۹۶، ص ۶۹۷، ص ۶۹۸، ص ۶۹۹، ص ۷۰۰، ص ۷۰۱، ص ۷۰۲، ص ۷۰۳، ص ۷۰۴، ص ۷۰۵، ص ۷۰۶، ص ۷۰۷، ص ۷۰۸، ص ۷۰۹، ص ۷۱۰، ص ۷۱۱، ص ۷۱۲، ص ۷۱۳، ص ۷۱۴، ص ۷۱۵، ص ۷۱۶، ص ۷۱۷، ص ۷۱۸، ص ۷۱۹، ص ۷۲۰، ص ۷۲۱، ص ۷۲۲، ص ۷۲۳، ص ۷۲۴، ص ۷۲۵، ص ۷۲۶، ص ۷۲۷، ص ۷۲۸، ص ۷۲۹، ص ۷۳۰، ص ۷۳۱، ص ۷۳۲، ص ۷۳۳، ص ۷۳۴، ص ۷۳۵، ص ۷۳۶، ص ۷۳۷، ص ۷۳۸، ص ۷۳۹، ص ۷۴۰، ص ۷۴۱، ص ۷۴۲، ص ۷۴۳، ص ۷۴۴، ص ۷۴۵، ص ۷۴۶، ص ۷۴۷، ص ۷۴۸، ص ۷۴۹، ص ۷۵۰، ص ۷۵۱، ص ۷۵۲، ص ۷۵۳، ص ۷۵۴، ص ۷۵۵، ص ۷۵۶، ص ۷۵۷، ص ۷۵۸، ص ۷۵۹، ص ۷۶۰، ص ۷۶۱، ص ۷۶۲، ص ۷۶۳، ص ۷۶۴، ص ۷۶۵، ص ۷۶۶، ص ۷۶۷، ص ۷۶۸، ص ۷۶۹، ص ۷۷۰، ص ۷۷۱، ص ۷۷۲، ص ۷۷۳، ص ۷۷۴، ص ۷۷۵، ص ۷۷۶، ص ۷۷۷، ص ۷۷۸، ص ۷۷۹، ص ۷۸۰، ص ۷۸۱، ص ۷۸۲، ص ۷۸۳، ص ۷۸۴، ص ۷۸۵، ص ۷۸۶، ص ۷۸۷، ص ۷۸۸، ص ۷۸۹، ص ۷۹۰، ص ۷۹۱، ص ۷۹۲، ص ۷۹۳، ص ۷۹۴، ص ۷۹۵، ص ۷۹۶، ص ۷۹۷، ص ۷۹۸، ص ۷۹۹، ص ۸۰۰، ص ۸۰۱، ص ۸۰۲، ص ۸۰۳، ص ۸۰۴، ص ۸۰۵، ص ۸۰۶، ص ۸۰۷، ص ۸۰۸، ص ۸۰۹، ص ۸۱۰، ص ۸۱۱، ص ۸۱۲، ص ۸۱۳، ص ۸۱۴، ص ۸۱۵، ص ۸۱۶، ص ۸۱۷، ص ۸۱۸، ص ۸۱۹، ص ۸۲۰، ص ۸۲۱، ص ۸۲۲، ص ۸۲۳، ص ۸۲۴، ص ۸۲۵، ص ۸۲۶، ص ۸۲۷، ص ۸۲۸، ص ۸۲۹، ص ۸۳۰، ص ۸۳۱، ص ۸۳۲، ص ۸۳۳، ص ۸۳۴، ص ۸۳۵، ص ۸۳۶، ص ۸۳۷، ص ۸۳۸، ص ۸۳۹، ص ۸۴۰، ص ۸۴۱، ص ۸۴۲، ص ۸۴۳، ص ۸۴۴، ص ۸۴۵، ص ۸۴۶، ص ۸۴۷، ص ۸۴۸، ص ۸۴۹، ص ۸۵۰، ص ۸۵۱، ص ۸۵۲، ص ۸۵۳، ص ۸۵۴، ص ۸۵۵، ص ۸۵۶، ص ۸۵۷، ص ۸۵۸، ص ۸۵۹، ص ۸۶۰، ص ۸۶۱، ص ۸۶۲، ص ۸۶۳، ص ۸۶۴، ص ۸۶۵، ص ۸۶۶، ص ۸۶۷، ص ۸۶۸، ص ۸۶۹، ص ۸۷۰، ص ۸۷۱، ص ۸۷۲، ص ۸۷۳، ص ۸۷۴، ص ۸۷۵، ص ۸۷۶، ص ۸۷۷، ص ۸۷۸، ص ۸۷۹، ص ۸۸۰، ص ۸۸۱، ص ۸۸۲، ص ۸۸۳، ص ۸۸۴، ص ۸۸۵، ص ۸۸۶، ص ۸۸۷، ص ۸۸۸، ص ۸۸۹، ص ۸۹۰، ص ۸۹۱، ص ۸۹۲، ص ۸۹۳، ص ۸۹۴، ص ۸۹۵، ص ۸۹۶، ص ۸۹۷، ص ۸۹۸، ص ۸۹۹، ص ۹۰۰، ص ۹۰۱، ص ۹۰۲، ص ۹۰۳، ص ۹۰۴، ص ۹۰۵، ص ۹۰۶، ص ۹۰۷، ص ۹۰۸، ص ۹۰۹، ص ۹۱۰، ص ۹۱۱، ص ۹۱۲، ص ۹۱۳، ص ۹۱۴، ص ۹۱۵، ص ۹۱۶، ص ۹۱۷، ص ۹۱۸، ص ۹۱۹، ص ۹۲۰، ص ۹۲۱، ص ۹۲۲، ص ۹۲۳، ص ۹۲۴، ص ۹۲۵، ص ۹۲۶، ص ۹۲۷، ص ۹۲۸، ص ۹۲۹، ص ۹۳۰، ص ۹۳۱، ص ۹۳۲، ص ۹۳۳، ص ۹۳۴، ص ۹۳۵، ص ۹۳۶، ص ۹۳۷، ص ۹۳۸، ص ۹۳۹، ص ۹۴۰، ص ۹۴۱، ص ۹۴۲، ص ۹۴۳، ص ۹۴۴، ص ۹۴۵، ص ۹۴۶، ص ۹۴۷، ص ۹۴۸، ص ۹۴۹، ص ۹۵۰، ص ۹۵۱، ص ۹۵۲، ص ۹۵۳، ص ۹۵۴، ص ۹۵۵، ص ۹۵۶، ص ۹۵۷، ص ۹۵۸، ص ۹۵۹، ص ۹۶۰، ص ۹۶۱، ص ۹۶۲، ص ۹۶۳، ص ۹۶۴، ص ۹۶۵، ص ۹۶۶، ص ۹۶۷، ص ۹۶۸، ص ۹۶۹، ص ۹۷۰، ص ۹۷۱، ص ۹۷۲، ص ۹۷۳، ص ۹۷۴، ص ۹۷۵، ص ۹۷۶، ص ۹۷۷، ص ۹۷۸، ص ۹۷۹، ص ۹۸۰، ص ۹۸۱، ص ۹۸۲، ص ۹۸۳، ص ۹۸۴، ص ۹۸۵، ص ۹۸۶، ص ۹۸۷، ص ۹۸۸، ص ۹۸۹، ص ۹۹۰، ص ۹۹۱، ص ۹۹۲، ص ۹۹۳، ص ۹۹۴، ص ۹۹۵، ص ۹۹۶، ص ۹۹۷، ص ۹۹۸، ص ۹۹۹، ص ۱۰۰۰۔

وہ پیشگوئی میری زندگی میں اور  
کے لئے ظہور میں آئے گی۔ اگر  
زیادہ سے زیادہ سولہ سال میں ضرر  
آجائے۔،،

بالنصف و باخدا ناظرین! دیکھو  
تھا کہ زلزلہ آیا کہ آیا حتیٰ کہ مریدوں  
باہر ڈیرے لگاؤ اور خود بھی مہینہ بھر بار  
زیادہ سولہ سال کی تاخیر ہے۔

بھائیو! کیا آپ نے آج تک  
میں مغالطہ اور دھوکہ کو ہی دین و ایمان  
حضرت مرزا صاحب،، ان سے بھی بڑھ چ  
بہر حال اس تحریر میں اتنا تو

گئی ہے (شکر یہ) اب سوال یہ ہو گا کہ ایسے  
میں کب آیا؟ اس کا جواب مرزائی یہ  
اس کے جواب میں ہم اپنے ناظرین  
حاضر و ناظر سمجھ کر گواہی دیں کہ کیا زلزلہ عظیم

میں بھی ہے؟ کسی کو یاد ہے؟ ہرگز نہیں  
”جو پہلے زلزلہ سے بھی بڑھ چڑھ  
دانے والا جو نہ کسی آنکھ نے اس  
میں بھی نہ گزرا ہو، کہاں وہ زلزلہ  
جنوں کو بخود کر دے۔ سندرہوں،  
جس میں اتنے آدمی مریں کہ ندیا  
پس ہمارے ناظرین خود اندر

راست گو اور ایماندار ہیں! اوہو میں دور چلا گیا۔ ساری دنیا بھی گواہی دیدے تب  
 مرزائی ایمان نہ لائیں گے مجھے تو لازم ہے کہ خود مرزا صاحب کی تحریر سے دکھاؤ  
 ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء والا زلزلہ بہت ہی معمولی تھا، احمدی دوستو! سنو اور کان  
 پردے کھول کر بے ایمانی۔ ضد و تعصب کو چھوڑ کر سنو! مرزا صاحب راقم ہیں۔  
 ”وحی الہی سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ زلزلے آئیں گے اور پہلے چار کسی  
 قدر ہلکے اور خفیف ہونگے اور دنیا ان کو معمولی سمجھے گی۔ پھر پانچواں زلزلہ  
 قیامت کا نمونہ ہوگا کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ کر دے، گایہاں تک وہ  
 تمنا کریں گے کہ اس دن سے پہلے مر جاتے اب یاد رہے کہ اس وقت  
 تک جو ۲۶ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اس ملک میں تین زلزلے آچکے ہیں یعنی  
 ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء اور ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء اور ۲۱ جولائی ۱۹۰۶ء مگر غالباً خدا  
 کے نزدیک یہ زلزلوں میں داخل نہیں کیوں کہ بہت ہی خفیف ہیں“

الخ (حاشیہ ص ۹۳ ھجرت الوحی) (خ ص ۹۶ ج ۲۲، در حاشیہ)

ظاہر ہے کہ ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء والا زلزلہ وہ زلزلہ نہیں جو قیامت کا نمونہ  
 تھا۔ خلاصہ یہ کہ مرزا صاحب کی یہ پیشگوئیاں بھی غلط ہوئیں۔

## مرزائی عذر

اس زلزلہ والی پیشگوئی پر مرزائی ایک عذر یہ کرتے ہیں کہ ۱۹۰۶ء میں مر  
 صاحب کو یہ الہاماً بتایا گیا تھا کہ وہ زلزلہ تاخیر میں پڑے گا۔ لہذا زندگی میں نہ آنا قاتا  
 اعتراض نہیں۔

## الجواب

تاخیر والا الہام مجمل ہے اس میں کہیں مذکور نہیں کہ بعد زندگی کے آئیے

آج کل ۱۵ جنوری ۱۹۳۳ء کو ایک زلزلہ ملک بہار میں آچکا ہے۔ مرزائی صاحبان اب اس کو  
 پیشگوئی کا صدق ظاہر کرتے ہیں حالانکہ ان تحریرات میں صاف ذکر ہے کہ وہ زلزلہ مرزائی زندگی میں آچکا۔ اگر  
 سے زیادہ تاخیر ہوگی تو ”سولہ سال تک“ لہذا بہار اور کونڈ کے زلزلے اس پیشگوئی سے مراد لینا محض جہالت اور  
 غبی کی دلیل ہے۔ ۱۹۲۱ء کے بعد کے زلزلے ہرگز ہرگز اس ”پیشگوئی“ اور ”الہام“ کے تحت نہیں آسکتے۔ ۱۲



بخلاف اس کے ہم جو تحریرات مرزا نقل کر آئے  
سے بتایا گیا ہے کہ وہ ”زندگی میں آئیگا۔ بڑا  
سے زیادہ نہیں۔ پس یہ عذر سراسر غلط ہے۔

پیشگوئیوں کے متعلق مرزا سیول

معیار اور اخبار انبیاء پر

(از تفہیمات ربانیہ مصنفہ مولوی اللہ دتہ)

معیار اور

”پیشگوئی کی غرض ایمان پیدا کرنا

بِالْغَيْبِ کا مصداق ہو۔ کوئی پیشگوئی ایسے

بِالْغَيْبِ سے باہر لے جائے۔ نہ ہی کسی کا حق

متعلق ایسا مطالبہ کرے۔

الجوار

آیت يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ سے

ہے۔ غیب سے مراد ذات الہی، عالم برزخ

مرزا صاحب خود راقم ہیں:-

”يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ متقی وہ ہیں جو

ہیں“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۲) ج ۱ ص ۱۳۵، ج ۲

علاوہ ازیں غیب سے مراد پیشگوئی نہ

بھی دال ہیں:-

(۱) ”پیشگوئی سے صرف یہ مقصود ہوتا

دلیل کام آسکے لیکن جب ایک پیشگوئی

وجہ سے۔ ناقل (دلیل کی محتاج ہے تو کس کام کی؟) (ص ۱۲۱) پیشگوئی میں تو وہ امور پیش کرنے چاہئیں جن کو کھلے کھلے طور پر دنیادیکھ سکے۔

(تحد گولڑہ ص ۱۲۱، ص ۱۲۳ تا ۱۲۴ اول) (طبخ ص ۳۰۱، ص ۳۰۲)

پس جن پیشگوئیوں کو خود مرزا صاحب نے بطور دلیل صداقت مخالفین کے سامنے پیش کیا ہے ان کے متعلق یہ معیار مقرر کرنا مرزائیت کی انتہائی کمزوری کا ثبوت دینا ہے۔

## معیار دوم

”وعدہ ہو یا وعید ہر دو قسم کی پیشگوئیاں مرکزی نقطہ ایمان پیدا کرنے کے گرد چکر لگاتی ہیں۔ یہ غرض پوری ہو جائے تو وعید کا ٹل جانا ہی سنت الہی ہے۔“

## الجواب

ہمارا بھی اس پر صا ہے کہ جو پیشگوئی وعید کی شرط بہ ایمان ہو اگر منکر ایمان لے آئے تو پیشگوئی ٹل نہیں جاتی بلکہ پوری ہو جاتی ہے،

## معیار سوم

”اندازی پیشگوئیاں سب کی سب شرط توبہ کے ساتھ مشروط ہوتی ہیں۔“

## جواب

ہر ایک اندازی کی پیشگوئی مشروط نہیں ہوتی۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:-

”گو بظاہر کوئی پیشگوئی شرط سے خالی ہو مگر پوشیدہ طور پر ارادہ الہی میں مشروط ہوتی ہیں۔ بجز ایسے الہام کے جس میں ظاہر کیا جائے کہ اس کے ساتھ شرط نہیں۔ ایسی صورت میں وہ قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے اور تقدیر

مبرم قرار پاتا ہے،“ (ص ۱۰۰ احاشیہ انجام آختم) (طبخ ص ۱۰۰، ص ۱۰۱)

اس سے ظاہر ہے کہ تقدیر مبرم میں شرط نہیں ہوتی۔ یہ مرزا صاحب کا مذہب ہے جو مرزائیوں پر حجت ہے۔ باقی رہیں دیگر پیشگوئیاں جن میں تقدیر مبرم کا ذکر نہ بھی ہو ان کے متعلق بھی جب تک خود ملہم کی تصریح نہ ہو کہ یہ توبہ سے ٹل

سکتی ہیں۔ ان کا بالفاظ ظاہر پورا نہ ہونا  
 گو وہ درپردہ مشروط ہی کیوں نہ ہو اور ایسے  
 پیش کی جاسکتی۔ دیکھئے بخاری شریف کتاب  
 موت کے بارے میں ہے۔ اس میں تقیہ  
 پیشگوئی کی عظمت سے ڈرنے کے بھی ہ

معیا

”پیشگوئی یا امر غیب کا ظہور سے تم

مثال

آنحضرت ﷺ کو دکھایا گیا کہ  
 کچھوروں کے باغ ہوں گے آپ کا خیا  
 مدینہ ثابت ہوا۔

جو

پیش روئی کو پیش گوئی کہنا آپ  
 نے اس میں غلطی نہیں کھائی جتنا کچھ اس  
 سمجھا تھا۔ کون کہتا ہے کہ نبی ﷺ نے  
 باغوں والی زمین سے مراد یمامہ نہ تھی  
 ذکر کہاں ہے؟

آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ ”پیشگوئی  
 ہے کہ مدینہ کا ذکر پیشگوئی میں نہیں تھا  
 للعجب:-

حضرات! یمامہ اور حجر میں بھی

میں کوئی تعین نہ کی گئی تھی اس لئے حضور نے اس کا اظہار کسی پر نہیں کیا  
مرزا صاحب راقم ہیں:-

”جب تک خدا تعالیٰ نے خاص طور پر تمام مراتب کسی پیشگوئی کے آپ  
پر نہ کھولے تب تک آپ نے اس کی کسی خاص شق کا کبھو دعویٰ نہ کیا“

(ازالہ ہام، ص ۳۰۶-۱۶-۲۷۷) (بخ، ص ۳۱۰)

اس کے بعد جب حضور علیہ السلام مدینہ تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ  
آپ پر کھول دیا کہ باغوں والی زمین یہ ہے۔ تب حضور نے اس کو لوگوں پر  
(بخاری باب ہجرۃ النبی واصحابہ الی المدینہ جلد ۲ ص ۲۰۴)

بخلاف اس کے تم مرزا صاحب کی جن جھوٹی پیشگوئیوں کی مدافعت  
اعتراض کرتے ہو وہ ایسی ہیں کہ بقول مرزا صاحب خدا فرماتا ہے کہ اے مرزا  
”تجھ سے پوچھتے ہیں کہ یہ کیا بات سچ ہے؟ (کہ محمدی بیگم تمہاری آسانی  
منکو ح ہے) کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم یہ سچ ہے اور تم اس بات کو  
وقوع میں آنے سے نہیں روک سکتے ہم نے خود اس سے تیرا نکاح  
باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا“

(فیصلہ آسانی، ص ۳۰) (بخ، ص ۵۰)

## دوسری مثال

جو اس مدعا پر پیش کی جاتی ہے وہ مرزا صاحب کے الفاظ میں یہ ہے:  
”بخاری مسلم میں درج ہے کہ آنحضرت کی بیویوں سے پہلے وہ فوت ہوگی جس  
کے لمبے ہاتھ ہونگے۔ انہوں (یعنی صحابہ کرام) نے (بعد وفات نبی ﷺ کے)  
زیب کی وفات کے وقت یقین کر لیا کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی حالانکہ یہ بات  
اجماعی طور پر تسلیم ہو چکی تھی کہ سوڈہ کے لمبے ہاتھ ہیں۔ وہی پہلے فوت ہوگی  
آنحضرت نے ہاتھوں کو ناپتے دیکھ کر بھی منع نہیں فرمایا۔ ثابت ہوا کہ اصل  
حقیقت آنحضرت ﷺ کو بھی معلوم نہ تھی“

(طغس ازالہ ہام، ص ۳۳۳-۳۶۷-۱۶-۲۷۷) (بخ، ص ۳۹۵-۳۹۶)

## الجواب

پہلا اور ڈبل جھوٹ تو مرزا صاحب نے برسن کر بیویوں نے آپ کے رو بہ ہاتھ ناپنا شروع کیا۔ خدا کی قسم یہ رسول اللہ صلعم پر افترا ہے۔ دروغ بے ثبوت لَعْنَتُهُ اللّٰهُ عَلَى الْكَاذِبِينَ دوسرا جھوٹ یہ بولا ہے کہ ام المؤمنین اجماعی طور پر تسلیم کیا گیا تھا حالانکہ سوائے چند ایک خیال نہ تھا۔ آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات کا اور نہ اس بارے میں ان سے بھی کوئی شہادت لفظی تیسرا جھوٹ مرزا صاحب نے یہ بولا ہے لہجے ہاتھ کے ہیں حالانکہ ”لہجے ہاتھ“ تشبیہ یا جزم حدیث میں ”یَدًا“ کا لفظ ہے جو واحد کا صیغہ۔ محاورہ ہے کہ جب کسی انسان کے متعلق ایک ”لم مذکور واقعی لہجہ نہ ہو) تو اس سے سخاوت، کرم بخشی وغیرہ مراد ہوتی ہے:-

قرآن پاک سے مثال سنو! بِيَدِهِ مَلَكُ  
بادشاہی ہے تمام پھیلنے کی۔ اب آئیے الفاظ اَطْلُوْا  
کی زبان سے سنیئے:-

”در اصل لہجہ ہاتھوں سے مراد سخاوت تھی پس رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی یہی تھی

۱۔ مرزا صاحب چونکہ عربی ادب اور لغت سے بے بہرہ تھے اصول ضلوع سے نہ جس کے معنی سخاوت وغیرہ کے ہیں اور طول سے

جو زیادہ سچی ہے۔ چنانچہ وہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا۔ صدق رسول اللہ ﷺ باقی رہا کہ بیویوں نے از خود لمبے ہاتھ سے مراد ظاہری ہاتھ لئے تھے سو ان کے ہرے جو وحی الہی نہیں تھا۔ بحث طلب بات یہ ہے کہ نبی پیشگوئی کے وقوع کوئی غلط مفہوم قائم کر سکتا ہے جس کی بعد میں جا کر تردید ہو جائے اور وہ الفاظ مخالف ہو یا نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ انبیاء پیشگوئی کا جو مفہوم متعین کرتے ہیں۔ مہم کے عین مطابق ہوتا ہے لیکن مرزا صاحب کی پیشگوئیاں اس قبیل کی نہیں مزید برآں مرزا صاحب کی تحدیانہ پیشگوئیاں بھی پوری نہیں ہوئیں جو نے اپنی صداقت میں پیش کیں اور جن کے الفاظ جہاں تک واضح ہونے کا قطعاً کسی تاویل کے متحمل نہیں ::

## تیسری مثال

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَارِيكُمْ اِيَاتِي فَتَعْرِفُونَهَا میں تم کو اپنے دکھاؤں گا۔ تب تم (بعد دیکھنے کے) ان کو پہچان سکو گے اس آیت سے بھی ظاہر ہے کہ قبل ظہور پیشگوئی کی پوری معرفت نہیں ہو کرتی ::

## الجواب

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا۔ جو لوگے اور واقع ہو جانے کے بعد ان نشانیوں کے تم اسلام کی صداقت کے ہو جاؤ گے۔ جیسے قیامت کے متعلق فرمایا:-

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ اس کے یہ نہیں کہ تمہیں جو اس وقت بتایا جا رہا ہے اس کا تمہیں علم نہیں اگر معنی یہ ہوں تو پھر بتایا کیا گیا؟ مقصد یہ ہے کہ وقوع میں تمہیں شک ہے۔ جب ان نشانوں کو واقع ہوئے دیکھ لو گے تو تمہیں خود بخود یقین ہو جائے گا۔

چو

آنحضرتؐ کی پیشگوئی۔ حر  
نبویؐ) جب حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ

اس پیشگوئی کا پتہ نہیں دیا  
بیداری۔ اگر روایت صحیح اور واقعہ خود  
جانتا ہے:-

”خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں

سے مراد موت، کئی مرتبہ  
ہے، اس کی تعبیر زیادہ عمر ہو

(م)

ہاں اگر خواب میں خدا کا

تعبیر متعین الفاظ میں کر دے جو پ

اعتراض ہے۔ مثلاً مرزا صاحب۔

سنائے اور انہیں لوگوں کے روبرو

ثابت ہوئے::

۲۔ اگر یہ روایت صحیح

میںدہوں سے مراد ”انسان“ ہوئے

بکریاں ذبح ہوں گی، جس کے

اور اس کا داماد سلطان محمد، لیتے

مگر جب پیشگوئی صریح

عبداللطیف اور اسکے شاگرد عبدالرحمن، کی موت پر لگا دیا

(س ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰)

۳۔ اگر یہ زوایت صحیح ہے اور بیداری کا البام ہے جس سے مراد حضرت زبیرؓ کی شہادت ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ نبی صلعم نے اس سے ضرور ظاہری مینڈھا سمجھا تھا۔

## پانچویں مثال

مرزائی یہ دیتے ہیں کہ آنحضرت کو خواب میں جناب عائشہ صدیقہؓ کی تصویر دکھائی گئی کہ یہ آپؐ کی بیوی ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا ” اِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُفَضِّصْهُ اِگر یہ خواب خدا کی طرف سے ہے تو وہ اسے پورا کر دے گا، معلوم ہوا کہ نبی صلعم کو بھی اس پیشگوئی کی حقیقت پہلے پہل معلوم نہ تھی (مولوی اللہ دتار الفضل ۰۰۰۰ نومبر ۲۰۲۲ء)

## الجواب

یہ کہاں لکھا ہے کہ مجھے معلوم نہیں اس کے کیا معنی ہیں؟

معنی معلوم ہوتے ہوئے کہا یہ ہے کہ اگر یہ خواب خدا کی طرف سے ہے تو پورا ہو کر رہے گا۔ معلوم ہوا کہ پیشگوئی کے معنی معلوم تھے۔ باقی رہا یہ امر کہ پھر ”اگر“ کا لفظ کیوں استعمال کیا جو شک پر دلالت کرتا ہے، تو جواب ہے کہ بفرض محال ”اگر“ کے معنی شک بھی ہوں۔ تو بھی اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ پیشگوئی کے معنوں میں کوئی شک تھا اگر ہے تو اس پیشگوئی کے خدا کی طرف سے ہونے میں ہے نہ کہ پیشگوئی کے معنوں میں مگر یاد رکھو ”ان“ کا لفظ ہمیشہ شک کے معنوں میں ہی استعمال نہیں ہوتا کبھی ”ان“ اس لئے آتا ہے کہ یقین دلایا جائے چونکہ دوسرا پہلو محال ہے، اس لئے جو پیش کیا گیا ہے، وہ درست ہے یعنی ”ان“ ”تشکیک“ کے لئے نہیں بلکہ تحقیق کے لئے بھی کبھی استعمال ہوتا ہے جیسے ہم کہتے ہیں اگر میں حق پر ہوں تو ضرور کامیابی ہوگی۔ یعنی چونکہ میں یقینی طور پر حق پر ہوں



اس لئے کامیابی بھی قطعی ہے۔ یا جیسے،، مسیح علیہ السلام نے فرمایا: **إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ**، میں نے چونکہ (اللہ کے) علم میں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ چوں کہ اب حدیث کا مطلب صاف ہے کہ چوں کہ یہ خواب قطعی اور حتمی طور پر خدا کی طرف سے ہے اس لئے ہے۔ فاندفع ما قیل۔

نوٹ: مرزا صاحب نے بھی اس واقعہ میں یہ لکھا ہے کہ اللہ دتارنے بولا ہے ملاحظہ ہو۔ (ازالہ وہاب ص ۱۶)

## چھٹی مثال

مرزائی یہ دیتے ہیں کہ نوح علیہ السلام بچاؤں گا اور خدا کے نزدیک ان کا بیٹا اہل کے لفظ میں معلوم نہ کر سکے۔

## الجواب

حضرت نوحؑ کے اہل کو بچانے کا وعدہ تو یہ تھا ایمان داروں سے مخصوص تھا۔ سینے حکم ہو گیا اور ظالم کفار (حضرت نوحؑ کا بیٹا بھی کافر تھا)۔ ایک چیز کا جوڑا جوڑا آشتی میں سوار کر لے وَأَهْلَكَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مگر اپنے اہل میں سے کافروں کو ظالموں کو شامل نہیں) ومن آمن اور جو ایمان لائے۔ ”سورۃ ہود در کو ع ۲۴“

صاف ظاہر ہے کہ بیٹے کو بچانے کا وعدہ نہ

سوال۔ باوجود معلوم ہونے کے بیٹے کو کشتی پر چڑھنے کو کہا؟

جواب۔ مومنوں کو بچانے کا وعدہ تھا اور حضرت نوحؑ بیٹے کو ایمان لانے کی ترغیب

دیتے تھے یا بُنَىٰ اَرْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ اے بیٹے  
کافروں میں سے مت ہو (ایمان لا) اور ہمارے ساتھ سورا ہو جا، مگر اے  
نہ ماننا تھا نہ مانا:

سوال۔ جب وہ اہل میں داخل نہ تھا تو پھر کیوں کہا کہ خدایا تیرا وعدہ میرے اہل

بچانے کا ہے اور میرا بیٹا میرے اہل میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ نور  
بیٹے کو وعدہ میں داخل سمجھتے تھے:

جواب۔ حضرت نوحؑ کی دونوں باتیں سچ ہیں جو نتیجہ نکالا جاتا ہے وہ غلط ہے حضرت

نوحؑ علیہ السلام کہتے ہیں خدایا تیرا وعدہ میرے اہل کو بچانے کا ہے (سچ) (سچ)

جانتے ہیں کہ یہ اس وعدہ سے بوجہ کافر ہونے کے خارج ہے اس لئے یہ

نہیں کہتے کثیرا وعدہ اس کو بھی بچانے کا ہے بطرز دیگر اپنے پوری جذبات

ظاہر کرتے ہوئے سچ بولتے ہیں کہ مالک الملک یہ بیٹا ہونے کی وجہ سے میرے

اہل میں تو ضرور داخل ہے (یہ بھی سچ) اے جناب بحث اس میں نہیں کہ

حضرت نوحؑ کا اہل تھا یا نہیں بحث یہ ہے کہ حضرت نوحؑ اسے وعدہ میں الٰہی شام

جانے تھے یا نہیں سو قرآن شاہد ہے کہ حضرت نوحؑ وعدہ الٰہی میں بیٹے کو داخل نہیں

جانتے تھے کیوں کہ اس بارے میں صریح وحی الٰہی ہو چکی تھی وَلَا تَخَاطِبْنِي

فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ اَمْعَرَفُوْنَ۔ ظالم ضرور ہلاک کئے جائیں گے

سوال۔ جب حکم یہ تھا تو پھر حضرت نوحؑ نے کافر بیٹے کے بارے میں خدا سے خطاب

کیوں کیا؟

۱۔ احمدیہ پابکٹ بک کامصنف لکھتے ہیں "طوفانِ نوحؑ کا بیٹا جو ظالم تھا اور جس کے متعلق حکم  
تھا اَلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ اَمْعَرَفُوْنَ۔ ظالم ضرور ہلاک کئے جائیں گے

جواب۔ خدا رحم الرحیمین۔ انسان ضعیف

کی فطری محبت مجبور کر رہی تھی

۔ یہاں تو بیٹے کا سوال ہے

بڑھ کر اپنی ”شان رحیمی“

ایڈیٹر بدر لکھتا ہے:-

”ہمارے حکمران نواب محمد علی کالڑکا

عرض کی گئی۔ حضرت رؤف الرحیم

سے آپ پر کھلا ”تقدیر مہرم“

والسلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی

زیادہ حزن طاری ہو اب اختیار

میں شفاعت کرتا ہوں۔ اس پر

بِإِذْنِهِ (نازل ہوئی) اس جلائی و

پھر وحی ہوئی إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفَّارُ

صحت ترقی کرنے لگی،،،،،

(البدر جلد ۲۲، ۲۳، ۲۴ منقول از آئینہ

صاحب نے بالاختصار حقیقۃ الوحی

برادران! دیکھئے باوجودیکہ م

مرزا صاحب باز نہیں آئے۔ دوسرا حیلہ

مایوس و مغموم ہوئے تو ملہم صاحب تقدیر

دی۔ واہ کیا ہی کہنے ہیں اس تلون مزاج

نہیں بلکہ بہ تمسک قرآن مجید یہ ہے:

”اس آیت کا مدعا تو یہ ہے کہ

(ص ۸، اشتہار انعامی تین جہاں) مجھ

اور (حقیقۃ الوحی ص ۱۶، ۱۷) ”تقدیر مہرم“



میں مشغول ہونے کے ساتویں سال میں (كَانَ عَيْنَهُ عَيْنَةَ طَافِيَةَ) (بخاری و مسلم مشکوٰۃ  
 دائیں آنکھ سے کاٹا۔ آنکھ میں ٹینٹ مکتوٰۃ  
 مشکوٰۃ ص، ۴۷۳) پیشانی پر کافر لکھا ہے  
 يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ (بخاری و  
 جنت و دوزخ کی مثال جسے وہ جنت کہے گا وہ  
 بہت سے بالوں کا جوڑا کہے ہوئے) (مسلم در  
 العزى) (مسلم در مشکوٰۃ ص، ۴۷۳) گویا  
 الدِّجَالُ بَيْنَ يَهُودِ أَصْفَهَانَ سَبَعُوا  
 اصفہان کے ستر ہزار یہود دجال کے ساتھ ہوں  
 احادیث بالا شاہد ہیں کہ اس پیشگو  
 مخفی نہ تھی فیذا المطلب ::

پس مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ملہم پر قبل  
 قطعاً مغالطہ ہے کیونکہ بقول مرزا صاحب :-  
 ”تورات اور قرآن نے بڑا ثبوت نبو  
 ہے“  
 پس جو چیز نبوت کی سب سے بڑی  
 ہونا ناممکن ہے :-

”دلیل تو وہ ہوتی ہے جس کے مقدمہ  
 فریقین کو ماننے پڑیں، (ص، ۱۰۱) حذو حذو

۱۔ یہودی جی کی نسبت صحیح مسلم میں حدیث  
 ہو جائیں گے، (ص، ۱۳۴) انوار اسلام مرزا) جلد ۶ ص، ۳۶

## مرزائیوں کا پانچواں معیار

پانچواں معیار یہ ہے کہ وعید کے التوا کے لئے حقیقی اور کامل ایمان ہی لازمی نہیں۔ بلکہ بسا اوقات ناقص اور عارضی ایمان سے بھی التوا ہوا ہے اور ہو سکتا ہے (ص ۱۷۵) تفہیمات ربانیہ) اس اصول کی تائید میں حقیقی ایمان سے عذاب کے التوا پر قوم یونس کا واقعہ اور عارضی ایمان سے التوا عذاب پر سورہ دخان کی آیت اور سورہ زخرف کی آیت پیش کی گئی ہے ::

### الجواب

حضرت یونسؑ نے عذاب کی کوئی پیشگوئی نہیں کی۔ بلکہ اللہ کی سنت بتائی تھی کہ جو قوم خدا کی نافرمانی کرتی ہے ہلاک ہو جاتی ہے دیکھو آیات، قطع نظر اس کے کہ حضرت یونسؑ نے کوئی پیشگوئی کی تھی یا ان کی قوم پر جو عذاب آنے والا تھا وہ محض ان کے کفر سرکشی اور طغیانی کے باعث تھا۔ ہم مانتے ہیں کہ جو پیشگوئی شرط ایمان سے مشروط ہوگی، ایمان لانے کے بعد اس کا بصورت شرط پورا ہونا ہی پیشگوئی کی صداقت ہے ::

باقی رہا عارضی ایمان سے پیشگوئی کا ٹل جانا۔ یہ یقیناً غلط ہے، عذاب کی پیشگوئی تبھی کی جاتی ہے جب کہ ہر طور پر منکرین کو سمجھا جاتا ہے۔ وہ باز نہیں آتے پس عارضی ایمان سے عذاب کی پیشگوئی نہیں ٹلی اور نہ ہی کسی آیت و حدیث سے یہ ثابت ہے ہاں اگر خود پیشگوئی کنندہ قبل از وقت کہہ دے کہ محض عارضی ایمان سے بھی عذاب ہنالوں گا تو یہ بھی ہو سکتا ہے۔ پہل مثال جو سورہ زخرف کی پیش کی گئی ہے اس میں کسی ایسے عذاب کا ذکر نہیں جس کے متعلق پیشگوئی کی گئی تھی بلکہ وہ عذاب عام تھا جو ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے محض ان پر اتمام حجت اور ان کی ہدایت کے لئے بطور نشان بھیجا گیا تھا۔ پس جو نبی وہ ہدایت کا اقرار کرتے عذاب اٹھالیا جاتا پھر اڑ جاتے تو پہلے سے سخت عذاب بھیجا جاتا۔ ملاحظہ ہو فرمان الہی فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِآيَاتِنَا إِذْ هُمْ

مِنْهَا يَضْحَكُونَ جب موسیٰ ر  
 تُرِيهِمْ مِنْ آيَةِ الْاٰهِي اَكُو  
 دوسری سے بڑی وَاَخَذْنَا هُمْ  
 کو عذاب میں تاکہ وہ رجوع ک  
 بجائے موسیٰ کو سچائی سمجھنے  
 لَنَا رَبِّكَ بِمَا عٰهَدَ عِنْدَكَ ا  
 عہد کر رکھا ہے کہ وہ تیری بات  
 کے اس نے تیری بات کو ہمار  
 عَنْهُمْ الْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَنْكُثُو  
 جب اٹھالیا ہم نے وہ  
 اسی مضمون کو دوسری  
 کے نقصان میں مبتلا کیا شاید وہ  
 ہذہ یہ ہے ہمارے واسطے اگر پ  
 سرکشی کی کہ) جو تولائے گا نشانی  
 پھر ہم نے بھیجان پر طوفان اور  
 وہ استکبار میں رہے جب ان پر  
 رب کو جیسا کہ سکھا رکھا ہے تجھ  
 اب کی بار اٹھا دیا تو نے یہ عذاب  
 ایک وقت تک جو مقرر تھا تو بھی  
 آیات ہذا صاف مظہر  
 گوئی کی بنا پر نہیں تھے محض فرعو  
 لئے تھے۔ آخر جب ہر طرح ا

فرمایا گیا قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ اَنْ يُهْلِكَ عَذُوْكُمْ و تَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ  
(سورہ اعراف ع ۱۵) فرمایا قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمنوں کو ہلاک کرے اور  
ہمیں زمین کی حکومت بخش دے ::

احمدی دوستو! دیکھو یہ پیشگوئی ہے عذاب کی اور وعدہ ہے بنی اسرائیل کے  
، کیا اس میں کچھ تحلف ہوا؟ ہرگز نہیں۔ فرعونى غرق کئے گئے اور جناب موسیٰ علیہ  
السلام اس کی حکومت پر قابض ہوئے والحمد لله

دوسری مثال جو پیش کی گئی ہے۔ سورہ دخان سے اس میں کسی ایسے عذاب  
ذکر نہیں جو خدا نے نبی کریم کی صداقت پر بطور دلیل پیشگوئی کی ہے۔ بلکہ وہ بھی محض  
بد اعمالی کی بنا پر ہے جو عارضی ہے چنانچہ الفاظ اِنَّا كَاشِفُوْا الْعَذَابَ قَلِيْلًا اِنَّكَ  
عَائِدُوْنَ (سورہ دخان ع-۱) ”ہم عذاب تو ضرور کچھ عرصہ کے لئے ٹال دیں گے۔  
یہ غلط ہے کہ تم مومن ہی رہو گے“ اس پر دلیل ہیں (صفحہ ۵۷۷ تصحیحات ربانیہ)

ناظرین کرام! چونکہ خدارحیم و کریم ہے۔ اس لئے اس کی رحمت کا تقاضا یہ  
ہے کہ اپنے بھولے ہوئے بندوں کو سمجھانے کے لئے معمولی معمولی سرزنش کرے  
نہی وہ جھکیں ان پر برکات کی بارش نازل فرمائے یہ بات دیگر ہے کہ بد قسمت انسان ق  
نہ کرے اور دن بدن شوخی میں بڑھ کر خود ہلاکت کا سامان مہیا کر لے۔ پس ان عذابوں  
جو محض وقتی اور عارضی بطور نشان ہدایت آتے ہیں اٹھادیا جانا خدا کی شان کے منافی نہیں  
بلکہ عین مناسب ہے بخلاف اس کے اگر خدا تعالیٰ بطور پیشگوئی عذاب کی خبر دیدے تو اس  
کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قوم میں ہدایت کی کوئی صلاحیت باقی نہیں رہی اور آئندہ کبھی  
رجوع نہ کریں گے۔ اس لئے عذاب آنا چاہئے، ورنہ خدا عالم الغیب نہیں رہتا۔

## مرزائیوں کا چھٹا معیار

توبہ و رجوع سے زمین عذاب بھی ٹل جاتا ہے ::



## الجواب

اگر معین عذاب کی پیشگوئی میں توبہ کرنا  
جانا ضروری ہے۔ لیکن اگر کوئی اور شرط ہے تو مح

## پہلی مش

اس بارے میں احمدی مولوی صاحب  
پیشگوئی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس کا جواب  
یونس علیہ السلام نے کوئی پیشگوئی کی بھی ہے  
آیت لَمَّا مَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ  
آئے ہم نے عذاب اٹھا دیا::

## دوسری مش

مرزائی مولوی صاحب نے تفسیر رو  
نے مسیح کو ایک دھوبی کی موت کی خبر دی۔  
نے تین روٹیاں صدقہ کر دی تھیں اس لئے مر

## الجواب

اول تو ہم روح البیان کے مصنف  
لکھنے سے ہزار ہا سال پہلے کا واقعہ تسلیم کیا جا  
اس نے یہ روایت کہاں سے لی ہے۔ قرآن  
ہے کہ ہم اس پر اعتبار نہیں کرتے۔ سند پیش  
۲۔ بفرض محال صحیح تسلیم کیا جائے تو

کشف کے معنی کھولنے اور دور کرنے کے ہیں۔ آیت کے الفاظ سے تو  
سے ہٹایا گیا جیسے کشف عن وجہہ الحجاب کے معنی نقاب اٹھانے

سے ٹل گئی ہے“ دلیل ہے اس بات کی کہ پیشگوئی مشروط تھی خیرات وغیرہ۔ چونکہ تملوگ اس روایت کو مانتے ہو اس لئے یہ تم پر حجت ہے مگر یاد رکھو پیشگوئی کوئی خدا کا نبی اپنی صداقت پر پیش کرتا ہے اس میں اگر شرط مذکور نہ ہو اور بظاہر الفاظ پوری نہ نکلے تو دلیل تو کجا الناس کے غیر صادق ہونے پر دلیل ہو سکتی۔

## مرزائیوں کا ساتواں معیار

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس شخص کے حق میں پیشگوئی ہوتی ہے کہ حق میں پوری نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے بیٹے یا خلیفہ کے ہاتھوں پوری ہوتی۔

## جواب

جو پیشگوئی جس کے حق میں ہے اس کی ذات پر پوری ہونی چاہئے نہیں ایک فریبی، کیتاد پیشگوئیاں کرتا پھرے اور بصورت کاذب نکلنے کے یہی ڈھکے پیش کرے کہ کیا ہو امیرے ہاتھوں پوری نہیں ہوئی۔ میری اولاد پر پوری ہو گی۔ ایسی صورت میں دجال و کذاب اور صادق و راست گو میں فرق اٹھ جاتا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ پیش گوئی کرنے والا قبل از وقت خود ہی تشریح کر دے کہ یہ پیش میری ذات سے مخصوص نہیں ہے بلکہ میرے جانشینوں کے ہاتھوں پوری ہو اس صورت میں اگر وہ اس کی ذات پر پوری ہو جائے یا جانشینوں کے ہاتھوں پوری ہو۔ دونوں صورتوں میں وہ کاذب تصور ہو گا۔ ضرور ہے کہ اس کے کہے مو اس کے جانشینوں کے ہاتھوں پوری ہو۔ اسے ذہن نشین کر کے اپنی پیش کردہ کا جواب سنا!

مثال اول۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سورہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔ ابو ہریرہ (صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے کہ رسول پاک تو تشریف لے گئے اب تم اے صحابہ ان خزانوں کو جمع کرتے ہو!

## الجواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمایا کہ خواب اے صحابہ کی جماعت تم پر پورا ہو رہا ہے اس کا یہی مطلب بیان فرمایا تھا اس کی مزید تفصیل زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہوا ہے کہ اسے صحابہ وَأَرْضَ الرُّومِ وَأَرْضَ حَمِيرٍ قَيْلٍ وَمَنْ ذَوَاتِ الْقُرُونِ فَقَالَ وَاللَّهِ يَفْتَحُهَا اللَّهُ اور روم کے ملکوں پر اللہ تمہیں قابض کرے کون طاقت رکھتا ہے کہ روم جیسے ذی شان و سطر اللہ کی قسم تم ضرور اس پر مسلط ہو گے اور اس کے

اسی طرح کنز العمال جلد ۶ میں ہے کہ میں نے روم و کسری کے ملکوں کو دیکھا اور جبرئیل قابض و متصرف ہوگی۔

”بخاری شریف کی ایک اور روایت لَتَنْفِقَنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ کی قسم جس سے ہے تم کسری و قیصر کے خزانوں کو اپنے ہاتھوں تمام حدیثوں کی تائید ”مسلم“ کی مندرجہ ذیل مِنْ الْمُسْلِمِينَ (مسلم) یعنی ”ایک گروہ اہل ان احادیث صحیحہ سے صاف عیاں ہے کہ یہ پیشہ مرزائیو! اگر تم میں ہمت ہے تو رسول اللہ کی اس دوسری مثال - مرزائی یہ دیتے ہیں

ہاتھوں میں سونے کے کنگن (خواب میں) دیکھے ان کو آپ نے پھونکا اور حضور نے اس سے دو کذاب مدعیان نبوت مراد لئے ان میں کذاب آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے فرمایا لَئِنْ اَذْبُرْتَ لِيحَقِّرَ نِي دِينَ حَقًّا مِنْ اَخْرَافٍ كَمَا اَللّٰهُ تَعَالٰى تَجْهَرُ كَوْتَاہ كَرْدِيگَا اور مير اخيال نے جس کے متعلق میں نے رويا ديكھي ہے پھر سونے کے كنگنوں كى رويا درج ہے گوياسيلسہ كى ہلاكت اس رويا كے مطابق آنحضرت كے ہاتھوں تھي ليكن وہ خلافت صديقيہ ميں ہلاك ہوا (تہيما ت ربانيہ ص ۵۷۳)

## الجواب

اس روایت میں ایک لفظ ہی ایسا ہے جو اس اعتراض کی بیخ دیتا ہے اسی لئے مرزائی حائُن نے اس کا ترجمہ غلط کر کے مرزائیوں کی آڈالی ہے حضور علیہ السلام نے تو صاف فرمایا تھا لَئِنْ اَذْبُرْتَ لِيحَقِّرَ تُو مِيرے بعد زندہ رہا (اور ضرور زندہ رہے گا) تو اللہ تعالیٰ تجھے تباہ - چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق وہ کم بخت تباہ و برباد کیا گیا:۔  
مرزائی معترض نے لفظ لَئِنْ اَذْبُرْتَ کا ترجمہ ”بے ایمانی“ اگر تو نے دین حق سے انحراف کیا اور رے تیرا ظلم:

ہمارا ترجمہ تو شاید مرزائی بوجہ متعصب و مقلد مرزا ہونے کے خود مرزا کے قلم سے اس کی تصدیق و تصحیح کر ادیتے ہیں بغور ملاحظہ فرمائیے۔  
مسیلہ کذاب نے مباہلہ کیا ہی نہ تھا آنحضرت ﷺ نے صرف اتنا فرمایا کہ اگر تو میرے بعد زندہ رہا تو ہلاک کیا جائیگا (اخبار الحکم مار اکتوبر ۱۹۰۷ء)

## تیسری مثال

تاریخ خمیس سے پیش کی گئی کہ حضرت نے اسید کو بحالت اسلام مکہ والی دیکھا مگر وہ کفر کی حالت میں مر گیا:

تاریخِ خمیس کی ہر باب

نبی کی ساری پیشگوئی  
تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی ہو  
تیری زندگی میں پورے کر دیں

اس آیت کا ترجمہ ہے  
ہو سکتا ہے، اس سے بھی بڑھ  
”صادق“ ہونے کے بھی خدا  
”ہو سکتا“ ہے خدا کو سب قسم کی  
ہے کہ خدا جو اپنے رسولوں سے  
ہے یا نہ پورا کرنا۔ سنو! اللہ تعالیٰ  
رسولہ الایۃ ہرگز ہرگز گمان نہ  
کرے (سورۃ ابراہیم)

مختصر یہ کہ آیت کا  
مخالفوں کی نسبت ہمارے وعدے  
کچھ تجھے دکھادیں اور اس بات

پس یہاں قدرت کا  
گو نہیں ہے۔ تعالیٰ اللہ عز  
دوسری مثال یہ پیش

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مومن آل فرعون نے کہا) اِنَّ يٰك كَاذِبًا فَعَلَيْهِ  
 كَذِبُهٗ وَ اِنَّ يٰك صَادِقًا يٰصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدْكُمْ، یعنی اگر  
 یہ نبی (موسیٰ علیہ السلام) جھوٹا ہے تو جھوٹ بولنے کا عذاب اس پر  
 نازل ہو گا اگر سچا ہے تو بعض عذاب جن کا وہ وعدہ دیتا ہے تم پر وارد  
 ہو جائیں گے اب دیکھو خدا نے بعض کا لفظ استعمال کیا نہ کل کا جس کے  
 یہ معنی ہیں کہ جس قدر عذاب کی پیشگوئیاں اس نبی نے کی ہیں ان میں سے  
 بعض تو ضرور پوری ہوں گی گو بعض معرض التوا میں رہ جائیں گی،

(ص ۱۳۱ ترجمہ حقیر الوہی ::) پتہ ص ۶۷

## الجواب

انبیاء کرام بشیر و نذیر ہوتے ہیں ان کے وعدے دو اقسام پر مشتمل ہو۔  
 دنیاوی عذاب و ثواب اور اخروی گرفت و نجات ظاہر ہے کہ دنیاوی عذاب  
 آخرت کا عذاب دنیا کا ثواب و آخرت کی نجات کا مجموعہ مواعد کا بعض حصہ  
 مومن آل فرعون بھی یہی کہتا ہے کہ اگر یہ موسیٰ علیہ السلام کا کذب ہے تو وہ  
 کی گردن پر لیکن اگر صادق ہے تو یقیناً جو وعدے وہ دیتا ہے ان میں سے بعض  
 دنیا و آخرت کے عذاب و ثواب پر مبنی ہیں ضرور تمہیں پہنچیں گے۔ ایمان لانا  
 تو دین و دنیا کی راحت و آسائش، انکار کرو گے تو دنیا میں مصائب آخرت میں  
 کی رہائش نصیب ہوگی ::

بتلائیے اس میں کہاں ہے کہ نبیوں کی جو پیشگوئیاں دنیا کے عذاب  
 تمدنی پیش کی جاتی ہیں ان میں سے بعض پوری ہوں گی اور بعض نہ ہوں گی مع  
 استغفر اللہ۔ اگر یہ ہو جائے کہ رسولوں کی پیشگوئیاں جو بقول مرزا ”از  
 قرآن و تورات نبوت کا سب سے بڑا اور واحد ثبوت ہیں“ (ص ۱۳۱، ۱۳۲) پتہ ص  
 ٹل جائیں تو دنیا میں اندھیرے بچ جائے اور صادق رسولوں اور کاذب دجالوں  
 الا تمیاز نہ رہنے کے علاوہ خدا کے کاذب الاقوال ہونے پر زندہ ثبوت ہو جا۔

نوا

بعض دفعہ ایسا ہو جاتا ہے  
سمجھنے کے متعلق غلطی ہو جاتی ہے یا  
بجائے دوسری قوم کے حق میں پورا ہو

خدا کا نبی اپنی ذات میں عالم  
ہے اس کے سمجھنے میں ہرگز غلطی نہیں کر  
تعالیٰ غلطی پر قائم نہیں رکھتا، (ص ۹۰) ص  
قائم نہیں رکھا جاسکتا، (ص ۹۰) صیرہ نصر  
کے سمجھنے میں جو ”نبی کی صداقت کا معیار  
کی غلطی نبی کی صداقت پر اثر انداز ہوتی

مشر  
رسول مقبول صلی اللہ علیہ

رؤیا کو حدیبیہ والے سال کے لئے انداز  
کھڑے ہوئے لیکن علم الہی میں اس

نبی صلعم کو جو خواب آیا تھا اس  
سال ہو گا۔ ”کوئی میعاد اور وقت بتا  
ص ۵۳) مولوی محمد فضل خاں،، جاہل  
سال کی شرط تھی کہ اسی سال حج ہو گا۔  
کہ اسی سال تم زیارت کعبہ کرو گے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روایا کو اللہ تعالیٰ نے سچ کر دکھلایا اور یہ پہلی دفعہ کا مکہ ہونا ایک بڑی بھاری فتح کی بنیاد ہوا، (ص ۵ اخبار بدر ۱۲ جنوری ۲۰۶ مولوی نور دین صاحب)

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال ہوا تو حضور فرمایا کہ ہم نے یہ نہیں کہا تھا کہ اسی سال حج ہوگا (بخاری باب شروط فی الجہاد) قطعاً جھوٹ ہے کہ نبی صلعم نے اس پیشگوئی کا وقت مقرر کرنے میں غلطی کھائی ہرگز آپ نے کوئی وقت مقرر نہیں کیا۔

اب رہا یہ امر کہ پھر آپ اس خواب کے دیکھنے کے بعد حج کو تشریف لے گئے؟ جو باعرض ہے کہ یہ بھی غلط ہے خواب اس سفر کا باعث نہیں ہوا خواب تو آیا ہی راستہ میں تھا چنانچہ حضرت مجاہدؓ (جو حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ شاگرد ہیں اور نہایت ثقہ راوی ہیں) کی صحیح روایت جسے تفسیر درمنثور میں پانچ القدر محدثین سے نقل کیا ہے یہ ہے کہ اری رسول اللہ ﷺ وهو بالحد انه یدخل مکة هو واصحابہ آمنین (جلد ۶ ص ۸۰) ارشاد السار الباری، عمدۃ القاری۔ تفسیر جامع البیان وغیرہ میں بھی ایسا ہی مرقوم و مسطور۔ خواب حدیبیہ میں آیا تھا:

۲۔ بقرض محال یہی صحیح ہو کہ سفر کرنے سے پہلے خواب دیکھا گیا تھا۔ اس کا کیا ثبوت ہے کہ سفر اس خواب کی بنا پر تھا۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس سفر بہت سے دیگر مصالح و فوائد اور خدا کی حکمتیں تھیں یہی سفر فتح مکہ کی بنیاد، مسلمانوں کی ترقی باعث، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راسخ الایمان ہونے کا سرٹولانے کا موجب ہوا القدر رضی اللہ عنہ عن المومنین اذ یبا یعونک فی الشجرة یہ واقعہ صلعم، حدیبیہ کا ہے“ (ص ۱۲۶۵ احمدیہ پاکٹ بک)

الغرض یہ بات بے ثبوت ہے کہ حضور علیہ السلام کا سفر اس خواب کی



تھا۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

”جب تک خدا تعالیٰ نے خاص طور پر تمام  
 نہ کھولے تب تک آپ نے اس کی کر  
 کیا، (ترجمہ اوہام ص ۶۶-۶۷) (۲) (۲) (۲) (۲) (۲)  
 ۳۔ اگر امر واقعہ ایسا ہی ہو جیسا کہ مر

کیونکہ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا:-

”میں غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا خدا کی رحمت  
 راہد کھادیتی ہے میری روح فرشتوں کی گو  
 (اشہار الانصار)

پس مرزا صاحب کا اپنی پیشگوئی میں اس

کا وقت اندازہ کردہ گزر جائے بقول ان کے ناجائز

دوسری مشہور

مرزائی صاحبان یہ پیش کرتے ہیں

قوم اذ خلوا الارض المقدسة التي كتب

کم فتنقلبوا خاسرین اے قوم ارض مقدس

خسارہ پانے والے نہ ہو جاؤ خدا یہ زمین تمہارے

اس آیت میں معین و مخصوص اشخاص

بنی اسرائیل بلکہ حضرت موسیٰؑ بھی اس زمین میں

موجود نہ کے لئے ظاہر نہیں ہوا (الفضل سور

نوشہ اسی کے قریب قریب مرزا صاحب نے بھی اعتراف

الجواب

مرزائیوں نے اس مثال میں بہت جھج

الكتب الله لكم کے ایک معنی امر اللہ کے بھی ہیں یعنی خدا نے  
 دیکھو قرآنی دشمن تفسیر آیت مذکورہ سورہ بقرہ:

ان معین و مخصوص اشخاص سے خاص تھا جو اس زمین میں داخل نہ ہو سکے (۲) حضرت موسیٰؑ بھی اس وعدہ کے ذاتی طور پر مخاطب تھا۔ (۳) یہ کہ یہ وعدہ ہوا۔ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ یہ وعدہ جیسا کہ یا قوم کے لفظ سے ظاہر ہے۔ بنی اسرائیل کے لئے تھا وہ بھی شرط صلاحیت سے مشروط خود مرزائی مولود ہے۔ ”خدا تعالیٰ کا وعدہ کسی کی وجہ سے ایک قوم کی بجائے دوسری کے حق میں ہوتا ہے،“ (جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کا واقعہ ہے) ص ۵۷۶/۵۷۷، تفسیرات، اس مرزائی اقرار کو بھی چھوڑو خود قرآن پاک گواہ ہے کہ ان کو کہا گیا تھا۔ وَلَا تَدْخُلُوا عَلَىٰ آدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ اگر پیچھے پھر دو گے گھانا پاؤ گے چونکہ ان قوم نے سرکشی کی کہ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَإِنَّا لَنَنذِرُهَا حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِيهَا بِأَهْمٍ تو ہرگز اس سر زمین میں داخل نہ ہوں گے وہاں ایک جنگجو قوم رہتی کہ وہ وہاں سے نکل جائیں::

اس ظاہری انکار کے ساتھ گستاخی بھی کی کہ فَأَذْهَبَ آتُكَ وَفَقَاتِلَا إِنَّا هُنَا قَاعِدُونَ ہم یہیں بیٹھے ہیں جا تو اور تیرا خدا لڑو::  
ان کی اس انتہائی شقاوت و بدبختی پر خدا کا غضب وارد ہوا کہ پہلے تو عام تھا بنی اسرائیل کے ہر طبقہ سے بشرط صلاحیت اب مقید کر دیا گیا کہ قَالَ مُحْرِمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْفَاسِقِينَ بیشک یہ زمین چالیس سال کے لئے ان پر قطعاً حرام کی گئی۔ اسے بدر ٹھو کریں کھاتے پھریں گے۔ پس تو، اس فاسق قوم پر تاسف نہ کر،،::  
چالیس سال کے بعد یہ وعدہ الہی حرف برف پورا ہوا۔ چنانچہ مرزائی راقم ہیں:-

”پھر خدا تعالیٰ نے ان (حضرت موسیٰؑ کے بعد یسوع بن نون کو برگزیدہ کیا اور وہ اس زمین میں داخل ہوا،، (الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۵ء)  
خلاصہ یہ کہ وعدہ خاص اشخاص یا معین افراد کی ذات تک محدود نہ

قوم بنی اسرائیل کے لئے تھا جو حرف بحرف پڑھا

مرزا صاحب کی تحریر

”میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ جو لوگ

تمہیں نظر آتے ہیں تھوڑے ہی زمانہ کے بعد

اگرچہ یہ خبر محض قیاس پر مبنی ہے کی

کے مخالف جو موجود تھے مرنے والے تھے

ہم اس وقت اس بحث کو چھوڑتے ہیں۔

صاحب نے جن اپنے مریدوں کو مخاطب

نور دین عبدالکریم۔ محمد احسن وغیرہ ہزر رہا

ان کے روبرو یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ یقیناً

مخالف آج بھی اللہ کے فضل و کرم سے ہزر

صاحب مع اپنے خاص حواریوں کے خدا

پڑے ہوں گے::

احمدی صاحبان اس کا جواب یہی د

مریدوں کو مخاطب کر کے کی گئی تھی، مگر م

ہوتے ہوتے یہ پوری ہوگی یہی ہمارا جوار

اشخاص تھے جو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ

عام قوم بنی اسرائیل تھی::

پس جو پیشگوئی جن اشخاص کے متعلق

ہے نہ کہ کسی دوسری قوم پر ہاں یہ ہو سکتا۔

کے بعض افراد خارج کئے جائیں۔ اپنی شرار

جائیں، وہ بھی اس صورت میں کہ پیشگوئی مشروط ہو صلاحیت سے ::

## دسواں معیار

مرزائی اصحاب یہ بتاتے ہیں کہ بعض دفعہ پیشگوئی کو کلیۃً منسوخ بھی کر دیا جاتا ہے جیسا کہ آیت ما ننسخ من آیة او ننسها نات بخیر منها او مثلها اور آیت اذا بدلنا آیة مکان آیة (سورہ نحل) نیز و اللہ غالب علی امرہ (یوسف) یمحو اللہ ما یشاء و یثبت خدا ایک آیت کو منسوخ کر کے اس سے بہتر لے آتا ہے ::

## الجواب

”کوئی بھی (دانا، عقلمند، ذی ہوش انسان) آج تک قصص اور مواعید میں نسخہ کا قائل نہیں ہوا اگر وعدوں میں نسخہ جائز ہے تو امان بالکل اٹھ گیا۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ جناب علیؑ کی وصایت کا وعدہ (اور جنت و دوزخ، حشر، نشر، جزا و سزا کا وعدہ۔ ناقل) بھی منسوخ نہ ہو گیا ہو، (اخبار الحکم ۷/۱ جون ۱۹۰۰ء مولوی عبدالکریم اما الصلوٰۃ مرزا مکتوب ایک شیعہ کے نام)

اوپر کے اصولی و الزامی جواب کے بعد ہم نمبر وار پیش کردہ آیات کا مطلب بتاتے ہیں :-

ما ننسخ من آیة یعنی کوئی آیت ہم منسوخ یا منسی نہیں کرتے جس کے عوض دوسری آیت ویسی ہی یا اس سے بہتر نہیں لاتے پس اس آیت میں قرآن کریم نے صاف فرمایا ہے کہ نسخہ آیت کا آیت سے ہوتا ہے اس وجہ سے وعدہ دیا ہے کہ نسخہ کے بعد ضرور آیت منسوخہ کی جگہ آیت نازل ہوتی ہے۔ ہاں علماء نے مسامحت کی راہ سے بعض احادیث کو بعض آیات کی نسخہ ٹھہرایا ہے۔ امام شافعیؒ اس بات کے قائل ہیں کہ متواتر حدیث سے بھی قرآن کا نسخہ جائز نہیں (ص ۶/ فتاویٰ احمدیہ جلد اول از مرزا)

مرزا صاحب کی یہ تقریر صاف مظہر  
کے نسخہ کا ذکر ہے نہ کہ خدا کے وعدوں کا اور  
وقت پر نسخ اور علیٰ خدا کی دی ہوئی خبر کا ٹل چا  
”کجا رام رام کجا“

دوسری آیت بھی اسی مفہوم کی ہے  
ہیں ایک آیت کی جگہ دوسری اور اللہ خوب ج  
ہیں انما انت مافتح تحقیق تو افترا کرتا ہے  
قرآن کو اتارا ہے پاک فرشتے نے۔ پھر کہتے  
بشر (ایک رومی کا غلام جو حضرت کے پاس اح

۔ اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے، اعجمی هذا الس  
عجمی، عربی سے نابلد اور یہ قرآن عربی میں (سو  
یہ آیات بھی اپنا مدعا ظاہر کرنے میں

نہیں بلکہ احکام میں مناسب تغیر و تبدل کا ذکر  
مرزا کی تائید کے لئے قرآن پاک میں یہودیوں  
تیسری

جو پیش کی گئی ہے وہ تو ایشیہ بالا  
قدرت کا ذکر اور کہاں وعدوں کو ٹالنا۔ ہاں  
طرح کا تصرف چاہے کر سکتا ہے اگر ایک،،  
جنتی،، کو نچلے اور بدترین طبقہ جہنم میں ڈال  
خدا صادق الوعد ہے۔، ان وعدہ کان  
اللہ اور اس کا وعدہ ہو کر رہتا ہے ٹلا نہیں کرتا:

## چوتھی مثال

يُحْوَالُهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ (صفحہ ۱۲ تتمہ حقیقۃ الوحی) میں بھی اظہار قدرت ہے نہ کہ پیشگوئیوں کے نسخ و محو کا ذکر خدا کے وعدے میں تحلف نہیں ہوتا۔۔۔ خدا کی یہ شان ہے کہ لا یخلف اللہ وعدہ (سورہ روم) خدا تعالیٰ کے وعدوں میں تحلف نہیں ” (ص ۹۱ جگہ مقدس تقریر مرزا نمبر ۷) لن یخلف اللہ وعدہ (سورہ حج)، وعدہ رب تو شدنی بود، (ص ۱۸۰ انجام آتھم) ان اللہ لا یخلف المیعاد (سورہ آل عمران و سورہ رعد، ۴) ” خدا چنان نیست کہ خلاف وعدہ خود کند“ (ص ۱۸۷ انجام آتھم) ﴿خ ص ۸۷، ج ۱۱﴾

### مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر دوسری دلیل

علامات مسیح موعود

علامت نمبر ۱

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو مرزا صاحب ان الفاظ میں نقل

کرتے ہیں:-

”بخاری ص ۳۹۰ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان یفزل فیکم ابن مریم حکما عدلا الخ یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں ابن مریم نازل ہو گا اور تمہارے ہر ایک مختلف فیہ مسئلہ کا عدالت کے ساتھ فیصلہ کرے گا،

(ازالہ اہام ص ۲۰۱، ۲۰۲، ۸۲، ۲) ﴿خ ص ۱۹۸، ج ۳﴾

اس حدیث پاک میں رسول کریم صلعم خدا کی قسم کھا کر آنے والے مسیح موعود

کا نام ابن مریم فرماتے ہیں اور نبی صلعم کے کسی فرمان کو بغیر کسی قویہ قرینہ کے مندرجہ

احادیث و قرآن کے سوا تاویل وغیرہ میں کھینچنا الحاد و زندقہ ہے۔ خاص کر جو بات

خدا کا نبی قسم کھا کر بیان فرمادے اس میں تو قطعاً تاویل و استثناء

مرزا صاحب بھی اپنی کتاب (حمدۃ البشری صفحہ ۱۳) پر ص ۱۹۲ ج ۷ پر لکھتے

”والقسم يدل على ان الخبر محمول

على الظاهر لا تاويل فيه ولا استثناء“

پس مرزا صاحب کا نام چونکہ ”ابن مریم“، نہیں ہے بلکہ ”چراغ نبی،“ تھا۔ اس لئے وہ مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ شاید کوئی

بھائی کو دھوکا دے کہ مرزا صاحب کا نام ابن مریم تھا اور وہی مسیح موعود ہیں۔ ہم ذیل میں خود مرزا صاحب کی تحریر نقل کرتے ہیں:-

”اس عاجز نے جو مثل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم

موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ میں نے ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ میر

مریم ہوں جو شخص یہ الزام مجھ پر لگا دے وہ مفتری اور کذاب

میتل مسیح ہوں“ (ترجمہ ص ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲) پر ص ۱۹۲ ج ۷

## علامت نمبر ۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:-

ينزل عيسى ابن مريم الى الارض فيتزوج

يمكث في الارض خمسا و اربعين سنة ثم يموت

قبری۔ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے یہ تخری

کتاب الوفا مشکوٰۃ کے باب نزول عیسیٰ علیہ السلام میں مرقوم و مسط

کا یہ ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا نازل ہونگے عیسیٰ ابن مریم طرف

کریں گے اولاد ہوگی۔ زمین میں ۴۵ سال رہیں گے پھر فوت ہو

و دفن ہوں گے ::

حدیث مرقومہ بالا سے صاف واضح ہے کہ حضرت ابن

نکاح کریں گے چونکہ مرزا صاحب دعویٰ مسیحیت سے پہلے نکاح کر چکے تھے اولاد بھی تھی اس لئے آپ نے حدیث ہذا کا یہ مطلب ظاہر کیا کہ اس نکاح موعود کی علامت ہے محمدی بیگم کا میرے ساتھ نکاح ہونا ہے چنانچہ آپ یہ ہیں:-

”اس (محمدی بیگم کے نکاح والی) پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ یغزوح و یولد له یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا نیز صاحب اولاد بھی ہو گا اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہو گا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی ہے اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سیاہل مکروں کو اس کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہو گئی، (ص ۵۳ حاشیہ ضمیر انجام آقہم) (ص ۳۳، ج ۱۱)۔

چونکہ یہ علامت جو مسیح موعود کی رسول اللہ نے ”ضروری“، مرزا صاحب میں پائی نہیں گئی اس لئے وہ مسیح موعود نہیں:

## اعتراض

نکاح کی پیشگوئی شرطی تھی انہوں نے شرط کو پورا کر دیا اس لئے نکاح

## الجواب

اس جگہ ہم پیشگوئی کی رو سے بحث نہیں کر رہے اس کی تفصیل اس پر گذر چکی ہے بلکہ اس جگہ ہمارا اعتراض یہ ہے کہ خواہ کسی وجہ سے یہ نکاح علامت ہے مسیح موعود کی، اگر مرزا صاحب مسیح موعود ہوتے تو رسول اللہ کی علامت ان میں ضرور پائی جاتی خواہ دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے ممکن نہیں کہ



اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی غلط نکلے جو مسیح موعود ہو گا ضرر

## علامت نمبر ۳

مذکورہ بالا حدیث شریف میں دوسری علامت  
اولاد کا ہونا ہے اور مرزا صاحب اولاد سے مراد عام  
ہیں جس کی نسبت مرزا جی نے پیشگوئی کر رکھی تھی اور  
کے اسے غلط ثابت کر چکے ہیں لہذا یہ علامت بھی مر  
وہ مسیح موعود نہیں ::

## اعتراض

مرزا صاحب کی اولاد موجود ہے خاص کر وہ  
اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی۔ محمود احمد

## الجواب

اگرچہ ہم پہلے محمود احمد کا مصلح موعود نہ  
مرزائیوں کا منہ بند کرنے کو مزید ثبوت دیتے ہیں  
نے کی ہے وہ ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۵۳ پر ہے  
۱۱ ج ۲۹۹ پر مرزا صاحب راقم ہیں :-

”پھر ایک اور الہام ہے جو فروری ۱۸۹۶ء میں  
کہ خدا تین کو چار کرے گا،، اس وقت ان تین  
ہیں نام و نشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی ہی تھے  
پھر ایک اور ہو گا جو تین کو چار کرے گا سو ایک  
یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا  
صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرے گا،،

۱۔ میرے پاس انجام آتھم طبع دوم ہے اس میں یہی تاریخ لکھی ہے حالانکہ  
منہ۔ چنانچہ غلطی اب بھی برقرار ہے مرزائی غلطی تسلیم کرتے ہو

یہ تحریر مرزا صاحب جنوری ۱۸۹۶ء کی ہے، جس میں چوتھے ل  
 ”مصلح موعود“ کی انتظار لکھی ہے حالانکہ میناں محمود احمد اس وقت موجود تھا۔  
 احمد کی پیدائش ۱۸۸۹ء میں ہوئی ہے (دیکھو تریاق، ص ۲۳، ط ۱-۵۹، ط ۲)،  
 ۱۹۰۹ء، ج ۱۱، پ ۱۱۱ پس محمود وہ مصلح موعود نہیں۔  
 (۱۷ جولائی ۱۸۹۶ء، ط ۱)

شاید مرزائی کہیں کہ مصلح موعود کی پیشینگوئی پوری نہیں ہوئی تاہم دوسرے  
 تین لڑکے تو حسب پیشگوئی موجود ہیں۔ جواب اس کا یہ ہے جن تین لڑکوں  
 صاحب نے پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۹۶ء کے ان الفاظ ”وہ تین کو چار کرے گا اس  
 معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے، پھر ایک اور ہو گا سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا  
 یعنی تین لڑکے خدا نے تجھ کو عطا کئے“ کا مصداق ٹھہرایا ہے یہ بھی ایک  
 ہے اشتہار ۲۰ فروری میں ہرگز صاف الفاظ میں تین لڑکوں کی پیشگوئی نہ تھی بلکہ  
 وقت یہ ظاہر کیا تھا کہ:-

”وہ تین کو چار کرے گا اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے“

ناظرین کرام ورق الٹ کر اصل پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء  
 ایک دفعہ پڑھ لیں اس میں یہ فقرات صاف موجود ہیں۔ پس اولاد ہونے کے بعد  
 صاحب کا اسے پیش گوئی بنانا اور حسب ضرورت و حسب حال اس کی تشریح کرنا  
 صداقت تو درکنار الٹا مرزا صاحب کو جھوٹے انگل باز رولوں کے زمرے میں  
 کر رہا ہے::

## علامت نمبر ۴

ایک علامت حدیث مذکورہ میں مسیح موعود کی یہ ہے کہ وہ بعد  
 کے پینتالیس سال زمین پر رہیں گے۔ مرزا صاحب نزول مراد پیدائش بتاتے ہیں  
 ۱۔ ”میرا یہ دعویٰ تو نہیں کہ کوئی مثل مسیح پیدا نہیں ہو گا بلکہ میرے نزدیک  
 ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانے میں خاص کر دمشق میں کوئی مثل مسیح پیدا

”ہو جائے“

(۱)

۲۔ ”ہاں اس بات سے انکار نہیں کہ شاہ  
لحاظ سے کوئی اور مسیح موعود بھی آسندہ کسی دور

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسیح  
کا مطلب پیدائش بتاتے ہیں۔ پس بموجب  
ہونی چاہئے تھی اگر وہ مسیح موعود ہوتے۔ بخلاف  
۸۵ کے اندر عمر یا کر مرتے ہیں لہذا مسیح موعود  
مسیحیت لیا جائے جیسا کہ ایک جگہ مرزا صاحب  
”صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود  
سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ  
ہوگی کہ حضرت مسیح اپنے ظہور کے دور  
موعود ہونے کا دعویٰ کریں گے بیمار ہو

اس عبارت میں نزول مسیح سے مراد مسیح  
دعویٰ مسیحیت لالہ ادہام میں کیا ہے جو ۱۸۹۱ء  
اس لحاظ سے بھی مرزا صاحب

تک دنیا میں رہنا چاہیے تھا حالانکہ آپ  
اقوال کی رو سے بھی کاذب مسیح ثابت

## علامت

حدیث منقولہ بالا میں ایک علامت  
مقبرے میں دفن ہوگا، مگر مرزا صاحب  
مقبرہ سے بھی مشرف نہ ہوئے::

## اعترض

حدیث میں ”یدفن معی فی قبری“ لکھا ہے یعنی مسیح موعود میرے قبر میں دفن ہوگا اور نبی صلعم کی قبر کو پھاڑ کر مسیح کو اس میں دفن کرنا آنحضرتؐ اہانت ہے۔ پس اس سے مراد روحانی قبر ہے ::

ایک جگہ مرزا صاحب اس حدیث کا مطلب یہ بتاتے ہیں۔  
 ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا یعنی وہ میں ہی ہوں“ (ص ۱۵ کشتی نوح) (بخ ص ۱۶ ج ۱۹)

## الجواب

یہاں قبر بمعنی مقبرہ ہے۔ ایک حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے ملا قاری فرماتے ہیں وقد جاء ان عيسى بعد لبثه في الارض يحج و يعتمر بين مكة والمدينة فيحمل الى المدينة فيدفن في الحجرة المشرفة (مرقاة بر حاشية مشکوة مجتہبائی ص ۱۵۱ کتاب الفتن) عیسیٰ علیہ السلام زمیں میں اپنی عمر کا زمانہ گزار کر حج کرنے جائیں گے اور پھر واپس آئیں گے اور مدینہ کے درمیان فوت ہوں گے اور پھر وہاں سے مدینہ کی طرف ان کو اٹھ لے جایا جائے گا اور پھر آنحضرت صلعم کے حجرہ میں دفن کیا جائیگا۔ (ص ۸۲ راحمہ یہ پا کٹ بک)

ذلیل اور جھوٹا فرما رہا ہے الحمد لله على ذلك

لے آج خیال زوج کو بلبل کی بھڑکی کا ہے  
 غلام زورے کو دعویٰ بی بی کا ہے

یہ تحریر صاف فیصلہ کر رہی ہے کہ ”قبر“ کے معنی حجرہ مزار نبی صلعم ہے

## اعترض

ہم احمدیہ پا کٹ بک والے کی روایت کو نہیں مانتے ::

اہل عرب قبر بمعنی  
بول چال میں عام تھی:-

عن عبد الله بن

مظعون- (ابن ابی

دوسری روایت سے

عن معاوية بن

خيثمة اوصى ان

(حوالہ مذکور)

ان دونوں روایتوں

مضمون میں بھی استعمال ہو۔

خود نبی کریم صلی

ملاحظہ ہو حدیث ذیل:-

عن عائشة قال

فتاذن ان ادفن الى جنب

ضع قبری و قبر ابی بکر

احمد جلد ۶ ص ۵۷) جناب عائ

معلوم کر رہی ہوں کہ آپ

فرمائیے کہ میں آپ کے

کیونکہ وہاں چار قبروں میری

یہ حدیث فیصلہ فر

میں دفن ہولگے اور مرزا صاحب قادیان میں درج رہے ہیں پس وہ مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔

## الجواب نمبر ۳

فِي قَبْرِی سے مراد میری قبر کے پاس ہیں فی سے مراد کبھی قرب کے ہوتے ہیں جیسے فرمایا بورك من فی النار (سورہ نمل) یعنی موسیٰ علیہ السلام پر برکت نازل کی گئی جو آگ کے قریب تھا۔ نہ کہ اندر۔ چنانچہ علامہ رازی فرماتے ہیں وَهَذَا اقْرَبُ لَانَ الْقَرِیْبِ مِنَ الشَّئِیْ قَدْ یُقَالُ اِنَّهُ فَبِهِ تفسیر کبیر جلد ساوس ص ۲۳۶ بضمن تفسیر آیت مذکور:

مرزا صاحب بھی اس معنی کی تائید کرتے ہیں لکھتے ہیں:-

”ممکن ہے کہ کوئی میٹل مسیح ایسا بھی آجائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے پاس مدفون ہو، (ازالہ اوہام ص ۱۹۶ طبع دوم) (بخ ص ۱۰۰، ج ۱۰۰)“

اس حوالہ سے قبر بمعنی روضۃ (مقبرہ) بھی مانا گیا ہے اور پاس دفن ہونے بھی مانا گیا ہے:

روضہ مطہرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ حسب ذیل ہے:-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
موضع قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام
حضرت عمر رضی اللہ عنہ

## علامت نمبر ۴

احمدیہ پاکٹ بک ص ۲۸۲ کی روایت درج کی جا چکی ہے جس میں مذکور ہے کہ حضرت مسیح موعود ابن مریم حج کریں گے اس کی تائید مرزا صاحب

کے قول ذیل سے ہوتی ہے۔

”ہمارا حج تو اس وقت ہو گا جب درجہ  
بیت اللہ کرے گا کیونکہ بموجب صحیح حدیث  
ہو گا (لیام الصلح ص ۱۶۸/۱۶۹) ﴿خ ص ۱۶۹﴾  
چونکہ مرزا صاحب نے حج نہ کیا جو  
نشانی ہے اس لئے وہ مسیح موعود نہیں ::

## علامت

از روئے احادیث نبویہ علی صاحبہما الصلوٰۃ  
(الف) ”اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح  
میں بکثرت پھیل جائیگا اور ملل باطلہ ہر  
راہیام الصلح اردو)

(ب) ”ہر ایک چیز اپنی علت غائی سے  
ص ۵۵۳ از الہ ط ۱۱۹-۱۲۰ ط ۲) ﴿خ ص ۱۱۹﴾  
مسیح (موعود) کے آنے کی کسر صلیب  
ص ۱۲۹، ج ۱ ﴿۱﴾

(ج) ”نہایت واضح اور کھلا اور موثا نشانہ  
کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ وہ کہ  
ص ۳۶) ﴿خ ص ۳۶، ج ۱﴾  
(د) ”حدیث نے مسیح موعود کی پہلی  
ہاتھ پر کسر صلیب ہو گا،، (ص ۱۷۷ ج ۱) ﴿۱﴾

(ر) ”مسیح موعود کا نزول اس غرض سے  
محو کے کرے پھر ایک خدا کا جلال دنیا  
چندہ منارۃ المسیح)

(ز) ”میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔

مسلمان ہوں اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مع  
نظر نہ آدے دنیا ان کو بھول جاوے،، (اخبار الحکم ۷۱ جولائی ۱۹۰۵ء)  
(س) ”عیسائی مذہب کا استیصال ہو جائیگا،، (اخبار الحکم نمبر  
ص ۲۲ کالم ۳)

(ش) اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کے لفظ رجیم  
چھانٹتے ہیں کہ ”واشارہ است سوائے اس امر کہ دجال راخو  
چنانچہ لفظ رجیم فہمید میشود و آں زمانہ می آید کہ باطل در  
خواہد شد و دروغ نہ خواهد ماند و بجز اسلام ہمہ ملکہا چون مر  
گذرید،، (ص ۱۸۳ اعجاز مسیح)

(ص) ”مسیح کے ہاتھ پر ملتوں کی ہلاکت مقدر ہے و،  
رپورٹ جلسہ قادیان ۱۹۰۷ء تقریر مرزا)

(ض) ”مسیح موعود کی توجہ خاص اس طرف تھی کہ وہ تثلیث  
قطیعہ سے معدوم کرے،، (ص ۲۴۲ حاشیہ ایام الصلح)  
۱۳۷۶، ج ۲، ص ۱۴

(ط) ”خدا نے اس فعل کی، کہ تمام قومیں یا یک مذہب پر  
تکملیل کے لئے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موعود  
(ص ۸۲ چشمہ معرفت ملخصاً)

ان جملہ تحریرات میں مرزا صاحب نے، تمسک احادیث سے  
ہے کہ وہ تمام ادیان باطلہ کو ہلاک کر دے گا اس کے ہاتھوں تمام ملتیں  
تمام قومیں ایک ہی مذہب پر آجائیں گی۔ مسلمان حقیقی معنوں میں  
اور عیسائیوں کی صلیب ٹوٹ جائے گی۔ ان کا بکلی استیصال ہو جائے  
معدوم اور اعتقاد الوہیت مسیح تو اس طرح دنیا کی نظروں سے گم  
ذہنوں سے بھلایا جائے گا وغیرہ پھر ان تمام کاموں کو اپنی علت غائیہ  
قرار دیا ہے اور یہ بھی مرزا صاحب نے اپنی مسیحیت کا ذکر کرتے ہوئے  
”جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ اپنے مبعوث ہونے



غانی کو پالیتے ہیں اور نہیں مرتے ج  
 میں نہ آجائے، (اخبار بدر ۱۹- جولاء)  
 چونکہ مرزا صاحب آکر چلے  
 بتلا، اور تثلیث پرست اپنے معتقدات پر  
 مسیح موعود نہیں ::

## قادریانی

”مسیح موعود کے زمانہ میں وہ  
 نے خود ہی اس کے لئے تین صدیاں مقرر  
 کرنا جہالت ہے،“ (ص ۱۰۷ تجلیات رحمت)

## محمدی

مرزا صاحب نے اس کام کو ا  
 مسیحیت کا موٹا اور واضح نشان قرار دیا  
 تین صدیاں مقرر ہیں تو پھر کسی شخص کا  
 درجے کی جہالت اور نادانی ہے۔ مگر  
 صاحب کی تحریرات سے ثابت ہے۔ یہ کہ  
 والے لوگ اپنی علت غائی کو پورا کئے بغیر  
 یہ کام ان کی زندگی میں ہوگا ::

## علامت

مرزا صاحب لکھتے ہیں :-  
 ”ممکن ہے کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح  
 ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ  
 کے ساتھ نہیں آیا (ازالہ ص ۰۰۰)

چونکہ مسیح موعود بموجب احادیث ظاہری حکومت کے ساتھ آئے جیسا کہ الفاظ حکماء عدلا اور مرزا صاحب کا اعتراف مذکورہ بالا دال ہیں، اگر مرزا صاحب خود یا جوج و ماجوج، کے غلام بلکہ ان کو اپنے اولی الامر سمجھتے تھے،

(ص ۲۳ ضرورت الامام) اس لئے وہ مسیح موعود نہیں

## علامت نمبر ۹

مرزا صاحب اپنی صداقت پر احادیث سے تمسک کرتے ہوئے حضرت مولوی محمد حسین بنالویؒ کو طعنہ دیتے ہیں کہ تمہارے نزدیک یہ حدیث بھی غلط وہ بھی غلط حتیٰ کہ:-

”لکھا تھا، کہ مسیح موعود کے وقت میں اونٹیاں بیکار ہو جائیں گی اور اس میں یہ بھی اشارہ تھا کہ اس زمانہ میں مدینہ کی طرف سے مکہ تک ریل کی سواری ہو جائے گی، مگر آپ کے نزدیک یہ حدیث بھی غلط جب کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں آپ کے نزدیک غلط ہیں تو میری پیشگوئیوں کو غلط کہنے کے وقت آپ کیوں شرم کرنے لگے،“

(ضمیمہ نمبر ۱۶، ص ۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸) ۲۸۱ ج ۱ ص ۲۸۱

حضور! ہماری توبہ اگر ہم ان حدیثوں کو غلط کہیں۔ ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ احادیث کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ مگر گستاخی معاف! ان احادیث سے ثابت ہے کہ آپ کاذب مسیح ہیں۔ کیونکہ آپ کو دنیا سے رخصت ہوئے اتنا عرصہ ہو گیا مگر مکہ اور مدینہ کے درمیان آج تک ریل نہیں بنی۔

## علامت نمبر ۱۰

مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل کا جاری ہونا اور اونٹوں کا متروک ہونا اوپر دکھایا گیا ہے کہ ابھی تک نہیں ہوا۔ مرزا صاحب نے یہ بھی فرما رکھا ہے کہ باقی ممالک میں بھی اونٹ بیکار ہوں گے:-

”آنحضرتؐ کی پیش گوئی میں یہ بھی تھا کہ مسیح کے وقت میں اونٹ بیکار

ہو جائیں گے۔ یہ ریل کی طرف اشارہ تھا  
بھی پچاس سال گزر گئے،،

)

ایسا ہی حاکم (نام کتاب حدیث) وغیرہ میں  
میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو رات دن  
میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے،، (ص ۸/۱۳۸)  
۱۳ھ ”ایک اور نشان اس زمانہ کا وہ نئی سواری  
کردینا تھا۔ قرآن شریف نے،، واذا العشار  
بتلایا، چند سالوں میں اونٹ کی سواری کا نام و  
(مر)

ناظرین کرام! تمام دنیا کے شہر اور  
افغانستان، مصر و سوڈان وغیرہ تو درکنار اپنے  
دوڑا کر دیکھیں کہ کیا اونٹ بیکار ہو چکے؟ ان پر  
میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو آپ خود ہی فیص  
یا کاذب؟

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

## مرزا سیوں عنذ

مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل کا جا  
نہیں بلکہ مسلم اخبارات کی نقل ہے۔ اگر دیگر  
مراد یہ ہے کہ تیز رفتاری کے لئے اونٹ است  
يَسْعَى عَلَيْهَا كَالْفِظْ لِعَنَى كَوْنِي ان کو نہیں دوڑائیگا  
کے لحاظ سے اونٹ بیکار کر دیئے۔

## الجواب

مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل کا جا

ہوتا ہم مرزا صاحب اس سے انکاری نہیں ہم جو تحریر مرزا صاحب کی بارے میں درج کر چکے ہیں اس میں صاف لفظ حدیث رسول اللہ کا موجود۔ دیگر ممالک کے متعلق گزارش ہے۔ اونٹوں کی سواری صرف تیز رفتاری کے سے متروک نہیں کی گئی۔ بلکہ مرزا صاحب کے نزدیک ”نام و نشان“، اونٹوں سواری کا مٹ جانا ہے۔ ریویو کی منقولہ بالا عبارت بغور ملاحظہ فرمائیں۔ خدا تمہارے دے:

## مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر تیسری دلیل منہاج نبوت

مرزائی صاحبان ہمیشہ مناظرات میں ڈینگ مارا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو معیار انبیاء پر پرکھ لو خود مرزا صاحب بھی لکھتے ہیں:-

”میں اپنے دعویٰ کو منہاج نبوت پر پیش کرتا ہوں۔ منہاج نبوت پر جو طریق ثبوت کار کھا ہوا ہے وہ مجھ سے جس کا جی چاہے لے لے، (ص ۳۱۰، ۳۱۳ منظور الہی، بحوالہ اخبار الحکم، جلد ۷ نمبر ۷) ”میرا سلسلہ منہاج نبوت پر قائم ہوا ہے اس منہاج کو چھوڑ کر جو اس کو آزمانا چاہے وہ غلطی کرتا ہے،“ (اخبار الحکم نمبر ۱۲ جلد ۸ ص ۷)

### معیار اول

أَمَّنَ الرَّسُولَ بِمَا أُنزِلَ عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَ الْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَ رُسُلِهِ،، الاية (سورہ بقرہ آخر) مانا رسول نے اس پر ناز ہوا اور مومنوں نے سب کے سب ایمان لائے ہیں ساتھ اللہ کے اور فرشتوں کے کتابوں کے اور رسولوں کے، آیت ہذا شاہد ہے کہ سب سے پہلے رسول اپنی وحی پر ایمان ہے خاص کر عہدہ رسالت پر۔ اور بات بھی معقول ہے کہ جب تک کسی شخص کو اپنے عہدہ اور حیثیت پر خود اطلاع نہ ہو وہ اپنے اختیارات کو کیا برت سکتا ہے۔ یہ بات نہایت ہی بوجہ

بلکہ لغو ہے کہ گورنمنٹ کسی کو وائسرائے تو بنا دے اس کے عہدہ پر اطلاع نہ دے یا وہ خود اپنی حیثیت کی ”نبی کے لئے اس کے دعویٰ اور تعلیم کی آنکھ چیزوں کو دیکھتی ہے اور ان میں غلطی میں غلطی ایسی ہے جیسے دور کی چیزوں کو دیکھتی ہے اصل بات یہ ہے کہ جس یقین کو نبی کے دیکھا یا جاتا ہے وہ دلائل تو آفتاب کی طرز سے جمع ہوئے ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے اگر اجتہاد غلطی ہو بھی تو وہ اس یقین کو مضرب نہیں دعویٰ کے متعلق بہت نزدیک سے دیکھا یا جاتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا“

(ص ۱۲۶، عجاز احمدی مصنفہ مرزا)

اس عبارت سے مہینہ روز کی طرز بارے میں ہرگز ہرگز کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہتا ہے کہ انہیں ابتدا سے ہی نبی اور رسول کہا گیا ہے ”براہین احمدیہ میں بھی الفاظ کچھ تھوڑے طور پر اس عاجز کو رسول کہنے کے پکارا گیا پھر رسول نبیوں کے طولوں میں۔ پھر اسی کتاب میں اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور کے لفظ سے اس عاجز کو بیا کیا گیا“ (ایک غلطی کا مگر مرزا صاحب براہین کے انکار کرتے ہیں) ”مسئلہ کذاب کا بھائی کافر ہضمیت ہے“ ”ہم مدعی نبوت پر اہانت بھیجے ہیں۔ وحی نبویہ ہیں“ (اقتدار جنوری سنہ ۱۸۹۹ء مندرجہ پیش نظر) ”میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دانا

”تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجزے کے رسالہ فتح الاسلام۔ تو ضحیٰ المرآہ۔ ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ نبی محمد شیت جردی نبوت یا ناقصہ نبوت ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشا و کلاماً مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں بلکہ میرا ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولا محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء ہیں۔ سو تمام مسلمان اگر ان لفظوں سے ناراض ہیں (جن میں جردی نبوت وغیرہ کا دعویٰ ہے) تو ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ لفظ نبی سے مراد صرف محدث ہے جسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متکلم مراد لئے ہیں قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد کان فیمن قبلکم من نعی اسرائیل رجال یکلون من غیر ان یکونوا انبیاء اور لفظ نبی کو کاٹنا ہوا خیال فرمائیں“

(اشتہار مرزا اور حقیقۃ المنیۃ صفحہ ۹۱، مغنی فیما بین محمود احمد) اشتہارات ۳ فروری مندرجہ مجموعہ

۳

ان تمام مذکورہ بالا تحریرات سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب باوجود بقوہ نبی ہونے کے اپنی نبوت سے انکاری رہے۔ میاں محمود احمد پسر مرزا خلیفہ قادیان کتاب حقیقۃ المنیۃ پر لکھتے ہیں:-

”آپ کو براہین احمدیہ کے زمانہ سے جو جی ہو رہی تھی اس میں آپ کو ایک دفعہ بھی مسیح (ابن مریم علیہ السلام نبی اللہ ورسول اللہ) سے کم نہیں کہا گیا بلکہ افضل ہی بتایا گیا تھا لیکن آپ چونکہ اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے اس کے معنی اور کرتے رہے بعد کی وجہوں نے آپ کی توجہ اس طرف پھیری کہ ان (پہلی) وجہوں کا یہی مطلب تھا کہ آپ مسیح سے افضل اور نبی میں“ (ص ۱۲۱) پر راقم ہیں) ”نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے۔ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے۔ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں۔“ (ملخصاً بلفظ)

خلاصہ یہ کہ انبیاء کرام کو اپنے دعویٰ نبوت میں کبھی اور کسی قسم کا شک نہیں ہو

مگر مرزا صاحب نے نئے رنگ بدلتے رہے پس وہ

## دوسرا معیار

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ  
قُرْآنًا فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيِّنَاتَهُ (س)

نہ حرکت دے اس وحی کے پڑھنے پر اپنی  
اس وحی کو تیرے دل میں بٹھانا اور تجھ کو یاد کرانا ہمارا  
پڑھے تو اس کے ساتھ پڑھ لیا کر۔ پھر ہمارے ذمہ

یہ آیت مقدسہ گواہ ہے کہ نبی پر جو وحی اتر  
ذمہ ہے وہ، یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ نبی اپنی وحی کو نہ سمجھ  
نبوت کو نہ ہجرت پر پیش کرنے کے علاوہ اپنی وحی

”جس رنگ کا مکالمہ آدم سے ہوا پھر ہیت  
پھر اسمعیل پھر یعقوب پھر یوسف پھر موسیٰ  
مریم۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو  
(

بلکہ فرماتے ہیں:-

مَا آتَاكَ الْقُرْآنَ الْعَبَسَ (ص ۱۱۹: البیہ)  
”میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں:-“

ماسوا اس کے مرزا صاحب کا دعویٰ محض  
نبوت دے چکے ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ ان کی وحی  
ہے کہ ایسا نہیں۔ مرزا صاحب کی ساری عمر انہی چالوں  
ایک آدھ فقرہ ہر روز گھڑ لیا کرتے۔ جس کا نہ سر ہوتا نہ  
پھیر لیا جو چاہا اس سے نکال لیا۔ الہام سناتے وقت  
خدا جانے کیا معنی ہیں پھر لطف یہ کہ صد ہا الہام لیے

لعین نہیں کی بطور نمونہ چند ایک الہام ہدیہ خدمت ہیں۔

(۱) "احد من العلمین (تشریح از مرزا) مراد زمانہ حال کے لوگ

ہیں یا آئندہ زمانے کے واللہ اعلم بالصواب،، (ص ۱۵: البشری)

(۲) "پریشن، عمر بر اطوس، یا پلا طوس، آخری لفظ پڑطوس ہے یا پلا طوس

باعث سرعت الہام معلوم نہیں ہوا" (البشری جلد ۱ ص ۵۱) ﴿تذکرہ ص ۱۱۵﴾

(۳) "بعد ۱۱- انشاء اللہ" (تشریح از مرزا) اس کی تفہیم نہیں ہوئی کہ اس سے

کیا مراد ہے" (ص ۶۶: البشری جلد ۲) ﴿تذکرہ ص ۳۰۱﴾

(۴) "لَا يَمُوتُ أَحَدٌ مِنْ رَجَالِكُمْ تمہارے مردوں میں سے کوئی نہیں

مریگا۔ اس کے حقیقی معنی تو نہیں ہو سکتے مگر مفہوم کا پتہ نہیں۔ شاید کوئی

اور معنی ہوں" (ص ۷۸، البشری ج ۲) ﴿تذکرہ ص ۳۵۸﴾

(۵) بلانا نازل یا احداث یا ..... معلوم نہیں کس کی طرف اشارہ ہے،،

(ص ۸۲) ﴿تذکرہ ص ۲۷۲﴾

(۶) "میں ان کو سزا دوں گا میں اس عورت کو سزا دوں گا"۔ معلوم نہیں کہ

کیس کے متعلق ہے۔ (ص ۹۷) ﴿تذکرہ ص ۵۵۰﴾

(۷) "عورت کی چال۔ ایللی ایللی لما سبقتانی۔ بریت۔ خیال گذرتا

ہے۔ واللہ اعلم کوئی شخص زمانہ طور پر مکر کرے۔ یہ صرف اجتہادی رائے

ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس کے کیا معنی ہیں"

(ص ۱۰۷) ﴿تذکرہ ص ۵۹۷، ۶۰۵، ۱۰۱﴾

(۸) "امراض پھیلائی جائیں گی اور جائیں ضائع کی جائیں گی" معلوم نہیں

قادیان کے متعلق ہے یا پنجاب (ص ۱۱۱)

(۹) "موت تیرا ماہ حال کو، قطعی طور پر معلوم نہیں کس کے متعلق ہے"

(ص ۱۲۰) ﴿تذکرہ ص ۶۷۵﴾

(۱۰) پس پاشدہ بجوم "افسوسناک خبر آئی" اس الہام پر ذہن کا انتقال بعض

لاہور کے دوستوں کی طرف ہوا مگر یہ انتقال ذہن بعد از بیداری ہوا۔

الہام بھی شاید اس کے متعلق ہو۔ (ص ۱۲۳) ﴿تذکرہ ص ۶۹۷﴾

(۱۱) "کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا" کسی کے قول کی طرف اشارہ ہے شاید

کترین سے مراد کوئی شریر مخالف ہے" (ص ۱۳۱: امریہ کتب) ﴿تذکرہ ص ۶۸۳﴾



(۱۲) ”میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا“ ایک ناپاک روح

(ص ۳۱۲ احمدیہ پب)

(۱۳) ”عُثْمُ عُثْمُ عُثْمُ۔ دُفِعَ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ دَفْعَةً دِيَايَا اس کو مال

(ص ۳۱۳)

(۱۴) ”ایک ہفتہ تک کوئی باقی نہیں رہیگا“

کوئی پتہ نہیں کہ اس کا مطلب و منشا ملہم کیا ہے۔ کیا مرزا سے ہفتہ تک کوئی نہ رہیگا یا عام مرزائیوں سے۔ یا کل ملک ہندوستان زمین سے؟

مصنف مرزائی پاکٹ بک کہتا ہے کہ خدا کا دن ہزار عمر دنیا کل سات ہزار ہے۔ پس مراد ایک ہفتہ سے سات ہزار

## جواب

مرزا صاحب کہتے تھے ”ہلم سے زیادہ کوئی الہام کے

(اشتہار ۷ اگست ۸۷ء) منہوم، مجموعہ

پس جب وہ خود اس کے معنی و تشریح نہیں کر گئے تو

کی ”ضرب المثل پوری کرنے سے کیا فائدہ؟ علاوہ ازیں ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ اس کی کوئی تشریح نہیں کر گئے نہ کہ تم پر۔ پھر یہ بھی غلط

سال ہے۔ قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے وَعِنْدَهُ عِلْمُ الْآلِ

آخر) میاں محمود احمد لکھتے ہیں:-

”جب آپ (مرزا) دنیا کی عمر سات ہزار سال بتاتے ہیں اور

قیامت بتاتے ہیں تو اس قیامت سے اور قیامت مراد ہے۔

اس دنیا کی نسل کا ایک دور ہے جو ختم ہو گا آپ (مرزا) پہلے

پر آئے۔ میرا عقیدہ یہی ہے کہ (آپ) اس دور کے خاتمہ پر

کے آدم بھی آپ ہیں۔ پہلا دور سات ہزار سال کا آپ پر

دور آپ سے شروع ہوا“ (نمبر اخبار الفضل ۱۵۳)

اندریں صورت احمدیہ پاکٹ بک کے مصنف کی

ثابت ہوتی ہے۔ اگر سات ہزار میں کل بنی آدم کا خاتمہ تھا تو پھر مرزا صاحب پر یہ دور ختم ہوا کیسے بچے؟ اسی طرح دیگر لاکھوں انسان کیوں بچے؟ پس یہ سرتاپا جھوٹا ہے جو اصول قرآن کے خلاف ہے::

۱۵۔ ”الہام الہی اوس باعث سرعت درود مشتبہ رہا اور نہ کچھ معنی کھلے“

(ص ۳۶ بشری جلد ۱) تکرار

مرزائی پاکٹ بک کا مصنف کہتا ہے کہ اس کے معنی ہیں ”وہ میں، ہمیں، بحث نہیں۔ خود ملہم کہتا ہے مجھے معلوم نہیں۔ لہذا آپ کے معانی اگر فی الواقع بھی ہمارے اعتراض کو نہیں اٹھاتے::

۱۶۔ ہو شعنا لغسایہ الہام شاید عبرانی ہے جس کے معنی، (اصل مفہوم نہیں

کھلے اس کے لفظی معنی ہیں نجات دے)،

(ص ۳۳ بشری جلد ۱) تکرار

احمدیہ پاکٹ بک کا مصنف بھی اس کے معنی ”نجات دے“ وغیرہ کرتا اور ہمارا اصل مفہوم پر ہے جس کے متعلق مرزا صاحب کا اقرار ہے کہ ”معنی نہیں کھلے“ خلاصہ ہم ہر بات قرآن مجید ثابت کر آئے ہیں کہ اپنی وحی کو بعد نزول کما حقہ سمجھنا خدا کا نام بخلاف اس کے مرزا صاحب ان الہامات کے معنی نہیں جانتے تھے۔ پس وہ منہاج پورے نہیں اترے::

## معیار تیسرا

ناظرین انبیاء کرام کو ہمیشہ ان کی مادری زبان میں وحی ہوتی ہے بخلاف کے مرزا صاحب خود مانتے ہیں کہ

”بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ“

(ص ۵۷ نزول المسح) طبع ص ۳۵

پس مرزا صاحب از روئے منہاج نبوت بھی غیر صادق ثابت ہوئے

مجید (سورہ ابراہیم) میں ہے وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ

اَلَهُمْ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس کی

## اعترا

اس آیت سے ہر رسول کا ہم زبان پر وحی بھی قوم کی زبان میں ہوتی ہو::

## الجوا

یہ عذر بالکل لغو ہے کیونکہ مرزا معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصلی زبان کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف ما جو انسان کی زبان سے بالاتر ہو،

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے بوضوحاً جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لِقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ لُغُوهُ لَوَدَّ كُفْرًا مَعْرُضًا هُوَتْ كَ يہ کیا بات ہے کہ عجمی الہام اور عربی مخاطب، یہ الہی مخاطبوں کی مادری زبان میں ہوتا ہے::

## اعترا

قرآن مجید میں آتا ہے حضرت سلیمان (نمل) خدا نے ہم کو جانوروں کی بولی سکھائی بیٹروں اور تمام جانوروں کی زبان میں الہام

## الجوا

کہاں یہ امر کہ انبیاء علیہم السلام ہوتا ہے وہ ان کی اپنی زبان میں ہوتا ہے

جانوروں کی بولی بھی سکھائی ہاں اگر تم قرآن مجید سے یہ ثابت کرتے کہ سلیمانؑ کو جو الہامِ انسانوں کی ہدایت کے لئے ہوا تھا وہ ان کی اپنی زبان اور ان زبان میں نہ تھا۔ تو البتہ دلیل ہو سکتی تھی عَلَّمْنَا کالفظ الہام کے لئے مخصوص بلکہ طبعی فہم و تفہیم بھی اس میں داخل ہے سو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کی میں اپنی قدرت سے یہ طاقت ودیعت کر دی کہ وہ جانوروں کی بولی سمجھنے لگے:

## نوٹ

اعتراض کسی بولی کے سکھانے پر نہیں۔ اعتراض یہ ہے کہ جس کو نبی نہیں جانتا، اس میں الہام خلاف عادت اللہ اور خلاف سنت انبیا اور مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے الہام ان زبانوں میں ہوتا ہے جنہیں میں نہیں جانتا فقد بر

## چوتھا معیار

مرزا صاحب اپنی نبوت کو مجاز اور استعارہ قرار دیتے ہوئے رقم طراز اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن اور رسول بجز محمد صلعم اور دین بجز اسلام کے نہیں ہم ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے،، (اخبار الحکم ۷ اراگست ۱۹۹۹ء)

ظاہر ہے کہ مرزا صاحب مذکورہ بالا منہاج پر پورے نہیں پس و

بلکہ متنبی ہیں ::

مرزائی دھوکہ دینے کو کہا کرتے ہیں  
نہیں اترے:-

## الجواب

سابقہ نبی سب کے سب صاحب شریعت  
والے تھے۔ کسی نبی کی اتباع سے درجہ نبوت  
تحریر فرماتے ہیں:-

(۱) ”جس قدر نبی گزرے ہیں ان سب کے  
حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ دخل نہیں تھا

(۲) ”حضرت عیسیٰ بلکہ تمام انبیاء ان ہدایہ  
ہوئی تھیں اور براہ راست خدا نے ان پر  
نے الگ کتابیں دی تھیں اور ان کو ہدایت  
جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے،“  
(ضمیمہ نمبر ۱)

## پانچواں

قرآن مجید میں ہے ان اتبع الامم  
پیروی کرتا ہوں (پ ۷ ع ۵) وما ارسلنا  
(پ ۵ ع ۹) نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر مط  
ان آیات سے ظاہر ہے کہ نبی اپنی و  
صورت میں مانتا ہے کہ اس کی وحی کے خلاف  
پہلی وحی کی مانو (نبی کسی دوسرے انسان کا  
اقرار کرتے ہیں:-

”خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر

نہیں آتا بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی وحی کا تابع ہوتا ہے،“

(صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ص ۱۱)

بخلاف اس کے مرزا صاحب بقول خود امتی نبی۔ مطیع اور محکوم رسول تھے۔

وحی کو بجز ”مطابقت“ قرآن کے نہیں مانتے تھے۔ پس وہ منہاج نبوت کی رو سے رسول ہیں::

## چھٹا معیار

مرزا صاحب اپنی کتاب تحفہ گولڑہ میں لکھتے ہیں کہ ”نبی کیلئے ضروری ہے کہ

سالہ عمر میں مامور ہو“

خلاصہ مضمون کے برخلاف اس کے مرزا صاحب کی پیدائش مندرجہ ذیل

رو سے ۱۲۹۸ھ ثابت ہوتی ہے:-

”بہت سے اکابر امت گزرے ہیں جنہوں نے میرے لئے پیشگوئی کی اور

پتہ بھی بتایا بعض نے تاریخ پیدائش بھی بتائی ہے، جو چراغ دین ۱۲۹۸ھ ہے“

(الحکم ۱۰، اپریل)

اور سنہ بعثت مرزا ان کی ایک تحریر کی رو سے ۱۲۹۰ھ ہے۔ جیسا کہ لکھا

”ٹھیک بارہ سو نوے ہجری میں یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پاچکا تھا“

(ص ۶۹۹، حقیقۃ الوحی) (صفحہ ۱۰۸)

اندریں حساب بوقت بعثت مرزا صاحب کی عمر کل ۲۲ سال

ہوتی ہے۔ حالانکہ از روئے معیار مسلمہ مرزا انبیاء کے لئے سنت الہی ہی ہے کہ وہ

سالہ عمر میں مبعوث ہوں۔

## نوٹ

مرزا صاحب نے ”اکابر امت کی پیشگوئی“ کی رو سے اپنی تاریخ پیدائش

۱۲۶۸ھ لکھی ہے اور یہ بھی مرزا صاحب کا مذہب ہے ”ما یفطق عن

الہوی کے درجہ پر جب تک انسان نہ پہنچے اس وقت تک اسے پیشگوئی

کی قوت نہیں مل سکتی“

(۲۱۶) ملفوظات احمدیہ حصہ اول، بحوالہ نظام جلد ۵

پس مرزائی یہ نہیں کہہ

پیدا کش میں غلطی ہے ::

ساتوال

فانه نزلہ علی قلبك باذن

یہ قرآن جبرئیل نے تیرے قلب

اقراری ہیں کہ :-

(۱) ”ممکن نہیں کہ دنیا میں ایک

(دو جی الہی اور جبرائیل نہ ہو“

(۲) ”رسولوں کی تعلیم اور اعلام کے

جاری ہے جو بواسطہ جبرائیل کے

رحمائی سکھائے جاتے ہیں

صاف عیاں ہے کہ ہر ایک نبی پر نزول جبر

الف ”یہ بات مستلزم محال ہے کہ

رسالت کے ساتھ زمین پر آمد ردف

ب ”صرف ایک ہی فقرہ حضرت

یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے

نتیجہ صاف ہے کہ مر

باصول خود کو رے ہیں ::

آٹھوا

(۱) ”کوئی بھی نبی ایسا نہیں گزرا ج

(ص) ملفوظات احمدیہ جلد ۳





ذاهب علی راس الستین و اعلموا ایہا الاخذ  
الحديث صحيح و رجاله ثقات و له طرق (آنحضرت  
مجھے جبرائیل نے خبر دی ہے) کہ ہر ایک نبی اپنے سے پہلے  
عمر پاتا رہا ہے اور اس نے مجھے بتایا کہ عیسیٰ ایک سو بیس سال  
میں خیال کرتا ہوں کہ ساٹھ سال کا میں اس جہاں سے رہا  
(مرزا صاحب فرماتے ہیں) بھائیو! یہ حدیث بالکل صحیح  
سب راوی بالکل ثقہ ہیں۔ اور معتبر ہیں اور اس کی بہت سی  
(ص ۶۷، حلد۱ البشری مترجم اردو)

اس بیان کی رو سے جبکہ آنحضرت صلعم کی  
صاحب کی اگر وہ صادق نبی ہوتے تو کل عمر تیس سال ہونی چاہی  
کے ہو کر مرے، لہذا وہ اپنے ہی اس مسلمہ معیار نبوت کی رو سے

## اعتراض

یہ تمام انبیاء کے متعلق نہیں، صرف حضرت عیسیٰ اور

## الجواب

حدیث کے الفاظ عام ہیں، کوئی تخصیص نہیں::

مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر

اختلافات مرزا

لوکان من عند غیر اللہ لوجودوا فیہ اد

(۱) صرف محدث غیر نبی

”اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام۔ توضیح المرام۔

ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ  
ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی مع



## غیر تشریح

(الف) ”جس جس جگہ میں ان معنوں سے کیا ہے کہ میں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر رسول مقتدا سے باطنی فیوض غرض کے واسطے سے خدا کی طرف بغیر کسی جدید شریعت اس میں بلکہ انہیں معنوں سے خدا میں انہی معنوں سے نبی اور

(ب) ”اب بجز محمد ﷺ نے نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر امتی ہو پس اس بنا پر میں امن

## اس کے خلاف

”اگر کہو کہ صاحب الشریعہ دعویٰ بے دلیل ہے خدا نے افتراء کے بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس اپنی امت کیلئے ایک قانون مقرر کیا وہ بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیوں کہ

ہفتوات نمبر کی

صرف محدث نیر نبی ہونے کا اقرار کیا ہے اس کے بعد ”صرف محدث

شریعت کے نبی ہونے کا دعویٰ کیا مگر اربعین نمبر ۴ کی منقولہ بالا تحریر میں صاحب الشریعت ہونے کے مدعی بن گئے ::

### ۳- میرے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا

(الف) ”ابتداء سے پہلے یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا“

(تربیقا لقلوب ص ۱۳۰ ط ۱۳۲۵) ج ۲، ص ۴۳۲، ج ۱۵

(ب) ”مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا نہیں جو ہماری ایمانیات کی جزویا ہمارے دین کے رکنوں میں ہو۔ بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲) ج ۲، ص ۱۷۱، ج ۳

(ج) ”اس جگہ تو x x انقلاب کا دعویٰ نہیں وہی اسلام ہے جو پہلے تھا۔ وہی نمازیں ہیں جو پہلے تھیں دین میں سے کوئی بات چھوڑنی نہیں پڑی جس سے اس قدر حیرانی ہو، مسیح موعود کا دعویٰ اس حالت میں گراں اور قابل احتیاط ہوتا جبکہ اس کے ساتھ دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق رکھتی۔“

(آئینہ شمالت ص ۱۵۳۹) ج ۲، ص ۳۳۹، ج ۱۵

مرزا کا دعویٰ تھا کہ میں وہ مسیح ہوں جس کے متعلق رسول کریم ﷺ نے وعدہ دیا کہ وہ آئیگا۔ عبارات بالا میں مرزا صاحب صاف مانتے ہیں کہ مسیح موعود کا اقرار و انکار ایمانیات میں داخل نہیں۔ کوئی شخص میرے انکار کی وجہ سے کافر نہیں ہو جاتا اسکے خلاف ملاحظہ ہو:-

۱۔ یہ کتب یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار نے اسے کو کافر بنا دیا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماہر جس قدر ظہیم اور محدث گذرے ہیں کہ وہ کسی ہی جناب الہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہیں اور خلعت مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں۔ لہذا انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔

(تربیقا لقلوب ص ۱۳۲۵) ج ۲، ص ۴۳۲، ج ۱۵

## میرا منکر جنہمی، کافر غیر نا

(الف) ”ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہ نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔“

(مکتوب مرزا ہمام، اکبر عبدالحکیم صاحب مندرجہ الذکر، حکیم نمبر ۱)  
(ب) جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا رسول کو بھی نہیں اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔

(ج) (اے مرزا) جو شخص تیری پیروی نہ کریگا خدا رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جنہمی ہے۔

(د) اب دیکھو خدا نے میری وحی، میری تعزیر، کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نشتر اور بعین نمبر ۴)

مرزا کا دعویٰ تھا کہ میں وہ مسیح ہوں جس کے پیشگوئی کی ہے۔ بائیس ہمہ پہلی تحریرات میں صاف لکھ ایمانیات میں داخل نہیں۔ ”میرے دعویٰ کے انکار کی میری تعلیم میں کوئی انقلاب نہیں۔ ہماری عملی حالت دیگر کے دوسری تحریرات میں مسیح موعود یعنی بزعم خود بدو پیشگوئی کا منکر کافر، بیعت نہ کرنے والے کو اور پیروی اپنی تعلیم کو مدار نجات ٹھرایا ہے۔“

بعض مرزائی جواب دیا کرتے ہیں کہ یہ کوئی ”جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر ظاہر فرماتے رہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ نے تصریح آپ



## اعتراض

پہلے مرزا صاحب نے رسمی عقیدہ کی وجہ  
یوحی الہی اس عقیدہ کو چھوڑ دیا:

## الجواب

مرزا صاحب بقول خود براہین احمدیہ کے  
”مامور الہی“ اور خاص کر مامور بھی اس لئے کئے  
بیان کریں لہذا مرزا کا ایک ایسے عقیدہ کو رسماً نہیں  
ان کے اصلی دعویٰ کے مخالف بننے والا تھا صاف  
علی اللہ تھے۔ انبیاء کو ان کے دعویٰ میں غلطی نہیں  
صاحب کا یہ بھی مذہب ہے کہ:-

”انبیاء اپنے کل اقوال و افعال میں خدا کے ترجمان  
ہستی کچھ نہیں ہوتی، ایک کٹ پتلی کی طرح ہند  
کے ہاتھ میں ہوتے ہیں“ (ص ۱۰۰)  
پس براہین احمدیہ والا عقیدہ کبھی غلط نہیں  
اللہ نہ سمجھا جائے پھر مرزا صاحب کا یہ بھی قول ہے ”  
بردم، ہر لحظہ بلا فصل۔ مہم کے تم قوی میں کام کرنی رہتی  
(ص ۱۰۰)

خاص کر براہین احمدیہ تو وہ کتاب ہے وہ  
علیہ وسلم کے دربار میں رجسٹری ہو چکی ہے۔ چنانچہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام قطبی رکھا“ (منبر ص ۱۰۰)  
ہاں ہاں۔ براہین احمدیہ وہ کتاب ہے جو  
مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا،  
(اشتمار براہین ملحقہ آخر

پس اس میں اصلاح کی بجائے مسیحیت پاش۔ مرزائیت سوز جمع ہونا مرزا کے کاذب ہونے کی شہادت ہے۔

## ۵۔ حضرت مسیح کی بادشاہت

”حضرت عیسیٰ کو خدا نے خبر دی تھی کہ تو بادشاہ ہو گا انہوں نے اس وحی الہی سے دنیا کی بادشاہی سمجھ لی۔ اسی بنا پر حواریوں کو حکم دیا کہ کپڑے بیچ کر ہتھیار خرید لو۔ مگر آخر معلوم ہوا کہ یہ حضرت عیسیٰ کی غلط فہمی تھی اور بادشاہت سے مراد آسمانی بادشاہت تھی۔ اس پر ناحق نکتہ چینی کرنا شرارت اور بے ایمانی اور ہٹ دھرمی ہے،“

(ضمیمہ نمبر ۱۲۱، ص ۸۹: ۹۰، غلط) (صفحہ ۵)

## اس کے خلاف

”یہ ناخدا ترس نام کے مولوی کہتے ہیں کہ کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی یہودیوں کا یہی حال ہے۔ حال میں ایک یہودی کی تالیف شائع ہوئی ہے جو میرے پاس اس وقت موجود ہے اگویا وہ محمدی حسین بناوی (رحمۃ اللہ علیہ) یا ثناؤ اللہ (فاتح قادیان امرتسری) کی تالیف ہے جو اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ اس شخص یعنی عیسیٰ سے ایک معجزہ بھی ظہور میں نہیں آیا اور نہ کوئی پیشگوئی اسکی سچی نکلی وہ کہتا تھا کہ داؤد کا تخت مجھے ملے گا، کہاں ملا؟ اب بتلاؤ اس یہودی اور مولوی محمد حسین اور میاں ثناؤ اللہ کا دل متشابہ ہیں یا نہیں میری کسی پیشگوئی کے خلاف ہونے کی نسبت کس قدر جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ ایک پیشگوئی بھی جھوٹی نہیں نکلی۔ مگر جو اس فاضل یہودی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر اعتراض کئے ہیں وہ نہایت سخت اعتراض ہیں۔ کہ ان کا تو ہمیں بھی جواب نہیں آتا۔ اگر مولوی ثناؤ اللہ یا محمد حسین یا کوئی پادری صاحبوں میں سے ان کا جو اب دیکھتے تو ہم ایک سو روپیہ بطور انعام اس کے حوالہ کریں گے،“

(ص ۵: ۵، اعجاز احمدی) (صفحہ ۵)

۱۔ معلوم ہوا کہ مرزا اور اس کے مرید جو دعائیں ملتے ہیں کہ ہم نے اپنے خدا داد علم کا نام سے عیسائیت یہ سب جھوٹ ہے بلکہ جو چند اعتراض عیسائیوں پر کئے ہیں۔ سب یہودی کی ”تے غوری سے“ ۱۲۱



”یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں اور ان کی پینے  
ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب

ناظرین کرام! غور فرمائیے کہ نصرۃ الحق کی  
والی پیشگوئی کو بتاویل پوری ہو چکی ظاہر کر کے اس پر اعر  
شریہٹ دھرم کا خطاب دیا ہے۔ مگر جو نہیں اپنی جھو  
آئے جھٹ سے یہودنا مسعود کے رنگ میں رنگین ہو  
مسیح کو کوئی پیشگوئی سچی نہ نکلی ”وہ بھی اس انداز میں کہ  
ہیں کہ ہم سے بھی ان کا جواب نہیں بن پڑتا ”گویا مسیح  
جھوٹی نکلی (اف رے ظلم) اس ظلم پر ستم یہ کرتے ہیں  
بھی جاری نہیں ہو سکتا تا یہ خیال کیا جائے کہ وہ منسور  
اصل یہود اسکر یوٹی کے مرتد ہونے کا بھی یہی سبب  
گئے مگر بات سب کچی رہی اور داؤد کے تخت والی پیشگوئی

## ۶- حضرت مسیح کے اخلاقی

حضرت مسیح علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر  
درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بد دعا کی اور  
یا۔ دوسروں کو یہ حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو  
میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک  
میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور نر  
۔ اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاقی کر

ایک اخبار میں بھی نسخہ ہوتا ہے؟

## اس کے خلاف

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اکثر سخت لفظ اپنے مخاطبین کے حق میں ا ل کئے ہیں۔ جیسا کہ سوز، کتے، بے ایمان، بدکار وغیرہ وغیرہ۔ لیکن نہیں کہہ سکتے کہ نعوذ باللہ آپ علیہ السلام اخلاق فاضلہ سے بے بہرہ۔ کیونکہ وہ تو خود اخلاق سکھانے اور نرمی کی تاکید کرتے ہیں یہ لفظ جو آپ علیہ السلام کے منہ پر جاری رہتے تھے یہ غصہ کے جوش اور مجبور طیش سے نہیں نکلتے تھے بلکہ اپنے محل پر یہ الفاظ چسپاں کئے جاتے تھے (ص ۷ ضرورۃ الالہام) (پہنچ)

پہلی عبارت میں انجیل کے سخت الفاظ کو حضرت عیسیٰ کے مسیح علیہ السلام کو بد اخلاق بد زبان ”اخلاقی معلم مگر خود اخلاق سے بے بہرہ اور دوسری تحریر میں انہیں سخت الفاظ کو عین موقع و محل کے مطابق لکھ کر“ کو صاحب اخلاق کریم لکھا ہے::

## عذر مرزائیہ

پہلا بیان اس بنا پر ہے کہ عیسائی آ حضرت ﷺ کی حسب سخت گوئی پر اعتراض کرتے ہیں۔ انہیں جواب دیا گیا ہے کہ پھر اس اعتراض ہو سکتا ہے مگر دوسرا بیان اسلامی نقطہ نگاہ کی رو سے ہے۔ (منہوم رسالہ تجلیات)

## الجواب

رسالہ چشمہ مسیح (جس میں حضرت عیسیٰ کو بد زبان لکھا عیسائیوں کا آنحضرت ﷺ پر سخت گوئی کا اعتراض نقل کر کے یہ جو گیا۔ یہ سراسر جھوٹ، فریب اور بہتان ہے۔ چشمہ سخی تو ایک مسلمان سا کے خط کا جواب ہے (ملاحظہ ہو ص ۱۷ چشمہ سخی) (پہنچ ص ۳۵)

اس نے لکھا تھا کہ عیسائیوں کی کتاب ینایع الاسلام سے مسلم

احتمال ہے مرزا صاحب اس کے جواب میں انجیل کے ضمن میں انجیل کی سختی کو ”حضرت عیسیٰ“ کی طرف مندربان ”قرار دیا ہے۔ بخلاف اس کے ضرورتاً الامام کی پردہ ڈالنے کے لئے انجیل کے انہی سخت الفاظ کو اپنی پیش موقع و محل ظاہر کرتے ہیں پس مرتائی جواب نفس صاحب سے اعتراض اٹھانے کو ایک ذہنی و خیالی جوڑ توڑ

## ۷۔ انجیل کی تعلیم حلم منجانب

حضرت عیسیٰ نے یہودی علماء کو سخت گالیاں دیں جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا، خدا تعالیٰ کی طرف (یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں) (ص ۹ چشمہ)

## اس کے خلاف

مرزا صاحب قرآن مجید کی مناسب فطری و بر موقع سختی کا ذکر کر کے لکھتے ہیں:-

”انجیل کی تعلیم اس کمال کے مرتبے سے جس مضبوط ہے، تنزل و فروتر ہے۔ اس تعلیم کو کامل خبیث یہ ان ایام کی تدبیر ہے کہ جب قوم بنی اسرائیل کا تھا اور خدا کو منظور تھا کہ جیسا وہ لوگ مبالغہ سے تھے ایسا ہے بہ مبالغہ تمام رحم اور درگزر کی طرف یہ رحم اور درگزر کی تعلیم ایسی تعلیم نہ تھی جو ہمیں بلکہ مختصاً تمام چند روزہ انتظام تھا“

(براہین احمدیہ حاشیہ ص ۳۵۷)

ایسا ہی احمدیہ پاکٹ بک والے نے بھی حاصل یہ کہ چشمہ مسیحی کی عبارت میں انجیل منجانب اللہ لکھا ہے۔ مگر براہین میں من عند اللہ:

## ۸۔ ختم نبوت

(۱) ”چونکہ ہمارے سید و رسول ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت ﷺ کوئی نبی نہیں آسکتا، اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم محدث رکھے گئے ہیں۔ (شہادۃ القرآن ص ۲۲) بخ ص ۳۲۲

(۲) ”قرآن شریف سے ثابت ہو کہ اس امت میں سلسلہ خلافت کا اسی طور پر قائم کیا گیا ہے جو حضرت موسیٰ کی شریعت میں قائم صرف اسی قدر لفظی فرق رہا کہ اس وقت تائید دین کے لئے آتے تھے، اور اب محدث آتے ہیں“

(شہادۃ القرآن ص ۶۱ ملخصاً بلغ) بخ  
(۳) نہ مجھے دعویٰ نبوت۔ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے خاتم الانبیاء ہیں آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی آئیگا یا ہو یا پراتا اور قرآن شریف کا ایک نقطہ یا شوشہ منسوخ نہیں ہاں محدث آئیں گے جو اللہ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور نبوت تادم بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک میں ہوں گویا ایسے بہت سے ہوتے ہیں) (ناقل)

(ص ۲۸ شہادۃ اہلہمین نشان آسانی) بخ

ایسا ہی ہم ہفتوات مرزا (۱) میں اشتہار مرزا نقل کر آئے ہیں کہ کا قائل اور دعویٰ نبوت سے انکار ہے اور صرف محدث غیر نبی ہونے کا

## اس کے خلاف

”در حقیقت یہ لوگ اسلام کے دشمن ہیں۔ ختم نبوت کے ایسے کرتے جس سے نبوت ہی باطل ہوتی ہے۔ کیا ہم ختم نبوت کے یہ معممہ سکتے ہیں کہ وہ تمام برکات جو آنحضرت ﷺ کی پیروی سے ملنی چاہتے تھے وہ سب بند ہو گئے (ص ۴۱، خدا کا یہ قول وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ ختم

انہیں اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ آ  
 ٹھرائے گئے ہیں۔ یعنی آئیندہ کوئی نبو  
 کی مہر کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا غرض  
 الناکر نبوت کے آئیندہ فیض سے انکا  
 دوسرے کو ظلی طور پر نبوت کے کمالا

”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول  
 (اخبار بدر ۵ مارچ)

پہلی تحریرات میں ختم نبوت کا اقرار

## ۹۔ مسیح

(۱) حضرت مسیح تو ایسے خدا کے متو  
 بندے تھے جو انہوں نے یہ بھی روانہ

(۲) حضرت مسیح تو وہ بے نفس انسان  
 کوئی انہیں نیک انسان کہے“

## اس کے

”یسوع اس لئے اپنے تمیں نیک نہیں  
 شخص شرابی کبابی ہے اور خراب چال

## مرزائی

ست بچن میں کفارہ کے ابطال میں

جس عبارت پر حاشیہ ہے اس کے یہ الفاظ

”یسوع کے مصلوب ہونے سے اس  
 نہیں سکتے“ اٹخ

## الجواب

ہمارا اعتراض یہ نہیں کہ کفارہ پر ایمان لانے سے عیسائی نہیں۔ ہمارا اعتراض تو یہ ہے کہ انجیل کا ایک ہی فقرہ ہے جسے حضرت کے انکار و تواضع کا ثبوت بھی بنایا گیا ہے اور دوسری جگہ اپنی نفسانی طرازی کے ماتحت ایسی فقرہ کو مورد اعتراض بتاتا ہے ::

۱۰۔ یسوع کی روح والا انسان شریرمکا

ایک شریرمکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی۔

(ص ۵۵ ماشیہ ضمیرہ انجام آتھم)

## اس کے خلاف

”مجھے (خدا نے) یسوع کے رنگ میں پیدا کیا اور تو اور طبع کے لحاظ

یسوع کی روح میرے اندر رکھی“ (تحد قیصریہ ص ۱۵۲) ص ۷۲ ج ۲

## مرزائیوں کی رسول دشمنی

کلمات نبویہ میں اختلاف ثابت کرنے کی ناپاک

## اعتراض اول

”آنحضرتؐ نے فرمایا مجھ کو موسیٰ سے اچھانہ کہو“

(بخاری فی الخصوصیات باب

مگر بعد میں آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا ”میں تمام انبیاء کا سردار ہوں

(پاکت بک

## الجواب

۱۔ مرزائی معترض کا یہ کہنا کہ حدیث ”مجھ کو موسیٰ سے اچھانہ

کہے کہ میں یونس بن متی سے بڑا ہوں وہ جھوٹ بولتا ہے“ پہلے فرمایا اور

یہ فرمایا ”میں تمام انبیاء کا سردار ہوں“  
 لکھا ہے کہ پہلی دو حدیثیں پہلے بیان فرمائی  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ”میرے  
 واقعات کی بنا پر، چند افراد کے دلوں سے  
 وحقات دور کرنے کی خاطر فرمایا ”موسا  
 کہ انبیاء سابقہ کے متعلق بھی لوگ نیک  
 گستاخانہ کلمہ منہ سے نہ نکالیں۔ ورنہ آ  
 تک بالیقین اسی عقیدہ پر قائم رہے کہ  
 اکثر آیات شاہد ہیں۔ حضرت موسیٰ کی  
 ہی فرمایا کہ ان میں سے کسی کو ایک دو  
 یونس بن متی فقد کذب (بخاری)  
 لاریب ایک نبی کا نام لے  
 بصورت تعبیر، کیونکہ اس طرح باہر  
 آیا ہے تمام کے احترام کو قائم کرنے  
 اظہر افضلیت بصورت تعبیر اور شے  
 پہلا حصہ ہے نہ دوسرا مگر اس کے یہ  
 ایک درجے کے ہیں۔ قرآن پاک  
 بعض (پ ۲ الخ) جماعت انبیاء سے ہے،  
 ”خاص کر نبی“

ایمان لانے آپ کی مدد پر کمر بستہ ہوں  
 (حقیقہ)  
 (۲) بڑے کو گھر تک پہنچا  
 بلکہ مرزا صاحب کے ہاتھ سے مرزا

سنیے اور گوش ہوش سے سنیے:-

لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ كِتَابُ تَفْسِيرِ

صاحب فرماتے ہیں:-

” اس آیت میں ان نادان موحدوں کا رد ہے جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں ہمارے نبی صلعم کی دوسرے انبیاء پر فضیلت کلی ثابت نہیں اور ضعیفہ حدیثوں کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے اس بات سے فرمایا ہے کہ مجھ کو یونس بن متی سے بھی زیادہ فضیلت نہ دی جائے۔ نادان نہیں سمجھتے کہ اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو تو وہ بطور انکسار اور تذلل ہے جو ہمیشہ ہمارے سید و مولی صلعم کی عادت تھی۔ ہر ایک بات کا ایک موقع اور محل ہوتا ہے اگر کوئی صالح اپنے خط کے نیچے، احقر عباد اللہ لکھے تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ شخص درحقیقت تمام دنیا یہاں تک بت پرستوں اور تمام فاسقوں سے بدتر ہے او خود اقرار کرتا ہے کہ وہ عباد اللہ ہے کس قدر نادانی اور شرارت نفس ہے،“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۱۶۳-۱۶۵ مطبوعہ لاہوری سلسلہ تفسیفات ص ۱۶۳)

مرزا صاحب کے قول کے بموجب معترض میں

شرارت نفس، پائی جاتی ہے:-

## اعتراض دوم

”بخاری شریف میں ایک حدیث ہے وَ آتَى النَّبِيَّ صَلَّى

فَقَالَ يَا بَيْنَ حَارِثَةَ قَدْ خَرَجْتَ مِنَ الْحَرَمِ ثُمَّ الْنَفْتِ فَقَالَ ب

(بخاری کتاب الحج باب حرم المدینہ) یعنی نبی کریم صلعم قبیلہ بنی حار

تشریف لے گئے۔ اور فرمایا، ایسے بنی حارثہ تم لوگ حرم سے باہر نکل

آپ نے ادھر ادھر دیکھ کر فرمایا، نہیں تم حرم کے اندر ہو، اب قد

الْحَرَمِ اُور بِل اَنْتُمْ فِيهِ مِيس تَنَاقُصْ هِيَ يَا نَهِيْس؟“

(ص ۳۹۲)



اس حدیث میں تو مرزا نے  
 تحریف نے یہودیوں کے بھی خد  
 تحریف کا اظہار کرنے والا تھا، اسے  
 الحرم ہے یعنی میں گمان کرتا ہوں  
 صیغہ ہے جو ظن و گمان کے معنی دیتا ہے  
 ابن اثیر وغیرہ اسی لئے بخاری شریف  
 جزم بما غلب علی ظ  
 پس ابتداء سول  
 تحت فرمایا کہ تم حرم سے نکل گئے  
 دیکھا اور معلوم کیا کہ وہ حرم سے  
 کہاں ہوا۔ فبطل ما کانوا یا فکرو  
 الٹی سمجھ کسی کو  
 دے آدمی کو م  
 تیس

”بعض دفعہ تا  
 دراصل تناقض نہیں ہوتا۔ جیسا کہ  
 اور ما ضل صاحبکم و ما غوی

یہ سیاہ باطن ان  
 مارتا ہے کہ لگے ہاتھوں قرآن پر

اسے بھی دنیا میں ذلیل کر دوں۔ مگر قرآنی آہنی دیوار سے سرنگرانا بنا  
سمجھ کر نادانی اور نا سمجھی کے قلعہ میں پناہ گزین ہوتا ہے ::

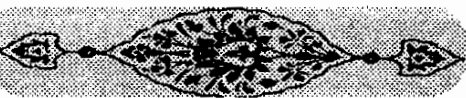
جس طرح یہ صحیح ہے کہ الولد سرلابیہ اس طرح بہ بھی درست  
مراقی انسان کے پیروؤں میں بھی مراق کا اثر ہو۔ احمدیہ پاکٹ بک کا  
صاحب کے ہوات کی مدافعت کرتا کرتا خود ہی مخالف دتہافت کے اتنا  
میں اوندھے بل گرا ہے ::

اب مرزا صاحب کے قلم سے اس کا مطلب سینے اور اپنے طمد  
تو بہ کیجئے :-

و وجدك ضالاً فهدى اب ظاہر ہے کہ ضلال کے معنی مشہور  
متعارف جو اہل لغت کے منہ پر چڑھے ہوئے ہیں۔ گمراہ کے ہیں۔ ج  
کے اعتبار سے آیت کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے (اے رس  
اللہ) تجھ کو گمراہ پایا اور ہدایت دی حالانکہ آنحضرت ﷺ کبھی گمراہ نہ  
ہوئے اور جو شخص مسلمان ہو کر یہ اعتقاد رکھے کہ کبھی آنحضرت صلعم نے  
عمر میں ضلالت کا عمل کیا تھا تو کافر بے دین اور حد شرعی کے لائق ہے  
آیت کے اس جگہ وہ معنی لینے چاہئیں جو آیت کے سیاق و سباق سے  
اور وہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے پہلے آنحضرت صلعم کی نسبت فرمایا۔

الم یدجدك یقیماً فاوی و وجدك ضالاً فهدى و وجدك  
فاغنی یعنی خدا نے تجھے یتیم اور بے کس پایا اور اپنے پاس جگہ دی اور  
کوزال (یعنی عاشق وجہ اللہ) پایا پس اپنی طرف کھینچ لایا اور تجھے درو  
پایا پس غنی کر دیا“

(آیتہ آمات اسلام ص ۱۵۹، اور سلسلہ ج ۵، ص ۱۷۱، ۱۹۲، ۱۹۳) (حاشیہ)





یہ صریح جھوٹ ہے۔ بہتان ہے افتراء ہے۔ کسی حدیث میں نہیں کہ  
بنی آدم پر سو سال تک قیامت آجائے گی:

## چوتھا جھوٹ

”انبیاءؑ گذشتہ کے کشف نے اس بات پر قطعی مہر لگادی ہے کہ وہ  
موعود (چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب  
ہوگا“ (اربعین ۲ ص ۲۳) ﴿خ، ص ۱۷۱، ج ۱﴾ کسی بنی  
کشف موجود نہیں جس میں یہ لکھا ہو:

## پانچواں جھوٹ

”بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس (سیح موعود خلیفہ) کے لئے  
آئے گی هذا خلیفة الله المہدی

(شہادۃ القرآن ص ۲۰۱، ط ۲۰۱) ﴿خ، ص ۲۰۱﴾

بخاری میں یہ حدیث نہیں ہے۔

مرزائی کہا کرتے ہیں فلاں امام نے فلاں حدیث بحوالہ بخاری

میں نہیں ہے۔ لہذا یہ بھی اسی طرح کی غلطی ہے:

## جواب

اس کا یہ ہے کہ ان کا دعویٰ مرزا کی طرح یہ نہیں تھا کہ ”

کی قدسیت ہر وقت، ہر دم ہر لحظہ بلا فصل ملہم (خود بدولت) کے

(ص ۹۳ حاشیہ آئینہ تماثلات) ﴿خ، ص ۹۳﴾

رہتی ہے۔

## چھٹا جھوٹ

تفسیر ثنائی میں لکھا ہے کہ ابو ہریرہؓ ”فہم قرآن میں ناقص تھا اور  
درایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابو ہریرہؓ میں نقل کرنے کا مادہ تو

اربعین کے لئے اولیٰ میں انبیاء کا لفظ ہے دوسرے ایڈیشن میں اس جگہ اولیاء لکھا گیا ہے مرزا نے  
اصح کی ہے۔ ش

درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا،

(ضمیمہ نمبر ۱۱۱، ج ۱، ص ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵)

یہ بھی ایک گندہ اور ناپاک جھوٹ ہے ہرگز تفسیر شنائی میں

## ساتواں جھوٹ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی شہر میں وہاں نماز  
شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں  
تعالیٰ سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے“

(اشہار تمام مریدوں کے لئے عام ہدایت مندر)

یہ بھی رسول اللہ صلعم پر افتراء ہے::

## آٹھواں جھوٹ

(میری پیشگوئی عبداللہ آتھم) میں یہ بیان تھا فریقین میں  
اپنے عقیدہ کی رد سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔ سو مجھ سے وہ  
(کشتی نوری)

حالانکہ پیشگوئی میں تھا کہ جو شخص غلط عقیدہ پر ہے وہ پندرہ ماہ میں  
مگر مرزا صاحب اس جگہ پندرہ ماہ کی قید اڑا کر پیش گوئی کو وسیع کر

## نواں جھوٹ

احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر  
چودھویں صدی کا نام ہوگا، (ضمیمہ نمبر ۱۱۱، ج ۱، ص ۱۸۸، ۱۸۹)  
یہ بھی جھوٹ ہے کسی حدیث میں مسیح کا چودھویں صدی

## دسواں جھوٹ

”تین ہزار بار یا اس سے بھی زیادہ اس عاجز کے الہامات  
پیشگوئیاں جو امن نامہ کے مخالف نہیں پوری ہو چکی ہیں،“  
(تہذیب اللہ، ج ۱، ص ۹۹، ۱۰۰)

حالانکہ سن کے بعد ۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب ”ایک

س نے پر لکھتے ہیں ::

بخ، ص ۲۱۰، ج ۱۸

”پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیٹنگوئی کے قریب خدائی طرف سے پا کر پیشتم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں“

## جھوٹوں پر مرزا صاحب کا فتویٰ

(۱) ”وہ کبھی جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے

ہیں۔ مگر اس آریہ میں اس قدر بھی شرم باقی نہ رہی“

(شخص حق طردہ ص ۶۰، مصنفہ مرزا صاحب) بخ، ص ۳۸۶، ج ۲

(۲) ”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں“

(حاشیہ ص ۲۳۲، بعین بخ، ص ۳۰۷، ج ۱)

(۳) ”جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے“

(ص ۲۰۶، تحقیقہ الوحی بخ، ص ۲۱۵، ج ۲)

(۴) ”جھوٹ ام النبیات ہے“ (اشتہار مرزا اور تبلیغ رسالت جلد ۷ ص ۲۸)

(۵) ”جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں

میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا“ (پشہ معرفت ص ۲۲۲) بخ، ص ۲۳۱، ج ۲

لعنت ہے مفتی پر خدا کی کتاب میں

عزت نہیں ہے ذرہ بھی اسکی جناب میں

(ص ۱۰، انصاف الحق مصنفہ مرزا) بخ، ص ۲۱۱، ج ۲

## مرزائی پاکٹ بک کے جھوٹے اعتراضوں کا جواب

(۱) ”صحیح ترمذی کتاب المناقب میں ہے۔ حضرت ابی بن کعب فرماتے

ہیں کہ ایک دن آنحضرت نے مجھے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے

کہ میں تجھ کو قرآن پڑھ کے سناؤں۔ چنانچہ آنحضرت نے لَمْ یَكُنْ

الَّذِينَ كَفَرُوا اِوَالِي سورت پڑھی اور اس میں یہ بھی پڑھا ان الَّذِينَ عِنْدَ

اللّٰهِ الْحَنِيفِيَّةِ الْمُسْلِمَةِ وَلَا يَهُودِيَّةٍ اب اس حدیث سے پتہ چلتا

ہے کہ آنحضرت نے ان الدین عند اللہ الی الاخر کو قرآن مجید

لَمْ یَكُنْ الَّذِينَ كَفَرُوا اِوَالِي سورت کو آیات قرار دیا ہے۔ ذرا کوئی

مولوی لَمْ یَكُنْ الَّذِينَ والی سورت تو کیا سارے قرآن میں سے کسی جگہ

نکال کر دکھادیں“ (مخلص ص ۶۱۲، ۶۱۳ پاکٹ بک)

قرآن پاک عربی مبین میں  
 پھر اللہ تعالیٰ نے جو ان پر آیات پڑھنے کا  
 کیا وہ خود ان آیات کا لفظی تر  
 ہے؟ قرآن پاک شاہد ہے کہ گروہ صحابہ  
 لئے بالخصوص مخصوص تھا جن میں حضرت  
 بحکم خدا ان پر آیات کی تلاوت کرنا تعلیم  
 تفہیم و مطالب قرآنیہ کی تشریح کے  
 الدِّينِ عِنْدَ اللَّهِ الْخَيْرُ لَطُورُ تَفْسِيرِ  
 خود حضرت ابی بن کعبؓ کا فرمانا  
 اور اس میں یہ بھی پڑھا۔ صاف دال ہے  
 سمجھتے تھے ::

مرزائی صاحب چونکہ دل سے  
 ضرب المثل ”چور کی داڑھی میں تنکا“۔ آ  
 ”یاد رکھنا چاہیے کہ حدیث مذکورہ بالا  
 نے اس سورت میں یہ عبارت پڑ  
 جا سکتا اور نہ قال فیہا کہنا چاہئے  
 گویا معترض ان الفاظ کو تفسیر ماننے  
 راہ پر آگ  
 اور کھل جو  
 قراء کا لفظ قرآن کے لئے مخصوص

کتاب العلم باب القراءة و العرض

معلوم ہو جائیگا کہ مفہوم قرآن پر بھی قراءۃ کا لفظ اہل عرب (باخصوس جملہ محدثین) نزدیک مستعمل ہے چنانچہ امام الحدیث امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہما نے علیہ الباری مفہوم اور معانی قرآن پر قراءت کا لفظ استعمال کرتے ہیں ضمناً  
 ثعلبہ انہ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَمَرَكَ أَنْ  
 الصَّلَاةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَذِهِ الْقِرَاءَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 (بخاری کتاب العلم باب مذکورہ) ضمام بن ثعلبہ کا واقعہ ہے کہ اس نے نبی کریم  
 وسلم سے عرض کی اَللَّهُ أَمَرَكَ كَمَا خَدَّاعَتَالِيَّ نَعَمْ قَالَ كَمَا خَدَّاعَتَالِيَّ كَمَا خَدَّاعَتَالِيَّ  
 فرمایا ہاں! امام بخاری فرماتے ہیں ہی قراءت علی النبی صلعم ہے۔  
 فرمایا اللہ أَمَرَكَ قرآن کے لفظ ہیں؟ نہیں۔ پھر دیکھئے اس پر امام  
 قراءۃ کا لفظ بولتے ہیں یا نہیں؟ اس پر بھی زنگِ دل دور نہ ہو تو سنئے قرآن پاک  
 مثال دیتا ہوں قیامت کے دن جب دشمنان دین معاندین رسول۔ دست  
 دربار خداوندی میں حاضر کئے جائیں گے تو انہیں فرمان ہوگا۔ اقْرَأْ كِتَابَكَ  
 بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا (بنی اسرائیل ع ۲) بد بخت آج تو خود  
 نامہ اعمال کو پڑھ لے۔

فریب خور وہ انسان! کیا اس دن خدا پر بھی اعتراض کریگا کہ قراءۃ  
 صرف قرآن پر مخصوص ہے۔ الہی تو میرے سیاہ نامے پر اسے کیوں استعمال کر  
 غالباً نہیں، یقیناً جواب یہی ملے گا کہ ع۔

تو آشنائے حقیقت نہ خطا ایجاست

## ایک اور طرز سے

حضرت ابی بن کعب ان مبارک ہستیوں میں سے ہیں جنہیں عبد بن  
 جمع قرآن کی خدمت سپرد ہوئی تھی عَنْ أَنَسِ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةَ كُلُّهُمْ مِنْ أَنْصَارِ أَبِي وَ مَعَاذِ بْنِ



أَبُو زَيْدٍ وَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ (بخاری باب مناقب ابی بن کعب  
 ہے کہ عہد نبوی صلعم میں چار بزرگوار انسان انصاری، جمع قرآن  
 ابی بن کعبؓ۔ معاذ بن جبلؓ۔ ابو زیدؓ۔ وزید بن ثابتؓ اور  
 خذوا القرآن مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ  
 خُذِيْفَةَ وَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَ أَبِي بِنِ كَعْبٍ (حوالہ مذکور  
 سیکھو جن میں ایک ابی بن کعبؓ ہیں۔ اندریں حالات اگر زیدؓ  
 یا حضرت ابی بن کعبؓ انہیں قرآن میں شمار کرتے تو پھر کم از  
 تو ان الفاظ کو موجود و مرقوم ہونا چاہیے تھا۔ چونکہ ایسا نہیں  
 روشن ہے کہ نہ تو نبی کریم صلعم نے ان الفاظ کو قرآن ظاہر  
 کعبؓ نے انہیں قرآن سمجھا۔ پس مرزائی اعتراض سراسر کورچشم

## جھوٹ نمبر ۲

”بخاری (کتاب الفتن باب ذکر الدجال) میں آنحضرتؐ  
 نے کانے دجال سے اپنی امت کو ڈرایا ہے، ہر ایک نبی کا  
 کو جن کتابوں میں دجال سے ڈرانا لکھا ہے وہ کتابیں پیش

## جواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوحی الہی ہر نبی  
 ہاں اگر کسی کتاب کا نام لے کر آپؐ ایسا فرماتے اور اس کتاب  
 بات تھی۔ مگر اب تو یہ اعتراض بعینہ یہ معنی رکھتا ہے

كَمْ مِنْ غَائِبٍ قَوْلًا صَحِيحًا

وَ افْتَهُ مِنَ الْفَهْمِ السَّقِيمِ

یعنی ع..... گل است سعدی و در چشم دشمنان

لاکھی جاہل اپنی بد نہیں سے صحیح باتوں پر بھی اعتراض کر دیا کرتے ہیں ۱۲۰۱

۲۔ بفرض محال نبی کریم ﷺ بالہام الہی کسی نبی کی کتاب کا نام بھی بھی اس وقت تک اعتراض نہیں ہو سکتا جب تک کہ بسند معتبر اس نبی کی پیش کر کے اس میں اس کی عدم موجودگی نہ ثابت کی جائے پس اگر تم نے ہے تو انبیاء سابقہ کی اصلی کتابیں لاؤ ہم انشاء اللہ ان سے دکھا دیں گے کہ نے دجال سے ڈرایا ہے،

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها  
والحجارة اعدت للكافرين

### جھوٹ نمبر ۳

حدیث ابراہیمی اعتراض اور اس کا جواب

قرآن پاک میں ہے کہ جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتوں کو توڑا فَجَعَلَهُمْ جُذًا اِذَا الْاَكْبِيْذُ اَلَهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ مگر بڑے بڑے بت کو چھوڑ دیا تاکہ وہ اس کی طرف رجوع ہوں جس خانے میں آئے اور اپنے معبودوں کی درگت دیکھی تو قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاَبُوْلے ہمارے خداؤں کی یہ درد شا کس نے بنائی ہے کسی نے کہا ابراہیم نے۔ تو کو بلا کر کہنے لگے اَنْتَ فَعَلْتَ کیا یہ تو نے کیا ہے؟ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيْرٌ فَرَمٰی کہ ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے (سورۃ الانبیاء ۵)

ایسا ہی واقعہ سورۃ الصنفت میں مرقوم ہے کہ کفار نے آپ کو آنے کی درخواست کی چونکہ آپؐ تہیہ فرما چکے تھے کہ آج ان کے بتوں کو توڑ دو لئے آپؐ نے انہیں یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اِنِّیْ سَقِیْمٌ میں بیمار ہوں اسی طرز واقعہ ہے کہ آپؐ نے اپنی بیوی کو بہن کہہ دیا۔

ان تین واقعات میں پہلے دو واقعات تو سراسر ہمدردی مخلوق پر

یعنی گمراہ ہوئی قوم کے لئے بتوں کو توڑنا وہ بھی اس  
تھے وَتَا لِلّٰہِ لَا کَیِّدَیْنَ اَصْنٰنَا مَکُمۡ بَعْدَ اَنْ تَوُۡ  
کی قسم جب تم چلے جاؤ گے میں تمہارے بتوں سے  
انہوں نے ساتھ چلنے کو کہا۔ تو فرمایا میں بیمار ہوں  
روک بن رہی ہے جب تک اسے دور نہ کر لوں تو  
جب وہ چلے گئے تو بتوں کو توڑ دیا اور بڑے بت کے  
بارے میں سوال کیا تو فرمایا اس بڑے بت نے نہ  
یَنْطِقُوۡنَ، ان سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہیں۔ اب  
میں طاقت گویائی کہاں؟ اور یہی مطلب حضرت ابراہیم  
بول نہیں سکتے تو ہماری مدد کیا کریں گے۔ ہدایت  
شقاوت قلبی پر موقوف ہے۔ تاہم جناب ابراہیم  
کہ وہ اپنی گمراہی پر مطلع ہو گئے ان کے ضمیر نے ان  
ہماری یہ غلطی تھی، فَرَجَعُوۡاۤ اِلٰی اَنْفُسِهِمْ فَفَاۤ  
انہوں نے رجوع کیا ایک دوسرے کی طرف اور  
یہی مطلب اس تدبیر سے حضرت خلیل اللہ کا تھا:  
باقی رہا تیسرا واقعہ سو اس میں ایک کافر ظالم  
ایک ظاہر اور انسانی تدبیر تھی کہ یہ میری بہن ہے اور  
ہونے کی اور ہر مومن بحیثیت اپنے ایمان کے ایک  
اسی حدیث میں حضرت ابراہیمؑ نے یہی مطلب بتا  
جیسا کہ امام نوویؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث  
ابراہیم علیہ السلام کی یہ تینوں باتیں تعریفی ہیں جو  
سے تو یہ مقصود ہے اس لئے حدیث میں صاف وارد

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف خدا کے واسطے ایسی تعریفیں باتیں کہیں  
 آپ نے ہرگز نہیں جھوٹ بولا۔ اور امام بخاری نے دوسرے موقع پر ایک باب  
 اسی مسئلہ تعریض کے متعلق باندھا ہے الْمَعَارِضُ مَنْذُورَةٌ حَتَّىٰ عَنِ الْكُفْرِ  
 (کتاب الادب) یعنی تعریضات حقیقہ جھوٹ نہیں ہوتیں۔ نیز مرزا صاحب، اپنی کتاب  
 دافع الوساوس ص ۵۹۷ و ص ۵۹۸، ج ۵، ص ۵۹۸ میں واقعات ابراہیمی پر اعتراض  
 کرنے والے کو خبیث متکبر اور شیطان کہتے ہیں:

اسلام میں، ہاں! خدا کے سچے مذہب اسلام میں کسی قسم کا دل چھل یا ہیر  
 نہیں ہے اس لئے بانی اسلام علیہ السلام نے اس میں کوئی ہیر پھیر نہیں کیا اور ان واقعات  
 کو کذب ہی قرار دیا ہے۔ بتلائے اس میں کیا گناہ کیا۔ اب سنئے ہم اس بارے  
 مرزا صاحب کلمات پیش کرتے ہیں وہ بھی ان واقعات کو ”بہ ظاہر دروغ گوئی میں دان  
 سمجھتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”یاد رہے کہ اکثر اسرار دقیقہ بصورت افعال یا اقوال انبیاء سے ظہور میں  
 آتے رہے ہیں کہ جو نادانوں کی نظر میں سخت بیہودہ اور شرمناک کام تھے جیسا  
 کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لے  
 جانا اور پھر اپنے مصرف میں لانا اور حضرت مسیحؑ کا کسی فاحشہ کے گھر چلے  
 جانا اور اس کا عطر پیش کر دہ جو کسی حلال وجہ سے نہیں تھا استعمال کرنا اور  
 اس کے لگانے سے روک نہ دینا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین  
 مرتبہ ایسے طور پر کلام کرنا جو بظاہر دروغ گوئی میں داخل تھا پھر اگر کوئی  
 تکبر اور خود ستائی کی راہ سے اس بناء پر حضرت موسیٰ کی نسبت یہ کہے کہ  
 نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانے والے تھے یا حضرت مسیحؑ کی نسبت یہ زبان پر  
 لاوے کہ وہ طوائف کے گندہ مال کو اپنے کام میں لایا، یا حضرت ابراہیم کی  
 نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی  
 دروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس فطرت  
 ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت

کے موافق اس پتید

(تذکرات مصنف)

اس تحریر میں صا

پر کلام کیا جو بہ ظاہر دروغ

والوں کو خبیث و غیرہ القار

ہم کذبات میں د

باندھا ہے کہ آپ ﷺ۔

اس کے متعلق مصنف مرز

”یہ حدیث متعدد

ہم جنگ تبوک سے

دریافت کیا کہ کب

پر سو سال نہ گذر

نہ ہوگا“ (۱۰)

اس روایت کے

لیا ہے الفاظ روایت لایا

نَفْسٌ مِّنْغُوبَسَةَ الْيَوْمِ۔

گا۔ مگر آج زندوں میں سے

ہے۔ ”آج“ اور ”زندہ نہ

گذرے گا مگر آج کے زندو

اب سنئے بفرض مح

کے ایسی ہی ہے تو بھی اس سے مرزائی کذب و توہین نہیں جاتا ہے وہ الفاظ جو م  
نے نقل کئے ہیں یہ ہیں ”لا یأتی علی الناس مئة“ سنة وعلی  
الارض نفس مفوسئة الیوم“ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آج کے دن جتنے  
زمین پر ہیں سو سال نہ گزرے گا کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہے گا۔  
صاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ موجودہ لوگوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ سو سال  
ان میں سے کوئی زمین پر نہ رہے گا۔ بتلائیے اس میں تمام نبی آدم پر قیامت  
کہاں ہے۔ اس کی مزید وضاحت مسلم کی وہ حدیث کر رہی ہے جو مصنف نے ص ۹  
نقل کی ہے اور اس کا ترجمہ بھی خود کیا ہے کہ :-

”سو سال نہیں گزرے گا کہ آج کے دنوں میں سے کوئی بھی زندہ جان باقی ہو“

(ص ۱۲۰ جلد ۶ کنز العمال و مسلم کتاب)

یہ حدیث تو پہلی سے بھی صاف ہے کہ قیامت کا ذکر نہیں صرف موجودہ  
کے سو سال تک زندہ نہ رہنے کا تذکرہ ہے۔ اس سے بھی زیادہ وضاحت وہ حد  
رہی ہے جسے مصنف نے دوسرے نمبر پر ترمذی کتاب القطن سے نقل کیا ہے۔ مگر  
تو اس کا ترجمہ غلط کیا ہے دوم خیانت کی ہے یعنی حدیث کا آدھا ٹکڑا نقل کیا۔  
آدھا جو مرزائی استدلال کی جڑ کاٹ رہا تھا چھوڑ دیا ہے۔ بہر حال ہم پہلے اسی  
کو زیر بحث لاتے ہیں جس کو مرزائی نے نقل کیا ہے۔

فقال ارایتکم لیلتکم هذه علی رأس مائة

بسنة منها لا یبقی ممن هو علی ظہر الارض احدًا

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج کی رات سے سو سال نہ گزرے گا کہ

روئے زمین پر کوئی باقی نہ رہے گا“

جن لوگوں کو زبان عربی سے ذرہ بھر بھی مس ہے وہ مرزائی دجاہلیت

ہو گئے ہونگے دیکھئے کیسے واضح الفاظ ہیں کہ لا یبقی ممن هو علی ظہر الارض

نہیں باقی رہے گا جو اس وقت زمین پر موجود ہے مگر مرزائی خائن نے صحیح ترجمہ ہی

اور لکھ دیا کہ ”سوسال نہ گزرے گا کہ زمین پر کوئی اور سینہ زوری کی اس سے بڑھ کر مثال نہ ہوگی۔ ظالم کو منہ سے سیاہی دھونے کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر حملہ کر فرمان ہوتا کہ سوسال تک تمام بنی آدم پر قیامت آجائے گی معاذ اللہ! آپ ﷺ کے غیر صادق ہونے میں کیا شک؟

عَلَى الْكَافِرِينَ الْمُفْتَرِينَ

اب نئے دوسرا حصہ اس حدیث کا جو آئینہ قال ابن عمر رضی فوہل الناس فی مقالة ر يتحد نو نہ بهذا الحدیث۔

لوگوں کو اس حدیث سے حیرانی ہوئی (حضرت کی کیا وجہ، انما قال رسول اللہ ﷺ پیشک و ش کہ لا تبقى ممن هو الیوم علی ظہر الارض ہیں ان میں سے سوسال تک کوئی باقی نہیں رہے گا۔ یہ القرن یقیناً رسول اللہ ﷺ کا ارادہ اس حدیث میں لوگ سوسال تک نہ بچیں گے۔ ہذا حدیث صحیحہ اسی ترمذی شریف کے اسی باب میں ایک زیادہ وضاحت ہے عن جابر رضی قال قال رسول اللہ ﷺ نفس منقوۃ یعنی الیوم یا تی علیہا ما فرمایا، آج کے دن جو بھی جاندار زمین پر ہے سوسال خود نبی ﷺ یعنی کا لفظ کہہ کر الیوم کی قید لگادی منشوراً ہو گیا۔ مختصر یہ کہ مرزا نے ازالہ اوہام میں

ہے کہ ”سوسال تک قیامت، آجائگی“

مرزا یو! اپنے تمام علماء کو اکٹھا کرو اور یہ حدیث دکھاؤ اگر نہ دکھا سکو اور  
گزنہ دکھا سکو گے تو پھر اللہ سے ڈر کر۔ مفتری کذاب کو چھوڑ دو ورنہ یاد رکھو  
قیامت کے دن بھی تمہارے گلوں میں رسہ ڈال لیں گے اور حضور باری اس  
جواب مانگیں گے۔ فَاَنْقُوْا اللّٰهَ

## مرزا صاحب کے کاذب ہونے کی چھٹی دلیل

مراق مرزا

تعریف مراق

(۱) نوع من الما ليخوليا يسمي المراقى

مراق مالخوليا کی ایک نوع ہے،، (شرح اسباب جلد اول ص ۷۴)

(۲) ”مراق مالخوليا کی ایک شاخ ہے“ (بیاض حکیم نور دین خلیفہ اول

قادریانی، جزاول مطبع وزیر ہند پریس دسمبر ۱۹۲۸ء ص ۲۱۱)

(۳) (حدود الامراض مطبوعہ مجتہائی ص ۵۱)

(۳) قال الشيخ انما يقال ما ليخوليا لمات كان حدوثه

عن سوداء غير محترقة له باسم السبب لان معناه

باليونانية الخلط الا سود وقال ابو حنا بن سرافيون

معناه الفزع فيكون تمية باسم عرضه

(حدود الامراض مطبوعہ مجتہائی ص ۵۱)

شیخ الرئیس فرماتے ہیں اس کو مالخولیا اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا حدود

غیر محترقہ سودا سے ہوتا ہے اور یوحنا ابن سرافیون نے کہا ہے کہ اس کے معنی ڈ

خوف کے ہیں (یہ اس کے عوارض ہیں) اس لئے بسبب ان عوارض کے اس کا

مراق رکھا گیا ہے::



## حقیقت و اسباب و

(۱) بتغییر الظنون والفکر عن  
الفساد والخوف لمزاج سوداوی  
ولا یوذی احدا بخلاف جنون الس  
المراقی وهو ان یکون بشرکة الم

سوداوی مزاج انسان کے ظنون و افکار  
ہو جاتے ہیں، اس کا روح وحشت و خوف محسوس  
دیتی بخلاف جنون سبعی کے (کہ وہ مریض کو سخن  
وہ ہے جس کو مانجھ لیا مرقی کہتے ہیں۔ یہ مرض مرقی  
(۲) مانجھ لیا بحسب محل سبب تین قسم پر  
ہے۔ اطباء اس کو شر الاضاف کہتے ہیں۔ دوم قلب  
ہو۔ بخارات دماغ کی طرف چڑھیں۔ سوم امعاء  
ورم سے ہوتا ہے یا باب الکبد کے ورم سے یا جگر  
یا ماساریقا کے سوداوی بلا ورم سدہ سے یا باساریقا  
تک پہنچیں اور مرقی سے اٹھ کر دماغ کی طرف جا  
مرقی کہتے ہیں چونکہ مانجھ لیا جنون کا ایک شعبہ  
مانجھ لیا مرقی میں دماغ کو ایذا پہنچتی ہے۔ اس لئے م

## مرزا صاحب کو

(۱) ”دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت  
طرح وقوع میں آئی ہے۔ آپ نے فرمایا  
اترے گا تو دوزر دچادریں اس نے پہنی  
کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑکی

دھڑکی (کثرت بول،

(رسالہ تمجید الایمان جون ۱۹۰۶ء جلد نمبر ۲؛ انری مرزا و اخبار بدر جلد ۲ نمبر ۲۳ نمبر ۲۳ ص ۵۷ ج ۳، ص ۳۱۰)

(۲) ”میرا تو یہ حال ہے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہوں تاہم مصروفیت کا یہ حال ہے کہ بڑی بڑی رات تک بیٹھا کام کرتا رہتا ہوں حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ تاہم میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں،“

(کتاب منظور الہی مرید منظور الہی مرزائی ص ۳۸۸ و اخبار اہم جلد ۵ ص ۵۰ نمبر ۳۱)

(۳) حضرت مسیح موعود نے پیشک مراق کا لفظ اپنی نسبت بولا ہے،

(ص ۳۹۰: محمد)

**مراقی نبی نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی کوئی بات قابل اعتبار**

مرزا صاحب حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے عقیدہ پر لکھتے ہیں:-

(۱) ”یہ بات تو بالکل جھوٹا منصوبہ ہے اور یا کسی مراقی عورت کا وہم۔“

(حاشیہ کتاب البریت ص ۲۳۸/۲۳۹ ج ۳، ص ۳)

صاف عیاں ہے کہ مراقی شخص کی کسی بات کا اعتبار نہیں اس کی باتیں

وہم ہوتی ہیں نہ حقیقت۔

(۲) ڈاکٹر شاہ نواز مرزائی رسالہ ریویو اگست ۱۹۲۶ء پر رقم ہیں:-

”ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا، مانیچو نیلیا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کیلئے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیتی ہے،“

(۳) ”اس مرض میں کھیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹریا والوں کی طرح

مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا“ (ریویو اگست

۱۹۲۶ء ص ۶)

(۴) ”نبی میں اجتماع توجہ بالا ارادہ ہوتا ہے جذبات پر قابو ہوتا ہے،“

(ص ۳۰ رسالہ ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۲۷ء ڈاکٹر شاہ)

## مرزا صاحب کو مراق کے علاوہ کرتے

مرزا صاحب کا بیٹا مرزا بشیر ایم۔ ا۔

ص ۱۳ پر لکھتا ہے۔

”بیان کیا مجھ سے والدہ صاحب نے کہ پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر ہوا اتھارات کو سوتے ہوئے آپ کو اتھو آ خراب ہو گئی مگر یہ دورہ خفیف تھا پھر اسر ہو گئی (فرمایا) میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک زمین پر گر گیا۔ اور غشی کی سی حالت ہو گئی بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع

## مرزائی

مراق والا حوالہ ڈائری کا ہے۔ اس۔

## الجواب

یہ عبارت مرزا صاحب کی زندگی اخباروں میں شائع ہوئی اور مرزا متکلم سے ظاہر ہے، اگر یہ افتراء ہوں کر دیتے، چونکہ مرزا صاحب نے الفاظ ہیں اس کے علاوہ اس تحریر کسی نے نہ کی حتیٰ کہ خلیفہ نور دین کا ڈائری کی عبارت قابل اعتبار اسلے

(۲)

بھی اپنی کتاب ”حقیقت النبوة“ میں جا بجا ڈائری کے نقل کئے ہیں،، اگر ڈائری ناقابل اعتبار تھی تو پھر خلیفہ آدمی کیوں اس جرم کا مرتکب ہوا۔

(دیکھو حقیقت النبوت صفحہ ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰)

## مرزائی عذر

”حضرت نے بیشک مراق کا لفظ اپنی نسبت بولا ہے مگر اس سے سر کے اوپر کچھ نہیں۔ حضرت نے کب کہا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ میاں ام المؤمنین کی زبانی ہسٹریا لکھا ہے۔ مگر کوئی ڈاکٹر نہیں ہیں کہ جو ترجمہ درست ہو۔ ڈاکٹر شاہ نواز نے طبی نقطہ نگاہ سے ثابت کر دیا ہے کہ حدیث صحیحہ میں ”مراق“ کا لفظ ”مراق“ سے نہیں لیا گیا۔“

## الجواب

مرزا صاحب کو دوران سر بھی تھا اور مراق بھی۔ دونوں علم طب سے کوراپن ہے بلکہ خود تحریراتِ مرزا کے بھی خلاف ہے تحریر جو ہم نقل کر آئے ہیں اس کو بغور پڑھو۔ مرزا صاحب اپنے دوران سر دونوں بیماریاں مانتے ہیں۔ ڈاکٹر شاہ نواز بھی یہی لکھتے ہیں کہ ”واضح رہے کہ حضرت صاحب کی تمام تکلیف مثلاً دوران سر، خواب، شخ دل اور بڑھئی اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا ہی باعث کمزوری تھا“

دیکھئے ڈاکٹر صاحب! دوران سر اور مراق کو علیحدہ علیحدہ مگر مرزا (۲) آپ کی ام المؤمنین بیشک ڈاکٹر نہیں ہوں گی۔ مگر مرزا

اور حکیم بقول خود ایسے کہ ہزار سے زیادہ کتب طب پڑھے ہوئے تھے ”میں نے خود طب کی کتابیں پڑھی ہیں اور ان کتابوں کو ہمیشہ دہانے میں اپنی ذاتی واقفیت سے بیان کرتا ہوں کہ مرزا صاحب سے

کتاب ہو گی جن میں مرہم عسلی کا ذکر ہے  
ہے۔ مرزائی اگر سچے ہیں تو ہزار کتب طب کا  
ناقلم اور ان میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ مرہم

اس کے علاوہ مرزا صاحب کی اپنی  
تھیں (بحوالہ منظور الہی ص ۲۴۴ بحوالہ الحکم  
مرزا صاحب مراق کی حقیقت اور اصلیت سے بخون  
ان کا علم تجربے پر مبنی تھا:

پس آپ کی ام المؤمنین نے جو ”ڈاکٹر“  
کا نام سنا ہے ماسوا اس کے جب خود مرزا صاحب  
تو معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے:

(۳) مراق کا ترجمہ ہسٹریا ہو۔ یا نہ ہو یہ سو  
مرزا صاحب خود مانتے ہیں کہ مجھے مر

ہسٹریا کے دورے بکثرت پڑا کرتے تھے  
(۴) اگر ڈاکٹر شاہ نواز نے طبی نقطہ نگاہ سے  
نہ تھا تو آپ نے اس قیمتی نقطہ نگاہ کو پا کر  
اس کی حقیقت پر مطلع ہو جاتے۔ اے ج

باوجود باتھ پیار کرنے کے رتی بھرا پنے  
خود مرزا صاحب کی بیوی راوی ہے کہ  
کا خواہ مخواہ ہسٹریا سے بچانے کی ناکام  
پدر نتواند

عذر

آنحضرت صلعم پر بھی کفار نے ایسے ایسے طو

## الجواب

کجا کسی کا بہتان باندھنا اور کجا خود مرزا صاحب کا اور علی وجہ البصیرت اقرار کرنا:

### عذر

ہشتریا مردوں کو نہیں ہوا کرتا صرف عورتوں کو ہوا کرتا

### جواب

مرزا صاحب مرد تھے اور ان کو ہشتریا تھا۔

کتاب مخزن حکمت طبع چہارم ص ۹۶۹ جلد دوم میں کہ ”یہ مرض عموماً عورتوں کو ہوا کرتا ہے اگرچہ شاذ و نادر مرد بھی ہو جاتے ہیں“

”جن مردوں کو یہ مرض ہشتریا ہوان کو مرقا کہتے ہیں“

۳۰ اپریل ۱۹۲۲ء تا ۱۹۲۳ء جلد ۱ ص ۸۳

### ایک اور طرز سے

چونکہ مرقا ایک ایسا مرض ہے جو بعض دفعہ کئی پشتوں

لئے اس جگہ بھی خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کا مرقا ہونا ہر طور

کی ہم جلیس بیوی صاحبہ اور اولاد کو بھی اس میں مبتلا کر دیا تاکہ

مرزا صاحب کا مرقا ہونا پایہ تکمیل تک پہنچ جائے:

”اس خانہ ہمہ آفتاب است“

مرزا صاحب تو مرقا تھے ہی، مگر آپ کی بیوی بچے

اگر ہم مرزا صاحب کے خاندان کو ”مرقا کنبہ“ کے نام سے

”مرزا صاحب کی بیوی کو بھی مر

مرزا صاحب کا اپنے جدی بھائیوں  
گواہ مرزا صاحب کا بیان عدالت میں دلویا  
بیوی کو مرقا کی بیماری ہے۔ کبھی کبھی وہ میر  
کے مطابق اس کے لئے چہل قدمی مفید ہے

## مرزا صاحب کے فرزند خلیفہ

رسالہ ریویو آف ریلیجز جلد ۲۵ء

شاہ نواز مرزائی لکھتے ہیں:-

جب خاندان سے اس کی ابتدا ہو چکی  
منتقل ہوا چنانچہ خلیفہ المسیح ثانی نے فرزند  
ہوتا ہے“

## مرزا صاحب کے کاذب ہر

### تہذیب

یوں تو مرزا صاحب نے اپنے اراد  
مخالطہ دینے کو بکرات و مرات اپنا صاحب  
جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو تہذیب  
۳ ص ۴۴) اور یہ بھی لکھا کہ۔،، گالیاں  
(اربعین ص ۳۳ کا شہید ص ۵) ﴿﴾ ص ۱۷، ۳، ۴، ۵ نیز اپنے  
مت دو گو وہ گالی دیتا ہو“ (کشتی نوح ص ۱۱) ﴿﴾ ص  
نے جو ابی طور پر بھی کسی کو گالی نہیں دی“

ایہ بھی جوت ہے کہ مرزا صاحب نے جو ابی گالیاں نہ دیں  
(ص ۱۰ کتاب البیہ) ﴿﴾ ص ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵

بقول شخصے ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہے،

(ص اچشمہ معرفت) (خ)

لہذا ہم مرزا صاحب کے برتن قلب کا ڈھلنا اٹھا کر ناظرین کے کردیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں کیا کچھ بھرا ہے۔

## (۱)

کسی شخص کا حرامی یا حلال زادہ ہونا اس کے والدین کے ملاپ غیر پر مبنی ہے۔ بخلاف اس کے مرزا صاحب لکھتے ہیں:-

كُلُّ مُسْلِمٍ يُقْبَلُنِي وَيُصَدِّقُ دَعْوَتِي الا ذُرِّيَّتَهُ الْبَغَايَا

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۳۸ ط)

ترجمہ۔ کل مسلمانوں نے مجھے مان لیا ہے اور تصدیق کی ہے مگر اولاد نے مجھے نہیں مانا::

## (۲)

اَذِيْتِنِي حُبْنًا فَلَسْتُ بِصَادِقٍ

اِنْ لَمْ تَمُتْ بِالْخُرِّي يَابْنَ بَغَائِي

مرا خباثت خود ایذا دی پس من صادق نیستم اگر تو اے نسل بدکاراں بذلت نمیری،

(انجام آختم ص ۲۸۲) (خ) ص ۲۸۲ ج ۱۱۰ ط

(سعد اللہ!) تو نے مجھے اپنی خباثت سے دکھ دیا ہے پس میں صادق

نہا اگر ذلت کی موت نہ مرے اے کجبری کے بیٹے (اردو ترجمہ از مؤلف)

## لفظ بغا بغیا کے معنی

”سعد اللہ حرام زادہ ہے“

(اخبار الفضل ۲۲ جولائی ۱۹۳۳ء از عبدالرحمن صاحب)

وَمَا كَانَتْ اُمُّكَ بَغِيًّا (سورہ مریم) اے مریم تو زنا کی مرتکب کیوں ہوئی جب کہ تیری ماں پاک دامن تھی زانی نہیں تھی (ص ۱۳۰) پاک



كُلُّ مِنْ وَلَدِ الْخَلَالِ وَلَيْسَ مِنْ ذُرِّيَةِ  
الْحَمَالِ ہے اور خراب عورتوں کی نسل  
(ص ۲۳ نورالمجوہر)

وَقَدْ تَبَيَّنَ مِنَ الْأُنْجِيلِ أَنَّهُ أَوْى  
ثابت است کہ اوز نے بدکار رازدخو  
وَكَذَلِكَ أَقْبَلَ عَلَى بَغِيَّةٍ أُخْرَى وَ  
بدکار دیگر گفتگو کر دو،، (ص ۷۸، ۷۹، ۸۰ بلاغ فر  
وَالضِّحْكُ وَالْقَهْقَرَةُ يَا بَدَايَا النَّاسِ  
الِي رَقْصِ الْبَغَايَا وَبُوسِيهِنَّ وَعَنْ  
فارسی ترجمہ از مرزا صاحب:-

وخنده و قہقہہ بظاہر کردن و ندان پسند  
سوئے رقص زنان بازاری او بوسہ گرفتن  
از مرزا صاحب)

اور ہنسی قہقہہ مار کر ہنستا پچھلے دانتوں کے  
کے نکالنے سے اور شوق کرنا بازاری  
ان کا بوسہ اور گلے پیشانا، (خطبہ النہامیہ ص

## تنبیہ

ناظرین آگاہ رہیں کہ یہ تمام ترے  
ہیں۔ مرزائی کہیں گے کہ یہ ترجمے مرزا  
لوگوں نے کئے ہیں۔ سو مرزائی دکھائیں کہ  
کتاب تو میری ہے اور ترجمہ کسی دوسرے کا

(۳)

”اگر عبد اللہ آتھم قسم نہ کھائے یا قسم کی

۱۔ اہل علم حضرات کے لئے قابل غور ہے

تو ہم سچے اور ہمارے الہام سچے۔ پھر بھی اگر کوئی تحکم سے ہماری تکذیب کرے اور اس معیار کی طرف متوجہ نہ ہو تو بیشک وہ ولد الحلال اور نیک ذات نہیں ہوگا،

(ص ۲۹) ﴿خ، ص ۳۱، ج ۹﴾

”اب جو شخص زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کے ولد الحرام بننے کا شوق ہے xx حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے،“

(ص ۳۰، نور الاسلام مصنف مرزا) ﴿خ، ص ۳۱، ج ۹﴾ عیسائیوں نے یقیناً کچھ کہا

”ڈھیٹا اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر

سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

(الہامات مرزا، ص ۳۰، ج ۹)

## (۴)

آریوں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:-

”ایسے ایسے حرام زادے جو سفلیہ طبع دشمن ہیں،“

(ص ۵۴، رسالہ آریہ دھرم) ﴿خ، ص ۶۳﴾

## (۵)

إِنَّ الْعَدَا صَارُوا خَنَازِيرَ الْفَلَا

وَأَن نِّسَاءَهُمْ مِنْ ذُنُوبِهِنَّ الْأَكْلَبُ

(ص ۱۰، رسالہ انجم الہدی مصنف مرزا) ﴿خ، ص ۵۳، ج ۱۳﴾ میرے

دشمن جنگلوں کے سورا اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ کر ہیں:-

## نام بنام علماء اسلام کو گالیاں

(۶) توہین حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی

”تخلی الجواہر نذیر حسین (ص ۳۰، ۳۱، ۳۲) ﴿خ، ص ۲۸، ج ۱۲﴾ تالائق (ص ۳۰،

انجام آتھم) ﴿خ، ص ۲۸، ج ۱۱﴾ نذیر حسین کے وجالانہ فتویٰ (ص ۱۲۵، انجام آتھم)

﴿خ، ص ۳۵، ج ۱۱﴾ مَا تَصَال \* هَامَا (مواہب الرحمن

ص ۱۲، ج ۱۲) ﴿خ، ص ۳۸، ج ۱۹﴾ مر گیا گراہی میں حیران ہو کر:-

## (۷) فاتح قادیان مولانا ثناء ان

”ابو جبل (ص ۲۰۹) تہ حقیتہ الوسی (پہنچ، ص ۳۰۳)  
 احمدی (پہنچ، ص ۱۳۳، ج ۱۹) کتا (ص ۲۳۳)  
 ابن ہوا۔ غدار (ص ۲۳۳، ۷۷، اعجاز احمدی)  
 (ص ۲۵) حاشیہ غیر انجام آتھم (پہنچ، ص ۳۰۹)

## (۸) حضرت مولانا محمد حسین

یا شَنِیْخِ اَرْضِ الْخَبِيْثِ اَرْضِ  
 زمین بظالت (ص ۲۶۹، انجام آتھم) (پہنچ، ص ۳۰)  
 پہنچ، ص ۱۳۰، ج ۱۲ بد بخت، دین فروش (ص ۳)  
 آئندہ اس کی گندی اور ناپاک تحریروں  
 بے ادب، تیز مزاج (ص ۸۶/۲۰۶)  
 گندے اخلاق نفرتی اور ناپاک شیوہ (ص ۸۳/۱۹۹  
 تریاق القلوب ط ۲) (پہنچ، ص ۲)

## (۹) مولوی سعد اللہ م

”ہندو زادہ (ص ۳۰، ضیا الحق ص ۲۵، انوار  
 کبخت (ص ۶، ضیا الحق) (پہنچ، ص ۸، ج ۱۲  
 ص ۳۰) (پہنچ، ص ۲۹۰، ج ۹) شیطان فطر  
 ص ۲۶ (پہنچ، ص ۱۳۷، ج ۹) غول للیم  
 سفہا۔ خبیث مفسد مزور۔ منہوس (ص ۲۸۱، ج ۱۲  
 مردار عدد اللہ (اشتبہ انعامی ج ۲۸، ج ۹)  
 کنجری کا بیٹا، (ص ۲۸۱، ۲۸۲)



## (۱۰) حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

میرے مقابل بیٹھ جاتے تادرونگلو۔ بے حیا کا منہ ایک ہی ساعہ سیاہ ہو جاتا (ص ۶۲، نزول المسح) ﴿خ، ص ۱۹، ج ۱۹﴾ ان لعنتوں کو ہضم کر لیا جو در حالت سکوت ہماری طرف سے آپ کو ہوئیں (ص ۶۲) ﴿خ، ص ۱۹، ج ۱۹﴾ یہ گوہ کھانا ہے اے جاہل (ص ۶۳) ﴿خ، ص ۱۹، ج ۱۹﴾ خبیث طبع (ص ۶۳) ﴿خ، ص ۱۹، ج ۱۹﴾ نجاست پیر صاحب کے منہ میں رکھدی (ص ۷۰، نزول المسح) ﴿خ، ص ۱۹، ج ۱۹﴾ کذاب دروغ گو۔ مزور، خبیث۔ بچھو کی طرح نینوں اے گولڑہ کی زمین تجھ پر خدا کی لعنت تو ملعون کے سبب ملعون (ص ۷۵) ﴿خ، ص ۱۹، ج ۱۹﴾ فرومایہ، مکینہ، گراہی کے شکر بد بخت (ص ۷۶) ﴿خ، ص ۱۹﴾

## (۱۱) مولانا علی الحارّی لاہوری مجتہد فر

”جاہل تر، حسین کی عبادت کرنے والا۔ دیو کھوئی آنکھ والا۔“ (ص ۱۱، ۱۲، اعجاز احمدی) ﴿خ، ص ۱۸۶، ج ۱۹﴾ خبر دار شیخ ضال بختی (ص ۱۱، ۱۲، اعجاز احمدی) تبلیغ رسالت جلد ۶

## (۱۲) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

- (۱) ”بعض ناذاں صحابی“ (ص ۱۲۰، ضمیر نصرۃ الحق) ﴿خ، ص ۲۸۵، ج ۲۱﴾
- (۲) ”ابو ہریرہؓ غبی تھا درایت اچھی نہیں رکھتا تھا،“ (ص ۱۱۸، اعجاز احمدی)
- (۳) ”بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ جن کی درایت عمدہ نہ تھی،“ (ص ۱۱۸، اعجاز احمدی)
- (۴) ابو ہریرہؓ فہم قرآن میں ناقص ہے اس کی درایت پر محدثین کو اتنا ہے۔ ابو ہریرہؓ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے

کم حصہ رکھتا تھا، (ضمیمہ نمبر ۱۰۱) ج ۱، ص ۳۱۰، ج ۲، ص ۳۱۰

## (۱۳) مولوی عبدالحق غزنوی

”بھائی مرزا اس کی بیوہ کو اپنی طرف گھنیٹ لیا

بھائی (ص ۳۹، انوار الاسلام) ج ۱، ص ۳۰، ج ۲، ص ۳۰

موسوم بہ عبدالحق (ص ۵۸، ضمیمہ انجام آہم) ج ۱، ص ۳۰

نے اشتہار دیا تھا کہ اس کے گھر لڑکا پیدا ہوگا

۔ ناقل (ص ۱۰، لڑکا کہاں گیا کاندھنی اندر تھیل پانگیا

کے نطفہ بن گیا؟) ص ۲، ضمیمہ انجام آہم، ص ۳۰

۱۱۳، ج ۱، ص ۳۱۰ اگر عبدالحق ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو

کا شوق ہے (ص ۳۰، انوار اسلام) ج ۱، ص ۳۱، ج ۲، ص ۳۱

ناظرین کرام! یہ مختصر سا خاکہ ہے ان گالیوں

کرام کو میں حالانکہ خود انہی مرزا صاحب کا قول ہے:

”کسی شخص کو جاہل، نادان، دنیا پرست، مکار، فریبی،

کہنے والا شریفیوں اور منصفوں کے اور نیک سر

گندہ طبع اور بد زبان ہوتا ہے،“ (منہوم اشتہار

رسالت جلد ۲ ص ۱۴) ج ۱، ص ۳۱، ج ۲، ص ۳۱

اسی طرح محمد احسن امر وہی مرزا صاحب

کسی خاص شخص کو بے حیا وغیرہ کہنا خلاف تہذیب ہے

## (۱۴) عام علماء کرام کو گا

بد بخت مفتریوں۔ نہ معلوم یہ وحشی فرقہ شرم و

مولویوں کا منہ کالا (ص ۵۸، ضمیمہ انجام آہم) ج ۱، ص ۳۰

مولویاں (ص ۲۱۰ تا ۲۱۱) ج ۱۱، ص ۲۱۱، ناالاق مولوی انفاق زدہ یہودی  
انجام آتھم) ج ۱۱، ص ۲۲۳، بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر  
- دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید خنزیر ہے مگر خنزیر سے  
اے مردار خور مولویو! اور گندی روحو! (ص ۲۱۰، ضمیر، انجام آتھم) ج ۱۱، ص ۲۲۳،  
مولوی۔ (ص ۲۲۳، ضمیر، انجام آتھم) ج ۱۱، ص ۳۰۸، بعض مولوی  
، استفتاء) ج ۱۲، ص ۱۲۸، ج ۱۲، ص ۱۲۸، کم بخت متعصب (ص ۶۱) پلید طبع  
صفت (ص ۳۷۷، سراج منیر) (یہودی ص ۷۷، سراج منیر) ج ۱۱، ص ۸۰۸، ص ۸۰۸،  
ج ۱۱، ص ۳۳۶، اندھے (تبلیغ رسالت جلد ۲ ص ۹۱) نابکار  
۹۳، ج ۱۲، ص ۱۲۸، شریکتوں کی طرح (ص ۱۳۸-۱۳۹، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ص ۱۳۸،  
(ص ۲۷۷، ج ۱۲، ص ۲۸۵، فطری بدذات۔ سیاہ دل (ص ۲۷۷، ج ۱۲، ص ۲۸۵)  
اور ان کے چیلو اور غزنی کے ناپاک سکھو (ص ۳۲، ج ۱۲، ص ۲۹۱، ج ۱۲، ص ۲۹۱)  
الحق) ج ۱۲، ص ۳۳۰، بدذات مولوی (ص ۶۱، ضمیر، انجام) ج ۱۱، ص ۳۰۸،  
عیسائیو، دجال کے ہمراہیو (ص ۱۵، اشتہار انعامی تین ہزار) ج ۱۱، ص ۳۰۸، اشتہارات ص

## (۱۵) عام قوم اہل اسلام و دیگر مخا

”کوئی ترابے حیانہ ہو تو اس کے لئے چارہ نہیں کہ  
طرح مان لھیسا اس نے آنحضرت (صلعم) کی نبوت کومان  
(الشہادتین) ج ۱۲، ص ۱۲۸، نادان بد بخت شقی (ص ۶۱، اعجاز احمدی) ج ۱۱، ص ۱۱۲،  
نے جھوٹ کی نجاست کھائی (ص ۱۸، نزول المسیح) ج ۱۱، ص ۳۸۶،  
طرح (ص ۱۲، تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۲۰) بعض کتوں کی طرر  
طرح، بعض سٹوروں کی طرح، بعض سانپوں کی طرح ڈنگ ما  
(البہامیہ) ج ۱۲، ص ۲۲۸، ج ۱۲، ص ۱۲۸، اے بے حیا قوم (ص ۶۱، سراج منیر) ضمیر

تیر (پہنچ، ص ۸، ج ۱۲) اے نادانوں! عقل

## (۱۶) آریہ قوم

مرزا صاحب جہاں اپنے دعا

بھی شہرہ آفاق تھے۔ کہیں تو یہ مصلحانہ

(۱) ”ہم قادیانی کو چھوڑ دیں گے

دلوں کو بھی تنگ کرنا نہیں

(ب) ایک شخص جو کسی کے باپ کو گنہ

کا بیٹا اسی سے خوش ہو یہ کیونکہ

لئے زور دیتے ہیں ان کو چاہئے

ہم ایک ہی ملک میں رہتے

منافقانہ محبت نہیں ایک زہر

ہو سکے“ (ص ۱۲ ضمیرہ چشمہ معر

مگر دوسری طرف یہ بہانہ

برا کہا ہے سو امی جی کو یوں کو سا:-

”آریوں کے پنڈت دیا نندا

گستاخی کے کلمے ستیارتھ پر کا

جاہل و ناحق شناس، ظالم پنڈت

متکبر، ریاکار، خود بین، نفسانی

کلام، خشک دماغ، موٹی سمجھ کا

احمدی دوستو! مرزا نے گوردوارے

نند کو دیئے۔ اگر کوئی آریہ انہی

تو تم اسے بد تہذیب تو نہ کہو۔

اور سنو! مرزا جی سوامی جی کے حق میں لکھتے ہیں:-  
 ”گندہ نامہ حقول (ص ۷۲، ۷۳) دیانندی فریب (ص ۴۲) دیا  
 پرکاش میں اپنے بدبو دار جہالت کا گند چھوڑ گیا (ص ۲۱)  
 جلسازی سے جو اس کی رگ رگ میں بھری ہوئی تھی (ص ۴۲)  
 ملحقہ اخیر کتاب شحذ حق (اب تو دیانندی کی جان کھوونا چاہیے  
 (ص ۲۲ شحذ حق) (ص ۳۲۸، ۳۶۸، ۳۳۵، ۳۳۵، ۳۳۵، ۳۳۵)  
 ناظرین کرام! اس سخت گوئی کو دیکھئے اور دوسری طرف سے  
 (ص ۹۱، ج ۱) نکال کر اپنے سامنے رکھئے جہاں بزرگانِ مذہب  
 قرار دیا ہے تو آپ کی منصف طبیعت ضرور فتویٰ دے گی کہ  
 رسولِ قادیاہنی کی رسالت بطلت ہے ضلالت

## (۱۷) وید اور مرزا صاحب

”ویدوں میں بجز آفتاب پرستی، ناپاک رسموں کے اور کچھ نہیں  
 نالیوں کا مبداء وید ہی ہے، (ص ۱۱، ست پن) (ص ۱۲۳، ج ۱)  
 وید بازروں میں چار چار آنے کو خراب ہوتے پھرتے ہیں  
 اصول و عقائد کی گھسڑی کسی برہمن کی اندھیری کو ٹھری  
 کے نیچے دبی پڑی ہے (ص ۱۷ شحذ حق) قربان جائیں  
 (ص ۳۳) یہ بید بے شمر کی تہذیب ہے (ص ۴۵) وید  
 پھوٹ گیا، (ص ۵۸ شحذ حق) (ص ۳۲۳، ۳۵۹، ۳۷۱، ج ۲)  
 وید ہیں جنہیں آخری عمر میں مرزا صاحب نے یہ کہہ کر  
 ”ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں۔ ویدانہ  
 (ص ۱۱، پیغام صلح مولانا مرزا صاحب)  
 مرزائی کہا کرتے ہیں کہ جن ویدوں کی تردید کی گئی  
 وید ہیں حالانکہ (شحذ حق ص ۱۶، ۸۱، ۶۳) (ص ۳۸۹، ۴۰۷، ج ۲) پر  
 پست خیالات کا مجموعہ قرار دیا گیا ہے۔“







رہے“ (ص ۹۹، الحق معانہ مرزا صاحب) ج ۳، ۲۵۶، ۲۵۷

## (۲۱) خدا کی توہین

مسلمانوں کا بالاتفاق اعتقاد ہے کہ ”اب وحی رہے“  
(ص ۱۷۶، ۱۷۷)

مرزا صاحب اس اعتقاد پر اعتراض کرتے ہیں  
کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ  
بوتا نہیں پھر بعد اس کے سوال ہو گا کہ کیوں نہیں  
مرض لاحق ہو گیا؟ (ص ۱۳۵، شمیر نمبر ۱۳۱ الحق معانہ اللہ)

## مرزا صاحب کی شانِ لقا

”میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا نے میرے  
بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے  
گالیاں دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہو گا اور اسے اقرار  
پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا،“

(ص ۱۹۸ منظور الہی، بر لاہ ایت)

احمدی بھائیو! اس تحریر کو پڑھ کر ذرا اس تحریر  
نے صرف اتنا اعتراض کیا تھا کہ ”آپ کوڑی کوڑی کو  
نے اسے لڑکی دینے کا قصہ سنایا ہے“

## مرزا صاحب کے سخت گو ہونے پر دو

رلے چند ولال صاحب مجسٹریٹ ضلع گورداسپور  
دین بنام مولوی کرم الدین جہلمی۔ مرزا صاحب نے اپنے  
”عین الیقین اور حق الیقین عدالت کے ذریعہ سے

(ص ۱۳۰) اور نوکرو اور مقدمہ مرحوم مولوی کریم الدین

اب ہم عدالت کا فیصلہ بحق مرزا نقل کرتے ہیں امید ہے کہ احمد اس ”حق الیقین پر عین الیقین“ کریں گے:-

## نقل حکم مسٹر وگلز صاحب مورخہ ۲۳ / اگست کے

”مرزا غلام احمد کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ جو تحریرات عدالت میں پیش کی گئی ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ متنبہ انگلیز ہے ان کی تحریرات اس قسم کی ہیں کہ انہوں نے بلاشبہ سبب کو اشتعال کی طرف مائل کر رکھا ہے پس ان کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ مناسب اور ملائم الفاظ میں اپنی تحریرات کو استعمال کریں اور انہیں حاکم صاحب جسٹریٹ شائع ہم کو مزید کارروائی کرنی پڑے گی۔“ (ص ۱۳۰)

## عدالت لالہ آتمارام مہتہ بی۔ اے اسٹرا اسٹنٹ کمشنر مجسٹریٹ

### درجہ اول گورد اسپور کا فیصلہ ۸ اکتوبر ۱۹۰۳ء

”ملازم نمبر ۱ (مرزا صاحب) اس امر میں مشہور ہے کہ وہ سخت اشتعال و خیرات اپنے مخالفوں کے برخلاف لکھا کرتا ہے اگر اس کے اس میں اس طرح کو نہ روکا گیا تو غالباً امن عامہ میں نقص پیدا ہو گا۔ ۱۸۹۷ء میں کپتان وگلز صاحب نے ملازم کو بھجوتسم تحریرات سے باز رہنے کے لئے فہم کٹھن کی تھی۔ پھر ۱۸۹۹ء میں مسٹر ڈوئی صاحب جسٹریٹ نے اس سے اقرار نامہ لیا کہ بھجوتسم نقص امن والے فعلوں سے باز رہے گا۔“ (ص ۱۳۰)

عدالت کا بیان مظہر ہے کہ مرزا صاحب نے جو بیان ہونے میں اس سے پہلے دو عدالتوں انہیں روک بھی چکی ہیں انہیں چھوڑ کر مرزا صاحب نے قریباً ”تم نے صاحب اپنی کٹھن بھجوتسم کے لئے یہ عہد کر لیا ہے کہ آئندہ“

ہم سخت الفاظ سے پہلے کام نہ لیں گے،  
(اقتبہار مرزا صاحب ۲۰ دسمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ ذیل)

اس عبارت میں مرزا صاحب اپنی  
سے احتراز کا وعدہ کرتے ہیں مگر ۱۹۰۳ء میں ل  
صاحب اپنے وعدہ پر قائم نہ رہے اور ۱۸۹۷ء کے  
نہیں وہ بات کا پور  
جو اس نے ہاتھ میر  
ہمارے ناظرین حیران ہونگے کہ آخ  
کیا تھا اس کا ایک جواب تو عدالت دے چکی  
صاحب کے بیٹے نے دیا ہے:-

”جب انسان دلائل سے شکست کھاتا ہے  
کرتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ گالیاں دینے  
کرتا ہے،“ (ص ۱۵)، انوار خلافت مصنفہ

## عذرات مرزا سیہ ا

مرزائی کہا کرتے ہیں:-

”نبی دنیا کے سامنے حج کی حیثیت میں  
ہے کہ تاریکی کے فرزندوں پر فرد جرم  
سے ان کو آگاہ کر دے،“

## الجوار

حج کا کام ان کی غلطیوں پر آگاہ ہو کر  
جہاں تیار کرنے کے خود اس غلطی میں یا جرم میں

پیش ہو چکنے کے بعد یہ انتظار نہیں کیا کرتا کہ اب یہ میز ی پگڑی بھی آج  
سزا دوں ورنہ چھوڑ دوں۔ اگر مرزا صاحب حج تھے تو پھر باوجود لوگوں  
کے بقول خود عرصہ دراز تک اپنے اختیارات کو کیوں کام میں نہ لائے  
لکھتے ہیں کہ :-

”میں نے اس (سعد اللہ) کی بدزبانی پر بہت صبر کیا اور اپنے تئیں  
لیکن وہ حد سے گذر گیا تب میں نے نیک نیتی سے وہ الفاظ استعمال کئے  
(ص ۱۴۰، تجلیات رحمانیہ، بحوالہ ص ۲۰۰، ترجمہ حقیقۃ الوحی) (خ، ص ۴۵۲، ج ۲)

یہ تحریر کہہ رہی ہے کہ مرزا حج وغیرہ کچھ نہیں تھا۔ اس کی گا  
شکست کو چھپانے کے لئے تھیں اور کچھ اپنی توہین کا بدلہ لینے کے لئے  
نبی کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو ان کی غلطیوں سے بچنے کی  
خود ان غلطیوں میں مبتلا نہیں ہو جایا کرتا۔ خود مرزا صاحب فرماتے ہیں  
”گالی کے جواب میں گالی دینے والا کتا ہوتا ہے“

(تقریر مرزا مندرجہ صفحہ ۹۹ رپورٹ)

## قرآن کریم سے حج کی مثال

ہم لکھ آئے ہیں کہ حج مجرموں پر فرد جرم عائد کرتا ہے جس  
پکڑتے ہیں کہ فلاں جرم قابل مواخذہ ہے اس سے اجتناب کریں۔ بعینہ  
پاک سے ملتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو حی خدا لوگوں کو ہدایت فرماتے

وَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ۚ اُولَٰئِكَ اَصْدَاقُكَ ۚ فَجَهِلْنَا ۚ وَالْوَالِدِ

کرنا۔ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۚ هَمَّازٍ مَّشَاءٍ بِنَمِيمٍ ۚ

مُعْتَدٍ اِثْمِهِ ۚ غُلٌّ بَعْدَ ذٰلِكَ رٰنِيْمٍ ۚ الْاٰیةِ۔ (سورہ قلم پ ۲۹)

نہ کہا ماننا۔ بڑا جھوٹے، طعن کرنے والے، چغلی خور، خیر کے کام

والے، حد سے نکلے ہوئے، بد عمل، متکبر، نسل بدلنے والے کا:

دیکھئے! یہ طریقہ ہدایت کا  
صاحب کہا کرتے ہیں کہ اس آیت  
حالا لکنہ یہ غلط ہے جس نے یہ معنی کئے  
لغوی معنی ہیں، دعی القود  
دوسرے قبیلہ کا ہو مگر وہ کسی دو

مثلاً مرزا صاحب مغل تھے  
الاصل (ص ۱۸ تحفہ گولڑہ) ماسوا اس  
کیونکہ اس آیت میں کسی کا نام لے کر  
کہ ایسے لوگوں سے بچو اور ان کی اطاعت  
کسی کو گالی ہے؟

قرآن میں مخالفوں کو نشر البریہ

اول تو شر البریہ کوئی گالی ہے  
چونکہ خدا کا منکر ہو اور صداقت کا دشمن  
نقصان دہ ہے اب آئیے قرآن پاک  
شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الذِّیْنَ  
مِنْهُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ  
مضروہ ہیں جو منکر ہوئے اور ایمان  
باندھا پھر انہوں نے توڑ دیا اس عبرت  
ناظرین کرام! میں خدا کے

نقصان دینے والا کہنا گالی ہے؟ بد تہذیبی؟ اگر یقیناً نہیں تو پھر کیا بد تہذیبی ہے کہ وہ تہذیب سے تو کورے ہیں۔ تہذیب کی تعریف بھی

عذر

قرآن میں مخالفین کو کالانعام کہا گیا ہے:

جواب

ہم قرآن پاک کے الفاظ سامنے رکھ دیتے ہیں۔ ناظرین

ارءیت من اتخذ الہہ ہواہ افانت تکون علیہ وکیلا۔ ا

اکثر ہم یسمعون او یعقلون ان ہم الا کالانعام بل

(الفرقان ع ۳۴) بھلا دیکھو تو اس آدمی کا حال ہو جو اپنی خواہشات کا

ایسے شخص کا ذمہ دار ہو سکتا ہے یا کیا خیال کرتا کہ ایسے اشخاص سننے سمجھنے وا

نہیں ایسے لوگ تو چارپایوں کی مانند ہوتے ہیں۔

معزز منصف قارئین! اللہ کے لئے بتلاؤ اس آیت میں کونسی بد اخلا

گوئی ہے کسی کو برا بھلا کہا گیا ہے؟ انصاف!

عذر

قرآن نے کفار کو سورا اور خنزیر کہا۔

جواب

یہ بہتان ہے ہاں ایک گزشتہ واقعہ کی حکایت ضرور ہے کہ

جنس بد اعمال و نافرمان لوگوں کو ان کی بار بار کی بد اعمالی کے سبب ان

نہیں۔ کیا یہ گالی ہے؟

ایک شخص نے صاحب نے باوجود عدالت میں گالیوں سے احتساب کا جہد کرنے کے پھر کیا  
مقدمہ دو اور فریقین نے شراروں رویہ کا اظہار کیا جو اور منافرت پر عمل کیا۔



میں کہتا ہوں اگر ایسے ایسے غلط اعتراضات  
مصدق رسول علیہ السلام کی ذات والا صفات پر مرزا  
کا غضب ان پر بھڑکے اور ان کی شکلیں مسخ کر دے اور  
میں درج کرے۔ کیا کوئی دلتا نقل کی وجہ سے مؤرخ  
نہیں؟

## عذر

”اگر کوئی کسی کو کاناکے تو دوسرے کا حق  
ہو، ہمیں میری آنکھ نظر نہیں آتی،“

## الجواب

مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

”ایک بزرگ کو کہتے نے کاناکا (اس کی) لڑکی بو  
کھایا۔ جواب دیا بیٹی انسان سے کت پن نہیں  
کو چا پیئے کہ جب کوئی شریہ گالی دے تو مومن  
کرے نہیں تو وہی کت پن کی مثال صادق آ۔  
(تقریر مرزا مندرجہ پور)

ملاحظہ ہو مرزا صاحب تو اس جگہ فعل گوت  
احمدی دوست ہیں کہ خواہ مخواہ مرزا صاحب کو اس  
نادان دوست ہوں ہاں مرزا صاحب کی دلتا دشمنوں  
الْمَصْطَرِ وَ قَامَ تَحْتَ الْمِيْزَابِ عِنِي مِيْنَهٗ سَهْبًا  
مرزا صاحب کی روح یقیناً آپ کو کہتی ہوگی۔

کئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آ  
خدا نخواستہ گر خوشمگس ہوتے

## عذر

گالی اور امر واقع میں فرق ہے۔ مطلب یہ کہ مرزا نے جو کچھ کہا ہے اس کے حقدار ہیں:-

## الجواب

یہ مرزا صاحب کی گالیوں سے بھی بڑھ کر گالی ہے یعنی علماء اسلام کو سچ سچ سورا، کتے، بے ایمان، دجال وغیرہ بنانا مرزا یو! اللہ سے ڈرو۔ یقیناً طرح مخالفوں کو بھی حق ہے کہ وہ ان جملہ القاب کا آپ کے مسیح موعود اور احمدیہ جو حقیقی مصداق قرار دیں اور یقیناً امر واقع یہی ہے ایمان سے کہو اس کچھ رنج ہوا ہے یا نہیں؟ اگر ہوا ہے تو یہی حال ہمارا ہے جن کے مسلمہ تمہارے مسیح موعود، نبی اللہ، رسول اللہ نے انتہائی غیر شریفانہ طرز میں گالیوں (۲) الزامی جواب۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

”خدا تعالیٰ کی سچی اطاعت اور نوع انسان کی بھلائی وہی شخص بجا لا سکتا ہے جو وقت شناس ہو ورنہ نہیں، مثلاً ایک شخص گورا ست گو ہے مگر اپنی راستی کو حکمت کے ساتھ ملا کر استعمال نہیں کرتا بلکہ لائٹھی کی طرح مارتا ہے اور بے تمیزی سے ایک شریف خصلت کو بے عمل کام میں لائتا ہے تو وہ ایک حکیم منش کے نزدیک ہرگز قابل تعریف نہیں ٹھہرتا۔ ایسے کو جاہل نیک بخت کہیں گے نہ وانا نیک بخت، اگر کوئی اندھے کو اندھا اندھا کر کے پکارے اور پھر کسی کے منع کرنے پر یہ کہے کہ میاں کیا میں جموٹ بولتا ہوں تو اسے یہی کہاں جایگا کہ بیشک تو راست گو ہے مگر احمق یا شریک کہ جس راستی کے اظہار کی تجھے ضرورت ہی نہیں اس کو واجب الاظہار سمجھتا ہے اور اپنے بھائی کے دل کو دکھاتا ہے،“

(شخصی حق ص ۷۷، ۷۸، ۷۹، سلسلہ تعقیقات لاہوری جلد ۲ ص ۱۰۰)

## مرزا صاحب کے کاغذ

مرزا صاحب

مرزا صاحب کی ساری عمر انہی

گول مول فقرات بنام الہامات مبنی پر پیشگی

کی متعدد امثلہ درج کر آئے ہیں۔ اس

بیماری کے دنوں میں ایک ہی بوتل سے ہر

ضرورت ہوتی تو اسی سے نکال دیا کوئی بنفشہ

تو اسی سے الٹ دیا وغیرہ مرزا صاحب بھی

ایک ہی الہام ہو تا تھا حسب ضرورت اس

چند امثال درج کی جاتی ہیں:-

## مثال

”۹ جنوری ۱۹۰۳ء قتلِ خَیْبَتہ و“

رکھتا تھا وہ ناامیدی سے ہلاک ہو

(ص)

اس الہام میں عجیب دورنگی۔

جس کے معنی ہیں مارا جا چکا زمانہ گزشتہ

ہیں ”ناامیدی سے ہلاک ہو گیا“ مگر آگے

یعنی آئندہ خیر اس میں تطبیق ہو سکتی ہے

بر اثر ڈالے گا۔ مگر مرزا صاحب کے ذہن

بہر حال اس الہام میں کسی کے نامراودہ ناکام

اور بلا تعین ہے آگے چلیئے خدا کی قدرت

ماشکی جو مرزا صاحب کا مخالف تھا مر گیا تو مرزا صاحب نے جن کا دعویٰ تھا کہ  
 ”میں نبی ہوں،“ اور نبیوں کے جملہ افعال و اقوال اور خیالات سے  
 تصرف باری سے ہوتے ہیں (ص ۷۱/۷۲ ریویو جلد دوم)  
 یوں فرمایا:-

”ایک سہ مر گیا اسی دن اس کی شادی تھی آپ نے فرمایا مجھے خیال آیا قَدْ  
 خَيَّبْتَهُ وَزَيْدٌ هَيْبَةٌ جوجی ہوئی تھی وہ اسی کی طرف اشارہ ہے،“

(اخبار البدروس جلد ۵ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۰۳ء ڈائری ۳)

ناظرین! اصل الہام میں کسی مخالف کی گزشتہ ناکام موت کا ذکر تھا  
 مرزا نے عجب ہوشیاری سے اسے ماشکی پر لگا دیا ہے خیر یہ تو ان کی ایک م  
 تھی۔ آگے چلئے۔ ملک کابل میں مرزا صاحب کے دو مرید میاں عبدالرح  
 عبداللطیف سنگار کئے گئے تو مرزا صاحب نے رسالہ تذکرۃ الشہادت  
 حاشیہ پر مورخہ ۱۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو لکھا:-

”اس سے پہلے ایک صریح وحی الہی مولوی عبداللطیف کی نسبت ہوئی تھی  
 وحی البدروس ۱۶ جنوری ۱۹۰۳ء کالم دو میں شائع ہو چکی ہے جو مولوی صاحب  
 کے مارے جانے کے بارے میں ہے اور وہ یہ ہے قُتِلَ خَيَّبَةٌ وَزَيْدٌ  
 هَيْبَةٌ یعنی ایسی حالت میں مارا گیا کہ اس کی بات کو کسی نے نہ سنا  
 اس کا مارا جانا ہیبت ناک امر تھا یعنی لوگوں کو بہت ہیبت ناک معلوم ہوا  
 اس کا بڑا اثر دلوں پر ہوا،“

برادران! مرزا صاحب کی چالاکیوں اور مغالطوں پر غور کیجئے کہا  
 مول بے تکافقرہ نے تعین اور جس میں کسی مخالف کی گزشتہ موت کا حوالہ  
 قادیان کا ایک بے ضرر غریب ماشکی جو مرزا کے گھریانی بھرا کرتا تھا اور کہاں  
 بلی مرزائی جو نہ مخالف مرزا تھا اور نہ اس کی موت ناکام و نامراد تھی بلکہ اگر مرزا  
 اس کی موت اعلیٰ شہادت تھی نہ کہ نامرادی کی۔ پھر مزلیہ کہتے ہیں عبداللطیف  
 صریح الہام تھا:

## مثال نمبر ۳

۱۸۸۰ء/۱۸۸۲ء کے درمیان زمانہ میں

مرزا صاحب نے ایک الہام سنایا تھا:-

شَاتَانِ تَذَبْحَانِ وَكُلُّ مَنْ عَلَيَّهَا فَانٍ  
اور زمین پر کوئی نہیں جو مرنے سے بچ جائے گا  
کو چھوڑ گیا کوئی پیچھے اسے جاملا،

(ص ۵۷ حاشیہ ۳، ۳۱ جون ۱۸۸۰ء)

کیا بے تعین و تخصیص عام رنگ کا الہام ہے

ہوتے ہیں۔ خود مرزا صاحب کو ایک ”الہام“، ”ہو  
گے“، آپ نے تین بکرے اس کے بعد ذبح کر دیئے

جو ایک معمولی بات ہے مگر چونکہ مرزا صاحب

گھڑنے کے کچھ اور ہی تھا۔ چنانچہ اس الہام پر جس  
متکوحہ آسمانی کی پیشگوئی کے دوران میں آپ کو یہ یا  
آپ نے جھٹ سے اس الہام کو آسمانی خسر اور ز  
محمد پر لگا دیا کہ دو بکریوں سے یہ مراد ہیں جو یقیناً ذبح  
(ص ۵۷)

چونکہ قدرت کو مرزا کا کذب منظور تھا وہ بھی

اس لئے سلطان محمد نے مراد یہ الہام جوں کا توں رہ گیا آ  
بھی عبداللطیف و عبدالرحمن کا بلی مقتولوں پر چسپاں ک  
بکمال ”شان نبوت“، اس الہام کو ان کی موت پر لگا دیا:

”(خدا تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے دو بکریا  
مولوی عبداللطیف اور ان کے شاگرد عبدالرحمن  
تیس برس بعد پوری ہوئی، (ص ۷۰) تذکرہ اشہر

ہندو۔ مسلم۔ سکھ اور مسیح بھائیو! کہہ دو، غلام احمد کی ہے،

## مثال نمبر ۳

۳۱ مئی ۱۹۰۴ء کے اخبار الحکم صفحہ ۹ پر مرزا صاحب کے کئی الہام ہیں۔ ان میں سے یکم جون ۱۹۰۴ء کا الہام ہے:-

عفت الدیار محلها و مقامها ﴿تذکرہ ص، ۵۱۵﴾  
خطوط وحدانی کے اندر اس آگے لکھا ہے (متعلقہ طاعون) اسی کی  
”اشتہار الوصیت“ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱۰ ص ۷۲ تا ۷۵ میں یوں کی  
دوستو! میں نے خدا کی طرف سے اطلاع پا کر یہ وحی شائع کرائی تھی  
عفت الدیار محلها و مقامها دیکھو اخبار الحکم ۳۰ مئی ۱۹۰۴ء  
(غلط ہے صحیح ۳۱ مئی ہے۔ ناقل) ۱۵ جلد ۸ کالم ۳ (یہ بھی جھوٹ  
ہے کالم ۴ میں ہے) قرآن میں بھی آتا ہے کہ طاعون اس کثرت سے  
ہوگی کہ کوئی جگہ پناہ کی نہ رہے گی میرے الہام عَفَتِ الدِّيَارُ محلها و  
مقامها کے یہی معنی ہیں،

معلوم ہوا کہ اس الہام میں طاعون کی پیشگوئی ہے مگر اب مرزا  
استادی دیکھو کہ ۳۱ اپریل ۱۹۰۵ء کو پنجاب میں زلزلہ عظیم آیا تو مرزا صاحب  
جھٹ سے الہام کو چالاک عطار کی طرح اس زلزلے پر لگا دیا۔ چنانچہ اشتہار  
مؤرخہ ۸ اپریل ۱۹۰۵ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱۰ صفحہ ۸ پر یوں لکھا.....  
”دیکھو وہ نشان کیسا پورا ہوا۔ پیشگوئی اس زلزلے سے پہلے شائع کر دی  
گئی پیشگوئی یہ ہے۔ عفت الدیار محلها و مقامها اے عزیزو اس  
کے یہی معنی ہیں کہ مخلوق اور مقاموں کا نام و نشان نہ رہے گا۔ (سبحان  
اللہ! کیا عربی دانی ہے لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل) طاعون صرف  
صاحب خانہ کو لیتی ہے مگر جس حادثہ کی اس وحی میں خبر دی گئی تھی اس  
کے معنی تو یہی ہیں نہ خانہ رہے گا نہ صاحب خانہ سو خدا کافر مودہ پورا

لیے بھی مرزا صاحب کا ایک الہام ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۶۰ ”مکاشفات“، مرزا صاحب تذکرہ ص ۲۳۔

دیکھا جناب کہ ایک ہی الہام سے طاعون اور قرآن کی تائید سے، اور پھر اسی سے زلزلہ بھی:

## مخالطہ در مغال

اس الہام کو سناتے وقت تو اسے متعلقہ اشتہار الوصیت میں بھی بڑے زور سے ”یہی“ کے کہا مگر جب زلزلہ پر لگایا اور لوگوں نے اس پر اعتراض کے متعلق کہہ چکے ہیں تو جواب دیا کہ:-

”اسے طاعون کے متعلق لکھنا ایڈیٹر الحکم کی غلطی سے بھی ہو جاتی رہی ہے،“ (ص ۱۵۰ ضمیرہ نہ کس قدر مغالطہ ہے ایڈیٹر الحکم کی کیا مجال کی زندگی میں انکے پاس رہتے ہوئے از خود انکے ایک اسے بھی چھوڑ دے بھلا اخبار الحکم کے الفاظ پر تو یہ عذر ک طویل طویل اشتہار ”الوصیت“، میں بھی ایڈیٹر الحکم ہے؟ وہ تو خود مرزا صاحب کا اشتہار ہے۔ کہئے اس کے

## مثال نمبر ۴

البشری جلد ۲ ص ۹۹ ﴿تذکرہ ص ۵۵۶﴾  
 ”خدا نے اس کو اچھا کرنا ہی نہیں تھا الخ  
 گو ایک سابقہ مرید کی صحت پر لگایا ہے مگر صفحہ  
 ”مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کی موت کے

## مثال نمبر ۵

ایسا ہی البشری جلد ۲ ص ۱۰۱ ﴿تذکرہ، ۵۶۲﴾ پر الہام درج سال کی عمر انا اللہ، اور اخبار الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۵ء ﴿تذکرہ، ۵۶۲﴾ میں کہ الہام اس شخص کے متعلق ہے جس کا خط آیا ہے کہ میں نے ۷۷ سال یونہی میں زندگی خراب کر دی، مگر تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۶ ﴿خ، ص ۲۵، ج ۲﴾ پر اسے بھی مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کی موت پر چسپاں کر دیا:

اس قسم کے مغالطوں کی بیسوں مثالیں الہامات مرزا میں موجود ہیں مگر اسی پر بس کر کے چند ایک دوسری قسم کے مرزا صاحب کے مغالطے درج کئے جاتے صاحب انصاف لوگ ہر طور پر مرزا صاحب کے غیر صادق ہونے کو ملاحظہ فرما

## مثال نمبر ۶

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے موعود حضرت مسیح علیہا السلام کو فرمایا ہے چونکہ مرزا صاحب کا نام غلام احمد اور ماں کا نام چار اسلئے آپ نے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کو یہ چال چلی کہ بعض ”اکابر“ کتابوں میں تصرف کر کے کہا کہ آنے والے مسیح صرف بروزی رنگ میں ہے چنانچہ ایک شخص نے مرزا جی سے سوال کیا کہ ”صرف الفاظ عیسیٰ یا مسیح اگر احادیث تو مثل کی گنجائش تھی لیکن ابن مریم سے اصل ہی کا اثبات ہوتا ہے، جو ابام لکھا۔“

”ہم بھی کہتے ہیں مثیل آیا۔ مگر بطور بروز۔ دیکھ تو اقتباس“ نام کتاب جس میں لکھی ہیں یہ تمام رموز۔ روحانیت مکمل گاہے برار باب ریاضت چٹاں تصرف میفرماتے کہ فاعل افعال شان میگردو این مرتبہ راصوفیا بروز میگو سند و بھٹے براند کہ روح عیسیٰ در مہدی بروز کنند و نزول عبارت از



۹  
بروز است مطابق این حدیث لا مہدی  
(ایا)

اسی کتاب کے صفحہ ۳۸ پر لکھتے ہیں  
”کتاب اقتباس الانوار میں جو تصنیف  
صوفیوں میں بڑی عزت سے دیکھا جاتا  
تحریر مذکورہ میں مرزا صاحب

مقدس و ذی حرمت ہستی کا سکھ بٹھاتے ہوئے  
بروز کی تائید میں ان کی کتاب کو پیش کیا ہے  
بروز وغیرہ کے عقیدے کو بغایت بودالکھا  
”و بعضے براند کہ روح عیسیٰ در مہدی بر  
است مطابق حدیث لا مہدی الا  
ضعیف است،، (ص ۵۲)

آگے چل کر صفحہ ۷۲ پر فرماتے ہیں  
”یک فرقہ بر آں رفتہ اند کہ مہدی آخر  
روایت بغایت ضعیف است زیرا کہ  
رسالت پناہ در دو یافتہ کہ مہدی از بنی فاطم  
کردہ نماز خواهد گزارد و جمع عارفین صاحب  
حضرات! ملاحظہ ہو اس تحریر میں

صابری جن کے نام پر مرزا صاحب نے عوام  
ہیں اور حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے  
مہربان بتا کر جمع عارفان بامکین کا متحدہ و متفقہ عقہ  
بھائیو! یہ ہے دیانت اور ایماندار کی  
کہ دھاک تو بٹھاتے ہیں شیخ محمد اکرم صاحب  
جنہیں خود شیخ موصوف مردود کہہ چکے ہیں

کی عبارت سے واضح ہے کہ روایت لا مہدی الا عیسیٰ بغایت ض  
 احمدی دوستو! دیکھو تمہارے نبی کے مسلمہ بزرگ کی زبان  
 ہے کہ مرزا صاحب مہدی و مسیح کو ایک بتاتے اور روایت لا مہد  
 کو صحیح ٹھہرانے میں جھوٹا ہے کہو تم اس ”اکابر از صوفیا متاخرین بودہ  
 ایمان لاتے ہو یا ان کی بزرگی و للہیت کا انکار کر کے مرزا صاحب کی تکذ  
 الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں  
 لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

## مثال نمبر ۱

مرزا صاحب نے تو ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی امرتسری سے  
 کرنے کے بعد یہ محسوس کرتے ہوئے کہ میرے آسمانی عجائبات، روحانی  
 علم کلام سے ایک بھنگی بھی متاثر نہیں ہوا۔ آخری روز یہ پیشگوئی جڑی کر  
 مد مقابل پندرہ ماہ میں بسزائے موت ہاویہ میں گرے گا۔ ایسا نہ ہو تو مجھے  
 پھانسی کے تختے پر لٹکایا وغیرہ:

قدرت کے بھی عجیب کام ہیں کہ وہ سال خوردہ بڈھا جو قبر  
 بیٹھا تھا۔ ان پندرہ ماہ میں شکار موت تو درکنار۔ معمولی معمولی امراض  
 بھی محفوظ و مامون رہا۔ جس سے قادیانی قصر نبوت میں تہلکہ مچ گیا۔ بڑ  
 حوری جو آہنی میٹھوں اور چوٹی شہیتروں کی مانند اس کے مامن و بجا اور  
 تھے، ڈرگا اٹھے اور کئی ایک مریدان باصفا عیسائی ہو گئے۔

تب مرزا صاحب نے یہ ”عذر گناہ بدتر از گناہ“ پیش کر  
 آتھم دل میں ڈر گیا ہے۔ چنانچہ میرے ملہم نے مجھے اس کی اطلاع  
 آتھم انکاری ہو تو حلف موکد بعد اب میعادِ ایک سال اٹھاوے۔

مقصود اس سے مرزا جی کا یہ تھا کہ بصورت  
 پہلی رسوائی دور ہو جائیگی۔ دوئم آئندہ ایک سال  
 کے دوران میں اگر اتفاقاً مر گیا تو چاندی ہے ورنہ  
 رجوع بحق کی شرط الہام میں موجود ہے۔ سو عبد  
 رجوع ثابت کر دیا۔ کیونکہ عیسائی مذہب میں قسم  
 کھا کر ترک عیسائیت کا ثبوت دیا ہے۔

## فہو المطلب

مگر ڈپٹی آفٹم اپنے مذہب سے پورا ماہر  
 چالوں میں کب آنے والا تھا۔ اس نے صاف کہہ  
 آنے والا نہیں ہوں۔ کیا آپ کے خونی فرشتوں کو  
 کہ اب ایک سوال کی مہلت مانگتے ہو۔ باقی رہا قسم  
 مذہب میں ممنوع ہے تو میں کیسے کھا سکتا ہوں ::  
 تب مرزا صاحب نے باوجود یہ جاننے  
 قسم کھانا ناروا ہے۔ اپنے مریدوں اور عامہ اہل اسلا  
 دیا کہ :-

(۱) ”وہ ایک جھوٹا عذر کر رہے ہیں کہ ہمارے مذہب

(ب) ”یہ سب جھوٹے بہانے ہیں کہ قسم کھ

آہ! کس قدر شوخی ہے کہ ایک سچ بات

ڈالا ہے۔

مرزائی دوستو! اگر اس تحریر کی بنا پر تم کسی مجلس مناظرہ یا پرائیویٹ گز میں عبد اللہ آتھم کا یہ عذر کہ ”ہمارے مذہب میں قسم کھانا ممنوع ہے“ کو جھوٹا بہ کہہ اٹھو اور مخاطب علاوہ انجیل کے خود تمہارے مجدد مسیح زماں مرزائے قادیان کتاب کشتی نوح کا صفحہ ۲۷ نکال کر تمہارے روبرو پیش کر دے جس میں صاحب خود اقرار ہی ہیں کہ :-

”قرآن انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کھاؤ“

تو بتلاؤ اور ایمان داری سے بتلاؤ کہ اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی؟

## مثال نمبر ۸

مرزا صاحب ابتداء ایک مسلم الہام یافتہ کی حیثیت میں ظاہر ہوئے۔ اس کے بعد اپنے اس کے اوپر زینہ پر قدم رکھا یعنی اپنی وحی کو انبیاء کرام کی وحی مانند قرار دیا۔ تب بقول مرزا صاحب بعض علماء نے اس قسم کی وحی کے نزول انکار کیا۔ جس کے جواب میں مرزا جی نے حضرت مجدد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ایک تحریر اپنی تائید میں بایں الفاظ پیش کی :-

امام ربانی اپنے مکتوبات میں صاف لکھتے ہیں کہ غیر نبی بھی مکالمات سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور انبیاء کرام کا مرتبہ اس کا مرتبہ قریب واقع ہوتا ہے

(براہین احمدیہ ص ۶)

حضرت مجدد صاحب کی تحریر کے جن کے الفاظ غیر نبی محدث کو ہم نمایاں کر کے لکھا ہے ناظرین انہیں یاد رکھیں۔ اس کے بعد جب مرزا جی نے کھلم کھلا نبوت کا دعویٰ کیا تو انہی حضرت مجدد صاحب کی اسی تحریر کو یوں نقل کیا۔

مجدد سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے

جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیے۔ اس جگہ مرزا  
میں عوام کو مغالطہ دیا ہے کہ لفظ غیر نبی محدث کو اڑا  
طرز کہ جن الفاظ کو حضرت مجدد صاحب کی طرف  
دیا ہے گو یہ اصل الفاظ حضرت موصوف کے ہیں۔  
بے باکانہ جسارت ہے کہ بے خبر لوگوں کو مغالطہ دے  
منوانے کے لئے مقبولانِ خدا کی تحریروں میں خیانت

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا تمہاری  
اگر ہو چکے ہیں تم سے پہلے

## مثال نمبر ۹

صوفیاء عظام میں ایک بزرگ شیخ ابن عربی  
انہوں نے اپنی کتاب ”نصوص الحکم“ میں ایک پیش گو  
”بنی نوع انسان میں ایک آخری لڑکا ہو گا جس کے  
جائزہ لوگ اس وقت بکثرت نکاح کریں گے مگر بو  
ہو گی۔ اس لڑکے کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہو گی  
اور وہ بعد پیدا ہو گا۔ اس کا سر اس لڑکی کے پاؤں کے  
ملک چین میں پیدا ہو گا۔ اس کی بولی بھی چینی ہو  
طرف بلایا کوئی نہ مانے گا“

(مفہوم ص ۱۵۸، تریاق القلوب معنہ مرزا، ۱-ط ۲ ص  
اس پیشگوئی میں، عبارات النص مسطور ہے کہ

وہیں کی بولی بولتا ہو گا۔ ادھر مرزا صاحب نے حسب  
جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو  
اس کو اپنے پرچسپاں کرنے کی ٹھانی۔ حالانکہ

بلکہ قادیان (پنجاب) میں ہوئی۔ ایسا ہی نہ صرف مرزا صاحب بلکہ اس کا  
 طیکہ کوئی ہو چینی کی زبان سے اتنا ہی نابلد تھا جتنا ایک گھاس کورماں کے  
 لئے مرزا صاحب نے اپنی مایہ ناز کتاب حقیقۃ الوحی میں لوگوں کو  
 ڈالنے کو شیخ موصوف کی پیشگوئی میں یوں تحریف کی کہ ::  
 ”شیخ ابن عربی نے لکھا ہے کہ وہ چینی الاصل ہوگا،“

(ص ۲۰۱، ج ۲، ح ۱)

صاحبانِ دیانت غور فرمائیں کہ شیخ موصوف تو لکھتے ہیں یک  
 بالاصنین اس کی ولادت سرزمین چین میں ہوگی ولغته لغت بلد  
 اس شہر کی ہوگی۔ مگر مرزا صاحب کس دلیری سے ان کی عبارت میں  
 مکمل تبدیلی کرتے ہیں کہ ”ابن عربی نے لکھا ہے وہ چینی الاصل ہوگا  
 مسیحائی! مطلب اس تحریف سے مرزا جی کا یہ تھا کہ اس پیشگوئی کو وسعت  
 چنانچہ بعد تحریف کے اسکو اپنے وجود پر یوں لگایا ہے،

”اس پیشگوئی سے مطلب یہ ہے کہ اس خاندان میں ترک کا خون  
 ہوگا۔ ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا  
 اس پیشگوئی کا مصداق ہے“ (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۲۰۱، ج ۲، ح ۲، ص ۲۲۰)  
 اس پر سینہ زوری کا یہ عالم ہے کہ سخت ترین مکروہ اور فرعونی ازالہ میں  
 ”کوئی زابے حیانتہ ہو تو اس کے لئے اس سے چارہ نہیں کہ میر  
 دعویٰ کو اسی طرح مان لے جیسا کہ اس نے آنحضرتؐ کی نبوت کو  
 ہے“ (ص ۳۸۱، تذکرہ اشد تنہا، ج ۲، ص ۲۰، ج ۲، ح ۱)

بڑی باریک ہیں واعظ کی چالیں

## مثال نمبر ۱۰

۱۸۸۶ء میں مرزا صاحب کی بیوی حاملہ تھی۔ تب آپ نے  
 بطرز پیشگوئی اشتہار دیا کہ ہمارے گھر لڑکا پیدا ہوگا جو گویا ایسا ہوگا جیسا

سے اتر آیا وغیرہ ::

اس حمل سے تولڈ کی پیدا ہوئی۔ مگر اس کے

۷ اگست ۱۸۸۸ء کو ایک لڑکا پیدا ہوا جسے مرزا صاحب

کی قدرت ہے کہ وہ لڑکا ”اپنی عمر کے سولھویں مہینے میں

(ص ۱۸۱) ترقی بر واقعہ و نجات

پھر کیا تھا مخالفین نے مرزا صاحب کو دھر رگ

ان کے سینہ مملو از کینہ کو خوب جلایا۔ جو اب مرزا صاحب

دس دس سنا بنے سنانے کے یہ بھی گل کھلایا کہ :-

”حضرت موسیٰ نے بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں

کھائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خیال اجتہادی غلطی

(ص ۵۱) بڑا

اس سے بھی بڑھ کر آپ نے اپنی نفسانی باد

جلانے کی یوں ناپاک کوشش کی کہ۔

”بائبل میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل

ایک بادشاہ کی فتح کی نسبت خبر دی اور وہ غلط نکلے

میں کوئی الہامی غلطی نہیں،“ (حوالہ مذکور)

اس تحریر پر تزیویر کو مان کر کون دانا ہے جو

و بتکریم دیکھئے گا ::

اف! قصر نبوت پر کس غضب کا ہم مازا ہے کہ جو

تم معاذ اللہ۔ مگر کیا یہ صحیح ہے؟ نہیں ہرگز نہیں! سو ہزار

جگہ و جل سے کام لے کر اس مقام کی بنا پر لوگوں کو مغالطہ

نبی خدا کے نبی نہ تھے بلکہ کافر بت پرست تھے جو مرزا صاحب

کہلاتے تھے چنانچہ ہم یہ عبارت بائبل سے آگے چل کر

مرزائی صاحبان نے اس صریح جھوٹ اور بدیہی مغالطہ کو صحیح بنا لیا۔  
 الامکان پوری کوشش کی ہے اس لئے ہم ان کی قدر کرنے کو ان ” کے جملہ  
 آپ کے سامنے پیش کر کے ان کا جواب دیتے ہیں ::

ہم نے اخبار المحدث مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۲ء میں مرزا صاحب کے  
 مغالطہ باز ہونے پر یہ قصہ بطور دلیل پیش کیا تھا۔ جس کے جواب میں مولو  
 قادیانی مبلغ نے قلم اٹھایا چنانچہ انہوں نے جو کچھ لکھا وہ یہ ہے:

## قادیانی مجیب کا پہلا عذر یہ ہے کہ

”بائبل کے چار سو نبی بائبلی محاورہ کے مطابق نبی تھے اور یہ بات  
 عیسائیوں اور یہود پر حجت ہے (حضرت مرزا صاحب) کے بیان کا بھی  
 مقصد ہے“  
 (الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۳۲ء)

اس عبارت کا بظاہر یہی مفہوم ہے کہ مرزا صاحب انہیں خود تو نبی نہیں  
 تھے البتہ بطور حجت ملزمہ کے یہود و نصاریٰ کا منہ بند کیا گیا ہے حالانکہ یہ صریح  
 ہے۔ مرزا صاحب یقیناً انہیں صادق نبی اللہ ظاہر کرتے تھے اسی لئے تو انہوں  
 اشتہار کی عبارت میں اپنی جھوٹی پیشگوئی کی نظیر میں ان کی غلط خبر کو پیش کیا ہے  
 یوں کہ ان کے مقابلہ پر اپنے لئے ”عاجز، کالفاظ استعمال کرتے ہوئے۔ ناظر  
 آپ ورق الٹ کر اس مقام کی عبارت کو دوبارہ ملاحظہ فرمائیں۔ مزید وضاحت  
 مرزا صاحب کی دو ایک اور تحریریں بھی پیش کرتے ہیں جن سے ہر ایک منصف م  
 متدین شخص پر بخوبی عیاں ہو جائے گا کہ مرزاجی نے اشخاص کو صادق انبیاء کی شکل  
 و نصاریٰ نہیں بلکہ مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے ملاحظہ ہو مرزا صاحب راقم  
 (۱) مولوی محی الدین صاحب لکھنوی اور مولوی عبدالحق صاحب  
 نے مرزا صاحب کو بہ تمسک اپنے الہامات کے ملحد و کافر وغیرہ لکھا تو  
 جواب میں مرزا صاحب نے کہا:-



کہ الہامِ رحمانی بھی ہوتا ہے اور شیطانی بھی رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے مگر با طرف اللہ جل شانہ قرآن کریم میں ارشاد

رسول و لانی الا اذا تمنى القى النسخ اور ایسا ہی انجیل میں بھی لکھا ہے کہ شیطان کے ساتھ بدل لے کر بعض لوگوں کے پاس آج کے نام باب ۱۱ آیت ۱۳ اور مجموعہ توریہ ۲۲ آیت ۱۹ میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا اس کا سبب یہ پاک روح کی طرف سے تھا x x

ان نبیوں نے دھوکا کھا کر زبانی سمجھ لیا تھا انہیں دھوکا لگا) ازالہ اوہام ص ۶۲۹ ط ۱، وہ (ب) جو شخص شیطانی الہام کا منکر ہے وہ انبیا کا انکاری ہے اور نبوت کے تمام سلسلہ کا منکر ایک مرتبہ چار سو نبی کو شیطانی الہام ہوا ذریعہ سے جو ایک سفید جن کا کرتب تھا ایک وہ بڑی ذلت سے مارا گیا، (ص ۱۷۱ اضروۃ) ان تحریروں سے صاف عیاں ہے کہ

۱۔ یوں تو مرزا کا دعویٰ تھا کہ میرا ہر قول و فعل، مگر حالت یہ ہے کہ دیگر صد ہا الفاظ تو درکنار خود قرآن پاک کی میں دو غلطیاں پہلے تو لفظ من قیلک ہضم۔ پہرا لا تدر۔ صحیح آیت و لانی الا اذا تمنى النسخ ہے اس کے پر پا جو یہ ڈیک مارنے کے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت کرنی رہتی ہے۔ اسی کتاب کے ص ۳۵۲ پر اسی آیت کو پھر غلط کر زیر خط الفاظ انجیل میں نہیں ہیں ۱۲ من۔

۲۔ یہ بھی مرزا صاحب کا جھوٹ ہے بائبل میں صاف طرف سے بدعنا لہی "تھا تاکہ شہانہ اب ذلت کی موت مرنے کو مر

و حقیقت نبی اللہ جانتے اور مانتے تھے اور یہ بھی کہ مرزا جی ان کی مثال اہل اسلام کے سامنے پیش کر رہے ہیں نہ کہ یہود و نصاریٰ کے روبرو۔ پس مرزائی مولوی کا مغالطہ قابل افسوس ہے۔

ناظرین کرام! چونکہ یہ اعتقاد سخت گندہ ہے کہ یوں کھلے بندوں انبیاء کرام کی ایک کثیر تعداد کو شیطانی پھندے میں پھنسا ہوا تسلیم کیا جائے وہ بھی اس رنگ میں کہ آخری وقت تک وہ اپنی کذب گوئی پر مصر بلکہ حسب بیان بائبل لڑنے مرنے پر نظر آئیں اور یہ لڑائی بھی ایک صادق نبی کے ساتھ ہو جو رور و رکہ رہا ہے کہ یہ پیشگوئی جھوٹی ہے (جیسا کہ آگے چل کر ہم یہ تمام واقعہ نقل کریں گے) اسلئے مرزائی مجیب سامقام پر فہمت الذی کفر کا زندہ نمونہ بن رہا ہے۔ اگر وہ ان کو نبی تسلیم کرتا ہے تو علم و دیانت پر چھری پھیرے کے علاوہ اس کا ضمیر اسے ملامت کرتا ہے اور اگر نبی نہیں مانتا تو مرزا صاحب کی نبوت جو ذریعہ معاش ہے ہاتھ سے چھوٹی جاتی ہے۔ بیچارہ کرے تو کیا کرے آخر بصد غور و فکر ان لوگوں کی راہ چلتا ہے جو حق میں وارد ہے:

”ویریدون ان یقخدوا بین ذلک سیبلا،“

ایک تیسری صورت نکالتا ہے کہ وہ اشخاص نہ نبی تھے نہ متنبی بلکہ:  
”وہ صرف محدث کے درجے پر تھے۔ ان کی وحی دغل شیطان سے پاک نہ تھی۔ بموجب آیت وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی صرف انبیاء کی وحی دغل شیطان سے پاک کی جاتی ہے

(مفہوم الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۳۲ء)

معلوم ہوتا ہے کہ مرزائی مجیب اپنے دل میں سمجھ رہا ہے کہ میرے مضامین پڑھنے والے مرزائی ہی تو ہیں جو ایمان و اسلام کے علاوہ عدل و انصاف سے بھی مبرا ہیں۔ اس لئے جو چاہوں لکھوں مرزا صاحب نے سچ فرمایا ہے کہ:-  
”جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے کون اس کو روکتا ہے،“

(ص ۳، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵)

مگر جناب ہم تو جھوٹے کو گھر تک پہنچا کر چھو  
اشخاص محدث نہیں بنائے جاسکتے کیوں کہ تمہارے  
محدث کی وحی بھی دخل شیطان سے پاک ہوتی ہے، ملاحظہ  
”محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ رسولوں  
کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جا  
(ص ر حقیقۃ المنیۃ)

اسی طرح ایک اور مقام پر خاص اسی آیت کی رو۔  
انبیاء کی وحی کے متعلق لکھی ہے حسب قرأت ”ابن عباس  
بھی اسی میں داخل کیا ہے ملاحظہ ہو ص ۲۳۳ ط ۳۔ لہذا  
اشخاص کو محدثین میں شامل کرنا جھوٹ ہے، فریب ہے، بہتہ  
سے پاک نہیں کی گئی جیسا کہ بائبل کے مطالعہ سے صاف ظاہر  
نے اپنی کتاب فقہیہ ملت ربانیہ میں تسلیم کیا ہے:-

”تورات سے ان نبیوں کا جو حال ثابت ہے وہ یہ ہے  
بات پر ضد رہے“ (۳۸۹/۳۸۸)

پھر اور سنیے مرزا صاحب کے نزدیک ”محدث  
کے لئے مامور ہوتا ہے، ص ۲۴ ضرورۃ الامام ص ۸۳  
بخلاف اس کے یہ چار سو صاحب مامور خدا و ہادی خلق اللہ  
نظر آرہے ہیں چنانچہ آپ خود مانتے ہیں کہ وہ اپنی غلط پیشگوئی  
کہ جب ان کے روبرو ایک ”صادق نبی اللہ“ نے ان کی کذ  
”ان میں سے ایک نے میکا یاہ نبی کی راست گوئی پر ایک

حیرت ہے کہ باوجود اس کافرانہ جرات و جر  
الہی محدث وغیرہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا  
 یہ تیرے زمانے میں دستور نکلا  
 آگے چل کر اور گل کھلایا ہے کہ وہ  
 ”بلغم بن عور کی طرح ناقص سالک تھے“

کہاں نبی اللہ۔ کہاں محدث اور کہاں ناقص سالک جو بقول مرزا آیت ہل  
 انبئکم علی من تنزل الشیطن تنزل علی کل افک اثیم۔ کے تحت  
 داخل ہیں  
 (ص ۱۳ ضرور ملاحظہ)

اس ”کوڑھ پہ کھاج“ اور ملاحظہ ہو کہ یہی صاحب اپنی کتاب تہمیدات  
 ربانیہ میں یہ بھی لکھ گئے کہ :-  
 ”بائبل کے ان چار سونیوں کی حیثیت محض معمولی کانوں کی حیثیت تھی“  
 (ص ۳۸۹)

واہ رے تیری تہافت۔ اچھا صاحب اگر یہ محض معمولی کانوں کی حیثیت میں  
 تھے تو آپ کے نبی نے ان کانوں کی کذب گوئی کو اپنی پیشگوئی پر بطور نظیر کیوں  
 پیش کیا اور ان کے مقابلے پر اپنے لئے لفظ ”عاجز، کیوں لکھا؟ کیا مرزا صاحب ان  
 جیسے یا ان سے بھی گئے گذرے تھے؟

میرے پہلو سے کیا پالا ستم گر سے پڑا  
 مل گئی مرزا تجھے کفر ان نعمت کی سزا

مولوی صاحب آئیے آپ کے نبی کی تحریر سے تمہیں کانوں کی تصویر کے  
 درشن کراؤں۔ ہوش و حواس کو قائم کر کے اپنے ایمان کے آئینہ میں ان کا عکس  
 جمائیے کیوں کہ آخر بقول شامیہ آپ کے سلسلہ مقتدا کے ہم شکل ہیں ملاحظہ ہو مرزا صاحب  
 فرماتے ہیں :-

”اللہ نے جو کانوں اور مجنوںوں کی تردید کی ہے تو اسی واسطے کہ آخر  
 ان کو بھی بعض باتیں معلوم ہو جاتی ہیں“، الحکم نمبر ۴۰ جلد ۱۱)

معلوم ہوا کہ کاہن زم

لکھا تھا کہ ”اہلحدیث،“ اپنے دعویٰ

ہم نے بائبل کے حوالہ سے پہلے

ہو؟ اگر کچھ کسر ہے تو اور سنئے خ

جھوٹے نبی تھے۔ ملاحظہ ہو آپ ل

”حضرت (مرزا صاحب

متعدد کتب میں ذکر فر

قرار دیا (ص ۱۷۱) اور ا

ہے،، الفضل ۲۰ نومبر

الجھا ہے

لو آپ

قطع نظر ان ہیرا پھی

سوال باقی ہے کہ انہوں نے جو

میں داخل کیا ہے یہ کس بنا پر؟

مولوی صاحب! آپ

چونکہ آپ کے نبی نے اسے ہلا

نے بھی ان کی اندھی تقلید میں

کو اخوان الشیطن میں داخل ک

ناظرین کرام! مرزا ادا

ثابت کرتے ہیں کہ وہ چار صد

(سلاطین اول باب ۶

”اور شاہی بوداہ کی سلطنت

(اس نے) خداوند کے

یربعام کے گناہوں کی راہ چلنا چھوٹی (حقیق  
 اسعجل کی بیٹی ایزبل سے بیاہ کیا اور جا کے  
 کے گھر جو اس نے بنایا تھا بعل کے لئے آ  
 بلغ لگایا (ناظرین گھنے بلغ کو خوب یاد رکھو  
 ایلیاہ ”نبی اللہ“، اور شاخ انخی اب کام کلمہ و  
 چلا جانا مر قوم ہے اور ایسا ہوا کہ بہت دنوں  
 ہوا کہ جا وراپے تئیں انخی اب کو دکھا میں  
 ہوا: ۱۸: ۲، اس وقت انخی اب نے عبدیا  
 ۱۸ اور عبدیہ خداوند سے بہت ڈرتا تھا  
 بیوی) ایزبل نے خداوند کے (صادق) نبی  
 کو چھپایا اور انہیں روٹی پانی سے پالا ۱۸  
 ہے کہ انخی اب اور اس کی بیوی کے سا  
 سب قتل کئے گئے۔ بجز ایک سو کے جن  
 ایسا ہوا جب (ایلیاہ) انخی اب (کے سا  
 اسرائیل کا ایذا دینے والا ہے ۱۸: ۷ اور (ایلی  
 کا گھرتا ہے ہے کہ نم نے خداوند کے حکمو  
 ۱۸: ۱۸ اب تو لوگ بھیج اور سارے اسرائ  
 نیوں کو اور گھنے بانعوں کے چار سو نیوں  
 ہیں کوہ کرمل پر میرے پاس اکٹھا کر ۱۸: ۹  
 کے ۴۵۰ نبی اور گھنے بانعوں کے چار سو نبی  
 صادقوں کی دشمن اور قاتل تھی اور یہ بد ب  
 تھے۔ ناقص) چنانچہ انخی اب نے سارے  
 کوہ کرمل پر اکٹھا کیا ۱۸: ۲۰ اور ایلیاہ نے لوگ  
 تک دو فکروں میں لٹکے رہو گے۔ اگر خدا  
 بعل ہے تو اس کے پیرو ہو۔ مگر لوگوں نے  
 ۱۸: ۲۲ تب ایلیاہ نے کہا کہ خداوند کے نبی

باقی ہوں (یہ بیان کھلے طور پر  
 خدا کے نبی نہ تھے ناقل)  
 ۱۸/۲۲ سو وہ ہم کو دو نیل د  
 اسے نکلے نکلے کریں  
 نیل لوں گا اور اسے نکلے یوں  
 خداؤں کا نام لو اور میں یہ ہو  
 ایلیاہ کے مقابلہ پر عمل کے  
 کافرہ ایزیل کے دست نگر  
 نہیں بائے گئے اس سے  
 نہ دکھا سکتے حجرہ کے، بڈ  
 آگے ملاحظہ ہو) پھر انی  
 یوں کیا اور کیونکر اس  
 ایزیل نے قاصد کی معرہ  
 تجھے بھی ان میں کا ایک  
 ۱۹/۳ یہ سن کر ایلیاہ وہاں  
 وہیں رہا اور دیکھو کہ خدا  
 کیا کرتا ہے ۱۹/۹ وہ بولا  
 کیا اور میں ہاں میں ہی آ  
 لیس ۱۰/۱۰ (اس کے آ  
 اس ضمن میں جناب ایلیاہ  
 ۲۲ سے ملاحظہ ہو) بعد  
 لڑائی نہ ہوئی اور تیسرے  
 کے یہاں آتا آیا ۲۲/۱۰  
 کہ رات جلعاد ہمارا ہے  
 لیس ۲۲/۳ یہود سلف  
 دریافت کیجئے ۲۲/۵ تہ

کے تھے اکٹھا کیا (ناظرین!) یہ چار سو نبی  
 پرانے پانی گھنے باغ والے بت پرست ایزبل  
 طعام کی ہڈیاں چچوڑنے والے انسان نما حیوان  
 میں رلمات جلعلا پر بڑھنے چڑھوں یا اس سے  
 خداوند اسے بادشاہ کے قبضے میں کر دیگا ۲۲/۲۳  
 نبیوں) کے سوا خداوند کا کوئی نبی ہے کہ ہم  
 اسرائیل نے یہوسفط سے کہا کہ ایک شخص  
 تو ان سو نبیوں سے ہے جن کو قتل ہونے  
 پھر جناب ایلیاہ کے چلے جانے کے بعد خلعت  
 (میکایاہ) سے ہم خداوند کی مشورت پوچھ سکے  
 رکھتا ہوں۔ کیونکہ وہ میرے حق میں ہدی کی  
 سفط بولا بلاشاہ ایسانہ فرمائیے ۸/۲۲ تب شاہ  
 کیا کہ املہ کے بیٹے میکایاہ کو لا ۱۰/۲۲ سو وہ شاہ  
 اس لئے کہ تم خداوند کے سخن کو سنو۔ میں  
 اور آسمانی لشکر آس پاس اس کے داہنے اور اس  
 خداوند نے فرمایا کہ اخی اب کو کون ترغیب دے  
 جلعلا کے سامنے کھیت آئے تب ایک اس طر  
 سے ۲۰/۲۲ ایک روح اس وقت نکل کے  
 اور بولی کہ میں اسے ترغیب دوں گی ۲۱/۲۲  
 سے وہ بولی میں روانہ ہوں گی اور جھوٹی روح  
 منہ میں پڑوں گی وہ بولا تو اسے ترغیب دے گی  
 ایسا کر ۲۳/۲۲ (یہ بیان کر کے جناب میکایاہ  
 تیرے ان سب نبیوں کے منہ میں جھوٹی رو  
 نے تیری بابت بری خبر دی ہے ۲۳/۲۲  
 معزز قارئین کرام! بائبل کی اسی تمام  
 کہ وہ چار سو اشخاص جن کو مرزا قادیانی نے خدا کے



جھوٹے کافر بت پرست تھے۔ خا  
 بیان جس نے ان نبیوں کو فتح کی خبر  
 ”میں جھوٹی روح بن کے  
 ”خداوند نے تیرے ا  
 تو اور بھی وضاحت کرر  
 کے مزعومہ نبی تھے وہذا ہوا المطلوب  
 مرزا صاحب کے

مرزا صاحب نے جملہ ان  
 مسیح علیہ السلام کو تو کھلے الفاظ کا  
 سبب یہ تھا کہ مرزا صاحب کا دعویٰ  
 دعویٰ میں روک تھے۔ اس لئے  
 کرتے۔

”جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی  
 اسی میں دیکھتے ہیں کہ بزر

مگر یاد رکھو:-

”وہ (شخص) بڑا ہی خمیشت  
 مقدس لوگوں کو گائیاں د  
 ”اسلام میں کسی نبی کی  
 ہے“

مرزا صاحب

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام

میں اس قدر بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا۔ اور ہر ایک و عظیم میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں، (چشمہ مسیحی ص ۹) انجیل میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے یسوع کو نیک کہا (مقرس باب ۱۰ آیت ۱۸) تو جناب نے جواب دیا، تو مجھے کیوں نہیں کہتا ہے کہ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا“

مرزا صاحب کو تسلیم ہے کہ نیک نہ کہلانے والا حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مسیح تو وہ بے نفس انسان تھے جنہوں نے یہ بھی نہ چاہا کہ کوئی ان کو نیک کہے، (چشمہ مسیحی)

مگر جب مرزا صاحب پر غیظ و غضب کا زرو ہو اور حضرت مسیح علیہ توہین کا بھوت سوار ہو تو آپ نے لکھا:-

”یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے یہ شخص شرابی کبابی ہے اور خراب چال چلن“ (حاشیہ ست بچن ص ۱۷۲) انجیل مروجہ میں حضرت مسیح کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ آپ نے ایک بدکار عورت سے عطر ملوایا (یہ روایت مرزا)

مرزا صاحب مانتے ہیں کہ عطر ملوانے والا یسوع در حقیقت ح علیہ السلام تھا اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس فعل پر اعتراض کرنے والا شیطان خصلت انسان ہے۔ جیسا کہ ہم باب کذبات مرزا صاحب پاکٹ بک ہند کمالات ص ۱۵۹۷-۲۵۸ کے حوالہ سے لکھ آئے ہیں۔ مگر صاحب کو حضرت مسیح کی توہین مطلوب ہوئی تو اس فعل پر یوں اعتراض کیا کہ ”آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اس وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے در نہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چال چلن کا آدمی ہو سکتا ہے، (غیمہ انجام آتم ص ۷ حاشیہ) مرزا صاحب باوجود یہ ماننے کے کہ ”شراب ام النجاشہ ہے،“

(1) ”عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے  
”عادت کی وجہ سے مگر قرآن انجیل  
”ٹھیراتا“

(ب) ”میرے نزدیک مسیح شراب سے پرہیز  
”

(ج) کسی نے مرزا صاحب کو مرض ذیابیط  
کھانے کا مشورہ دیا تو مرزا نے کہا:-  
”میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کرے  
دوسرا ایونی“

مرزا

مرزا صاحب نے انجیل کے حوالے

الجواب

گہرا انجیل کے حوالہ سے ہی کہا ہوا

میں یہی ہے۔ جیسا کہ لکھا جا چکا ہے::

۵۔ مرزا صاحب یہ مانتے ہوئے کہ انجیل

(اعجاز احمدی ص ۱۷۱) پھر بھی حضرت

زبان طعن کھولتے ہیں:-

(1) ”آپ (یسوع) کا خاندان بھی نہا

اور نانیاں آپ کی ناکار اور کسی عمو

وجود ظہور پذیر ہوا“

اعتراف

یہ سب اعتراضات انجیل کے بیان

ہے نہ کہ مسیح کا::

## الجواب

- (۱) ”جن نبیوں کا اس وجود غضری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا وہ دونی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے دوسرے ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں“ (توضیح مرام ص ۱۰۰)
- (۲) ”دوئی یسوع مسیح کو خدا جانتا ہے مگر میں ایک بندہ عاجز مگر نبی مانتا ہوں“ (ریویو ستمبر ۱۹۰۲ء ص ۱۰۰)
- (۳) ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے مشہور ہیں“ (راز حقیقت ص ۱۹)
- (۴) ”یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ جیسا کہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جس کو عبر میں یسوع کہتے ہیں تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بنا“

(چشمہ سبھی ص ۳۰۱ کا حاشیہ) (۱۸، ص ۸۱)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ یسوع مسیح اور عیسیٰ

کا نام ہے::

علاوہ ازیں مرزا صاحب مانتے ہیں کہ جس یسوع کی دادیوں اعتراض ہے وہ حضرت مسیح علیہ السلام ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی مانتے ہیں افعی وزنی ہے۔ ایسا وزنی کہ مجھ کو بھی اس کا جواب نہیں آتا چنانچہ جواب میں لکھتے ہیں:-

”ہاں مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب بھی کبھی آپ نے سوچا ہو گا۔ ہم تو سوچ کر تھک گئے اب تک کوئی جواب خیال میں نہیں آیا۔ کیا ہی خوب خدا ہے جس کی دادیاں ناناں ا کمال کی ہیں،“ (نورالقرآن نمبر ۴ ص ۱۲) (۱۲، ص ۳۹۲، ۳۹۳)

- (۶) مرزا صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح مقابلہ کرتے ہوئے ہاں یسوع کا نام لے کر نہیں بلکہ ”حضرت (علیہ السلام) کا نام لے کر مقابلہ کرتے ہوئے کہا کہ:-

”مسح کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پھاؤ پرستار۔ منکبر۔ خود بین۔ خدائی کا دعویٰ (ص ۲۱۷)

(۷) جناب یسوع علیہ السلام کے معجزات ہیں۔ مرزا صاحب اقراری ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:-

”عیسائیوں کو کس بات پر ناز ہے۔ آگ ہوئی مر گیا اور سری مگر محلہ خان یار کے معجزات ہیں تو دورے نیوں۔ معجزات اس سے بہت زیادہ ہیں اور کوئی معجزہ نہیں ہوا محض فریب اور حضرت عیسیٰ کو پیشگوئی کے موافق مل

اس بیان سے ظاہر ہے کہ عیسائی اور مکر، کے الفاظ استعمال کرتے ہیں وہ حضرت ملاحظہ کر کہ یہ ہودثانی کا بیان سنیں:-

”آپ (یسوع) کے ہاتھ میں سوا مکر

(۸) انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام گئی ہیں۔ جو بظاہر الفاظ صحیح نہیں نکلی اور مرزا صاحب بھی ہی مانتے پیشگوئیاں جھوٹی نکلی ہیں۔ اس بجائے حضرات انبیاء کرام کو بھی اور یہود ناما مسعود کی کتب کی بنا پر

مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ،، چاروں انجیلیں ایک ز

اسلام کے مقابلہ پر بھی انجیلی غلط پیشگوئیوں کو پیش کیا ہے۔  
 ”جو اس فاضل یہودی نے حضرت عیسیٰ کی پیشگوئیوں پر اعتراض

(۱)

ہیں وہ نہایت سخت اعتراض ہیں۔ بلکہ وہ ایسے اعتراض میں کہ از  
 ہمیں بھی جواب نہیں آتا کہ اگر مولوی ثناء اللہ یا مولوی محمد  
 کوئی پادری صاحبوں سے ان اعتراضات کا جواب دے سکے تو ہم ان  
 روپیہ نقد بطور انعام کے اس کے حوالے کریں گے۔ خدا کا  
 پیشگوئیوں کا یہ حال ہے اس سے تو ہمیں بھی تعجب ہے ایسی پر  
 بھی جاری نہیں ہو سکتا۔ تاہم خیال کیا جائے کہ وہ منسوخ ہو گئیں  
 و عید کی پیشگوئیاں جیسا کہ آتھم کی پیشگوئی یا احمد بیگ کے دہلوی پتہ  
 ایسی پیشگوئیاں ہیں کی قرآن اور توریت کی رو سے تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔  
 ان کا التوا ان کے کذب کو مستلزم نہیں (اعجاز احمد ص ۵۰) ۵۰، ص ۱۱۱،  
 یہود تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں ان کی پیشگوئیوں  
 بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب  
 میں حیران ہیں بغیر اس کے کہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے  
 قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے۔

(ب)

(اعجاز احمدی ص ۱۳)

ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں

(ج)

(اعجاز احمدی ص ۱۳)

برادران ابو بیکھیے کس یقینی انداز میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئیوں

قرار دیا ہے حالانکہ یہی مرزا صاحب انہی مسیح علیہ السلام کے متعلق لکھ آئے

”قرآن شریف میں ہے بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی۔

مسیح موعود کے وقت طاعون پڑیگی (یہ جھوٹ ہے۔ ناقل) بلکہ

مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ

کی پیشگوئیاں ٹل جائیں،، (ششوی ص ۵۰) ۵۰، ج ۱۹،

مرومی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ بیچرا ہوا

(۹)

اچھی صفت نہیں یہ اعتراض بہت  
 مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت  
 باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن  
 سکے الخ (س)

(۱۰)

خدا کے نبی توحید سکھانے آ۔  
 لیں تو اس میں انبیاء کا کوئی قصور  
 والا بددیانت انسان کہلائے گا  
 میں بھی پیش پیش ہیں چنانچہ لکھ  
 ”ایک دفعہ حضرت عیسیٰ زمین پر آ  
 کروڑ مشرک دنیا میں ہو گئے۔ دوبارہ  
 آنے کے خواہشمند ہیں۔“

معاذ اللہ۔ استغفر اللہ کیے  
 ناظرین! یہ اقوال صرف بطور نمونہ  
 ہیں۔ جن میں مرزا جی نے حضرت مسیح علیہ

مرزا

یہ تحریرات جو ابی طور پر لکھی گ

الجو

”مسلمانوں سے یہ ہرگز نہیں ہو س  
 اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ایک مسلم  
 علیہ السلام کو گالی دے“ (س مہر ز

مرزا

مرزا صاحب نے یسوع کو برا کہہ

## الجواب

یہ بھی غلط عذر ہے کیونکہ ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ یسوع اور مسیح ہی ہیں پھر لطف یہ کہ مرزا صاحب کی اکثر تحریریں ہم نقل کر آئے ہیں وہ حضور السلام کے نام سے ہیں:

ماسوا اس کے اگر مان بھی لیا جائے کہ بعض جگہ اپنی کتب میں مرزا نے عیسائیوں کے کسی فرضی یسوع کو برا بھلا کہا ہے۔ تو یہ بھی خود مرزا صاحب نے نزدیک ایک گندہ طریقہ ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

(۱) اس کتاب (براہین احمدیہ) میں کوئی ایسا لفظ نہیں کہ جس میں کسی بزرگ یا پیشوا کسی فریقے کی کسر شان لازم آوے خود تم ایسے الفاظ کو صراحتاً یا کتناہیہ کرنا حدیث عظیم سمجھتے ہیں اور مرتکب ایسے امر کو پرلے درجے کا شریر النفس خیال کرتے ہیں،، (ص ۱۰۲) ”مختلف فرقوں کے بزرگ ہادیوں کو بدی اور بے ادبی سے یاد کرنا پرلے درجے کی خباثت اور شرارت ہے“ (براہین احمدیہ ص ۱۰۲)

(ب) مولوی اللہ داتا جالندھری احمدی اپنی کتاب ”تقیہیات ربانیہ“ لکھتا ہے:-

”میں دنیا کے شرفاء کے سامنے اس ذہنیت پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ایک شخص لاکھوں انسانوں کے پیشوا جان و مال اور عزت سے بدرجہا محبوب پیشوا پر حملے کرتا ہے اور ناواجب اور سو قیانہ الفاظ استعمال کرتا ہے لاکھوں بندگان خدا کے دلوں کو دکھ دیتا ہے۔ اور پھر اس کو خدمت دین سمجھتا ہے کیا سچ مسیح اسلام کا ہی منشا ہے؟ کیا بانی اسلام کا یہی اسوہ ہے؟ اور پھر کیا اسی طریق سے اصلاح ہو سکتی ہے؟“ (تقیہیات ربانیہ ص ۴)

ضمیمہ توہین مسیح علیہ السلام

احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم



کذاب پیدا نہ ہو لیس کُلْهُم یُرْغَمُ اِنَّہ  
 ہر ایک ان میں سے دعویٰ نبوۃ کرے گا  
 (ابہام ص ۶۱۴) (بخاری، ص ۳۳۱، ج ۳) میرے بعد  
 مرزا صاحب کے حالات پر نظر ڈالیں تو  
 ایک ہیں ::

مرزا جی نے جب تک دعویٰ  
 طرح عقائد رکھتے تھے اور معجزات انبیاء  
 کیا۔ حدیث نے اپنی صداقت کا جلوہ دکھا  
 دجالوں، کذابوں کی ٹولی کی طرف سرکنا  
 قدم آگے بڑھ گئے ::

انبیاء کرام کے معجزات کو جادو  
 سترہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 کر آئے تو کفار نے کہا ہذا سحر مبین (۱)  
 ”صریح قرآن شریف میں وار  
 کافروں نے یہ نشان دیکھا تو کہا جا  
 (سرمد چشم آریہ)  
 اسی طرح یہودنا مسعود نے:  
 ”حضرت مسیح علیہ السلام سے کئی  
 اٹھایا، (نصرۃ الحق معتمد مرزا ص ۳۱۱)  
 بلکہ یہاں تک عداوت و ظلم  
 ”کوئی معجزہ نہیں ہوا محض فریب  
 (چشم سنجی)  
 بخلاف اسکے مومن باللہ اندر

مر تکب نہیں ہوئے اور ہمیشہ اس قسم کے اقوال کفریہ و شبہات باطلہ رہے۔ چنانچہ مرزا صاحب راقم ہیں۔

”جن لوگوں نے منقولی معجزات کو مشاہدہ کیا ان کے لئے وہ تسلی موجب نہیں ٹھہر سکے کیونکہ بہت سے ایسے عجائبات بھی ہیں کہ اگر شعبہ بازی دکھلاتے پھرتے ہیں گو وہ مگر اور ہیں مگر اب مخالف بدنام پر کیونکر ثابت کر کے دکھلا دیں کہ انبیاء سے جو عجائبات ظاہر ہوئے۔ یہ اس قسم کی دست بازیوں سے منزہ ہیں۔ یہ مشکلات ممکن ہے انہی ز میں پیدا ہو گئی ہوں۔ مثلاً جب ہم یوحنا کی انجیل دیکھتے ہیں تو اس میں ہو پاتے ہیں اور یرشلیم میں باب الضمان کے پاس ایک حوض ہے اس پانچ سارے ہیں ان میں اندھوں لنگڑوں کی ایک بھیڑ پانی کے منتظر تھی پانی ہلنے کے بعد جو کوئی پہلے اس میں اترتا کیسی ہی بیماری کی ہو اس سے چنگا ہو جاتا وہاں ایک شخص تھا جو کہ ۳۸ برس سے بیمار تھا۔ یسوع نے جب اسکو پڑے ہوئے دیکھا تو کہا کہ تو کیا چاہتا ہے کہ ہو جائے۔ بیمار نے کہا کہ اے خداوند میرے پاس آدمی نہیں کہ جس نے پلے تو مجھے اس میں ڈال دے“ (یہ بیان انجیل سے نقل کر کے صاحب لکھتے ہیں۔ ناقل) اب ظاہر ہے کہ جو شخص حضرت عیسیٰ کی نبوت منکر ہے اور ان کے معجزات کا انکار می ہے جب (انجیل) یوحنا عبارت پڑھے گا تو خواہ مخواہ اس کے دل میں ایک قوی خیال پیدا ہوگا کہ حضرت کا مدوح اسی حوض کے پانی میں کچھ تصرف کر کے ایسے خد دکھلاتے ہوں گے۔ یہ بات قرین قیاس ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ کے سے اندھوں لنگڑوں وغیرہ کو شفا حاصل ہوئی تو بالیقین یہ سب حضرت نے اسی حوض سے اڑایا ہوگا۔ بالخصوص جب کہ یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت مسیح (انجیل میں یسوع لکھا ہے) اسی حوض پر اکثر جایا بھی تھے غرض اس بات کے ثبوت میں بہت سی مشکلات پڑتی ہیں کہ یہ ہو کی رائے کے موافق مسیح مکار اور شعبہ باز نہیں اور سچ معجزات ہیں

کے ہیں اگرچہ قرآن شریف پر ایمان انجمن نجات حاصل ہو جاتی ہے مگر جو شخص قرآن یہودی یا ہندو یا عیسائی ہے وہ کیونکر ایسے (براہین احمدیہ ص ۱۰۰)

تحریر بالا مزید تشریح کی محتاج نہیں مکار و شعبہ باز کہتے تھے دراصل حضرت علیؓ انکار کرنے والا ان کے معجزات کو حوض کی تائید معجزات بلکہ نبوت مسیح کا منکر کافر ہے ایمان آئیے اب مرزا صاحب کی تحریر اس کس نظر سے دیکھا ہے یہ تحریر مرزا صاحب دعویٰ رسالت کا ذبہ نہیں کیا تھا۔ اس کے لوگوں نے ان سے مثیل مسیح ہونے کے ثبوت تو مرزا صاحب نے وہی جواب دیا جو کفار مسیحی معجزات کو ناجیہ شخص اسی تالاب کی وجہ سے ۱۰۶ اور ۱۰۷ اور کہیں مسمریزم، عمل ترب، فطرتی طا اس عمل کو مکروہ قابل نفرت سمجھتا ہوں اور کہیں کہ معجزات مسیحی کو مصنوعی قرار دیا (ترجمہ اہم ص ۹ بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچ گئے کہ :-

عیسائیوں نے آپ (یسوع مسیح) کے معجزات سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ کے ساتھ کسی شب کو وغیرہ کا اعلان کیا ایک تالاب بھی موجود تھا۔ اسی تالاب حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیض

ظاہر ہوا تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے آپ کا  
ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے کچھ نہ تھا“

(ضمیمہ انجام آتم ص ۶۱، ج ۱)

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیے۔ وہی یسوع مسیح انجیلی ہے و

معجزات، وہی تالاب کا قصہ، اور وہی مرزا صاحب قادیانی:

پہلے بیانوں میں جو مسلم نما حالت کے ہیں۔ ان معجزات کو

عند اللہ مان کر ان کے انکار کرنے والے۔ یا اسے حوض کی وجہ  
ٹھہرانے والے کو:-

”بداندیش مخالف، یہودی، ہندو، منکر قرآن، خارج اسلام“ قرار دیا۔

مگر اس جگہ بعد دعوی نبوت کے اسی یسوع کے معجزات کو:-

”حق بات یہی ہے کہ اس سے کوئی معجزہ نہیں ہوا:

کہہ کر انہیں یہود کی طرح، مکار، فریبی لکھا ہے:

## نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

ہم سابقا معیار انبیاء میں قرآن پاک سے ثابت کر آئے ہیں

یہ کہ نبی اپنی ساری عمر بھر کسی وحی الہی کو نہ سمجھ سکے۔

۱۔ چونکہ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور

اور علامات جو مسیح موعود کے وقت کی ہیں۔ آپ میں پائی نہیں

لئے مرزا صاحب نے رسول اللہ صلعم کی رسالت پر یہ گستاخانہ حمد

”ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجا

کی حقیقت منکشف نہ ہوئی ہو۔ اور دجال کے ستر باغ کے گدھے کی اصل

کیفیت نہ کھلی ہو۔ اور نہ یا جوج ماجوج دابة الارض کی ماہیت کما ہی ظا

فرمائی گئی“

(ازالہ ص ۶۹۱، ۱۶۲-۲۵۲، ج ۱، ص ۳، ۴، ۵)

بخلاف اس کے اپنے مریدوں کا حال یہ لکھتے ہیں کہ:-

”اب رہی اپنی جماعت خدا کا شکر ہے کہ (انرا مسیح کے اترنے کی حقیقت۔ دجال کی حقیقت کے بارے میں) خدا نے ان کو معرفت کے متا

۲۔ مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کے تو صر (تحفہ بوڑھ) میں، ص ۱۵۳، انہوں نے مگر اپنے دس لاکھ نشان واضح رہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک نشان ”چاند ب ضرور اپنے ساتھ امتیازی نشان رکھتے معجزہ اور کرامت اور خارق عادت امر ہے۔“

۳۔ قرآن شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ دو ٹکڑے ہو گیا (قرآن شریف میں انگل کا اشارہ مذکور اور کفار نے اس معجزہ کو دیکھا اس کے جواب میں یہ کہ ہے یہ سراسر فضول باتیں ہیں) (ص ۳۱۱ چشمہ معرفت حد نبی کریم ﷺ کے اس معجزہ کو از قسم کسو ہے جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:-

”اگر آج شق القمر کا معجزہ ہو تو یہ بیت وطبی فی الفور اس کو کسوف خسوف میں داخل کر چاہیں گے“ (ص ۱۵۸ رپورٹ ج

مگر افسوس کہ مرزا صاحب نے نہ صرف قرار دیا ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ پر اپنی عظمت جتانے ”اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر

سورج دونوں کا، (ص ۱۷۱، اعجاز احمدی) م

۴۔ خیال زان کو بلبل سے برتری کا ہے ☆ غلام مرزا صاحب خطبہ الہامیہ میں رسول اللہ ﷺ

میں بتاتے ہیں کہ:- ”حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ر

ہزار کے تخریم یعنی ان دنوں میں اتوی المل اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ص ۱۸۱ (ج ۲، ص ۲۰، ج ۱۶ اسلام ہلال (جینی رات کے چاند کا وصفی نام ہلال ہے۔ ناقلاً) کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ آخر زمانہ (یعنی مرزا کے زمانہ) میں بدر۔ (چودھویں شب کے چاند کا وصفی نام بدر ہے ناقلاً) کی شکل اختیار کرے،،  
(ذخیرۃ البیہ) ج ۲، ص ۲، ج ۱۶

ناظرین کرام! دیکھیے کس فریب آمیز طریقہ سے رسول اللہ صلعم سے بڑھ کر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

بت کریں آرزو خدائی کی ☆ شان ہے تیری کبریائی کی

قطع نظر اس سے صاحب علم غور کریں کہ اسلام کی ابتدا جسے مرزا پہلی کے چاند جیسا لکھتے ہیں۔ ایسی درخشاں ہے کہ جب سے دنیا کی بنیاد پڑی ہے اس کی نظیر نہیں ملتی، منطقی بھر نہتے اور غیر مدنی بے سروسامان انسانوں نے اپنی اولوالعزمی یک جہتی، جاں نثاری سے اور وفاداری سے قیصر و کسریٰ ایسے جاہر و قاہر بادشاہوں کے تختوں کو الٹ دیا ان کی تہذیب دینداری، خدا پرستی غرض جملہ اوصاف شرافت ایسے نمایاں ہے کہ آج غیروں میں تو درکنار خود مسلمانوں میں بھی ایک شخص ڈھونڈنے سے ان جیسا نہیں ملتا۔ پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو انکے بھی مزی تھے آپ، آپ کی روحانیت کا تو ٹھیکانا ہی کیا۔ بقول مرزا صاحب:

آدم سے لیکر اخیر تک کسی نبی کو ایسی قوت لدی نہیں دی گئی جو آنحضرت کو عطا کی گئی اور افسوس ہے کہ ایسی جماعت ہم کو بھی نہیں ملی“ (اخبار بدر ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء) پس مرزا صاحب اپنے وقت کی روحانیت کو آنحضرت کے زمانہ سے چودھ حصے بڑھ کر لکھنا سراسر خلاف واقعات اور ایک سفید جھوٹ ہے جو تو بہن نبوی ہے۔

۵۔ ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہنی ارتقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم پر حاصل ہے (قادیانی ریویو ماہ مئی ۱۹۲۹ء)

۶۔ یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے“ (ڈائری خلیفہ قادیان مطبوعہ اخبار الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

۷۔ ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں بنایا بلکہ آگے بڑھایا اور اسقدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو پہلوا کر کھڑا کیا۔ (کلمہ حق میاں محمود احمد خلیفہ قادیان ص ۱۱۳)

# مرزا صاحب کے کاذب

## مبالغہ

### مثال

مرزا صاحب مبالغہ گوئی میں اپنی  
”دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم۔  
ہیں اور کروڑ ہا اس کے ارادہ سے پیدا ہو

اس قول میں حضرت قابض اروہ  
مبالغہ آرائی سے اظہار کیا گیا ہے۔ اس کا  
طے گی، کسی افسانہ گو شاعر کی تالیفات میں  
خدا نہ کرے کہ کسی دقت فی الوارثہ  
اگر ایسا ہو جائے تو غالباً بلکہ یقیناً دو تین  
ہو جائے۔ رہ جائیں دو دو تین تین دن  
میں بلبلا تے ہوئے بحر فانی میں غرق ہو  
جاگتا چلتا پھر تا نظر نہ آئے۔ پناہ بہ خدا؛  
مرزا بیو! تم بلکہ تمہارے اعلیٰ حصہ  
سے کام ہیں جو یسوع نے کئے۔ اگر وہ  
کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں نہ سما سکتیں

پتھارے لے لے کر بڑی ترنگ میں جھوم جھوم کر زبان طعن اور آوازہ تضحیکہ دراز کیا کرتے ہو۔ خدا را کبھی اپنے ان مہمل اور بے معنی مبالغات پر بھی نظر ڈالا کر کیا وہی بات تو نہیں کہ:- ”خالم کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا پر غیر کی آنکھ کا بھی خار بن کر اس کے سینہ میں کھکتا ہے“

## مثال دوم

”مرزا صاحب نے اپنی زندگی میں جو اشتہار دیئے وہ انگلیوں پر شمار ہو سکتے ہیں چنانچہ منشی قاسم علی احمدی نے تبلیغ رسالت جلد اول سے دس تک میں ان کو درج ہے جن کی جملہ تعداد ۲۶۱ ہے مگر مرزا صاحب نے جس مبالغہ آرائی سے اس ذکر کیا ہے وہ قابل دید و شنید ہے، آپ لکھتے ہیں:-

”میں نے چالیس کتابیں تالیف کی ہیں اور ساٹھ ہزار کے قریب اپنے دعویٰ کے

ثبوت کے متعلق اشتہارات شائع کئے ہیں وہ سب میری طرف سے بطور چھوٹے

چھوٹے رسالوں کے ہیں۔“ (اربعین ص ۳۵) (بخ ص ۳۱۸، ج ۱ ص ۱۷۷)

مرزا میو! ایمان سے کہو (اگر تم میں کچھ ایمان باقی ہے) کہ یہ سچ ہے قادیان دروغ بے فروغ؟ بصورت اثبات ان ساٹھ ہزار رسالوں کا ذرا ہمیں بھی درشن کر بصورت ثانیہ افترا اور جھوٹ کی وعید شدیداً نفاذ فرمائیے **الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ** بآیة اللہ - سے ڈرو۔

## مثال سوم

مرزا صاحب نے اسی کے قریب کتابیں لکھی ہیں۔ ان سب کو اکٹھا کیا جا۔ تو بمشکل ایک الماری بھرے گی مگر مرزا صاحب قادیانی اپنی جہلی عادت مبالغہ گو سے مجبور ہو کر فرماتے ہیں:-

”میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے

ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور

اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس، الماریاں



ان سے بھرتی ہیں۔“ (تریق القلوب ص ۵  
اس اظہار و فاداری پر حکومت کا مرزا  
درجے کی نا قدر شناسی ہے۔

ہم کو ان سے ہے وفا کی امید  
حالانکہ مرزا صاحب نے خطاب کی آرز  
کہ ”لک خطاب العزت لک خطاب العزت

تیرے لئے عزت کا خطاب تیرے لئے  
اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

### مثال چہار

ریویو بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء کے ص ۲۴۰

”اب تک میرے ہاتھ پر ایک لاکھ کے قریب  
اس تحریر کے تین سال پانچ ماہ گیارہ دن  
”میرے ہاتھ پر چار لاکھ کے قریب لوگوں

کس قدر مبالغہ ہے کہ ستمبر ۱۹۰۲ء سے مار  
بیعت کی۔ یعنی مرزا صاحب متواتر ساڑھے تیر  
تک ہر روز لگاتار بیعت ہی لیتے رہے تھے جس  
ہر ماہ میں ۱۴۳ یا ہر دن میں ۲۳۸ یا فی گھنٹہ  
شرائط بیعت سنا کر اور ان پر عمل کرنے کا وعدہ۔

### مثال پنجم

مرزا صاحب اپنے مرنے سے قریب آٹھ  
”میں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر صد  
(تذکرہ شہادتین ص

مگر مرزا صاحب کی کتنی بڑی کرامت ہے کہ اس کے بعد انہوں نے  
 کے اندر ہی اسی کتاب کے اسی صفحہ میں صرف دو سطر بعد ”صد ہا نشان“  
 بنا ڈالا آگے چل کر صفحہ ۴۱ پر جو مشین مبالغہ کے کل پرزوں کو حرکت  
 جنبش قلم ”دس لاکھ“ تک نوبت پہنچادی۔

## دلائل مرزاسیہ کا جواب دلیل نمبر ۱۱ پاکیزہ زندگی

**اعتراض:-** قرآن مجید میں ہے فقد لبثت فیکم عمر امن قبلہ اف  
 (سورہ یونس ۲۷) یعنی نبی ﷺ فرماتے ہیں اے لوگو! میں تم میں ایک عرصہ تک  
 چکا ہوں۔ کیا تم نہیں سوچتے۔ اس آیت میں آنحضرت ﷺ نے اپنی پاک  
 اپنی نبوت کی دلیل قرار دیا ہے ایسا ہی مرزا صاحب کا حال ہے۔ کوئی شخص  
 زندگی میں عیب نہیں نکال سکتا بلکہ آپ کے اشد ترین مخالفوں کی شہادت موجود  
 بڑے پاک تھے چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ کو اعتراف۔

## الجواب

(۱) بلاشبہ انبیاء کرام کی پہلی کیسا ساری زندگی پاک ہوتی ہے مگر سو  
 اس آیت میں کیا پاکیزہ زندگی کو دلیل نبوت قرار دیا ہے؟ نہیں۔ کیونکہ د  
 ایسے اشخاص ملیں گے جنکی زندگی عیوب سے خالی ہے پھر کیا وہ بھی نبی ما  
 نبی اپنی زندگی کو کئی حیثیتوں میں پیش کر سکتا ہے اول یہ کہ میں  
 ہوں اور تم بخوبی جانتے ہو پھر کیا میں نے کسی لالچ کی بنا پر دعویٰ نبوت  
 ظاہر ہے کہ اس جگہ یہ حیثیت مقصود نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ ایسا  
 اور غریب تھے۔

دوم یہ کہ نبی کے مخالف اس کو مجنوں وغیرہ قرار دیں (جیسا کہ آنحضرت  
 کو بھی کہا گیا) اور اس کے جواب میں نبی خدا نہیں متوجہ کرے کہ میں تو

گزار چکا ہوں اور تمہیں علم ہے کہ میں صحیح الہی  
 مرزائی صاحبان کو مسلم ہے کہ اس  
 تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ  
 کر سکتا ہوں۔ یہ صورت بھی غیر معقول ہے  
 مفتری ہو جانا محال نہیں ممکن ہے اور یوں  
 دلیل نبوت نہیں ہو سکتی چنانچہ مرزا صاحب  
 (الف) پاک ناپاک ہونا بہت کچھ وہ  
 اللہ کے کسی کو معلوم نہیں۔ پس پاک وہ ہے

(ب) ایک ظاہری راست باز کیلئے  
 کے احکام پر چلتا ہے بلکہ اس کیلئے ایک  
 پرواہ ہو۔ کیونکہ ایسا دعویٰ تو قریباً ہر ایک  
 اور اسکا دامن تمام اقسام کے فسق و فجور  
 ہو کہ فی الحقیقت ایسا ہی امر واقع ہے،  
 غرض سے بھی ہو سکتا ہے اگر کوئی عابد ز  
 ہے اگر فسق و فجور سے بچ گیا ہے تو تہی دست  
 ہے کہ محض لوگوں کے لعن طعن کے خوف  
 کچھ بھی اس کے دل پر اثر نہ ہو پس ظ  
 حقیقی پاکیزگی پر کامل ثبوت نہیں ہو سکتا  
 (س)

تحریرات مرقومہ بالا شاہد ہیں کہ  
 کی یہ منشا بھی نہیں ::

اب صرف ایک ہی صورت باقی  
 زندگی پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ آیت زیر غور کہ

سے کہتے تھے کہ اس قرآن کو بدل دو یا اس کے سوا کو  
جواب میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ بھلے لوگو! غور نہ  
ناخواندہ محض انسان ہوں اور تم بخوبی جانتے ہو کیونکہ  
چکا ہوں پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے یہ مجھ ان پڑھ  
میں اسے بدل کیسے سکتا ہوں ::

نبی کریم ﷺ کا ان پڑھ ہونا جملہ مخالفین کو مسلمہ

ملاحظہ ہو صفحہ ۷۸ تا ۸۰

حاصل ”یہ کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اچھا جرنیل نبی  
یہ ضروری نہیں لیکن کامل نبی کے لئے اچھا جرنیل ہو  
اعلیٰ درجہ کا قاضی ضروری نہیں نبی ہو، کافر بھی اچھے راج  
پیشک نبی نہیں ہو سکتا۔ لیکن نبی کیلئے اچھا قاضی ہونا ضروری  
(قول میاں محمود احمد ظیفہ قادری)

ٹھیک اسی طرح ہم مانتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ  
مگر ہر ایک پاک شخص نبی نہیں ہوتا۔ پس بغرض محال م  
تاہم ان کی پاکیزگی نبوت کی دلیل نہیں بن سکتی ::

باقی رہا مولانا محمد حسین بنالوی اور مولانا ثناء اللہ صاحب  
رکھنا۔ سو گزارش ہے کہ جبکہ رسول اللہ ﷺ جیسے سید المرسلین  
ہو۔ لگے ہمارے ارد گرد منافق بہ شکل مومنین منڈلاتے پھر

مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمُ الْآيَةُ  
ہیں جنہیں اے نبی ﷺ آپ نہیں جانتے ہم جانتے ہیں تو

کامرز اصحاب کی ظاہری شکل پر دھوکہ کھا جانا کون سی بڑ  
الغرض نصرۃ الحق کی تحریر سے یہ عبارت النص ثاب  
و صداقت کی دلیل نہیں بلکہ دلیل صداقت مجرات  
مزید تائید قول ذیل سے ہوتی ہے :-

”سو عزیزو! یقیناً سمجھو کہ صادق

قدیم قانون میں ایک ہی راہ ہے۔

خدا تعالیٰ اس کے ساتھ ہے۔“

پس ہر ایک دانا انسان پر فرض

کمالات آسمانی نشانات یعنی پیشگوئیاں

(۲) معیار نبوت وہ ہے جس

اپنی گذشتہ زندگی بطور معیار کے پیش

پورے اتر سکتے ہیں۔ موسیٰ عليه السلام

فرعون نے ان کی سابقہ زندگی کو قتل

کہا تھا۔ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلَيْدًا

فَعَلَّكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكَٰفِرِينَ

موسیٰ عليه السلام نے جواب دیا۔

مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُمْ الشَّعْرَاءَ

مطلب یہ کہ میں اپنی صداقت

معجزہ عصا وید بیضا پیش کرتا ہوں اور

اس کی تصدیق کی ہے جس کا اقتباس

اس طرح حضرت لوط عليه السلام

سدوم کے باشندے نہ تھے تو سدوم

واقف ہو سکتے تھے؟ پس پیغمبر کی سابقہ

(۳) بفرض محال اگر پیغمبر کی سابقہ

اس پر پورے نہیں اتر سکتے کیونکہ وہ

پورے اتر سکتے ہیں۔ وہ خود مانتے ہیں

”پھر دوسرا نشان یہ ہے کہ اس

اس زمانہ میں جبکہ یہ عاجز گوشہ گمانا

اور نہ کوئی آجاتھا“ (ضمیمہ رسالہ انجام آختم ص ۲) (خ ص ۲۸۹)

”اس بات کو عرصہ قریباً بیس برس کا گزر چکا ہے کہ اس زمانہ میں  
بجز قادیان کے چند آدمیوں کے اور کوئی نہیں جانتا تھا یہ الہام ہوا“

(ص ۱۲۸ تریاق القلوب مطبوعہ ۱۹۲۲ء) (خ)

(۴) انبیاء کرام شرک و کفر سے پیدا انشائیک ہوتے ہیں بخلاف اس  
قادیانی قبل از دعویٰ نبوت کے بقول خود مشرک تھے کیونکہ وہ عرصہ دراز  
مقیدہ حیات مسیح کے معتقد بلکہ مشہور و مبلغ رہے اور بعد میں آپ نے کھے  
مقیدہ کو شرک قرار دیا نتیجہ صاف ہے کہ مرزا صاحب پہلے ”خود مشرک“

## اعتراض

۲ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ من حلف بغير الله فقد ا  
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھانا شرک  
نے دوسرے وقت ایک شخص کے باپ کی خود قسم کھائی جیسا کہ  
قد افلح وابیہ ان صدق (مسلم ص ۲۳ باب الایمان باللہ و شرائع الدین) کہ  
قسم اگر اس نے سچ بولا ہے تو وہ نجات پا گیا ہے ::

## جواب نمبر ۱

اس حدیث میں ایک لفظ محذوف ہے۔ مطلب حدیث کا  
و ربّ ابیہ“ اس شخص کے باپ کے رب کی قسم یہ نجات پا گیا۔ اس طر  
محذوف کلام عرب میں بکثرت ہوتے ہیں خود قرآن مجید میں ہی مواقع  
مثالیں ملتی ہیں بطور نمونہ ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ یوسف  
القریۃ“ اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ ”پوچھ لے قریہ سے“ حالانکہ قریہ کو  
ہستی نہیں سوا اس آیت میں بھی ایک لفظ اہل محذوف ہے جس کے ملا  
یہ ہوگی کہ ”پوچھ لے ہستی میں رہنے والوں سے“ اور یہی صحیح ہے حا  
میں غیر اللہ کی قسم ہرگز نہیں کھائی گئی۔ نیز مرزا صاحب کو مسلم ہے کہ :-

”رسول ﷺ کی مقدس ذات نے کروڑوں  
 او مخلوق پرستی سے نجات دے کر لا الہ الا اللہ پر  
 (ص ۷۳ سے)

یہ نہیں ہو سکتا کہ انبیاء جو شرک مٹانے آئے  
 تائید میں مرزا صاحب نے بھی جیسا کہ لکھا ہے:

”اور یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ جبکہ ان  
 ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو خدا کے احکام پر چلا  
 در آمد لانے والے ہوتے ہیں اس لئے اگر وہ  
 تو پھر عمل درآمد کرنے والے نہ رہے۔ یا دوسرے  
 رہے وہ خدا تعالیٰ کے مظہر اور اس کے اقوال و  
 تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی ان کی طرف منہ

نیز نبی ﷺ نے باپ کی قسم کھانے سے  
 (۱) من کان حالفاً فلا یحلف الابلالہ  
 فقال لا تحلفوا بآبائکم  
 (۲) لا تحلفوا بالطواغی ولا بآبائکم

جواب نمبر

صحیح بخاری میں یہ حدیث ہے مگر الفاظ و ابیہ  
 اور یہی الفاظ مسلم کی ایک روایت میں ہیں قد افلا  
 الفاظ (قد افلح و ابیہ ان صدق) آئے ہیں  
 نبی ﷺ نے یہ الفاظ کہے یا وہ۔ لہذا یہ الفاظ قد افلا  
 یہ الفاظ امام بخاریؒ ایسے نقاد حدیث نے نقل کیے  
 کہ:- ”یہ کتاب اصح الکتب بعد کتاب اللہ

بلکہ مرزا صاحب نے یہاں تک فرمادیا ہے کہ جو حدیث ضعیف ہے۔ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منارہ دمشق پر اس لئے ضعیف قرار دیتے ہیں کہ گو وہ حدیث صحیح مسلم میں تو ہے مگر ”یہ وہ حدیث جو صحیح مسلم میں امام مسلم نے لکھی ہے جس کر رئیس المحدثین امام محمد اسماعیل علی بخاری نے چھوڑ دیا“۔

(ص ۹۱ از اول)

لہذا یہ الفاظ (قد افلح و ابیہ إن صدق) قابل حجت امام بخاری نے چھوڑ دیا اور صحیح الفاظ یہ ہیں (قد افلح ان صدق بخاری نے روایت کیا ہے:-

## مرزائیوں کی دوسری دلیل

لو تقول علینا بعض الاقوال لاخذنا منه بالیمین الوتین۔ (الحاقہ ع ۲)

کہ اگر یہ (نبی ﷺ) کوئی جھوٹا الہام بنا کر میری طرف ان کا دایاں ہاتھ پکڑ کر ان کی شاہ رگ کاٹ دیتے۔ گویا اگر کوئی جھوٹا طرف منسوب کرے تو وہ قتل ہو جاتا ہے اور چونکہ آنحضرت ﷺ کوئی جھوٹا الہام دوجی نبوت اتنا عرصہ زندہ نہیں رہ سکتا بشرطیکہ وہ مجنون مدعی الوہبیت نہ ہو الخ۔

(ب) لو تقول سے پاگل۔ نفسانی خوابوں اور الہام والا۔ یا بد و کثرت کی وجہ سے یا شیطانی الہام والا اپنے آپ کو خدا قرار دے مستثنیٰ ہونے چاہئیں۔“ (ریویو مئی ۲۳ء، ص ۳۹ و ۳۰، ۳۱ مولو)



## الجواب الاول

مصنف مرزائی پاکٹ بک نے دلیل مذکورہ کی تائید میں بھی پیش کئے ہیں اور شرح عقائد نفسی و ابن قیم کی تحریرات بھی اکثر جگہ خیانت مجرمانہ سے کام لیا ہے۔ مگر ہم ہر دست اس بحث کو علمائے امت کے اقوال کا اگر وہی مطلب ہو جو مرزائی لیتے ہیں اور ہمیں مضرت نہیں۔ کیونکہ ہمارا اور ان کا مسلمہ ہے کہ اقوال الرجال استناد نہیں ہیں چنانچہ مرزا صاحب تو اس بارے میں اس قدر ہیں کہ لکھتے ہیں۔

(الف) ”امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے؟“

(۱۳۲) ۱/۱۷۵ از الہ ط ۲

(ب) ”تفسیر کی کتابوں میں چھ چھ سات سات اقوال متضادہ“

اب رہا اصل دلیل کا معاملہ سو بالکل واضح ہے یہ آیت نبی کریم ہے اور آپ ہی اس کے مخاطب ہیں۔ اس کی نظیر وہ آیت ہے جو ان کا دوا لیفتنونک عن الذی اوحیناً الیک لتفتتر و اذا لاتخذوک خلیلاً۔ ولولان ثبتنک لقد کدت تر قلیلاً۔ اذا لاذقنک ضعف الحیوة وضعف الممات ثم نصیراً۔ (بنی اسرائیل ع ۸) یعنی وہ کافر تو تھے وحی الہی کے خلاف ہیں جو ہم نے تجھ پر اتاری ہے تاکہ تو ہم پر افترا کرے اور وہ کلمہ دوست بنا لیتے۔ اگر ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے تو آجاتا ان صورت ہم تجھے دنیا و آخرت میں دو گنا عذاب چکھاتے اور کوئی شخص نہ بچا سکتا۔

پس جس طرح اس آیت میں خاص طور پر آنحضرت ﷺ

اگر آپ ﷺ جن کو خدا تعالیٰ نے جملہ مخلوق سے بزرگ و برتر مراتب اور اپنی تمام نعمتیں نبوت کی آپ پر تمام کر دی ہیں اور دنیا کی کوئی خوبی میں جمع نہیں کی گئی۔ باوجود اسکے بھی اگر آپ خدا پر افترا کریں اور خدا کی میں ”بعض“ افتریات ملادیں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم آپ کی قطع و اس آیت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہر وہ شخص جو پرلے سرے کاہ ہے اور خدا کی رحمت سے ہزار ہا کوس دور۔ زمرہ شیاطین کا سر تاج جو اپنی رحمت و انعامات روحانیہ کا قطرہ بلکہ قطرے کا ہزارواں حصہ بھی نہ وہ اگر اپنی خباثت طبعی کے زیر اثر خدا پر افترا کرے تو خدا سے ہلاک خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ اکثر طور ضلالت و گمراہی کے بدترین فریفتہ علی اللہ اور روحانیت سے کورے دنیا جیہ کے طالب، مدعیان کا ذکر کو کبھی کبھی ڈھیل دیتا ہے قل ان الذین یفترون علی اللہ الکذب متاع فی الدنیا ثم الینامرجعہم ثم نذیقہم العذاب الشدید یكفرون۔ (یونس ۷۷) کہہ! جو لوگ خدا پر جھوٹ افترا کرنے والے نہیں پائیں گے۔ ہاں انہیں دنیا میں بیشک فائدہ ہے۔ مگر جب وہ ہمارے گے تو ہم انہیں عذاب شدید میں مبتلا کریں گے۔ ومن اظلم ممن افترا کذباً او کذب بالحق لما جاءه الیس فی جہنم مثوی للکافرون (آخر) اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے کہ وہ خدا پر افترا کرے، یا سچا کرے (یہ مت سمجھنا کہ ان کا یہ ظلم بالا بالا جائے گا) کیا کفاروں کا ٹھکانا جہنم ظالم جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ ومن اظلم ممن افترا علی اللہ اوحی الی ولم یوح الیه شئی (الی) ولوتری اذ الظالمون الموت والملئکة باسطوا ایدیہم۔ اخرجوا انفسکم الیوم تجالون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق (سورہ انعام ۷۷) ظالم ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے اور کہے کہ مجھ پر وحی ہوتی ہے حالانکہ اے نبی تو دیکھے ان کی درگت بنتی جب ہوتے ہیں یہ موت کی بیہوشی

پھیلا رہے ہاتھ کہ نکالو اپنی جانوں کو آج بدلہ ملے  
بسبب اسکے کہ تم خدا پر جھوٹ باندھتے تھے ا  
الکذب لا یفلحون متاع قليلٌ ولهم عذابٌ  
نجات نہیں پائیں گے انہیں نفع تھوڑا ہے عذاب درد  
فلیمددلة الرحمن مدا۔ حتی اذاروا ما یوء  
دے یا نبی ﷺ مگر اہی کے مجسموں کو بعض اوقات  
کہ وہ اس عذاب موت تک پہنچ جائیں جس کا انہیں  
مختصر یہ کہ ان اور ان جیسی دیگر کئی آیات سے  
اور مفتریان علی اللہ اخوان الشیاطین کو جہنم  
ملتی ہے الا ماشاء اللہ۔ ایک ابلیس لعین ہی کو دیکھئے کہ

## جواب دوم

اسکو بھی چھوڑیے۔ آئیے ہم بطور فرض مجال  
علینا الآیة عام ہے جو ہر مفتری مدعی نبوت کو شامل  
خود اس آیت کی رو سے کاذب ثابت ہوتے ہیں ناظر  
مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ یہ آیت مدعیان نبوت  
(۱) خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق  
ہے اب اس کے مقابل پر یہ پیش کرنا کہ اکبر باد  
یاروش دین جاندھری نے دعویٰ کیا یا کسی اور شخص  
نہیں ہوئے یہ ایک دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی  
ان لوگوں نے نبوت کے دعوے گئے اور تمہیں برا  
ان لوگوں کی خاص تحریر سے ان کا دعویٰ ثابت کر  
چاہئے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنا  
ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے کہ میں خدا کا

وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں۔ کیونکہ ہمارے نبوت میں ہے۔ غرض پہلے تو یہ ثبوت دینا چاہئے کہ کونسا کلام الہی کیا ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر بعد اس کے یہ ثبوت دینا جس تک کلام الہی اس پر نازل ہوتا رہا وہ کیا ہے؟۔ جب تک اسے تک بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا۔ شریروں کو گور (ص ۱۱ ضمیمہ اربعین ۳)

(۲) ”ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے تیس برس پاسکے۔ ضرور ہلاک ہوگا“ (ص ۱۶ اربعین ۴) (خ ص)

(۳) ”صادقوں کا پیمانہ عمر (تیس سال) کاذب کو نہیں ملتا“ (ص ۲ ضمیمہ اربعین ۳)

(۴) ”اے مومنو اگر تم ایک ایسے شخص کو پاؤ جو۔۔ تیس برس۔۔ تک

کا دعویٰ کرتا رہا۔ تو یقیناً سمجھو کہ وہ خدا کی طرف سے۔ ہاں اس بات کا ضروری ہے کہ اس شخص نے۔ تیس برس کی مدت حاصل کر لی ہے (اربعین ۳ ص ۲۶۔)

تحریرات مذکورہ سے ثابت ہے کہ یہ آیت مدعی نبوت کے دعویٰ کے زمانہ میعاد ۲۳ سال ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اور اسکے بعد کے سال زندہ رہے۔ سو ہمارے مخاطبین قادیانی مرزا

”تریاق القلوب کی اشاعت تک جو اگست ۱۸۹۹ء سے شروع ہوئی اور

میں ختم ہوئی آپ مرزا صاحب کا یہی عقیدہ تھا کہ۔ آپ کو جو نبی کہا جا

جزوی نبوت ہے (۱۹۰۲ء) کے بعد ”آپ (مرزا) کو خدا کی طرف

آپ نبی ہیں“ (رسالہ القول الفصل ص ۲۴ مصنفہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان

عبارت مرقومہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا نے دعویٰ

اس کے بعد آپ ۱۹۰۸ء میں مر گئے۔ یعنی بعد نبوت صرف

زندہ رہے حالانکہ اگر وہ صادق ہوتے تو لازمی تھا کہ وہ تیس

بعد زندہ رہتے چنانچہ ہم ان کا قول نہ  
”ہرگز ممکن نہیں کہ جھوٹا تیس برس

ناظرین کرام! اس آیت سے  
سے مغالطے اور بکثرت کذب بیانیا  
کے بارے میں لکھا ہے اور کہیں خاص  
سزا طبعی موت بتائی اور کہیں قتل۔  
جانا قانون قرار دیا اور کہیں مدت ۲۳  
۱۲ سال۔ کہیں ۱۴ سال کہیں سولہ سال  
کہیں ۲۵ سال اور کہیں ۳۰ سال  
اسی طرح اپنے آپ کو اس آ  
تصنیفات میں کہیں اپنی عمر ۲۰ سال  
میں ۲۵ سال۔ آج اگر ۱۱ سال لکھی  
عرصہ بعد صرف ۱۵/۱۶ سال عمر بتائی

ج  
بفرض محال یہ آیت عام ہو تو  
نہیں بن سکتے کہ وہ مرقی ہیں اور بقول  
شعبہ جنون کا سا ہے۔ ماسوا اس کے مرزا  
ہیں (۳۰ سستین) ۱۳۲ ج ۱۰ ص ۱۰  
نیز انہوں نے خدائی کا دعویٰ  
سزل سے باہر ہیں کیونکہ مصنف مرزائی یا  
کہ ایسا شخص لو تقول کی سزا کا مستحق نہیں  
جواب یہ ہے تم مرزا کو نبی مانتے ہو اور

ایسا ہی مرزا صاحب نے بھی لکھا ہے:-

”پیغمبر کا کشف اور خواب وحی ہے“ (ص ۱۲۰، پیام الصلح) (بخ ص ۵۵)  
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔

## جواب چہارم

یہ استدلال کہ دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ سال تک زندہ رہے بھی درست نہیں۔ کیونکہ اس قاعدے کا ذکر قرآن شریف ۲۳ سال کے الفاظ قرآن مجید سے نکال سکتا ہے۔ اگر آنحضرت بعد زندہ رہے تو یہ عمر مقدر کی وجہ سے ہے اس سے عام قاعدہ قادیانیوں کا یہ استدلال اس لئے بھی غلط ہے کہ کفار بنی اسرائیل اللہ کو قتل کیا تھا تو وہ دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ سال گزر جانے کے بعد قتل کیا گیا تھا تو اس کی سند درکار ہے جو نہیں ملے گی۔ بلکہ ہے کہ آپ دعویٰ نبوت کے تھوڑے عرصہ بعد ہی قتل کر دیئے سال سے پہلے قتل ہوئے تھے جو بالکل درست ہے تو مرزا بیویوں کی بات ضرور، ماننی پڑے گی۔ یا تو معاذ اللہ حضرت سحیح نبوی قادیانیوں کا قاعدہ غلط ہو گا۔ چونکہ حضرت سحیح معاذ اللہ جھوٹا قاعدہ بالکل غلط ہے ::

## جواب پنجم

اگر یہ غلط استدلال بغرض محال صحیح ہو تو پھر بہاء اللہ سچا چالیس سال تک زندہ رہا:-

(۱) ”حضرت بہاء اللہ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ۱۲۶۹ھ

۱۳۰۹ھ تک زندہ رہے“ (الحکم ۲۳، اکتوبر ۱۹۰۳ء ص ۳)

(۲) ”حضرت بہاء اللہ کا یہ دعویٰ تھا کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہو

(کتاب الفرائد ص ۱۲۵، حکم ۱۷۰، ۱۷۱، نومبر ۱۹۰۳ء، ص ۱۹، ادیبہ محبوب ص ۱۲۸،

(۳) ”حضرت بہاء اللہ بعد از دعویٰ و

دعویٰ پر اخیر دم تک قائم رہے“

(الحکم ۱۲۴ کتوبر ۱۹۰۴ء ص ۱۰۴ حکم ۴)

## مرزائیوں

”يعرفونہ كما يعرفون ابناءہم“

باپ اپنے بیٹے کو۔ گویا جس طرح بیوی

ہے کہ پیدا ہونے والا اسی کا بچہ ہے اسی

اس کی صداقت پر دلیل ہوتی ہے“

## الجواب

اس استدلال میں مرزا صاحب

سے کام لیا ہے۔ آیت کا سیاق و سباق یہ

کی بجائے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے

اعتراض کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان

من ربہم الآیۃ اور بلاشبہ جن لوگوں کو

تغییر و تمسح قابل اعتراض نہیں کتب سابقہ

کی ضروریات کو ملحوظ رکھ کر اور کبھی سزا کے

ہے پس اس معاملہ میں بھی وہ جانتے ہیں

رہے ضدی متمدن شخص سو اگر تو دنیا جہان

کرے ماتبعوا اقبلتک نہ چلیں تیرے

شدہ) قبلے کی۔ اگر تو نے بعد اس کے

بے انصاف ہو گا الذین آتینہم الکتب

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ

(اس پر دلیل یہ ہے کہ ان کی کتابوں میں

اور شریعت آنے والی ہے) مگر افسوس ہے ان کی حالت پر کہ ان فریڈ  
 لیکتومون الحق وهم يعلمون الحق من ربك فلا تکونن من الم  
 کہ ایک فریق باوجود جاننے بوجھنے کے مصداق کو چھپا رہا ہے ان کی اس  
 پردھیان نہ کر ویہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے سو تم ان شک کرنے والو  
 ہونا۔ ایسا ہی کفار کے جواب میں دوسری جگہ فرمایا: افمن كان على بينة  
 ویتلوہ شاهدمنہ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماماً ورحمةً اولئک  
 بہ، إلى فلا تکن فی مریة منه انه الحق من ربك الآية (ہود)  
 شخص اپنے رب کی طرف سے کھلے کھلے دلائل پا چکا ہے کہ وہ دلائل آپ اپنی  
 پر گواہ ہیں پھر موسیٰ علیہ السلام کی کتاب بھی اس کی سچائی پر راہنما ہے (وہ  
 کر سکتا ہے لاریب جو صاحب عقل و علم واقف تورات و انجیل ہیں) وہ اس  
 لاتے ہیں۔ پس تو کسی قسم کے شبہ میں نہ پڑ بیشک وہ خدا کی طرف سے سچ ہے  
 ناظرین کرام! یہ ہے تفسیر القرآن بالقرآن یعنی اس آیت میں قرآن مجید  
 کی طرح پہچاننے کا ذکر ہے۔ مگر مرزائی محرف نے اس کو یہود کی طرح الٹ پلٹ

## دوسرا جواب

بعض مفسرین رحمہ اللہ علیہم اجمعین نے اس آیت یعرفونہ  
 نبی کریم ﷺ کی طرف پھیری ہے یعنی وہ آنحضرت ﷺ کو اس طرح جانتے  
 طرح اپنی اولاد کو۔ اس صورت میں بھی مطلب واضح ہے ارشاد الہی ہے  
 یتبعون الرسول النبى الامى الذى يجدونه مكتوباً عندهم فى  
 والانجیل الآیة ہے (الاعراف ۱۹) وہ لوگ جو تابع داری کرتے ہیں اس  
 ﷺ ان پڑھ کی (محض تقلید آیا کسی لالچ یا خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ)  
 پاتے ہیں تورات و انجیل میں اس رسول اللہ ﷺ کو:

حدیث میں ہے کہ رسول خدا ﷺ کو ایک یہودی کا قرض دینا تھا  
 ایک دن مانگا حضور نے کہا کہ اس وقت موجود نہیں۔ اس نے سختی کی:۔ یہاں



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سخت غم و غصہ اور  
 کہ اس پر ہاتھ اٹھانا بڑا ظلم ہے مجھے خدا  
 یہودی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اور  
 میں وقف کر دی۔ پھر اپنی سختی اور انتہائی  
 کہ لانظر الی نعتک فی التوراة  
 بطیبة وملكة بالشام لیس بفظ  
 ولا متزی بالفحش ولا قول الخنا  
 تا امتحان کروں میں ان امور میں  
صلی اللہ علیہ وسلم۔ ولادت اسکی مکہ شریف۔ ہجرت  
 سخت دل۔ نہ بازاروں میں چلانے والا۔  
 اندریں حالات مطلب آیت کا  
 ہوا ہونے تورات میں خوب جانتے ہیں  
 ہیں۔ پس اس آیت سے خواہ مخواہ پاکیزہ  
 ہے بحالیکہ خود مرزائیوں کا بنی صاف  
 ”پاک زندگی اگر ہو بھی تو پھر بھی دلیہ

### تیسرا جواب خود مر

مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 ”بما شبہ ان پر یہ بات کمال درجہ تا  
 منہ سے نکلتا ہے وہ کسی امی اور ناخواند  
 علم تھے وہ بخوبی معلوم کر چکے تھے کہ قرآن  
 دروازہ ایسا کھل گیا کہ ان کے حق میں  
 ہم یعنی اس نبی کو ایسا شناخت کرتے

برادران! مرزا صاحب کی اس تحریر کو بغور پڑھیے۔ پھر اس کے بعد مرزا  
 بک کے مصنف کی یہودیانہ تحریف اور دجالانہ دلیل بازی کو ملاحظہ فرمائیے  
 صاف عیاں ہو جائے گا کہ اس فرقہ کے تمام چھوٹے بڑے ایمان و دیانت سے  
 و انصاف کے دشمن۔ عدل و ایمان سے عاری۔ محض دنیا کے بندے ہیں خدا  
 تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

## مرزائیوں کی چوتھی دلیل

”یا صالح قد كنت فينا مرجو أقبل هذا کہ جب حضرت صالح علیہ السلام  
 نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ان کی قوم نے کہا کہ اے صالح آج سے پہلے تیر  
 ساتھ ہماری بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ تجھ کو کیا ہو گیا کہ تو بنی بن بیٹھا  
 جب بنی دعویٰ نہیں کرتا تو اس کی مداح ہوتی ہے مگر جب دعویٰ کر دیتا  
 کذاب اشر کہنے لگ جاتے ہیں۔“ (ص ۷۶ سپاٹ بک مرزا)

## الجواب

بیشک اکثر انبیاء کرام ابتدا سے ہی قوم کی امید گاہ ہوئے ہیں اکثر کالانہ  
 اس لئے لکھا ہے کہ بعض انبیاء کی پیدائش کے وقت ہی ان پر بد ظنی کی گئی  
 کہ مسیح کے ساتھ ہوا۔ مثل مشہور ہے کہ ”ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات“ لوگ  
 ہی مخالف کیوں نہ ہوں مگر اللہ والوں میں شروع سے رشد و ہدایت کا اظہار  
 ہاں اس کا مطلب یہ نہیں کہ بعض بد انجام لوگوں سے ابتدا امیدیں وابستہ نہیں  
 دنیا کے ہر ایک نیک و بد کے بچپن میں اس کے حوالی موالی، خویش و اقربا۔  
 اس سے نیک امیدیں رکھتے ہیں۔ مگر کیا سب نیک ہی ہوتے ہیں؟ نہیں بلکہ  
 اور بعض آخری درجہ کے چھٹے ہوئے بد معاش نکلتے ہیں۔ بعض شریف طبع بعض  
 بعض سعید، بعض شقی، عام کی امیدوں کا تو کیا ذکر۔ آئیے ہم کتب مرزا۔  
 شائیں پیش کریں۔ ملاحظہ ہو مرزا صاحب جو مدعی نبوت تھے، جن کا ہر تو

ہر حرکت و سکون بقول خود تصرف قدر  
میں یہ امید رکھتے تھے۔

(۱) ”خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ ا۔

ہوں“ (ص ۳۱ حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم) ﴿﴾

(۲) ”محمد علی صاحب ایم۔ اے پلیڈر پڑھ

(۳) ”ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کو ا

اصحابیوں میں داخل کیا“ (ص ۲۳ ضمیمہ

(۴) میرعباس علی لدھیانوی کے متعلق

فی السماء (ص ۳۲۲/۲۹۲ از الہ طار ۲

قادیانی احمدی دوستو! یہ چاروں شخص

اور امیدیں تھیں حق پر ہے؟ پہلے دو صا

ہمارے ہمنوا اور دوسرے صاحب مرزا صا

حالانکہ یہ سب ایک ”نبی اللہ“ کے مدوح

کی ابتداء منافقانہ سعادت سے دھوکہ ک

جائیں گے؟ واللہ یشہدان المنفقین

”تیری تکذیب کی ٹمس و قمر نے“ ہوا

مرزائیوں ک

مرزا صاحب کی دو کتب اعجاز المسیح

الجب

اعجاز المسیح کے متعلق مرزا صاحب

ہے۔ اور اعجاز احمدی پانچ دن میں، اس

اعتراض یہ ہے کہ نہ تو مرزا صاحب

اعجاز احمدی پانچ دن میں یہ بالکل جھوٹ اور افترا اور دھوکا ہے۔ بھلا یہ کیا دلیل ہے کہ آپ تو سا لہا سال کی مدت میں قصائد لکھیں یا کسی سے لکھوائیں۔ مگر مخالفوں سے ستر دن اور ۵ دن کی میعاد کے اندر جواب طلب کریں۔ کہا جاتا ہے کہ قصیدہ اعجاز احمدی مباحثہ مدّ کے بعد کی تصنیف ہے جیسا کہ اس کے مضمون میں اس مباحثہ کا ذکر ہے۔ اور یہ مباحثہ ۲۹، ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ہوا تھا۔ اور قصیدہ ۱۲ نومبر ۲۰۰۲ء تک تیار ہو گیا تھا۔ (ص ۱۳۶، اعجاز احمدی) (بخ ص ۱۳۶، ۱۹۷ ج ۱) جو باغ گذارش ہے کہ اس لحاظ سے بھی اگر مرزا صاحب کا یہ بیان سچا سمجھا جائے کہ موضع مدّ سے۔ ”۲ نومبر کو ہمارے دوست (مولانا ثناء اللہ سے شکست کھا کر۔ ناقل) قادیان میں پہنچے اور ۷ نومبر ۲۰۰۲ء میں ایک گواہی کے لئے کچھری میں گیا تھا (ص ۱۸۹، اعجاز احمدی) (بخ ص ۲۰۳، ۱۹۷ ج ۱) تو بھی ۳ نومبر سے ۲ نومبر تک ۱۰ دن ہوتے ہیں جن میں سے ایک دن کچھری جانے کا نکال دیں تو ۹ دن باقی رہے۔ پس پانچ دن میں کہنا صریح جھوٹ ہے مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ ۸ نومبر کو میں نے لکھنا شروع کیا تھا بے ثبوت بات ہے اور ہم اس میں مرزا صاحب کو سچا نہیں مانتے۔ خیر یہ تو مرزا صاحب کی دروغ گوئی کا ذکر تھا:۔

قصیدہ اعجاز احمدی عربی و اردو ہر دو مضامین پر مشتمل ہے۔ عربی اشعار ۵۳۳ ہیں جن میں سے صرف ۹۰ شعر ایسے ہیں جن میں مباحثہ مدّ کا ذکر ہے ان سب میں اگر صرف معمولی سالفظی تغیر نہ مانا جاوے تو انہیں مباحثہ مدّ کے بعد تصنیف شدہ کہ جا سکتا ہے۔ مگر باقی کے ۴۴۳ اشعار میں نہ تو اس مباحثہ کا ذکر ہے۔ نہ مولانا ثناء اللہ مخاطب۔ بلکہ ان میں سے ۳ حصہ تو اپنی خود ستائی سے بھرا ہوا ہے اور ۱ حصہ مخالفین کی گالی گلوچ ائمہ مطہرین مثل حضرت حسین علیہ السلام وغیرہ کی توہین سے پُر ہے۔ ہمارے یقین ہے کہ یہ سب کے سب اشعار مباحثہ مدّ کے پہلے سے تیار کئے ہوئے ہیں۔ جن میں بعد کو کچھ اشعار مباحثہ مدّ کے ساتھ ملا کر دنیا کو دھوکا دیا گیا۔

احمدی دوستو! تلاؤ تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ سب شعر بعد مباحثہ لکھے گئے؟ ہمارا یہ اعتراض ایسا ہے جس کی اہمیت خود مرزا صاحب کو مسلم ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

”مولوی ثناء اللہ صاحب سے اگر وہ  
وہ اس میں ضرور کہیں گے کہ کیونکہ  
ہے۔ اگر وہ یہ حجت پیش کریں کہ  
مہلت ملے۔ تو مشکل ہو گا کہ ہم

ناظرین کرام! مرزائی پاکٹ  
تھیں۔ جن میں سے ایک کی ”ٹانگ  
ہم توڑ دیتے ہیں کہ اعجاز احمدی کا وہ  
اور یقیناً ہمارے اس اعتراض کا جواب  
مرزا صاحب ”مشکل“ ہے۔ فلہ الحمد

دوسرے

برادران اعجاز احمدی کے دوح  
جو ۳۹ صفحات کا مضمون ہے۔ مرزا صاحب  
حصول کا جواب مانگا ہے وہ بھی اس طر  
(بخ ص ۲۰۳ ج ۱۹) پھر کمال یہ کہ  
کر اور چھپوا کر مرزا صاحب کے پاس  
اعجاز نمائی پر مطلع ہو سکتے ہیں۔ بیس روز  
(۱) تصنیف کتاب مع قصیدہ  
طباعت (۴) تہ بندی و سلائی (۵)  
کے دن جو خود مرزا صاحب نے ”قب

بھائیو! انصاف کیجئے کہ مرزا

اور ریس سے بھی؟ غور کرو کہ اگر ایک

لکھنا جس میں مخالف کی باتوں کا اور اس کی پیشگوئیوں وغیرہ کا جواب اس دیکھ بھال کر دینا ہو بڑے سے بڑا پانچ صفحات روزانہ سے زیادہ نہیں لکھ کے طور پر دس صفحات روزانہ بھی شمار کریں تو ۹۰ دن میں کتاب تیار ہوئی کی باری آئی۔ بتلائے وہ ۲۰x۲۶ تقطیع کے نوے صفحات کتنے دنوں میں لکھیں ہو تو بھی فی یوم ۶ صفحاتوں سے زیادہ نہ لکھ سکے گا پس ۵ یوم میں کتاب اسکے بعد بھی پریس کا مسئلہ باقی ہے۔ تجربہ کار اصحاب جانتے ہیں کہ جلد دیں تو دو ہفتہ تک دیں گے۔ پھر سلائی اور تہ بندی پر کتنے یوم خرچ ہوتے یہ مہینے سوا مہینے کا کام ۲۰ دنوں میں کس طرح ہو سکتا ہے یہ بھی ہم نے سرسری لگایا ہے۔ ورنہ اعجاز احمدی میں عربی قصیدہ کے علاوہ جن باتوں کا ترجمہ مانگا گیا ہے۔ ایک انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ بیس پچیس دن میں درکنار صرف جواب ہی لکھ سکے۔ ملاحظہ ہوں وہ امور یہ ہیں:-

- (۱) طاعون مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کے مطابق آئی یا نہیں؟
- (۲) طلوع ستارہ ذوالسنن علامت مسیح موعود ہے یا نہیں؟
- (۳) اونٹوں کی بیکاری جو علامت مسیح موعود ہے وہ پوری ہو چکی یا نہیں؟
- (۴) کسوف خسوف کی روایت صحیح ہے یا موضوع؟
- (۵) بشرق اول مرزا کے وقت جو کسوف خسوف ہوا وہ اس روایت کے مطابق؟
- (۶) بشرق ثانی اس روایت کا موضوع ہونا ثابت کرنا۔
- (۷) پسر مصلح موعود کی پیشگوئی جو مرزا نے کی تھی اس کا رد۔
- (۸) لیکھ رام والی پیشگوئی کا رد۔
- (۹) عبد اللہ آتھم والی پیشگوئی کا جواب۔
- (۱۰) محمدی بیگم کے نکاح والی پیشگوئی کا رد۔
- (۱۱) مرزا صاحب نے جو چیلنج مہابہ علماء کو دیا تھا اس کا جواب۔
- (۱۲) دلائل وفات مسیح جو مرزا نے پیش کیں ان کا جواب۔
- (۱۳) حات مسیح ﷺ کا ثبوت۔

(۱۴) حضرت مسیح علیہ السلام پر جو اعتراضات مرزا نے تمسک

(۱۵) احادیث میں جو تضاد ہے ان میں تطبیق متعلقہ حیا

یہ پندرہ مضمون توار دو حصہ کے قابل جواب

قصیدے میں ہیں۔ یاد رہے کہ ان میں سے بعض مسائل

لکھنے ضروری ہیں۔ فرمائیے! ایک انسان سے کیا ممکن

کی چالاکی باقی ہے۔ بغرض محال کوئی ایسا کر بھی لے تو مر

نہیں۔ کیونکہ جواب کے بعد بیسیوں عذر پیش کئے جا

روپے کا انعامی اشتہار جواب دینے کے لئے مقرر کیا۔

سے نہیں مل سکتا۔ منصف مقرر کرو۔ پھر منصف کے تقرر

کا ڈھکوسلہ۔ غرض یہ سب مرزا صاحب کی چال بازی

حضرت مولانا صاحب نے ایک نزدیک ترین راہ سے مرز

نے ۲۱ نومبر ۱۹۰۲ء کو اشتہار دیا کہ:-

آپ پہلے ایک مجلس میں اس قصیدے اعجازیہ ک

کروں صاف کر دیں۔ تو پھر میں آپ سے زانو بہ زانو بی

کیا بات ہے کہ آپ گھر سے تمام زور لگا کر ایک مضمون

مخاطب کو جسے آپ کی مہلت کا کوئی علم نہ ہو محدود

آپ خدا کی طرف سے ہیں اور جدھر آپ کا منہ ہے او

آپ کا دعویٰ ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ میدان میں

بقول حکیم سلطان محمود ساکن راولپنڈی۔

بنائی آڑ کیوں دیوار

نکل دیکھیں ہم تیری شر

”حرم سرا سے ہی گولہ باری کریں“۔ (الہامات مرزا ص

چونکہ مرزا صاحب اپنی کم مائیگی اور بے بضاعتی

لئے وہ میدان میں نہ نکلے اور گتے میں ہی شور مچاتے رہے

قصیدے کے جواب پر قلیل میعاد مقرر کرنا ہی ان کی اندرونی کمزوری  
 اگر مرزا صاحب کا کلام واقعی اس خدا کی طرف سے ہے جس نے قرآن پاک  
 پر کوئی میعاد مقرر نہیں کی تو مرزا صاحب کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے تھا

## اعترض

ایسا اس لئے نہیں کیا گیا کہ قرآن (پاک) کی برابری نہ ہو۔

## جواب

جہاں نبی ﷺ کیلئے صرف چاند کا خسوف اور اپنے لئے چاند  
 کا نبی ﷺ کے وقت میں اسلام کی حالت پہلی رات کے چاند کی طرح  
 میں چودھویں رات کے چاند جیسی بتائی ہے وہاں یہ ادب کیوں رو  
 اپنے ”معجزات و کرامات“ کو جہاں لوگوں کو پھنسانے کیلئے نبی ﷺ  
 وہاں اگر قرآنی برکات سے بے مثل کلام الی یوم القیام کا دعویٰ کیا جاتا،  
 اور نبی ﷺ کی عزت دو بالا ہوتی نہ کہ گھٹ جاتی۔ ہاں جب  
 ”میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور غریب میرے ہاتھ

جو کچھ فرقان سے ظاہر ہوا“۔ (۱۱۹ البشری جلد ۲) ﴿تذکرہ ص ۶۷۴﴾

پھر اس جگہ کیوں دیک گئے۔ اچھا اگر قرآن کا اتنا ہی ادب  
 از کم دو چار دس پانچ سال کی میعاد تو مقرر کر دیتے۔ نہ سہی دس پانچ ما  
 جس سے قرآن کا مقابلہ بھی نہ ہوتا اور لوگوں پر حق واضح ہو جاتا، حج  
 اصل بات وہی ہے کہ مرزا صاحب اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کو ایسی  
 میں منہ چھپاتے رہے۔

بیخودی بے سبب نہیں غالب  
 کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے



## تیسری طرز

مولانا غنیمت حسین صاحب مؤگیری  
ابطال اعجاز مرزا دوحصوں میں لکھی پہلے حصے میں  
عرضی اور ادبی غلطیاں ظاہر کیں اور دوسرے  
قصیدہ لکھا جو نہایت فصیح و بلیغ ہے اور اغلاط سے  
دیگر یہ کہ مرزا صاحب نے حضرت مولانا  
اسلامیہ کالج لاہور کی گرفت و اعتراضات پر  
عالم ہوں نہ شاعر ہوں۔ وغیرہ وغیرہ (مخلص  
نیز مرزا صاحب کے مقابلے میں قاضی ظفر الہ  
کالج لاہور نے قصیدہ راہینہ بجواب قصیدہ مرزا  
قواعد عروض و قوافی ہے۔ اور صر فی و نحوی، عروض  
احمد صاحب نے جب اپنا کلام مصر بھیجا تو وہاں  
اور اسے پر از اغلاط پا کر لچر قرار دیا۔ چنانچہ مرزا  
۱۸۷۲ء/۲۵۷۵/۲۵۳ میں اس کی شکایت کر۔  
”المنار نے“ سیر کلام کی قدر نہیں کی“ بلکہ بعض  
دیا کہ مرزا قادیانی کے کلام کے مطالعہ سے  
رسائل و جرائد میں ”الفتح“ پیش پیش ہے۔

## مرزائیوں کی

یہودیوں نے دعویٰ کیا تھا کہ ہم خدا  
تو موت کی تمنا کرو۔ مگر انہوں نے نہ کی پس ثابت  
حالانکہ مرزا صاحب نے لکھا کہ اے خدا اگر میں  
آپ کو ترقی دی پس ثابت ہوا کہ آپ سچے ہیں

## الجواب

یہ سچ ہے کہ یہودیوں کو ایسا حکم ہوا تھا مگر اس واقعہ کو عام ان کے متعلق تو خدا نے وعدہ دیا ہے کہ اگر وہ موت مانگیں گے تو یرگاہ۔ مگر یہ وعدہ عام تو نہیں ہے کہ جو شخص بھی اپنے حق میں موریگا۔ اس میں ضرور مبتلا ہو جائیگا۔ قرآن شریف کے اس مقام کو یہودیانہ تحریف ہے دیکھئے کفار مکہ نے بھی تو موت مانگی تھی فامطر من السماء او ائتتنا بعذاب الیم (سورہ انفال ۷۴)

اے خدا، ہم پر پتھر برسایا دردناک عذاب لے آجواب ملا ملاک و انت فیہم وما کان اللہ معذبہم وهم یستغفرون خدا تعالیٰ میں تو موجود ہے یا جو استغفار کرنے والے ہیں عذاب نہیں بھیجے گا:

## عذر

”یہ دعاء ابو جہل نے کی تھی جنگ بدر میں قتل ہوا خدا تعالیٰ نے متعلق و مار میت اذرمیت (آیۃ) کا ارشاد فرمایا گویا کفار آسمانی پتھر کئے گئے جو آنحضرت ﷺ کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔ اس نے تھی پہلی کے مطابق وہ آسمانی پتھر کا نشانی بنا دوسری کے مطابق مقتول ص ۳۸۰ پاٹ بک مرزائی مطبوعہ ۱۹۳۲ء)

## جواب

اللہ تعالیٰ نے تو کفار کی بددعا پر عذاب کی نفی کی ہے مگر مرزائی کہ کس دھڑلے سے قرآن پاک کی تکذیب پر کمر بستہ ہے، استغفر قرآن پاک شاہد ہے کہ ان کی بددعا کے جواب میں عذاب نہ اتارے تو یقیناً ان کی موت اس بددعا کے تحت نہیں ہو سکتی خود مرزائی یا اسی کتاب کے صفحہ ۴۳۳-۴۳۸ پر اسی آیت سے استدلال کرتا

محمد (مرزا صاحب کی منکوحہ آسمانی کا خاوا  
خدا توبہ کرنے والوں پر عذاب نازل نہیں  
اس آیت کا یہی مطلب بتاتے ہیں۔

”ما كان الله ان يعذبهم وانا

نازل کرے اور تو ان میں ہو“۔ (انوار)

مگر جب مرزائی صاحب کو مرزا جوجی  
ترجمہ سے روگردانی کر کے وعدہ الہی کو غلام  
حاصل یہ کہ ہر بددعا مانگنے والے

فہو المطلوب۔

## مرزائیوں کے

”قرآن میں ہے کہ ہم نے نوح

والوں کو بچالیا۔ اس بچنے کو بطور صد

سج موعود (مرزا) کے زمانہ میں آپ

نے فرمایا کہ خدا نے مجھے فرمایا ہے انا

تمام لوگوں کو جو تیرے گھر کی چار دیواری

رکھوں گا خاص کر تیری ذات کو۔ چنانچہ

بھی نہیں مرا۔ لہذا آپ کی صداقت ثابت

ج

چار دیواری سے مراد مرزا صاحب

چار دیواری ہے ملاحظہ ہو قول مرزا:-

”جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل

جس کی نسبت خدا کے کلام میں یہ وعدہ

(۱) مرزائی نے آیت کو غلط لکھا ہے صحیح لکھنا یہ ہے

نیرمرزا جی نے طاعون کو جہنم کا عذاب لکھا ہے جو صرف کافروں  
 ”عرضنا جہنم یومئذ للکفرین عرضاً یہ مسیح موعود کے ز  
 نشان ہے کہ اس دن جہنم پیش کیا جاویگا x x جہنم سے مراد طاعون ہے۔“

(بدر ۲۳)

آئیے اب ہم دیکھیں کہ جس طرح نوحؑ کے جملہ ساتھی ایمر  
 تھے اسی طرح یہاں بھی حسب پیش گوئی مرزا، احمدی لوگ طاعون  
 اور جس طرح حضرت نوح عليه السلام کے جملہ مخالف غرق کئے گئے اسی  
 مخالفین مرزا طاعون میں مبتلا ہوئے؟ خدا کا فضل ہے کہ آج جبکہ مر  
 سال ہو گئے ہیں کروڑوں کی تعداد میں مخالفین مرزا، مرزائیوں کا  
 ہیں۔ خاص کر اشد ترین مخالف جن کے نام سے مرزا کی روح کانپ  
 حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری و حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب  
 العالی وغیرہ صد باعلمائے اسلام سلامت بہ کرامت موجود ہیں۔  
 باقی رہی دوسری شق، سو مرزائیوں پر طاعون آئی اور ایسی آئی  
 پکار اٹھے کہ:-

”اے خدا ہماری جماعت سے طاعون کو اٹھالے“ (اخبار بدر ۳۲ مئی ۵  
 پس یہ پیشگوئی صاف جھوٹی نکلی::

## مرزائیوں کی آٹھویں دلیل

”الان حزب الله هم الغالبون خدا کا گروہ ہی غالب آتا  
 حزب الشيطان هم الخاسرون۔ شیطان کا گروہ ناکام و نامراد رہتا  
 اس بات کا فیصلہ کس طرح ہو کہ غالب گروہ کون ہے اور مغلوب گروہ  
 افلا یرون اننا ناتی الارض ننقصها من اطرافها افهم الغالب  
 نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو چاروں طرف سے کم کرتے چلے آ رہے ہیں کہ  
 خیال کرتے ہیں کہ وہ غالب آجائیں گے۔ گویا کافر ایک زمین کی طرح

اسکو دن بدن چاروں طرف سے کم کرتا چلا آ رہا ہے۔  
نبی کے غالب اور اسکے مخالفوں کے مغلوب ہونے

## الجواب

مؤمنین کے غلبہ دلائل کا ذکر ہے نہ کہ کثرت  
کثرت و قلت معیار صداقت نہیں۔

اسی طرح گروہ شیطان کے خسران آخر  
من دونہ الایۃ۔ پوجو اللہ کے سوا جو چاہو اے  
وہی ہیں جو بمعہ اہل و عیال قیامت میں گھانا پانا  
جس سے اللہ ڈراتا ہے۔ اے بندو! ڈر جاؤ (سورہ  
آنیوالی بھی یوں ہی بے سمجھی سے پیش کی گئی ہے  
الواقع زمین کناروں سے گھٹتی چلی آرہی ہے۔  
سیاق و سباق ملاحظہ کر لیں۔ (سورہ انبیاء ۴۳)  
وعدہ کب پورا ہوگا۔ خدا فرماتا ہے ہم زمین جھین  
چلے آرہے ہیں پھر تمہیں جو خاک کی پیدائش ہو  
نبی ﷺ اگر کبھی مستہم نفعۃ من عذاب  
ظالمین۔ ایک بھاپ عذاب الہی سے ان کو چھو  
ہی ظالم تھے::

بتائیے اس جگہ کثرت و قلت جماعت کا  
تاویلی معنی ہوں جو مرزائی کرتے ہیں۔ تو بھی اس  
نہیں گردانا گیا۔ ”خدا فرماتا ہے ہم کفر کو مٹاتے  
پس اس ترجمہ کی رو سے کبھی کفار کا غلبہ علی الجواب  
جماعت کا غلبہ۔ کیونکہ کثرت کے لحاظ سے ہمیشہ  
بخلاف اس کے مسلمان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم

برکت سے ہمیشہ مرزائیوں پر غالب رہے اور رہیں گے اور مرزائی انشاء اللہ ہمیشہ مغلوب رہیں گے۔ جیسا کہ انہی کے دلائل سے عیاں ہے کہ انہیں مرزا کی سچائی ثابت کرنے کے لئے نہ صرف قرآن میں تحریف کرنی پڑتی ہے بلکہ خود اپنے نبی اور اس کی دستِ تحریرات کی بھی خلاف ورزی کی ضرورت پڑ رہی ہے۔

برادران! مرزائی صاحبان نے جو آیات پیش کی ہیں۔ ان سے نبی کی جماعت دن بدن زیادہ ہوتے جانا دلیلِ صداقت ثابت نہیں ہوتا۔ تاہم ہمیں تسلیم ہے کہ اسلام کی صداقت کی یہ دلیل ہے کہ ایک یتیم و بیگس بے یار و مددگار۔ غریب انسان سچائی کا پیغام لے کر لاکھوں مخالفوں کے مقابلہ پر کھڑا ہوتا ہے۔ پھر مخالف بھی خونخوار درندے جن کی وحشت ضرب المثل ہے اور پھر پکار کر علی الاعلان کہتا۔ کہ جملہ شیاطین الجن والانس اکٹھے ہو کر آ جاؤ اور میرے خلاف جو مکر تم سے ہو سکے کر لو۔ تاہم میں بڑھوں گا۔ پھولوں گا۔ پھلوں گا۔ تمہیں مجھے مٹانے کی طاقت ہوگی، حالانکہ تم مسلح، میں نہتا ہوں، تم ہزاروں، میں اکیلا ہوں، تم لاکھوں کے مالک میں غریب و نادار ہوں، تم وحشی پھاڑ کھانے والے درندے، میں صاحبِ اخلاق کریمہ سلیم المزاج شریف الطبع بے ضرر انسان ہوں۔ باوجود اس کے وہ زمانہ نبی امی پر آیا کہ و رأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افوجاً۔ اللہم صلّ علی محمد وبارک وسلم۔

پچھلے نبی چونکہ خاص خاص قوموں کی طرف اور خاص خطوں کے لئے مبعوث ہو کر آئے تھے۔ اس لئے ان کا غالب و مغلوب ہونا دلیلِ صدق و کذب نہیں تھا چنانچہ احادیث گواہ ہیں کہ بعض نبی قیامت کے دن ایسے آئیں گے جن کے ساتھ صرف ایک ہی امتی ہوگا (بخاری و مسلم در مشکوٰۃ باب التوکل) بخلاف اس کے ہمارے رسول چونکہ کافر ناس کے لئے رسول تھے۔ کامل و مکمل شریعت کے مالک حجة اللہ علی الارض الی یوم القیامة۔ اس لئے آپ کی ترقی آنا فنا ہوئی۔ وہ بھی ایسی کہ خاک سے اٹھ کر عرشِ افلاک تک پہنچ گئی۔ ہاں وہ جو کل تک محتاجوں کا محتاج تھا آج دنیا جہاں کی حکمرانی رہا نظر آتا ہے۔ بالآخر اپنے جملہ مقاصد میں کامیاب

وہا مراد ہو کر اپنے خدا سے جا ملے۔ صلی اللہ

چنانچہ مرزا صاحب بھی لکھتے ہیں:-

”حاصل مطلب یہ

ہونا تھا ہو چکا۔ اور مستعد دلوں میں نہایت عجب

اور تربیت کو کمال تک پہنچا دیا اور اپنی نعمت کو ا

ہیں۔ جو ایک نبی کے آنے کی علت غائی

قدر زور سے بتا رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ

تک کہ دین اسلام کو تنزیل قرآن اور تکمیل

خاص علامت ہے منجانب اللہ ہونے کی

آنحضرت ﷺ سے پہلے کسی صادق نبی

نہیں دکھایا۔ x x جس کام کے لئے آنحضرت

ہو گیا“ الخ (ص ۱۳۱۳ نور القرآن) (خ ص ۱۳۱۳)

اس تحریر سے کئی باتیں ثابت ہیں۔ ا

مقصد اور انتہائی کمال پر پہنچنا۔ پس آپ ﷺ

ہے۔ دوم آنحضرت ﷺ کا اپنے مقاصد

وفات پانا۔ لہذا جو شخص اب کہے کہ اسلام آ

کے چاند جیسا تھا۔ مگر میرے زمانہ میں چ

ہو گا اور آنحضرت ﷺ دین ناقص چھوڑ کر

کر پورا کرنے آیا ہوں (خطبہ الہامیہ و تحفہ

سوم یہ کہ نبی کی علت غائی یہ ہے کہ

کاذب ہو گا۔ بہت خوب!

آئیے اب ہم دیکھیں کہ مرزا صاحب

کہاں تک پورا کر کے مرے۔ سو سینے مرز

”میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔

اور عیسائیوں کے لئے کرسٹیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے، دنیا اس کو

بھول جاوے۔“ (اخبار الحکم ۷، جولائی ۱۹۵۷ء)

بھائیو! کیا مرزا صاحب اپنے ان مقاصد کو پورا پورا کر کے فوت ہوئے؟ ہر  
نہیں! مسلمان پہلے سے بھی تنزل و ادبار کی حالت میں ہیں۔ عیسائی دن بدن ترقی  
ہیں۔ مرزائی بقول مرزا صاحب ان کے وقت ”چار لاکھ کے قریب“ (ص ۳ تجلیات  
الہیہ ۱۹۰۶ء) تھے۔ مگر الفضل گواہ ہے کہ ۱۹۳۱ء میں مردم شماری ہوئی تو صرف ”۵۲  
ہزار نکلے۔ (قول محمود در الفضل ۲۶ نومبر ۱۹۳۱ء)

گویا کفر کی زمین دن بدن گھٹ رہی ہے۔ آہ۔

کوئی بھی بات مسیحا تیری پوری نہ ہوئی  
تا مرادی میں ہوا تیرا آنا جانا

## مرزائیوں کی نویں دلیل

ظہر الفساد فی البر والبحر x x نبی اس وقت آتا ہے جب دنیا میں کفر  
وضلالت پھیل جائے۔

جواب:- مرزا صاحب راقم ہیں کہ:-

”قرآن کے زمانہ میں علاوہ فسق و فجور کے عقائد میں بھی فتور ہو گیا تھا۔  
ہزار ہالوگ دہر یہ تھے۔ ہزار ہا وحی والہام کے منکر تھے اور ہر قسم کی بدکاریاں زمین  
پر پھیل گئی تھیں۔ اور دنیا میں اعتقادی اور عملی خرابیوں کا ایک سخت طوفان برپا تھا  
(حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ ناقل) اگر کوئی کہے کہ فساد اور بد عقیدگی اور بد اعمالیوں میں یہ  
زمانہ بھی تو کم نہیں۔ پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا۔ تو جواب یہ ہے کہ وہ  
زمانہ توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ  
لا الہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں۔ اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے  
بھیجے سے محروم نہیں رکھا۔“ (نور القرآن ص ۷) ﴿خ ص ۳۹﴾ ۱۹۰۶ء

تحریر ہذا آواز بلند پکار رہی ہے کہ ہمارا زمانہ کسی نبی کی آمد کا مقتضی نہیں باقی رہے



مجدد سو خود احمدیوں کو مسلم ہے کہ آنحضرت ﷺ  
 اور آتے رہیں گے چونکہ مرزا صاحب نے دعویٰ  
 تھا کہ اس زمانہ میں نبی کی ضرورت نہیں بلکہ مد  
 ص ۳۱۳ ج ۲ اسلئے مرزا صاحب مجدد بھی نہیں  
 ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا  
 زلیخانے کیا خود پاک دا

## مرزائیوں کی دوسرے

”جو خدا پر جھوٹ باندھے خدا اس کو کامیاب

## جواب

ہم دلیل دوم کے جواب میں آیات قر  
 اللہ تعالیٰ مفتریوں کو ڈھیل دیتا ہے اور انہیں دنیا  
 کے مرزائے اپنے مقاصد میں نامر لا مرا ہے۔

## مرزائیوں کی گیار

”سوا انبیاء کے کوئی غیب پر بکثرت  
 لاکھوں پیٹگوئیاں کیں جو پوری ہوئیں“

## جواب

مرزا صاحب کے الہامات عموماً خواہ  
 فرماتے ہیں:-

”بعض فاسق اور فاجر۔ زانی غیر متدین۔ جو  
 چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو

حقیقۃ الوحی) بیخ ص ۵ ج ۲۲

الہاموں کے متعلق مرزا صاحب لکھتے ہیں:-

”وہ کاہن جو عرب میں آنحضرت ﷺ کے پہلے بکثرت تھے۔ ان لوگوں کو بکثرت شیطانی الہام ہوتے تھے۔ ان کی بعض پیشگوئیاں سچی بھی ہوتی تھیں“ (ص ۷۷ اضرورة

الامام) (بخ ص ۵ ج ۱۳)

پیشگوئیوں کے متعلق کہنے کو تو کہا ہے کہ مرزا کی لاکھوں پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ مگر افسوس کہ پیش کرتے وقت ایک بھی نہ کر سکے جسے پیشگوئی کہا جائے بلکہ چند گول مول بے سرو پا اقوال وہ بھی صرف ۲۵ کے قریب ڈھونڈ کر اکٹھے کئے ہیں۔ جن کا نمبر وار جواب ملاحظہ ہو:-

## مرزا صاحب کی پیش گوئیاں

نمبر ۱ مثلاً سعد اللہ لدھیانوی کے ابتر ہونے کی پیشگوئی۔

### الجواب

لفظ ابتر کے کئی معانی ہو سکتے ہیں۔ (۱) ابتر بمعنی مفلس (ص ۲۴۲ تہ ذہبیہ الوہی) (۲) ناکام، زیاں کار، نامراد (ص ۱۱۱ تہ ح وئی) (۳) بے برکت (ص ۱۲۵ ۱۲۶ ج ۱ ح وئی) (۴) پوتے سے آگے اولاد نہ چلے تو بھی ابتر (ص ۱۱۱ تہ ذہبیہ الوہی) (۵) ان معانی کے ہوتے ہوئے شاید ہی کوئی خوش نصیب ایسا ہوگا جو ابتر نہ بن سکے۔ دیکھئے خود مرزا صاحب بوجہ نامراد مرنے کے ابتر ہوئے اور بے برکتی تو ان کی مشہور ہے بھلا اگر ابتر کے یہی معنی تھے کہ سعد اللہ کے ہاں آئندہ اولاد نہ ہوگی یا موجودہ اولاد سے آگے نسل نہ چلے گی تو کیوں مرزا جی نے مولوی محی الدین صاحب (ولد اکبر مولانا حافظ صاحب لکھنوی مصنف تفسیر محمدی) کو ابتر لکھا (ص ۳۵۷ ذہبیہ الوہی) (۶) حالانکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی اولاد در اولاد موجود ہے۔

اسی طرح حضرت المکرم مولانا سید نذیر حسین رحمۃ اللہ علیہ کو ابتر لکھا (تہ ذہبیہ الوہی

ص ۲۲) (بخ ص ۲۵۲، ج ۲۲) حالات تکہ انکے بھی پر  
 ایک صاحب اولاد بزرگوں کو ابتر لکھا۔ (ص ۳  
 مولوی سعد اللہ مرحوم کے متعلق مر  
 ملاحظہ ہو۔ (ص ۱۲ اشہار انعامی تین ہزار) مجموعہ  
 کئی معنی ہو سکتے تھے اس لئے مرزا صاحب  
 لکھے بلکہ عربی الہام کار دو ترجمہ بھی نہ کیا۔  
 گئے تو ۱۹۰۶ء میں:-

”معتبر ذرائع سے یہ معلوم کر کے کہ سعد  
 الدین بجواب موقوف نامہ ثنائی ص ۱۸)  
 ”تحقیقۃ الوحی میں لکھ دیا کہ سعد اللہ کے

بھائیو! یہ ہے وہ پیشگوئی جسے بڑے طوطے  
 ہیں۔ آہ! بچ ہے! اذا لم تستحی فاصنع  
 برادران! چونکہ اس مضمون میں مر  
 پیشگوئیاں سب کی سب اسی قسم کی ہیرا پھیر  
 پہلے ہم تحریر مرزا سے دکھائیں کہ پیش گوئی  
 ملاحظہ ہو مرزا صاحب لکھتے:-

(۱) ”پیشگوئی سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ وہ  
 لیکن جب ایک پیش گوئی خود دلیل کی  
 امور پیش کرنے چاہئیں جن کو کھلے کھلے  
 (صفحہ ۱۲۱/۱۲۳) تھخہ گول

(۲) ”ہر ایک پیشگوئی میں دیکھا ہے کہ x x  
 اس کے مضمون میں کوئی خارق عادت  
 بالاتر خیال کیا جاتا ہے یا ایسا بیان تھا کہ

ناقل) سے مدد لے کر یا کسی اور طریقہ سے بیان کر سکتا ہے“

(تبیاق ص ۱۱۵، ۱۹۱، ۲۱۱، ۲۱۲) (بخ ص ۳۰۲)

نمبر ۲ ”کرم الدین جہلمی والے مقدمہ سے بریت اور اس کا مفصل حال پہلے سے شائع

کیا“ (موہب الرحمن: ص: ۱۳۹) (بخ ص ۳۵۰، ۱۹۷)

”یہ مقدمہ چند دلال اور آتما رام کی کچھری میں چلتا رہا آخر کار حضرت بری ہوئے“

(مرزائی پاکٹ بک ص ۳۸۳)

## الجواب

یہ پیشگوئی اگر ہے تو مرزا صاحب کے قانونی وکلاء کی ہے مرزا صاحب نہیں۔ تفصیل سنیے:-

مرزا صاحب کے مخالفوں میں ایک صاحب مولوی محمد حسن فیضی ساکن بھی تھے۔ جنہوں نے اپنی علمی قابلیت سے مرزا کا قافیہ تنگ اور ناطقہ بند کر دیا چنانچہ ۱۸۹۹ء میں جبکہ مرزا صاحب سیالکوٹ میں وارد تھے۔ موصوف نے عربی قصیدہ بے نقط منظومہ خود مرزا کے سامنے پیش کیا کہ آپ بڑی قابلیت مدعی ہیں اس قصیدہ کو مجلس میں پڑھ کر سنا دو اور اس کا ترجمہ کر دو۔ چونکہ مرزا صاحب خیر سے رکھی باتوں ہی سے واقف تھے اس لئے فہمت الذی کفر۔ بن کر رہے۔ مولوی صاحب مذکور نے وہ قصیدہ رسالہ انجمن نعمانیہ لاہور ماہ فروری ۱۸۹۹ء سراج الاخبار جہلم ۱۹ مئی ۱۸۹۹ء میں شائع کر دیا اور مرزا صاحب کی لاجوابی کا اظہار کیا۔ اسی طرح مولوی صاحب نے کئی دفعہ مرزا صاحب کو دعوت مقابلہ (ملاحظہ ہو سراج الاخبار ۱۳ اگست ۱۹۰۰ء وغیرہ) مگر مرزا صاحب مقابلہ میں نہ آئے۔ خدا کی قدرت ہے کہ مولوی صاحب اکتوبر ۱۹۰۱ء کو وفات پا گئے۔ پھر کیا تھا صاحب نے ان کی وفات کو معجزہ ظاہر کیا۔ اور اپنی تصنیفات میں حسب عادت ان کو خوب خوب گالیاں دیں۔ جس سے مشتعل ہو کر فیضی مرحوم کے عم زاد بھائی مولوی کرم الدین صاحب بھین نے مرزا صاحب کو نوٹس دیا کہ آپ پر مقدمہ کیا جائیگا۔

مرزا صاحب نے پہل کر کے ا  
 پڑ مقدمہ زبردفعہ ۴۳۰ تعزیرات ہن  
 صاحب نے جہلم میں رائے سنار چند  
 کی توہین کا مقدمہ قائم کیا جس میں  
 ہزار روپیہ طلب ہوئے۔

## پیشگوئی نمبر

”ڈولی کی موت کی پیشگوئی کی کہ اگر  
 کر دیگا۔“ (ص ۳۸۴)

اس کو پیشگوئی کہنا اپنی جہالت  
 کر سکتا ہے کہ مرزائی پاکٹ بک کا مصنف  
 مرزائی مرجائیں گے اور دوزخ میں پڑ  
 قارئین! مزاتب تھا کہ مرزا صاحب  
 اس کے مطابق مرجاتا۔ تو ہم صاف ما  
 ”شیطانی الہام حق ہے اور شیطانی

پیشگوئی

”ظالموں سے گھر محفوظ رہے گا“

﴿خ ص ۲۲۹ ج ۲۲﴾

(تہذیب الوحی صفحہ ۲۱۹) پرکشی نوح کا

مرید بتائے ہیں سو ہم ثابت کر آئے ہیں کہ مرزا کے مرید  
پس یہ پیش گوئی غلط نکلی دیکھو دلیل نمبر ۷ کا جواب)

## پیشگوئی نمبر ۵

”عبدالرحیم بن نواب محمد علی خاں کے حق میں“

(حقیقۃ الہوی ص ۱)

### جواب

جن دنوں وہ بیمار تھا۔ مرزا صاحب نے اس کی صحت  
میں رکھے تھے۔ جب اسے آرام آنا شروع ہو گیا اور وہ تندرست  
پہلے اس کی نسبت دعا کی تھی خدا کی طرف سے مایوس کن جواب  
کی شفاعت کی اجازت مل گئی تھی چنانچہ وہ اسی وجہ سے راضی  
(تفصیل ملاحظہ ہو اخبار البدیع ص ۱۷۳)

پس یہ سب بعد از صحت گھڑی گئی ہیں جو قابل قبول نہیں بلکہ  
مخالفہ باز ہونے کی دلیل ہے۔

”پیش گوئی میں وہ امور پیش کرنے چاہئیں جن کو دنیا کھلے کے

(تحدیث گولڑہ ص ۱۲۳) ﴿خ ص ۱۰۱ ج ۱﴾

## پیشگوئی نمبر ۶

”دافع البلاء“ میں چراغ دین جمونی کے طاعون سے ہلاک ہو۔

سو وہ بمحہ بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہو گیا::

### جواب

یہ قطعاً دروغ بے فروغ ہے دافع البلاء میں اس کا طاعون سے

البتہ یہ گیدڑ بھپکیاں دی ہیں کہ :-



”اس در ماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی زلزلے آئیں گے (زلزلہ کا دھکم  
 ×× پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیشگوئیاں اس کی (نبوت) کے  
 دلیل ٹھہرائیں ×× کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے؟ (ضمیر انجام آتھم حاشیہ ص ۵ معنفہ مرزا) ﴿  
 ص ۲۸۸ ج ۱﴾ مگر اب تو وہی بات ہے کہ بے حیا باش ہرچہ خواہی کن۔

دوسرا الہام جو پیش کیا ہے وہ اس سے بھی پر از فریب ہے جس میں زلزلہ  
 تک کا نام نہیں۔ صرف یہی لفظ بہ صیغہ ماضی میں کہ ”مٹ گئے رہائشی اور عارضہ  
 و مقام“ پھر لطف یہ کہ مرزا صاحب نے اس الہام کو سناتے وقت اس کا اردو ترجمہ  
 نہیں کیا تاکہ آگے چل کر پھنس نہ جائیں مگر اپنے حلقہ احباب میں کہہ رکھا تھا کہ اس  
 میں طاعون کا ذکر ہے چنانچہ جس پرچہ الحکم میں یہ الہام شائع کر لیا اس میں  
 ”متعلقہ طاعون“ (اخبار الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء)

اب بظاہر اس سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ یہ گذشتہ طاعون کی تباہی کا تذکرہ  
 اور اسی لئے مرزا صاحب نے نہ اس کا ترجمہ کیا نہ کچھ مزید توضیح مطلب ان کا  
 اگر آج سے بعد مثل سابق طاعون کا کبھی زور ہو اتو کہہ دیں گے کہ پہلے سے ہم  
 کر رکھا تھا دیکھو وہ کیسا سچا نکلا۔ اور اگر امن رہا تو بھی کچھ ہرج نہیں۔ کیونکہ الہام  
 ماضی ہے اور پچھلے برسوں میں طاعون زور شور سے پڑ چکی ہے۔ مگر خدا کو کچھ اور  
 اس کے چند ہی ماہ بعد پھر پنجاب میں طاعون کا زور ہوا اور مرزا صاحب نے  
 طمطمراق سے بکمال شان غیب دانی لکھا:-

”کسوف خسوف کے ساتھ قرآن شریف میں این المفرد آیا ہے جس سے یہ  
 مراد ہے کہ طاعون اس کثرت سے ہو گی کہ کوئی پناہ کی جگہ نہ رہے گی میرے الہام  
 عفت الدیار محلها و مقامها کے یہ معنی ہیں۔“

(اخبار الحکم ۲۳)

مگر آہ! کس قدر افسوس حیرت بلکہ شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ کہ

لے یہ الفاظ مرزا صاحب نے انجیل کی زلازل والی پیشگوئیوں کے حق میں لکھے ہیں جو وہ بھی اسی طرح بے



کے بعد ۱۹۰۵ء میں زلزلہ عظیمہ آیا تو مرزا صاحب پر لگا دیا۔

ناظرین کرام! یہ ہے حقیقت ان پیشگوئیوں کی نبوت پر بطور دلیل پیش کر رہا ہے۔

## پیشگوئی نمبر ۱

بہار کے دنوں میں زلزلہ کی پیشگوئی چنانچہ ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کو وہ زلزلہ آیا۔ (ص ۳)

## الجواب

یہ پیشگوئی مرزا صاحب کی صاف غلطی ہے۔ پیشگوئیوں کے ضمن میں سوئس نمبر پر اس پیشگوئی میں دیکھو ص ۱۰ تا ص ۸۔ اپاکٹ بک ہذا:

## پیشگوئی نمبر ۲

پنڈت دیانند کی موت کی پیشگوئی جس کا گواہ

## الجواب

یہ سفید جھوٹ ہے اور دروغ بے فروغ و فطرت سے قبل شائع کی گئی ہو اس کا ثبوت پیش ہے اس نے مرزائی پیشگوئیوں کی تصدیق نہیں کی۔ پنڈت لیکھ رام اور بکنڈیب براہین احمدیہ ::

## پیشگوئی نمبر ۳

براہین احمدیہ میں مولوی عبداللطیف کی شہادت

## جواب

یہ بھی کذب ہے۔ براہین میں کوئی پیشگوئی نہیں۔ ایک الہام گول مول جو موم کی ناک کی طرح ہر طرف پھیرا جائے۔ یہ تھا کہ ”دو بکریاں ذبح ہوں گی“ (ص ۵۱۱) ﴿خ من ۱۱﴾ اس کے سترہ سال بعد کہا کہ ان دو بکریوں سے مراد آسمانی منکوحہ کا خاوند اور والد ہے (ضمیر انجام آتم ص ۵۷) ﴿خ من ۱۱﴾ مگر جب یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی تو (مذکرہ اشہاد تین) ﴿خ من ۱۱﴾ ۲۰ ج ۷۷ میں لکھ دیا کہ اس سے مراد مولوی عبداللطیف و عبدالرحمن تھے:

## پیشگوئی نمبر ۱۱

لیکھ رام کی موت کی پیش گوئی بہت ہی واضح طور پر بیان فرمائی۔

## الجواب

یہ پیشگوئی صاف جھوٹی نکلی۔ تفصیل ملاحظہ ہو:-

پنڈت لیکھ رام آریوں میں ایک سرکردہ شخص تھا۔ جب مرزا نے براہین احمدیہ باشتہار انعامی دس ہزار روپیہ شائع کی تو پنڈت مذکور نے اس کے جواب میں کتاب ”تکذیب براہین احمدیہ“ لکھی جس میں مرزا صاحب کی درگت بنائی جس پر مرزا صاحب کو بڑا غصہ آیا۔ دوسرا حملہ مرزا صاحب پر لیکھ رام نے یہ کیا کہ ایک اور کتاب ”نسخہ خطبہ احمدیہ“ میں مرزا صاحب کی خاطر تواضع کی۔ اب تو مرزا جی اور بھی گرم ہوئے۔ اسی گرمی میں اسے الہامی نشان دکھانے کو قادیان میں آنے کی دعوت دی۔ ادھر گیا دیکھی وہ آندھی اور بگولے کی طرح آیا اور آتے ہی مرزا صاحب پر چھا گیا لاکار کہ آؤ نکلو میدان میں۔ مگر مرزا صاحب کو اپنا علمی پول معلوم تھا۔ ادھر ادھر کی باتوں میں وقت ضائع کیا بالآخر اسکے تنگ کرنے پر نشان دکھانے کا وعدہ کیا:

دوماہ بعد مرزا جی نے بذریعہ اشتہار یہ چال چلی کہ اس کو ڈرانے دھمکانے کی

غرض سے لکھا کہ:-

”اگر (تم کو) پیشگوئی کے ظاہر کرنے سے رنج پہنچے تو اس کو ظاہر نہ کیا جائے“

(ص ۱۱۹ استثناء) ﴿خ ص ۱۱۷ ج ۱۲﴾

مگر وہ کچھ ایسا کوہ و قار مستقل مزارعہ  
”میں آپ کی پیشگوئیوں کو واہیا سا

ہے“ (ص ۱۱۰ استثناء) ﴿خ ص ۱۱۷ ج ۱۲﴾

”مگر معاد مقرر ہونی چاہئے“ (ص ۱۷۰ ج ۱۲)  
اس جرأت اور دلیری کو دیکھ کر مرزا

رعب چھایا کہ متواتر سال تک چپ سادھے

کوئی واقعہٴ عجب دنیا میں ظاہر ہو جائے یا خ

تو ہم اسی کو اپنی کرامت بنا کر دنیا کو دھوکا د

مگر جب کچھ نہ ہوا تو لیکھ رام کے

سے گھبرا کر آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۹۳

”لیکھ رام نے ایک کارڈ اس عاجز کی

شائع کر دو میری طرف سے اجازت ہے

ہے) سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی

نصب و عذاب یعنی ایک بے جان گو

رہی ہے اس کے لئے ان گستاخیوں اور

مقصد در ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا

ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے

کیا آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۳

شدید میں مبتلا ہو جائے گا x x اگر اس شخص

نازل نہ ہو جو معمولی تکلیفوں سے نرالا او

ہو تو میں خدا کی طرف سے نہیں“۔ (۱ شہر

ص ۵ منقول از نزول المسیح ۱۸۵) ﴿خ ص ۲۹

اس سے صاف واضح ہے کہ لیکھ

اپنی نرالی وضع سے ایک نشان کہلا سکے۔ مگر ایسا ہوا؟ ہرگز نہیں بجائے! اسے آسانی نشان دکھایا جاتا۔ مرزا صاحب کے ملہم نے کسی شیطان کے خون کرا دیا۔ وہ بھی کسی نرالے ڈھنگ یا انوکھے رنگ یا خارق عادت تیرو نہیں۔ معمولی شہدوں کے طور پر کہ ایک شخص منافق بن کر لیکھ رام کے حلقہ ارادت ہوا۔ عرصہ تک اس کی خدمت کرتا رہا۔ ایک موقع پر جبکہ لیکھ رام اکیلا تھا بد معاش بھی پاس تھا۔ اس نے اس کے پیٹ میں چھری گھونپ دی اور بزدل الغرض یہ پیشگوئی موت نہ تھی۔ خارق عادت عذاب کی تھی۔ بفرض محال مان بھی کہ لیکھ رام کی موت کی پیشگوئی تھی تو بھی یہ موت ایسے طریق سے واقع ہوئی جسے خارق عادت کہا جائے۔ خارق عادت کی تعریف خود مرزا نے یہ کی۔

(۱) جس امر کی کوئی نظیر نہ پائی جائے اسی کو دوسرے لفظوں میں خارق عادت

ہیں۔ (سرمد چشم آریہ ص ۱۷ مطبوعہ ۱۹۲۳) ﴿خ ص ۱۹ ج ۲﴾

(۲) خارق عادت اسی کو تو کہتے ہیں جس کی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے۔

(ص ۱۹۶ ھجری: لومنی) ﴿خ ص

چونکہ اس طرح کے قتل دنیا میں ہزاروں ہوتے رہتے ہیں اسلئے:-

”ظاہر ہے کہ کسی امر کی نظیر پیدا ہونے سے وہ امر بے نظیر نہیں کہلا سکتا“

(ص ۱۱۱/۱۱۲ ھجری: ۲۱۱/۲۱۲) ﴿خ ص

پس یہ پیشگوئی مرزا کی ہر طرح سے جھوٹی۔ غلط۔ باطل۔ دروغ۔ کذ

ہوئی۔ فلة الحمد۔

## پیشگوئی نمبر ۱۲

مرزا صاحب نے کہا تھا کہ ”مجھے الہام ہوا کہ دور دور سے لوگ تیرے

آئیں گے“ ﴿تذکرہ ص﴾

## الجواب

کہتے ہیں کہ کسی فریبی شخص نے مشہور کر دیا تھا کہ مجھے خدا نے الہام کیا کہ

تجھ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا جائے گا۔ اور ساتھ ہی اس  
 کر دیا کہ شراب حلال ہے اور ماں سے نکاح جائز۔  
 نے اس پر فتویٰ کفر لگا دیا۔ اب تو وہ صاحب اور اس  
 کہ دیکھو جی! ہماری پیش گوئی کیسی سچی نکلی۔ مع  
 بدنام اگر ہوں گے تو کیا

ٹھیک ایسا ہی مرزا صاحب کا حال ہے کہ  
 وغریب دعاوی کی بھرمار کر دی۔ اب کوئی شخص مر  
 کہ یہ کون ضال و مضل ہستی، گمراہ انسان، ”مراقتی  
 پیش گوئی درست ہے۔ اور اگر کوئی سمجھانے بچھا  
 ما سو اسکے اس پیشگوئی کے وقت مرزا صا  
 بھی ہو چکے تھے۔ اس لیے یہ پیشگوئی ایسی نہیں

## پیشگوئی نمبر

سرا الخلافت صفحہ ۶۲ پر مخالفوں پر طاعون پڑا۔

## الجواب

سرا الخلافت صفحہ ۶۲ پر طاعون کا ذکر نہیں صرف  
 نے کئی ایک معنی کئے ہیں من جملہ ان کے ایک معنی  
 ”رجز لغت عرب میں ان کاموں کو کہتے  
 (ایام الصلح اردو، ص: ۹۳) (ایام الصلح، ج ۳، ص: ۳۰)  
 گویا مرزا صاحب کے مخالف نیک اور ب  
 کہنے کے بھی مستحق عذاب نہیں تھے۔ تب مرزا  
 خدا یا ان پر رجز نازل کر یعنی انہیں بد اعمالیوں  
 عذاب ہو جائیں ::

ناظرین کرام! غور فرمائیں کہ جب لوگ مرزا کو کافر وغیرہ کہنے میں طرح کی شوخی و تکذیب کے ہوتے ہوئے مستحق عذاب نہیں تھے تو پھر انہیں قاتل ٹھہرانے کو مرزا کی دعا کیا اثر رکھ سکتی ہے کیا کافروں کی دعائیں ان کی نبوت ہوتی ہیں؟ وَمَا دَعَاؤُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِى ضَلٰلٍ۔

دنیا جب سے شروع ہوئی ہے تب سے ہی حسب موسم و وقت و حسب احوال کے ان پر دبائیں (طاعون، حیضہ، بلیریا، وغیرہ) وارد نازل ہوتی رہی ہیں کے معنی محض طاعون بیان کرنا بھی کیا دلیل ہے کہ اس بددعا مرزا کے آٹھ سال ملک پنجاب میں طاعون پھوٹی تھی وہ مرزا کی کرامت ہے۔ کیا دنیا میں طاعون پہلے نہیں آئی تھی یا مرزا کے بعد آج تک کبھی نہیں آئی یا آئندہ نہیں آئے گی؟ طاعون مرزا کی بددعا کا اثر تھا اور یہ محض مخالفین کیلئے عذاب تھا جیسا کہ مرزا بھی ”طاعون کا عذاب ظالموں اور فاسقوں کے لیے ہے“

(تفسیر خزینۃ العرفان جلد ۱)

تو پھر مرزا کے ماننے والے کیوں اس میں گرفتار ہوئے؟ مزے کی بقول مرزائیوں کے مرزا نے مخالفین کے لیے طاعون کی دعا کی، مگر جب وہ آئے نہ بھوکے شیر کی طرح مرزائیوں کو کھانا شروع کیا تو مرزا صاحب لگے چیخنے چلا۔ ”میں دعا مانگتا ہوں کہ خدا ہماری جماعت سے اس طاعون کو اٹھالے۔“

)  
مختصر یہ کہ روڑہا مخالفین پر بددعا کرنا وہ بھی کسی مخصوص مرض سے نہیں رجتے اور ساتھ ہی یا کسی دوسری موت سے ہلاک کر یا کوئی اور مواخذہ کر“ (المسح) کے سے وسیع الفاظ میں پیش کرنا کوئی دلیل نہیں بقول حکیم نور الدین خلیفہ

”کمال اور زلزلے اور وبا کا واقع ہونا نیچے کی ایسی عادات میں سے ہے کہ اس نسبت کسی ایک بلا کا بلاتعین وقت اور گول مول پیشگوئی کرنا کبھی غلط نہیں جانا جا سکتا (فصل الخطاب حکیم نور الدین صاحب خلیفہ قادیان)  
اسی طرح مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ :-

”پس اس نادان اسرائیلی (حضر  
 ہی کیا تھیں، یہی کہ زلزلے آئیں  
 نہیں آتے؟ کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتا  
 رہتا؟ (ص ۷ ضمیر انجام آتھم) ۱۰۸،  
 مرزا یوگیا ہم انہی الفاظ کو الٹ  
 تھیں؟ یہی کہ گول مول اور ذومعنی الفاظ  
 کی پیشگوئیاں جڑنا وہ بھی اس رنگ میں  
 (ص ۹۴ ضمیر نصرۃ الحق) ۱۰۸ ص ۲۵۵ ج ۲۱  
 ہاں ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب  
 طاعون کے لئے مدت لگائی تو وہ سر  
 ۱۸۹۸ء کو جب مرزا صاحب نے پیشگو  
 ”میں نے خواب میں طاعون  
 آئندہ جاڑے میں بہت پھیلے گی یا  
 (اقتہار ۶ فرور  
 ”ابھی ہم خطرات کی حدود  
 موسم نہ گزر جائیں“ (ص ۶۱ ایام  
 تو یہ پیشگوئی صریح غلط نکلی کیوں  
 بلکہ ۱۹۰۲ء میں ہوا۔ ملاحظہ ہو تحریر  
 ”چار سال ہوئے کہ میں نے  
 آنے والی ہے xx جس کا نتیجہ طا  
 (ریویو جلد اس ۲۵۳، ۱۹۰۲ء)

پیشگوئی

مہابہ کے طور پر لعنت اللہ کہہ

## الجواب

مرزا صاحب از روئے شریعت اسلام بوجہ مدعی نبوت کا ذبح ہونے کے مستحق تھے۔ اس لئے اگر کروڑہا مخالفوں نے مرزا صاحب کو ایسا لکھا تو خوب کیا۔ چونکہ سے ہمیشہ زندہ رہنے کا وعدہ لے کر نہیں آئے تھے اس لئے کئی ایک فوت ہو گئے۔ اس کے فضل سے کروڑہا کی تعداد میں زندہ بھی موجود ہیں حالانکہ مرزا صاحب اور ان ہزار ہا مرید قبروں میں جا پڑے اور لعنت کا با اصول شہانہ بن گئے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اگر محض لعنت کہنے سے مبالغہ منعقد ہو جاتا ہے اور لعنت کرنے والے کام کے ملعون ہونے کی علامت ہے تو پھر مرزا صاحب اول درجے پر ہیں کیونکہ زبان پر تو لعنت و ظیفہ کی طرح جاری تھی۔ ہر وقت مخالفوں کو لعنت کہتے رہے۔ ملاحظہ ہو رسالہ (نور الحق اول صفحات آخری) (خ، ص ۱۶۲، ۱۵۸ ج ۸) جہاں پوری ہزار گنائی گئی ہے۔ اسی طرح رسالہ (سراخلافت) (خ، ص ۱۶۰) و (شخص حق) (خ، ص ۳۷۶ ج ۲) احمدی (خ، ص ۱۳۹ ج ۱۹) وغیرہ:

علاوہ ازیں مرزا صاحب نے اپنے اشد ترین مخالف حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے لئے اپنی تحریرات میں بار بار لعنت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ مثلاً صفحہ ۱۳۸ احمدی پر سطر واروس لعنتیں ہیں مگر خود ہی مولانا کی زندگی میں مر گئے ہیں۔ کیا تم اصول کی رو سے مرزا کو ملعون مان لو گے؟

## پیشگوئی نمبر ۱۵

مولوی غلام دستگیر مبالغہ کے بعد ہلاک ہو گیا:

## الجواب

مولوی غلام دستگیر نے مرزا صاحب کے ساتھ کبھی مبالغہ نہیں کیا یہ تمہارا سفید جھوٹا ہاں انہوں نے خدا سے دعا ضرور کی تھی کہ یا مرزا صاحب کو ہدایت نصیب ہو یا ہلاکت چونکہ



قانون ہے کہ ولولاجل مسمی لجاہ ہم نہیں بھیجا کرتا (الاماشاء) اس لئے مرزا کو ڈھیل مرزا صاحب مباہلہ کی تعریف لکھتے ہیں ”مباہلہ کے معنی لغت عرب کی رو سے او سے اور دو فریق مخالف ایک دوسرے کے لئے عذاب

اگر محض ایک طرفہ دعا کا نام مباہلہ ہے تو نے اپنے جملہ مخالفین کے حق میں موت کی بددعا کا بھی تک زندہ ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب عرصہ سے کام لیکر بتلائے کہ مرزا جھوٹا ہولیا نہ؟

## پیشگوئی نہ

مواہب الرحمن میں محمد حسین بھین والا ہلاک ہوا۔

## الجوار

مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ جھوٹ بولنا گ مولوی محمد حسین صاحب مرحوم فیضی کی موت کی پیشگوئی ماسوا اس کے یہ بھی کوئی پیشگوئی ہے کہ فرہا کرتے ہیں۔ غور تو کرو کہ عقلمند لوگ تمہاری پیشگوئیاں دیکھ کر سوائے اس کے کیا کہیں گے کہ

## پیشگوئی نہ

مرزا صاحب کو خدا نے الہام کیا تھا کہ

## جواب

اگر سلطنت انگریزی نہ ہوتی جس کی مدح سرائی اور دن رات کی خون  
روائیوں میں مرزا صاحب کی عمر گذری ہے۔ اور سلطنت اسلامی ہوتی تو مرزا صاحب  
رہنا ہم بھی اس آیت کے ماتحت جانتے کہ من كان في الضللة فليمدد له  
هدى (سورہ مریم) بعض اوقات خدا تعالیٰ گمراہوں کو معنی ڈھیل دیتا ہے۔ مگر اب  
ہے وہ مرزائیوں کے ”یا جوج ماجوج“ یورپین آقاؤں کی برکت و رحمت ہے۔

## پیشگوئی نمبر ۱۸

(مرزا صاحب کا الہام تھا) إنه آوى القرية اس کے معنی ہیں کہ ”خدا  
قدر عذاب کے بعد اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیگا“ (پاکت بک مرزا ص ۳۸۶  
الوی ص ۲۳۲) ﴿خ ص ۲۳۳ ج ۲۲﴾

## جواب

اوی کے معنی ہیں ”پناہ میں لینا“ (ص ۲۳۲) پس جس تکلیف سے خدا  
اس میں اسی شخص کا گرفتار ہونا قطعاً محال ہے۔ دیکھئے حضرت رسول کریم ﷺ  
میں آیا ہے الم یجدک یتیمًا فاوی یتیموں کو تنگی اور تکلیف کے وقت مار  
آتے میں یہی حالت آنحضرت ﷺ کی تھی۔ مگر جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا  
توتیمی کی بے کسی پھر کبھی آپ ﷺ پر وارد نہیں ہوئی۔ اسی طرح مرزا صاحب  
ہیں کہ بعد واقعہ صلیب کے اللہ تعالیٰ نے سبحانک اللہ اور اس کی والدہ کو ”اوی  
ربوة ذات قرار ومعین“ دونوں کو ایک پہاڑ پر پہنچا دیا جو سب پہاڑوں سے  
یعنی کشمیر کا پہاڑ (ص ۲۳۲) بتائیے یہودی جس ایذا ہی سے بقول مرزا خدا نے  
اور اس کی والدہ (علیہا السلام) کو پناہ دی، اس میں پھر وہ ذرہ بھر بھی مبتلا ہوئے؟

ایسا ہی مرزا نے تیسری مثال جو دی ہے وہ بھی ہماری مؤید ہے کہ سو  
میں آیت ہے فاؤ الی الکھف ینشر لکم ربکم من رحمته (سورہ کہف

غار کی پناہ میں آجاؤ خدا اپنی رحمت تم پر پھیلا  
 احمدی دوستو! کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ  
 ہو سکتا ہے؟ ماسوا اس کے ابتدا خود مرزا صاحب  
 یہی معنی کئے تھے:-

”جس گاؤں میں تو ہے خدا سے طاعون  
 (ص ۱۵۶، ایام الصلح) (خ ص ۲۳۳، ۲۳۲) ﴿﴾  
 حالانکہ قادیان میں خوب خوب طاعون  
 تو خود مرزا نے مانی ہے (ملاحظہ ہو ص ۲۳۲ حقیقۃ الوحی  
 نونٹی من گھڑت۔ افترا نکلا ::

## پیشگوئی

دلپ سنگھ والی پیشگوئی بحوالہ ص ۲۳۶

جوار

حقیقۃ الوحی پر جو پیشگوئی متعلقہ دلپ سنگھ  
 بناوٹ ہے۔ ہرگز ہرگز مرزا نے اس واقع سے  
 سچے ہو تو دکھاؤ۔

”پیشگوئی میں وہ امور پیش ہونے۔ چا  
 (المفہوم ص ۱۲۱/۱۲۳ ط ۲۰۰/۲۰۱ ط ۲۰۰/۲۰۱ تحفہ گو

## پیشگوئی

”عبداللہ غزنوی کے اصرار پر (مرزا نے)  
 کی طرح تباہ کیا جاؤں۔ اگر صادق ہوں تو خدا م

جوار

مہیا کرنے کے بعد جموئے ن نشان

”مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں۔ ہلاک ہو جاتا ہے  
(اخبار الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

سومرزا صاحب مباہلہ کے بعد کاذبوں کی طرح صادق کے سامنے مر گئے  
عبدالحق عرصہ بعد تک زندہ رہے۔

## پیشگوئی نمبر ۲۱

حضرت مسیح موعود کی دعا کے مطابق پانچ لاکھ مرید ہیں۔ یہ سچائی کی دلیل ہے::

### جواب

مرزا صاحب کے مرید سارے کے سارے لاکھ کے اندر اندر ہیں جیسا  
تحریر محمود احمد اس کا ثبوت دے آئے ہیں (ملاحظہ ہو جواب دلیل نمبر ۸) حالانکہ  
دنیا بھر کی جملہ اقوام کو اپنے دام میں لے آنے کے مدعی تھے۔ اور اس کو اپنی آمد  
اور عدت غائی ٹھیرا کر اپنی زندگی میں اس کا ظہور بتاتے تھے ملاحظہ ہو پاکٹ  
باب علامات مسیح موعود پس ایک آدھ لاکھ لوگوں کا مرزائی ہو جانا دلیل  
نہیں ہو سکتا سنو لکھا ہے:

”ہماری جماعت اگر بیس پچیس لاکھ ہو کر اس کی ترقی ٹھیر جائے تب بھی  
نہیں۔ پھر بھی یہ سلسلہ کی حقانیت کی دلیل نہیں ٹھیرتی۔ اس لئے (صداقت کی دلیل  
کے لئے) ضروری ہے کہ ساری دنیا پر پھیل جائے اور مقدر اور حجت کی رو سے عالم  
ہو جائے“ (اخبار الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۵ء منقول از الفضل ۱۰ اگست ۱۹۰۲ء)

## پیشگوئی نمبر ۲۲

مولوی محمد علی کو بخار ہو گیا ظن ہو کہ طاعون ہے مرزا نے کہا کہ اگر تم کہ  
ہو جائے تو میں جھوٹا۔

### جواب

معلوم ہو کہ مرزا کے مریدوں کا طاعون میں مبتلا ہونا مرزا کے جھوٹا

دلیل ہے۔ سو ہم کئی تحریرات مرزا کی نقل کر آئے  
مریدوں کا طاعون میں مبتلا ہونا تسلیم کیا ہے پھر

### پیشگوئی نمبر

وہی دوبارہ پیش کی گئی ہے جو نمبر ۹ میں  
کابل میں سنگسار ہونا جس کا جواب ہم دے آئے

### پیشگوئی نمبر

جلسہ دھرم ہوتو میں مرزا کی ایک تقریر کا

### جواب

اس جلسہ میں ہر مذہب کے لوگ پہلے  
کیلئے گھنٹہ وقت تھا کسی کے لئے اس سے کم و زیادہ  
سمجھ کر آئے تھے جنہوں نے وقت کی پابندی میں  
مرزا صاحب نے یہ چالاکی کی کہ گھر میں بیٹھ کر  
کیلئے بائیان جلسہ کو وقت مقررہ سے چار گنا وقت  
دیگر مضامین کے بعض جلد باز لوگ اسے فضیلہ  
صاحب پہلے سے ایک شگوفہ چھوڑ چکے تھے کہ  
پر غالب آئے گا“ (ا ستمبر ۲۱، دسمبر ۱۸۹۶ء) مجموعہ  
بس پھر کیا تھا آپ نے آسمان سر پر اٹھا  
ہم حیران ہیں کہ اس ڈھٹائی کا جواب  
کی طرح یہ بھی قواعد جلسہ کی پابندی کرتے  
کرتے پھر اگر یہ مضمون فائق رہتا تو ہم علی الا  
گو مرزا صاحب کا اپنی کسی قیاسی پیشگوئی  
اللہ ہونے کی دلیل نہیں کیونکہ علاوہ اس ایک ڈھ

صاف جھوٹی۔ صریح۔ باطل۔ واضح۔ دروغ ثابت ہوئی ہیں۔ تاہم یہ پیشگوئی ضرور  
ضرور شیطانی الہام ہے جو بقول مرزا صاحب ہوا کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(صفحہ ۱۸ ضرورۃ الامام) (بخ ص ۲۸۳)

مگر اس جگہ تو اتنا بھی نہیں۔ کیونکہ وقت مقررہ کی پابندی نہ کرتے ہوئے ہر  
جو ایڑی سے چوٹی کا زور لگا کر گھر سے مضمون اس نیت سے لکھ کر لائے کہ یہ باقی تقریر  
پر غالب رہے۔ یقیناً اس کا مضمون غالب رہے گا یقین نہ ہو تو مرزائی ایک اسی  
کا جلسہ کر کے مرزا صاحب کی تردید میں مضامین سننے کو آمادہ ہوں۔ میں ابھی سے  
الاعلان پیش گوئی کرتا ہوں کہ میرا مضمون دنیا بھر کے جملہ لکچراروں پر غالب رہے گا۔  
بفضل اللہ الکریم:۔

## ایک اور طرح سے

مثل مشہور ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی اصول سے  
اس پیشگوئی کے دیگر لازمی پہلوؤں پر نظر ڈالیں۔ یہ صحیح اصول مسلمہ مرزا ہے۔  
”کوئی پیشگوئی اس صورت میں سچی ہو سکتی ہے جبکہ اس کے ساتھ تمام پیشگوئیاں  
ثابت ہوں“ (ص ۱۲ کتاب البریت) (بخ ص ۱۳ ج ۱۳)

مرزا صاحب نے مذکورہ بالا پیشگوئی کے ساتھ اسی اشتہار کے ساتھ یہ لکھا ہے  
”میں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ہاتھ مارا  
گیا اور اس ہاتھ کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نور ساطعہ نکلا جو ارد گرد پھیل گیا  
تب ایک شخص بولا اللہ اکبر خربت خیبر اس کی تعبیر یہ ہے کہ محل سے مراد میرا  
دل ہے اور وہ نور قرآنی معارف میں خیبر سے مراد تمام خراب مذاہب میں جن  
میں شرک اور باطل کی طوئی ہے۔ سو مجھے جتلا یا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے  
کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا۔ اور قرآنی سچائی زمین پر دن بدن  
پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کر لے“ (اشتہار مذکور) (مجموعہ اشتہار ص ۲۹۳،  
ج ۲ تذکرہ، ص ۲۹۰)

بھائیو! کیا یہ سب کچھ ظاہر ہو گیا؟ کیا  
 انتہائی دائرہ پر پہنچ گئی؟ میں کہتا ہوں ایسا  
 کے اس مضمون سے آشنا بھی ہیں؟ یقین  
 پہلے اپنے وجود سے اس کے بعد دیگر  
 خلاصہ ہی پوچھ دیکھے۔ یقیناً ہزار میں سے  
 کئی ایک تحریروں میں لکھا ہے کہ یہ کام میرا  
 اور تو اور خود مرزائیوں کا یہ حال  
 آپس میں سر پھٹول کر رہے ہیں۔ وہ ان  
 کی یہ پیش گوئی جھوٹی ہے باطل ہے۔

پیشگوئی

”فروری ۱۹۰۶ء کو بنگالہ کی تقسیم  
 حکم جاری کیا گیا، اب ان کی دلجوئی ہو گی  
 پنجم اس کے پورا ہونے کا باعث بنے

ج

تقسیم بنگالہ پر جب اہل بنگالہ  
 حضور میں درخواست پر درخواست دینے  
 نے ان کی کچھ پروا نہ کی۔ ایسے وقت میں  
 اپنی روش کو چھوڑنے پر مجبور ہو گی۔ کیونکہ  
 ایسے وقت میں ہمارے قادیانی مسیح  
 کہ ”بنگالیوں کی دلجوئی ہو گی“ خدا کی قدا  
 آمادہ نہ ہوئی۔ شاید اس لئے کہ خدا تعالیٰ  
 ادھر گورنمنٹ اپنی بات منوانے

ہوا کہ گورنر سرفر صاحب نے استعفیٰ دے دیا۔ بنگالی اسے اپنا جانی دشمن جانتے تھے۔ انہوں نے اسکے استعفیٰ دینے پر خوب خوب مسرت کا اظہار کیا۔ اندریں حالات مرزا کو بھی ہوش آئی کہ اب بنگالی کچھ کچھ نرم ہو چلے ہیں اس لئے اب تقسیم بنگال جیہ گورنمنٹ کے عزم سے مترشح ہے منسوخ نہ ہوگی ایسا نہ ہو ہمارا الہام برباد ہو جائے تو موقع ہے خدا معلوم آئندہ حالات اس سے بدترین ہو جائیں۔ آپ نے فوراً مریدوں کو حکم دیا کہ لکھ دو کہ ہماری پیشگوئی کا اتنا ہی مطلب تھا چنانچہ ریو یو ماہ ستمبر ۶ مولوی محمد علی صاحب و خواجہ کمال الدین کی طرف سے مضمون شائع ہوا کہ:-

”تقسیم بنگالہ بھی منسوخ نہ ہوگی اور بنگالیوں کی دلجوئی بھی ہو جائیگی“

(صفحہ ۳۲۷)

مطلب یہ کہ سرفر کے استعفیٰ دینے سے بنگالیوں کی دلجوئی بھی ہو گئی ہے ہماری پیشگوئی تھی ع

بس ہو چکی ہے نماز مصلیٰ اٹھائیے۔

قدرت کے بھی عجیب کام ہیں ادھر مرزا صاحب تو یہ تاویل کر کے چلتے ۱۹۱۱ء میں اللہ تعالیٰ نے ملک معظم کے دل میں یہ خیال ڈالا کہ جاؤ ہندوستان میں مرزا قاسم کے کذب کو آشکارا کرو۔ چنانچہ وہ تشریف لائے اور تقسیم بنگال کو منسوخ کر دیا:

## مرزائیوں کی بارہویں دلیل

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب ایمان دنیا سے اٹھ جائیگا تو فارسی الاء ایک یا کئی اشخاص اس کو واپس لائیں گے:

## الجواب

قطع نظر اس کے کہ حدیث کا جو مطلب لیا گیا ہے وہ نہیں میں کہتا ہوں مرزا صاحب تو مغل زادے تھے جیسا کہ وہ خود راقم ہیں:-

”خاتم الخلفاء صینی الاصل ہو گا یعنی مغلوں میں سے“

(تذکرہ شہادتین ص: ۳۳) (بخ ص ۳۵ ج ۱)



پس وہ فارسی الاصل کیسے بن گئے  
 ناظرین کرام! حدیث میں آیا ہے  
 نہیں ہوتی اور قرآن پاک میں بھی سخت  
 نڈر تھے کہ جہاں شیخ ابن عربی کی پیشگوئی  
 گئے۔ اور جہاں حدیث رجال فارسیہ  
 جہاں احادیث مہدی کا مصداق بننا تھا وہاں  
 ”میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی

(۲۶۹) (خ ص ۲۱۲ ج ۱۸۷)

ہم بھی قائل تیری نیرنگی کے ہیں یاد

مرزائیوں کی

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا الا

مہدی کے ظہور کی نشانیاں تیرہویں صدی  
 نواب صدیق حسن خان نے بھی ایسا ہی آ

الج

اول تو یہ حدیث ہی ضعیف اور  
 موضوعات میں شمار کیا ہے ::

دوم اس میں مسیح و مہدی کا کوئی ذکر  
 بعد ہوگی۔ پس دو سو سال سے مراد تیرہ

نے دو سال سے مطلب ہزار سال سے  
 حدیث کے الفاظ کے صریح خلاف ہے

لفظ استعمال کئے ہیں۔ جو تحریرات ان  
 موجود ہے ::

علاوہ ازیں انہوں نے تو بارہ سو برس بعد لکھا ہے مگر مرزائی محرف تیرہ سو سال بعد لکھتا ہے؟ پھر مزایہ کہ مرزائی صاحب تیرہ سو سال کے بعد ظہور مسیح و مہدی نہیں لکھتا بلکہ یہ لکھتا ہے کہ ”مسیح موعود و مہدی کے ظہور کی نشانیاں تیرہ سو صدی کے گزرنے پر ظاہر ہوں گی اور کون نہیں جانتا کہ نشانیاں صد ہا برس پہلے شروع ہو جاتی ہیں۔ دیکھیے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کی نشانوں سے یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا۔ جہالت پھیل جائیگی زنا اور شراب کی کثرت ہوگی (بخاری) جھوٹے اشخاص پیدا ہوں گے (مسلم) امانت میں خیانت کی جائیگی۔ نا اہل لوگ حاکم ہوں گے (بخاری) مفصل دیکھو مشکوٰۃ ”ب“ اشراط الساعۃ۔ کیا ان علامتوں سے اکثر اس زمانہ میں پائی جاتی ہیں؟ پھر کیا تمہارے قاعدے کی رو سے ابھی قیامت کو آجانا چاہیے تھا حالانکہ خود تمہارے نبی کے اقوال کی رو سے ابھی ہزار سال کے قریب باقی ہے۔

(ملاحظہ ہو لکچر سیالکوٹ ص ۶) ﴿خ ص ۲۰۹﴾

اور سنو! حدیث میں ہے کہ آخری زمانہ میں ایک خلیفہ ہو گا جو بکثرت مال بانٹے گا اور پھر اس بے پرواہی سے کہ شمار بھی نہ کرے گا (مسلم در مشکوٰۃ ما ذکرہ بالا) اور تم مانتے ہو کہ یہ آخری خلیفہ مرزا ہے۔ اب باوجودیکہ مرزا صاحب بقول شاقیامت کی نشانی ہیں پھر بھی بموجب تحریرات مرزائی سو سال قیامت میں باقی ہیں۔ مزید برآں مرزائی دوست مانتے ہیں ”نبی ﷺ یا قرآن قیامت کی نشانی ہے“ (ص ۳۳۸ مرزائی پاکٹ بک) حالانکہ حضور کے زمانہ پر ساڑھے تیرہ سو سال گذر چکا مگر قیامت نہیں آئی::

الغرض اول تو یہ حدیث جھوٹی ہے جس سے سند نہیں لی جاسکتی اس کے جھوٹی ہونے پر واقعات نے بھی شہادت دیدی وہ یوں کہ بقول مرزا صاحب اس میں ظہور مسیح کی خبر ہے (ازالہ ص ۱۶۲۸۱-۸۸-۲۶۲) ﴿خ ص: ۱۵۸﴾ ج: ۳، در حاشیہ ﴿اور ظہور مسیح دو سو سال بعد نبی کہتے ہیں ہو افس یہ جھوٹی نقلی۔ بقرض محال صحیح بھی ہو تو اس میں مسیح و مہدی کا کوئی ذکر نہیں صرف نشانوں کا ذکر ہے چنانچہ مطابق اس کے صد ہا نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں::

(۱) دو سو سال کے بعد مسئلہ خلق قرآن کا رائج ہو  
بے دریغ قتل کئے گئے۔

(۲) زلزلے آئے ::

(۳) طاعون پھوٹا ::

(۴) اکثر ظالم فرما رواؤں کے ظلم سے کئی لاکھ فرزند

(۵) حج کعبۃ اللہ تک باطنیوں نے بند کر دیا ::

(۶) حجر اسود اکھاڑا گیا ::

(۷) فرقہ قرامطہ و باطنیہ کے نجس ہاتھوں سے

بصیرت سے مخفی نہیں ::

(۸) معتزلہ نے جو جو گل کھلائے وہ اصحاب تارت

(۹) خسف ہوئے مسخ ہوئے۔

(۱۰) قحط اس طرح کے پڑے کہ قحط یوسفی کو مات

(۱۱) کئی دفعہ آسمانوں سے پتھر برسے ::

(۱۲) خلیفہ مستعصم باللہ کے عہد خلافت میں مرزا

جو جو مظالم ڈھائے وہ اہل علم کے سامنے ہیں ::

غرض صد ہا نشانیاں دو سو سال کے بعد ہوئی

بشرط صحیح ہونے حدیث کے بھی مرزائیوں کو مفید اور

مرزائیوں کی چودھویں دلیل

”حدیث میں ہے ہمارے مہدی کی صداقت

چاند کو پہلی رات کو اور سورج کو درمیانے دن گرتے

چاند کو ۱۳ تاریخ اور سورج ۲۸ تاریخ لگا“

## الجواب

یہ روایت کیلئے کیا از روئے روایت کیا بروئے روایت ہر دو طرح جھوٹی، بناوٹی جعلی ہے۔ روایت کی رو سے یوں کہ اس کے پہلے راوی عمرو بن شمر کو محدثین نے کذاب منکر الحدیث متروک الحدیث۔ جھوٹی روایت کو معتبر آدمیوں کے نام پر بنانے والا وغیرہ لکھا ہے۔ دوسرے راوی جابر (نہ معلوم یہ صاحب کون ہیں) اگر مراد جابر جعفی ہے تو اس کو بھی حضرت امام اعظمؒ نے کذاب کا لقب دیا ہے۔ اسی طرح دیگر محدثین کے نزدیک جابر جعفی کا نام کذاب مشہور ہے حتیٰ کہ یہ فقرہ زباں خاص و عام ہو گیا ہے کہ فلاں شخص جابر جعفی کی طرح کذاب ہے ان ہر دو راویوں کو کذاب معلوم کرنے کو دیکھو (میزان الاعتدال و تہذیب المتہذیب)

اس روایت کے جھوٹی ہونے پر خود مرزا صاحب و مصنف مرزائی پاکٹ بک کی شہادت ملاحظہ ہو۔ یہ روایت مہدی کے بارے میں ہے اور مرزا صاحب و مصنف مرزائی پاکٹ بک لکھتے ہیں۔

(۱) مہدی کی حدیثیں سب ناقابل اعتبار اور قرآن شریف کے خلاف ہیں۔ ان میں اگر صحیح حدیث ہے تو یہی ہے کہ لامہدی الاعیسیٰ (ہاں صاحب یہ صحیح کیوں نہ ہوگی۔ مطلب جو ہوا) (اختصار رقم ۲۳ جولائی ۱۹۰۰ء ص ۵ کالم ۳) ﴿خ ۳۰۶ ج ۳﴾

(۲) محدثین نے باب مہدی کی سب احادیث کو مجروح قرار دیا ہے لیکن ایک حدیث صحیح ہے لامہدی الاعیسیٰ (مرزائی پاکٹ بک ص ۳۵۴)

درایت کی رو سے اس حدیث کا جھوٹا ہونا مرزا صاحب فرماتے ہیں ::

”قانون قدرت جب سے دنیا بنی ہے اسی طرح ہے کہ چاند گرہن کیلئے ۱۳-۱۴-۱۵ اور سورج گرہن کیلئے ۲۷-۲۸-۲۹ تاریخیں مقرر ہیں یہ نظام کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔ (مفہوم ص ۷۷ ضمیر انجام آتھم) ﴿خ ۳۳۱ ج ۱۱﴾

۱۔ روایت دار قطنی میں ۲۸۸ صفحہ پر ہے (ع-ح)

۲۔ الاملاء، اللہ وھو علی کل شئی قدید ۱۴

”بخلاف اس کے اس جھوٹی روایت میں یہ لکھ  
 ليلة من رمضان وتنكسف الشمس في النصف  
 (۳۸۸، بحوالہ دارقطنی)

یعنی رمضان شریف کے مہینے چاند کی پہلی تاریخ  
 نصف میں گزرنے ہوگا پس یہ روایت بوجہ خلاف نیچر ہو  
 ہے۔ مرزا صاحب نے اس روایت کے ضعف کو اٹھانا چاہا  
 ”حدیث نے آپ اپنی سچائی کو ظاہر کر دیا ہے کیونکہ ا

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۹) (بخ ص ۳۲۲) ﴿﴾

اگر یہ صحیح ہو کہ حدیث کے مطابق یہ گزرنے واقع  
 اعتراض نہیں ہے۔ غضب تو یہی ہے کہ مرزا صاحب  
 اس روایت کے مطابق نہیں ہوا:

”چاند گزرنے ۱۳ رمضان کو اور سورج گزرنے ۲۸ رمضان

(پاکت بک مرزائی ص ۳۸۸، ضمیمہ انجام آتھم

پس یہ کہنا کہ روایت نے آپ اپنی سچائی ظاہر  
 مرزائی کہتے ہیں کہ حدیث میں قمر کا لفظ ہے اور قمر چاند

بلکہ ہلال کہا جاتا ہے۔ قمر دوسری رات یا تیسری رات کے

جو اباً عرض ہے کہ بفرض محال صحیح ہو تو یہی وجہ اس

دلیل ہے کہ اس میں پہلی رات کے چاند کو قمر کہا گیا

ینکسف القمر لاول ليلة من رمضان اس پر مشاہد

دوم۔ اگر روایت کی غلطی کو نظر انداز کر کے یہی مر

رات سے مراد قمر کی پہلی رات ہے تو بھی دوسری یا تیس

چاہئے اور سورج گزرنے کے لئے تو اتنا عذر بھی تمہارے

نصف رمضان میں سورج گزرنے ہوگا حالانکہ مرزا کے وقت

میں ہمیشہ ہوتا آیا ہے پس یہ گزرنے روایت کے مطابق

کرنے والا کذاب ہے۔ مرزائی کہتے ہیں کہ مطلب ص  
رات سے مراد گرہن لگنے کی پہلی رات ہے۔ یعنی  
مطلب سورج گرہن کا درمیانی دن ہے یعنی ۲۸ مر  
”بے حیا آدمی جو چاہے بکے، کون اس کو روکتا۔“

(۱)  
ناظرین کرام! مرزائیوں کی دجالانہ چالوں پر  
جھوٹی و مردود روایت سے تمسک کرتے ہیں جب  
ضرورت خود تاویلات رکیکہ کے سانچے میں ڈھال  
اسے مرزائی نبوت کی دلیل ٹھہراتے ہیں۔

## نوٹ

یہ حدیث نبوی ہرگز نہیں بلکہ محمد علی کا (موضوع  
اللہ ﷺ تک مرفوع نہیں۔ اس کو حدیث رسول ﷺ  
خود (یام الصلح اردو صفحہ ۸۰) ص ۱۵ ج ۱۳ ہمارے ہیں  
”خسوف x امام باقر (محمد بن علی) سے مہدی  
روایت کی سند کے الفاظ یہ ہیں:- حدثنا

محمد بن عبد اللہ بن نوفل ثنا عبید  
عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی  
الدارقطنی باب صفة صلوة الخسوف والک

## مرزائیوں کی پسند رکھو

ان اللہ یبعث لهذه الامۃ علی راس  
دینہا (مشکوٰۃ: کتاب العلم) یعنی ہر صدی  
کا مجدد مرزا صاحب کے سوا کون ہے؟

(۱) الجواب:- یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

ایمان تھا کہ:

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غبی تھا، درایت اچھی نہیں

ص ۱۹۲ ج ۱۹

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فہم قرآن میں ناقص ہے  
اعتراض ہے۔“ (ضمیمہ نصرۃ الحق) (بخاری ص ۳۱۰ ج ۱)  
”درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا“

لہذا وہ شخص جو ”غبی“ ہو اور ”فہم سے بہت  
کم تم اس کی روایت پیش کرو کیونکہ وہ شخص جو  
ضرور غلطی کریگا:

(۲) یہ روایت موقوف ہے لہذا حجت نہیں۔ (دیکھو  
(۳) اس حدیث کے راویوں میں ایک راوی ابن  
اعتبار نہیں۔ (تہذیب التہذیب)  
(۴) آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۷۲ پر مرزا صاحب  
ہونے کی وجہ لکھتے ہیں:-

”ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفد  
سے پایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی منارہ  
اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں  
میں بنا ہے تو اس حدیث سے صدی سے سن ہجری  
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سن ”فیل“ مروی  
۵۳ سال کا فرق ہے لہذا یہ حدیث ”سند نہیں ہے“

(۵) مرزا صاحب حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منارہ  
ضعیف قرار دیتے ہیں کہ گوہ حدیث صحیح مسلم میں  
”یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم

سمجھ کر رکھیں ائمہ شیعہ امام محمد اسماعیل بخاری نے چھوڑ دیا“  
(ازالہ ادہام ص ۳۲۰)

لہذا یہ حدیث (مجدد) صحیح بخاری میں نہیں لہذا قاضی  
نوٹ:- اس حدیث کا وجود صحاح ستہ کی پانچ کتابوں (بخاری  
میں بھی نہیں ہے::

(۶) مرزا صاحب خود گمراہ ہیں بموجب حدیث بخاری مسلم کے  
کے کذاب و دجال ہیں خود مرزا صاحب کا اقرار ہے کہ:-

”مدعی نبوت سیلہ کذاب کا بھائی ہے“ (انجام آتم صفحہ ۲۸ حاشیہ  
لہذا مرزا صاحب اس کے مصداق نہیں ہو سکتے اگر  
اعتراضات بھی اٹھ جائیں::

(۷) (بفرض محال یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے  
واحد ہی نہیں بلکہ جماعت ہے۔ آج اسلامی دنیا کا اندازہ  
معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ممالک اسلامیہ اتنی وسعت میں  
ریل اور تار وغیرہ کے ایک ہی مجدد تمام ممالک میں کام نہیں کر  
مجدد چین میں اصلاح کر سکتا ہے؟ یا چین کا مجدد افغانستان  
کو جانے دیجئے واقعات اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہرگز نہیں  
اب سوال یہ رہ جاتا ہے من یجدد میں صیغہ مفرد مضار

## جواب

اس کا یہ ہے کہ من بصیغہ مفرد قرآن مجید میں بکثرت  
ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم  
(پارہ ۲: ۱) اس آیت میں من کا صلہ یقول صیغہ مفرد فعل  
میں جمع دکھایا ہے اس طرح من یجدد کا صیغہ بظاہر مفرد ہے



نتیجہ  
یہ حدیث ضعیف ہے لہذا محال صحیح  
کرے اور توحید و سنت کا درس دے اور خود  
۵۲ برس مشرک رہے پھر مرق و غیرہ میں مبتلا  
کذاب کے بھائی ٹھہرے ::

### ضمیمہ کذبات مر

”مرزا صاحب کے پاس آنے والے فرشتے  
موقع پر روپے لانے والا“ (حقیقۃ الوحی ص  
اس ٹیچی فرشتے کی بابت مرزا صاحب  
اس سے دریافت کیا۔ تمہارا کیا نام ہے تو  
پھر پوچھا تو کہنے لگا کہ میرا نام ٹیچی ہے  
کام آنے والا۔ اس میں اس فرشتے نے بھی  
کہا میرا نام ٹیچی ہے اندریں حالات ہم کہہ  
شتہ بھی جھوٹ بولتا ہو وہ صادق نبی نہیں

مرز

ٹیچی فرشتے پر جو پھبتی اڑائی جاتی ہے  
میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت  
پس جس طرح فرشتہ کا نام ہو سکتا ہے اس طرح  
الجو

کہاں فرشتے کے نام سے سوال کہ  
سے سوال کہ جھوٹ بولنے والا فرشتہ کس  
جسمانی عارضہ کہ آنکھ پھوٹ گئی۔ ان دونوں  
نو

امام بیہقی نے خطاب سے نقل کیا ہے کہ

ہیں پھر اس کا بہت مبسوط مدلل جواب نقل کیا ہے۔ جس کا خلاصہ صورت بشری کی آنکھ پر وارد ہوا تھا نہ کہ صورت ملکی کی آنکھ پر۔ الموت اس وقت حضرت موسیٰ کے پاس صورت بشری میں آنے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے پاس صورت بشری تو انہوں نے ان کو نہ پہچانا۔ (ص ۳۲۷ کتاب الاسماء والصفات)

## مرزا صاحب کا شاعر ہونا

وما علمناه الشعر وما ينبغي له (پس پ ۲۳)  
یعنی ہم نے آنحضرت کو شعر نہیں سکھایا اور نہ وہ (یعنی شعر) لائق ہے۔ یعنی شعر گوئی کمالات نبوت میں سے نہیں ہے بلکہ شان بھی نہیں اور مرزا صاحب اپنے آپ کو بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں لہذا کیونکہ آپ نے اپنا کمال شعروں میں دکھایا ہے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عیاشی پایا گیا۔ بلکہ اگر کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسرے کا شعر بطور تمثیل نقل بھی تبدیلی ہوئی جس سے اس کا وزن درست نہ رہ سکا اور اس کی مثالیاں والوں سے مخفی نہیں ہیں پس جب شعر آپ کی عادت میں نہیں تھا شعر بھی جو موزوں ہو تا پوری طرح نقل نہ کر سکتے۔ تو معلوم صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے کبھی کوئی موزوں کلام (اننا لنبی لا کذب) بات ہے۔ اور اصطلاح کے لحاظ سے ایسا موزوں کلام جو اتفاقاً موزوں کا قصد نہ پایا جائے اسے شعر اور اس کے قائل کو شاعر نہیں کہتے۔ چنانچہ مصری شرح کافی میں شعر کی تعریف میں کہتے ہیں:-

كلام زونٌ قصد أبوزن عربي۔ اور اس کے بعد ان قصد پر لکھتے ہیں:- وقولنا قصداً يخرج ما كان وزنه اتفاقاً  
وزنه فلا يكون شعر كليات شريفة اتفق وزنها ای لم يف  
قصده قرآنا وذكرنا لقوله تعالى لن تنالوا البر حتى تنفقوا  
فانها وزنٌ مجزم الرسل المسبوع فلا تكون شعراً لاستحد

الشعرية على القرآن قال الله تعالى  
ولمركبات نبوية اتفق وزنها اي لم  
ذكر امثلاً لقوله صلعم هل انت الا اصيب  
فانه على زون الرجز المقطوع فلا يكون  
الشعر وما ينبغي له (الشرح المبسوط ص ۱۲)  
نیز سید و منہوری نے اسی صفحہ میں شیخ  
عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص یہ کہے کہ آدم  
بولا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام (علیہم السلام)  
میں برابر ہیں۔

اسی طرح اسی صفحہ پر شیخ سجائی سے شعر کی تو  
الکلام المقفی الموزن قصداً ای مقصوداً  
اور قافیہ کی رعایت سے شعریت کا قصد کر کے کہا جا

### اعتراض

امام راغب نے فرمایا ہے کہ وما علمنا  
لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور قرآن کو جھوٹا قرار دے  
ہم نے اپنے نبی کو شعر یعنی جھوٹ نہیں سکھایا۔

### الجواب

اس کا حل اس طرح ہے کہ یہاں ہر دو  
نہیں۔ دیگر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں یا نہیں  
قرآن شریف عیاناً نثر کلام میں ہے۔ اس لئے  
اور اس وقت ہماری نزاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
نے ہرگز نہیں کہا اور نہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت  
خلاف واقع یہی ہے اور قرآن مجید کی صورت

علمائے امت کیا محدثین اور کیا ادیب سب کے سر  
بالخصوص اور تمام انبیاء بالعموم شعر گوئی سے پاک  
بھی ایسا ہی منقول ہے۔

اگر شعر کے معنی کذب لئے جائیں تو پھر قرآن  
نہ ہم نے اپنے نبی کو کذب سکھایا اور نہ وہ اسی شاک  
کذب نبی کے واسطے جائز نہیں مگر دوسرے لوگوں  
حاصل ہے کہ کذب سے اجتناب نہ کریں۔  
آیت سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اصل بات یہ ہے  
ہے تو اس جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے سوچ

### مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

ناظرین ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب  
تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کی کتب میں کثرت  
آپ جس کتاب کو اٹھائیں اس میں بیشتر آیات  
کی طرف سے یہ لغو عذر پیش کیا جاتا ہے کہ کتاب  
جو ترجمہ ساتھ لکھا گیا ہے وہ بھی غلط ہے (ترجمہ  
جگہ بھی کاتب کا قصور ہے اگر پہلے ایڈیشن میں اغلاط  
جاتی مگر آج تک وہ اغلاط موجود ہیں اس سے ثابت  
آتا ہے) یہ بالکل صحیح ہے اس میں ذرہ بھر مبالغہ  
حالانکہ آپ کا دعویٰ ہے۔

”میں اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ رہا ہوں کہ  
اور ہر دم اور ہر لحظہ بافضل ملہم کے تمام قومی میر  
آئینہ کمالات (بخاری ص ۹۳ ج ۵) مگر آپ کو اتنی  
لکھ رہا ہوں۔

## آیات قرآنی

ادع الی سبیل ربک بالحکمة  
والموعظة الحسنة وجادلهم  
بالتی هی احسن (پارہ ۱۳، کوع ۱۶)

هل ينظرون الا ان ياتيهم الله  
فی ظلل من الغمام (پارہ ۲، کوع ۹)

الم يعلموا انه من يحادد الله  
ورسوله فان لهُ نارجهنم خالداً  
فيها ذلك الخزي العظيم (پارہ ۱۳، کوع ۱۳)  
قد انزل الله اليكم ذكراً رسولاً  
يتلوا عليكم آیت الله (پارہ ۲۸، کوع ۱۸)

ولقد اتينك سبعاً من المثاني  
والقرآن العظيم ۱۵/۱۳  
كل من عليها فان  
فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا  
لنار التي وقودها الناس والحجاره

مصنف نے اس ذیل میں جن کتب کے حوالے پیش کئے ہیں  
بعد نصف صدی سے زائد مدت تک شائع ہوتے رہے ہیں۔  
کے کہ مرزا کی تصانیف نبوت سے ماہب نبوت تقریباً آٹھ صد  
تقریباً آٹھ صدیوں کے مرزا سے منقول نہیں۔ ۲۰

اسی طرح مرزا صاحب نے حدیث نبوی ﷺ میں بھی زیادتیوں  
حوالے دیئے ہیں۔ مثلاً ازالہ اوہام (۳۳/۱۹) ص ۱۱۵، ص ۱۱۶، ص ۱۱۷ میں صحیح  
دے کر کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی نسبت  
لامکرم منکم اسی طرح اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں صحیح بخاری کا حوالہ دے کر  
آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ امام مہدی کے ظہور کے وقت یہ آ  
آئیگی۔ هذا خليفة الله المهدي فاستمعوه واطيعوه  
۱۶۳۳ء پہلی حدیث میں مرزا صاحب نے بل ہو اپنے پاس سے لے  
لئے بڑھا لیا ہے۔ اور دوسری تو سراسر غلط ہے صحیح بخاری میں اس کا وجود

### اعتراض

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ ہر نبی نے دجال  
اور یہ بات ہر نبی کی کتاب میں کہاں ہے اور نیز، قرآن شریف نے کہ  
بشارت سنائی کہ میرے بعد احمد رول آئے گا تو انجیل میں احمد کہاں

### الجواب

اس اعتراض سے لازم آتا ہے کہ اس طرح کے غلط حوالے سب  
یکہ معاذ اللہ نبی کریم ﷺ بھی غلط حوالے دیا کرتے تھے اور نیز یہ کہ قر  
حوالے مندرج ہیں قرآن میں حضور ﷺ کے عہد مبارک سے  
اس میں زیر بر کی تحریف نہیں ہو سکی اور نہ ہو سکے گا، کیونکہ قرآن مجید  
نے فرمایا ہے انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحفظون۔ (پ ۱۴ حجر  
نے یہ نصیحت نامہ (قرآن) اتارا ہے اور ہم ہی اس کے حافظ ہیں۔  
اگر بالفرض اس کے حوالے اگلی کتابوں میں نہیں ملتے تو اس کی یہ  
معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید نے غلط حوالے دیئے  
یہ ہے کہ وہ کتابیں محرف و مبدل ہو گئیں۔ جیسا کہ مرزا صاحب بھی  
میں صاف طور پر لکھتے ہیں لیکن خدا کا شکر ہے کہ آپ کے مطالبات کو خ

اگلی کتابوں میں محفوظ رکھا۔ انجیل بریناس  
چشم آریہ “وغیرہ میں کرتے ہیں۔ اس میں  
مبارک لکھا ہے اور پولوس کا خط بنام  
اور متی باب ۲۴ / آیت ۲۴ میں جھوٹے

## مرزا صاحب قادیانی اور

### مرزا صاحب قادیانی

(۱) خدا کی پاک کتابیں گواہی دیتی  
ہیں کہ یونس خدا کے فضل سے مچھلی کے  
پیٹ میں زندہ رہا اور زندہ نکلا۔

(سچ ہندوستان میں ص ۱۱۴) (رسالہ ریویو آف  
ایلیجنز بابت ماہ جنوری ۱۹۰۳ء)

(۲) حضرت مسیح کا مہد میں باتیں کرنا  
قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اور  
مرزا صاحب اس کی تصدیق کرتے  
اور فرماتے ہیں۔ اور یہ عجیب و غریب  
بات کہ حضرت مسیح نے تو صرف  
مہد میں باتیں کیں مگر اس لڑکے  
نے پیٹ۔

بعرشہا میں مراد  
حضرت سلیمانؑ ملکہ  
کے واسطے اپنے  
علیحدہ تیار  
تھے۔ پس یاتونی  
کا صحیح ترجمہ اس طر  
واسطے تخت لے آؤ  
کروا کر۔ اس سے  
مراد نہیں (مگر بڑی ترجمہ

(۳) ۷/اپریل ۱۹۰۶ء انا اتیک بہ  
قبل ان یرتدالیک طرفک  
(میں اس تخت ک تمہارے پاس لے  
آؤنگا پیشتر اس کے تمہاری طرف  
تمہاری نظر پھر آوے۔ ناقل) کے  
معنی ایک شخص نے پوچھے تو فرمایا۔ ایک  
پل میں عرش بلقیس کے آجانے میں  
استبعاد کیا ہے اصل میں ایسے اعتراض  
ایسے لوگوں کے دل میں اٹھتے  
ہیں اور وہی ایسی باتوں کی تاویل  
کرنے پر دوڑتے ہیں جن کا خدا تعالیٰ  
کی قدرتوں پر پورا یقین نہیں ہوتا ہے۔

(اخبار بدر تاویان ۱۹/اپریل ۱۹۰۶ء)

(۴) وہ شخص جس نے کشتی کو توڑا  
اور ایک معصوم بچے کو قتل کیا جس  
کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ وہ صرف ملہم  
تھانہ نہیں تھا (ازالہ لوہام حصہ اول ص ۱۵۳)

﴿خ. ص ۱۷۸، ج ۳﴾

حضرت خضر کو  
حجت قطعی ٹھہ  
صاف ثابت ہو  
رسول اور نبی  
صاحب خضر  
کا انکار کرتے  
صاحب ان  
ہیں بیان  
ص ۱۱۵۸



(۵) آنحضرت ﷺ کی جسمانی  
 زینہ اولاد نہیں تھی۔ مگر روحانی  
 طور پر آپ کی اولاد بہت ہوگی اور  
 آپ ﷺ نبیوں کے لئے  
 مہر ٹھرائے گئے یعنی آئندہ کوئی نبوت  
 کا کمال بجز آپ ﷺ کی پیروی کی  
 مہر کے کسی کو حاصل نہیں  
 ہوگا۔ (چشمہ مسیحی

ص ۲۲، ۲۳) (۲۵) (بخاری، ص: ۳۸۸، ج: ۲۰)

(۶) حضرت مسیح سے سوال و جواب کا  
 زمانہ روز قیامت ہے اور مرزا صاحب  
 فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ قیامت کے  
 دن حضرت عیسیٰ کو کہے گا کہ کیا تو نے  
 ہی لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری  
 ماں کو اپنا معبود ٹھیرانا تو وہ جواب دیں  
 گے کہ جب تک میں اپنی قوم میں تھا  
 تو میں ان کے حالات سے مطلع تھا  
 پھر جب تو نے مجھے وفات دی تو  
 پھر تو ہی ان کے حالات سے واقف

تھا (نصرہ لائق ص ۳۰) (بخاری، ص: ۵۱، ج: ۲۱)

(۷) مرزا صاحب مدعی نبوت  
 و رسالت تھے اور آپ فرماتے ہیں کہ  
 ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی  
 ہیں (اخبار بدر ۵۵، مارچ ۱۹۰۸ء) ہمارے

کے بعد دعویٰ نبوت  
نبوت کا منکر و ک  
ہے (مقولہ مولوی محمد علی  
جلد ۱۳ نمبر ۲۵ ص ۶۶ کالم نمبر

یہاں کسی دوسرے ر  
کی خبر نہیں (النبوة فی الاسلام

کسی طرح ثابت نہیں  
آگ میں ڈالا گیا بیان

قرآن اور حدیث  
سے یہ ثابت نہیں  
باپ بن پیدا ہوئے۔  
جلد ۲ ملخصاً)

نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں  
جو تورات میں مذکور ہیں کوئی نیا نبی  
نہیں ہوں پہلے بھی کئی نبی گزرے  
ہیں جنہیں تم لوگ سچا مانتے ہو

(قول مرزا اور اخبار بدر ۹ اپریل ۱۹۰۸)

(۸) آیت وَاٰخِرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا  
يَلْحَقُوْا بِهِمْ.. کی تفسیر سے ثابت  
ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک  
نبی ہوگا (تمہ ہدیہ مولوی ص ۶۷) ﴿۶﴾  
ص: ۵۰۲، ج: ۲۲۲

(۹) ابراہیمؑ چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ  
کا وفادار بندہ تھا اس لئے ایک ابتلا کے  
وقت خدا نے اس کی مدد کی۔ جبکہ وہ  
ظلم سے آگ میں ڈالا گیا۔ خدا نے  
آگ کو سرد کر دیا۔ (ہدیہ مولوی ص ۷۰) ﴿۷﴾  
ص: ۵۲، ج: ۲۲۲

(۱۰) ہمارے ایمان اور اعتقاد میں ہے  
کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ  
تھے اور اللہ تعالیٰ کو سب طاقتیں  
ہیں۔ اور نیچری جو یہ دعویٰ کرتے  
ہیں کہ ان کا باپ تھا وہ بڑی غلطی  
پر ہیں۔

(اخبار الحکم ۲۳ جون ۱۹۰۱)

۱۱) ابی شیبہ نے نبی کریم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت  
تھا (کتابستان المحدثین ص ۱۱۰) ۱۲۱۲

## جہاد فی سبیل اللہ

قرآن حکیم میں جس طرح نماز، روزہ، حج اور کیلئے مسلمانوں کو جا بجا اور صریح احکام دیئے گئے ہیں عزائم نے مسلمانوں کو دین مبین کی حفاظت اور امداد کیلئے جا بجا قتال فی سبیل اللہ کی تاکید کی ہے۔ حد تک استدلال فرمایا ہے کہ تمام فرائض انفرادی زکوٰۃ کا حاصل اور نقطہ اسے قرار دیا ہے اور اس حقیقت کہ قتال کے دفاعی حق کو استعمال کئے بغیر نہ تو دنیا میں اور نہ کوئی قوم عزت و آزادی کی زندگی بسر کر سکتی۔

الذین یقاتلون فی سبیلہ صفاکانہم بنیا لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صف ہیں کہ گویا وہ سیسہ کی پگھلائی ہوئی دیوار ہیں: تختہ فرض کر دیا گیا ہے۔ واعدوا لہم ما استطعتم م ترہبون بہ عدوا للہ وعدوکم۔ اور تم کانفروں کے ہو سکے اپنا زور تیار رکھو اور گھوڑے باندھے رکھو۔ دشمن اور تمہارے دشمن ڈرتے رہیں گے۔ (انفال ۸۷)

## مرزا صاحب کا انحراف

”جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ اور پھر سب موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف

۱۵ احاشیہ (پن، ص: ۲۳۳، ج: ۱۷)

”وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب حقیقت مخفی ہے تاکہ لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں

دروازے کھولنے کا وقت آگیا اب سے زمینی جہاد بند ہو گیا ہے اور لڑائیوں کا ہو گیا..... سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا“ (تلیخ رسالت صفحہ ۳۵-۳۶) ”میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مزید بڑھیں گے دیے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے“ (تلیخ رسالت جلد ہفتم ص ۱۷)

”میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں۔ کیونکہ اس کتاب کے صفحہ ۱۵۲ میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھایا گیا ہے اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذہن میں فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو۔ اسلامی میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں“ (تلیخ رسالت جلد دوم ص ۲۶)

”ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود جانتا ہے روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً ہے“ (ضمیمہ رسالہ جہاد ص ۷) (بخ، ص: ۲۸، ج: ۱۷)

چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال دین کیلئے حرام ہے اب جنگ

نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے

حدیث شریف میں ہے کہ ہر ایک نبی جہاں فوت ہوتا ہے اسی قبر ہوتی ہے۔ بخلاف اس کے مرزا صاحب لاہور میں مرے اور قادیان ہوئے۔ مادفن نبی قط الافی المکان الذی توفی فیہ۔

نبی کریم ﷺ کا انتقال دو شبہ کو ہوا اور غسل دیئے گئے۔ منگل کو صحابہ میں اذین ہو کر آپ ﷺ کو کہاں دفن کیا جاوے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ آئے اور کہ میں نے رسول ﷺ سے فرماتے تھے ”نہیں دفن کیا گیا کوئی نبی مگر اس مقام جہاں اس کی وفات ہوئی“ (باب ما جانی دفن المیت موطا امام مالک)

## اعتراض

یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کا ایک راوی الحسین

## الجواب

اس حدیث میں حسین بن عبد اللہ نام کا کوئی راوی نہیں

## اعتراض

ایک حدیث میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمیں  
کرنے جائیں گے اور پھر واپس آئیں گے اور مکہ اور مدینہ  
اور پھر وہاں سے مدینہ کی طرف ان کو اٹھا کر  
آنحضرت ﷺ کے حجرہ شریف میں دفن کیا جائیگا۔

## الجواب

کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو یہ مرزا صاحب  
کیونکہ نہ آپ نے حج کیا اور نہ مکہ اور مدینہ کے درم  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریف میں دفن ہو  
ہوئے اور قادیان میں دفن ہوئے۔

## اعتراض

کتب یہود و نصاریٰ کے پڑھنے سے پتہ چلتا ہے  
ہوتے تھے وہاں دفن نہیں ہوئے۔

## الجواب

ہم نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث پیش کی ہے  
فرماتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے اور آپ غلط سلط اور نہیاء

سے تمسک کرتے ہیں حضور ﷺ کی حدیث کے آگے چون و چرا کرنا گناہ ثابت ہوا کہ مرزا صاحب جھوٹے تھے ورنہ وہ لاہور میں ہرگز نہ مرتے۔ اس لئے کیا کہ مرزائیوں پر تمام حجت ہو۔

## مرزائیت اور عیسائیت

ناظرین! مرزا صاحب قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے کہ وہ مسیح جس کی نسبت احادیث میں خبر دی گئی ہے وہ میں ہوں۔ ہم نے کہ مرزا صاحب قادیانی میں مسیح موعود کے نشانات پائے جاتے ہیں یا نہیں (۱) ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مسیح موعود کے زمانے میں سوائے اسلام کے کوئی دین باقی نہیں رہیگا۔ اس حدیث مرزا صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں“:

(الف) ”تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو کر وحدت قومی قائم ہو جائے گی“

(پیشہ معرفت ص ۸۰) (۱۹۰۵ء، ص ۹۰ ج ۳)

(ب) ”غیر معبود اور مسیح وغیرہ کی پوجا نہ رہے گی اور خدائے واحد کی عبادت ہو“

(الحکم ۷ جولائی ۱۹۰۵ء)

(۲) مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

موعود آکر عیسائیت کے زور کو توڑیگا“ مرزا صاحب اس حدیث کو بھی اپنے میں لیتے ہیں اور فرماتے ہیں:-

”میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں یہی ہے کہ

پرستی کے ستون کو توڑ دوں“ (اخبار بدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

مرزائیوں کا اپنا اخبار پیغام صلح مرزا حسن غلام احمد آنجمانی کے کذب پر ثبوت کرتا ہے۔ اور نہایت حسرت کے ساتھ لکھتا ہے:-

”عیسائیت دن بدن ترقی کر رہی ہے“ (پیغام صلح ۱۶ جولائی ۱۹۲۸ء)

دور کیوں جائیں مردم شماری کی رپورٹ ہی دیکھ لیں۔ قادیان کے

گورداسپور کی عیسائی آبادی کا نقشہ

سال
۱۸۹۴ء
۱۹۰۴ء
۱۹۱۴ء
۱۹۲۴ء
۱۹۳۴ء

جب سے مرزائیت -  
ہے۔ اس قلیل عرصہ میں صرف قادیان  
بڑھ گئے ہیں۔ اب ناظرین مرزا غلام  
دیفصلہ کر لیں:- مرزاجی فرماتے ہیں  
”اگر میں نے اسلام کی حمایت میں  
پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ  
ہوں“

کوئی بھی  
نامرادی  
مبارک ہیں وہ لوگ جو مرزا  
سمجھتے ہیں کہ عاقبت انہی کی ہے۔

مرزا صاحب

مرزا صاحب نے محدثیت،  
خدا نے میرا نام محمد اور رسول رکھ  
چنانچہ لاہوری اور قادیانی دونوں متفق

کے بروز، ظل، انعکاس اور سایہ ہیں۔ رس  
 واقعہ آپ حضرات کے سامنے پیش کر  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطا  
 ہمارے بتوں کی مخالفت سے روک دیں  
 فرمایا کہ اگر ”میرے ایک ہاتھ پر سور  
 جائے تو بھی میں اپنے تبلیغی فرائض کو نہ  
 مگر دوسری جانب اس ظل اور برو  
 کی حالت میں ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی  
 کرتے ہیں۔ اگر مرزا صاحب کی جگہ احرا  
 تو وہ بھی ایسی عاجزی کا ثبوت نہ دیتا:-  
 میں مرزا غلام احمد قادیانی بحضور  
 آئندہ:-

(۱) میں ایسی پیشگوئی شائع کرنے سے پرہیز  
 کہ کسی شخص کو یعنی مسلمان ہو خواہ ہند  
 عتاب الہی ہوگا:-

(۲) میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد) نہ  
 کہ وہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہند  
 نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب  
 میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

(۳) میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کر  
 جو ایسا منشار کھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ  
 عیسائی) ذلت اٹھائیگا یا مورد عتاب الہی  
 (۴) میں اس امر سے بھی باز رہوں گا کہ مر  
 یا پیر کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دش



یا کوئی ایسی تحریر یا تصویر شائع  
 کہ ان کی ذات کی نسبت یا ان  
 ، کافر، کاذب بطلوی نہیں لکھ  
 یہ لفظ بطلوی کر کے لکھا جا  
 پر ایویٹ زندگی یا ان کے خد  
 سے ان کو تکلیف پہنچنے کا عن  
 (۵) میں اس بات سے بھی پر  
 دوست یا پیرو کو اس امر کے  
 درخواست کریں۔ تاکہ وہ خد  
 ہے۔ نہ میں ان کو یا ان کے  
 کرنے کیلئے بلاؤں گا۔

(۶) جہاں تک میرے احاطہ  
 اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ  
 پر کاربند ہونے کا میں نے دفعہ

العبد  
 مرزا غلام احمد بقلم خود

# قادیانی عقائد

مسلمانوں سے قطع تعلق

”تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں“

(حاشیہ تحفہ گولڑیہ ص ۷)

”غیر احمدیوں سے دینی امور میں الگ رہو“

## سوال

مؤرخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو خان محمد عجب خاں  
استفسار پر کہ بعض اوقات ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا  
اور ناواقف ہوتے ہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں یا نہ

جواب میں مرزا صاحب نے

”اول تو کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں لوگ واقف نہ ہو  
ہو کہ لوگ ہم سے اجنبی اور ناواقف ہوں تو ان کے سامنے  
دیکھ لیا۔ اگر تصدیق کریں تو ان کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو  
خدا تعالیٰ اس وقت چاہتا ہے کہ ایک جماعت تیار کرے۔  
میں گھستا جن سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے منشاء الہی کی مخالفت

تمام اہل اسلام کا فروردائرہ اسلام

”سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بار  
خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر  
ہیں، میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں“۔ (آئینہ صدا

ابراہیم بن عثمان غنسی بھی متروک ہے کہ یہ شخص متروک الحدیث ہے بہت سے اقوال اس کی تضعیف روایت کو باطل قرار دیا ہے (تہذیب الا میں ہے ”اعتبارے ندارد“ جن لوگوں نہیں ان پلہ اور درجہ اس فن میں پھر اس کا جھوٹی اور مردود ہر صریحہ کے مخالف ہے اور صدہا اور مقبولہ مرزا کے خلاف ہے۔

”آنحضرت ﷺ نے بار بار

اور حدیث لانیبی بعدی۔

تھا، اور قرآن شریف میں

رسول اللہ وخاتم النب

الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر

(کتا

یہ حدیث ابن ماجہ میں ہے

سبحان اللہ! کیا عظمت

ماجہ میں ہے، صاحب علم حضرت سے

موجود ہیں۔

نوٹ:- صحیح الفاظ جو آنحضرت ﷺ کے

بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی

ہوتی، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی

نہیں ہوگا۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں بھی۔

ابن ماجہ کا تو چھٹا درجہ ہے، بلکہ بعض لوگ مثلاً علامہ ابن اثیر صحاح ستہ ماجہ کو شمار ہی نہیں کرتے، بلکہ مؤطا، مالک کو شمار کرتے ہیں۔ مرزا صاحب مسلم میں بھی ضعیف حدیثیں بتاتے ہیں، مثلاً صحیح مسلم میں دمشق منار۔ (جس کو نو اس بن سمان نے بیان کیا ہے) کو ضعیف شمار کرتے ہیں۔

”یہ حدیث وہ ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے ضعیف سمجھ کر ریکس الحدیثین امام محمد بن اسماعیل بخاری نے چھوڑ

(ازالہ اولیٰ ص ۲۲۰ ط ۲۵۸) ﴿خ ص ۲۱۰ ج ۳﴾ ”صحیح بخاری میں سے کو یونس بن متیٰ پر فضیلت مت دو مرزا صاحب اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں

ہو آئینہ کمالات اسلام ص ۱۶۳ ط ۱۵۶ ج ۲ لاہور) ﴿خ ص ۱۶۳ ج ۵﴾ بخاری اور مسلم میں حدیث ہے کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

تھا، مرزا صاحب اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو الحکم و بدر) لہذا ثابت ہوا کہ کسی حدیث کا ابن ماجہ میں ہونا اس کی صحت کی دلیل

## اعتراض

اس حدیث کے متعلق شہاب علی البیضاوی میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور نے اس کی تصحیح کی ہے۔ (موضوعات)

## الجواب

اول تو وہ نقاد حدیث سے نہیں ہیں، ان کا مرتبہ اس فن میں حدیث مثلاً حافظ ابن حجر عسقلانی، حافظ ابن عبد البر اور امام نووی اس دیتے ہیں، بلکہ امام نووی تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہے، دیکھئے موضوعات کبیر ص ۶۸، ۶۹۔ ابراہیم بن عثمان عیسیٰ راوی نے مجروح قرار دیا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو راجعہ شرح مشک

## مسلمانوں

”خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ  
میں گھستا جن سے وہ الگ کرنا چاہتا  
کر تا ہوں کہ غیر احمدی کے پیچھے  
”یاد رکھو کہ جیسے خدا نے مجھے  
کہ کسی ملکر و مکتب یا متردد“

## کسی مسلمان

”ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم  
پڑھیں کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے آ  
ہے۔ اس میں کسی کا اختیار نہیں

## جائز نہیں

”باہر سے لوگ بار بار پوچھتے  
اتنی دفعہ میں یہی کہوں گا کہ  
جائز نہیں!!!

## مسلمانوں

خلیفہ قادیان لکھتا ہے کہ  
”ایک شخص نے بار بار پوچھا  
اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی بٹھائے

سے مراد حضرت مرزا محمود خلیفہ قادیان

بعد اس نے غیر احمدیوں میں لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اول کی امامت سے ہٹادیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ حالانکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا“ (انوار خلافت)

## مسلمانوں سے رشتہ و ناٹھ جائز نہیں

”غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ ہی نہیں۔ لڑکیاں چونکہ طبعاً کمزور ہوتی ہیں اس لئے وہ جس گھر میں کے خیالات و اعتقادات کو اختیار کر لیتی ہیں اور اس اپنے سین کو تباہ کر (برکات خلافت ۷)

”حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی نہ دے“ (برکات خلافت، ص ۷۷) ”جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے کیا کوئی غیر احمدی ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر

## مسلمانوں کی نماز جنازہ ناجائز

مرزا قادیان کا اپنے فوت شدہ بیٹے سے

خلیفہ قادیان اپنے باپ کے متعلق روایت کرتا ہے:-

”آپ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق فرما تو مجھے یاد ہے آپ ٹھہلتے جاتے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شراب بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا ایک دفعہ میں بیمار ہوا اور شدت مرض میں جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ میرے پاس کھڑا نہایت در اور یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت کرتا تھا۔ لیکن آپ نے اس

حلا نکلہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض اہل  
جنگل اہوا تو اس کی بیوی اور اس کے  
صاحب نے ان کو فرمایا کہ تم اپنی بیوی  
صاحب کو بھیج دی۔ باوجود اس کے:

فرمانبردار بیٹے سے جس گروہ  
جیسی ہمدردی ہو سکتی ہے اس کا اندازہ  
پیدا کر کے اس کا جواب دیتا ہے۔  
”غیر احمدی تو حضرت مسیح  
جنارہ نہیں پڑھنا چاہئے لیکن اگر کسی  
نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح علیہ السلام کا  
ہوں کہ اگر یہ درست ہے تو پھر  
نہیں پڑھا جاتا؟“ (حوالہ مذکور)

کسی مسلمان

”قرآن شریف سے تو معلوم  
لیکن یقینی طور پر اس کے دل کا کفر  
(معلوم حکیم کہاں ہے) پھر غیر احمد

شعا

تیرہ سو سال گذر چکے مگر اس  
کی کوئی شخص جرات نہیں کر سکا۔ مگر  
صاف الفاظ میں ان مقامات کی عزم

سے انتہائی محبت کا آج بھی یہ حال ہے کہ اطراف و اکناف عالم سے سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں، فرزند ان توحید شعائر اسلامی کی زیارت اور فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے جاتے ہیں۔ کیونکہ خداوند کریم نے حج کو ایک صاحب توفیق پر فرض قرار دیا ہے اور صاف ارشاد فرمایا ہے۔ کہ حج میں بے شمار برکتیں ہیں۔ مگر خلیفہ قادیان اپنے خیالات کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے:-

”قادیان تمام بستیوں کی ام (ماں) ہے پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جاوے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی نہ کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہیگا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے کیا کہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں؟“ (ھجرت الیوم - خ ۳۶)

سالانہ جلسہ دراصل قادیانیوں کا حج ہے:-

خلیفہ قادیان لکھتا ہے:-

”ہمارا سالانہ جلسہ ایک قسم کا ظلی حج ہے“ (الفضل یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

اب حج کا مقام صرف قادیان ہے:-

”ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام (حج) کے لئے

مقرر کیا ہے“ (مخلص از برکات خلافت خ ۵)

مسلمانوں سے انتہائی دشمنی کے ثبوت میں حسب ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:-

مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارنا:-

انتقام لینے کا زمانہ:-

”اب زمانہ بدل گیا ہے دیکھو پہلے جو مسیح آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا مگر اب مسیح اس لئے آیا کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارے.....

حضرت مسیح موعود نے مجھے یوسف قرار دیا ہے میں کہتا ہوں مجھے یہ نام دینے کی کہ ضرورت تھی۔ یہی کہ پہلے یوسف کی جو ہنک کی گئی ہے۔ اس کا میرے ذریعہ ازالا



کر دیا جائے پس وہ تو ایسا یوسف تھا جسے بھائیوں نے اپنے دشمن بھائیوں کو گھر سے نکال دیا۔ پھر

## مخالفین کی سولی

”خدا تعالیٰ نے آپ (مرزا غلام احمد) عیسیٰ کو تو یہودیوں نے سولی پر لٹکایا تھا مگر آپ پر لٹکائیں“

## ”بشارت اسمہ“

واذ قال عیسیٰ ابن مریم یبنی  
مصدقاً لما بین یدی من التوراة و  
اسمہ احمد۔ فلما جائهم بالبینت ق  
۲۸، ۱۴) اور جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
تمہاری طرف خدا کا رسول ہوں ماننے والا  
سے اور خوشخبری دینے والا ساتھ ایک رسول  
احمد ہے۔ پس جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلا  
نے کہا یہ تو کھلا کھلا، جادو ہے۔

ناظرین کرام! اس آیت مقدسہ میں  
احمد ہے اور اس کی تعیین ہم حضرت محمد مصطفیٰ  
آپ کو اسمہ احمد والی پیشگوئی کا مصداق نہیں  
مصداق مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مگر دراصل  
مانتے ہیں نہ حدیث نبوی کو۔ رسول اللہ ﷺ  
کہ میں اس کا مصداق ہوں۔

(۱) عن جبیر بن مطعم قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ  
 یقول ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یحذف  
 بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب  
 بعدی نبی (ترمذی، فتح البدری) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت  
 کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ میرا  
 نام ہیں۔ میں محمد ﷺ ہوں۔ میں احمد ﷺ ہوں۔ اور میں ماحی ہوں مثلاً  
 میرے ساتھ کفر کو اور میں حاشر ہوں کہ اٹھائے جائیں گے لوگ میرے قدم  
 اور میں عاقب ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مندرجہ بالا حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے پانچ نام بتائے ہیں۔ مگر  
 دو ناموں کی تشریح نہیں کی کیونکہ وہ ذاتی نام ہیں محمد ﷺ اور احمد ﷺ۔  
 مگر دوسرے نام صفاتی ہیں لہذا آپ ﷺ نے ان کی تشریح کر دی۔  
 (۲) مشکوٰۃ المصابیح مترجم جلد ۳ باب فضائل سید المرسلین میں ایک مرفوع روایت  
 الفاظ یوں ہیں:-

وساخبرکم باول امری دعوة ابراہیم وبشارة عیسیٰ  
 خبر دوں تم کو ساتھ اول امر اپنے کے کہ وہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 اور خوشخبری دینا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے جس طرح آنحضرت ﷺ  
 ودعوة ابراہیم فرما کر اس دعائے خلیل کی طرف اشارہ کیا ہے جو پارہ اول  
 البقر کے رکوع ۱۵ میں یوں مذکور ہے (ربنا وابعث فیہم رسولا منهم  
 ہمارے رب بھیج ان عربوں میں ایک رسول ان میں سے اسی طرح آپ ﷺ  
 بشارت عیسیٰ کے متعلق (وبشارة عیسیٰ) فرما کر اس نوید مسیحا کی طرف اشارہ  
 سورۃ القف میں ہے۔

(۳) اسمی فی القرآن محمد وفی الانجیل احمد میرا نام قرآن  
 محمد ﷺ ہے اور انجیل میں احمد ہے (خصائص الکبریٰ جلد اول ص ۷۸۔ شرح الشفا  
 ص ۳۸۹۔ مواہب اللدیہ جلد اول ص ۱۹۳)

خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اس بات کو  
احمد علیہ السلام

(۱) ”مسیح کی گواہی قرآن کریم میں اس طرح پر لکھی  
جاتی من بعدی اسمہ احمد یعنی میں ایک رسول  
میرے بعد یعنی میرے مرنے کے بعد آئے گا اور نہ  
اب تک اس عالم جسمانی سے گزر نہیں گیا تو اس  
صلی اللہ علیہ وسلم بھی اب تک اس عالم میں تشریف  
اپنے کھلے کھلے الفاظ سے بتلا رہی ہے کہ جب مسیح  
ہو جائیگا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم جسم  
(آئینہ کمالات اسلام مطبوعہ ۱۹۲۲ء ص ۳۲) ﴿خ ص ۳۲﴾  
(۲) ”حضرت رسول کریم ﷺ کا نام احمد وہ ہے جسے  
جاتی من بعدی اسمہ احمد کا لفظ ظاہر کرتا ہے  
آئیگا۔ یعنی میرے اور اس کے درمیان اور کوئی نبی  
(کتاب ملفوظات احمد یعنی ڈائری ۱۹۰۱ء ص ۵۰۳ اخبار  
﴿ملفوظات ص ۲۰۸/۲۰۷/۱۷۸/۱۷۷﴾

(۳) ”اور اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا کہ  
کے دو نام تھے ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم، دوسرا احمد  
الاکتھار مؤرخہ ۳۔ نومبر ۱۹۰۰ء ص ۳) ﴿مجموعہ اشتہار  
(۴) رسالہ اربعین مطبوعہ ۱۹۰۲ء نمبر ۳ ص ۱۵﴾ ﴿خ ص  
”تم سن چکے ہو کہ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام ہیں  
تورات میں لکھا ہے x x x x دوسرا نام احمد ﷺ  
جو ایک اجمالی رنگ میں تعلیم آئی ہے جیسا کہ اس  
و مبعثراً برسول یاتی من بعدی اسمہ

نکتہ (۱) ”ویاتی من بعدی“ کہ وہ میرے بعد آئے

مثیل نبی کے آنے کی خبر دی ہے مگر یہ نہیں کہا کہ وہ میرے بعد آئیگا۔ اگر قیامت تک کبھی آجائے۔ تو ان الفاظ یاتی من بعدی کی کوئی تعین نہیں ہے بے معنی بات نعوذ باللہ قرآن نے کہہ دی اتنا کافی تھا مبشرا برسول اسمہ نکتہ (۲) فلما جاء میں جاء ماضی کا صیغہ ہے اگر کوئی کہے کہ ماضی کے معنی بھی ہوتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے جب تک کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو ماضی کے معنی مستقبل ہرگز نہیں ہو سکتے۔ پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا مصداق ٹھہراتے ہیں۔ پھر کون ہیں۔ نیز جاء کا اطلاق عام طور فعل ماضی ہے۔ بخلاف لفظ آتی کے کہ یہ مضارع کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

نکتہ (۳) قالوا هذا سحر مبين میں قالوا ماضی کا صیغہ ہے لوگ رسول کو جادوگر کہتے تھے واذا تتلى عليهم ایتنا بینت ..... وقال الذی للحق لما جائهم ان هذا الاسحر مبين (سورۃ سہارہ ۲۲) مگر مرزا صاحب ہندویا عیسائی جادوگر نہیں کہتا۔ بلکہ دوسرے القاب سے یاد کرتے ہیں کذاب۔ مفتری علی اللہ وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ۔ مرزا صاحب کا نام غلام احمد تھا نہ کہ احمد۔ ملاحظہ ہو (کتاب البریۃ حاشیہ) (میرا نام غلام احمد) (بخ ص ۶۲ ج ۱۳) میرے والصاحب کا نام غلام اس چیز کی تصدیق مندرجہ ذیل کتاب سے ہوتی ہے تحفہ شہزادہ ویلز ص ۹ مورخہ ۱۹/۱۵ مئی ۱۹۱۷ء، الحکم مورخہ ۳/۱۳ اپریل ۱۹۰۲ء سالہ (کشف اللہ بخ ص ۱۷ ج ۱۳) (دافع البلاء ص ۱۳) بخ ص ۲۳۳ ج ۱۸ تذکرہ ریویو آف ریلیجیوز بابت ماہ جون ۱۹۰۶ء ص ۲۱۸ کا حاشیہ۔

## ڈاکٹر عبدالحکیم خاں

”ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خاں ہے اور ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۳ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا..... مگر خدا نے اس کی پیٹھ

کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں  
 کر رہا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں  
 کے ہاتھ میں ہے بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ  
 خدا اس کی مدد کرے گا۔ (چشمہ معرفت ص  
 اشاعت ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء) (پہنچ ص ۳۶ ج ۳  
 ”اور دشمن ڈاکٹر عبدالکلیم جو میری  
 روبرو اصحاب الفیل کی طرح تابوہ اور تباہ ہوئے  
 (تبرہ ۵)

مندرجہ بالا تحریرات میں مرزا صاحب  
 کی ہلاکت اپنی زندگی میں بتائی ہے حالانکہ ڈ  
 سال بعد فوت ہوئے۔

اعتراف

ڈاکٹر عبدالکلیم اپنی پیش گوئی کو منسور نہ

الجوا

ڈاکٹر صاحب کی پیش گوئی کا ذکر نہیں۔ بلکہ  
 جن کا دعویٰ ہے کہ:-

”میں امام الزماں ہوں“ (ص ۲۴۲  
 الزماں کی الہامی پیش گوئیاں اظہار علی الغیب  
 سے اپنے قبضہ میں کر لیتے جیسا کہ چابک سوا

کہ ”خدا اسکو میری زندگی میں ہلاک کرے گا اور  
 اور یہ پیشگوئی از سر تاپا جھوٹی نکلی۔

## باب دوم ختم نبوت

مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر گیارہویں دلیل

”دنیا میں جو غرض انبیاء و رسل کی بعثت کی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی تھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات میں اپنے اہل کو پہنچ کر پوری ہوگی اور جب غرض پوری ہوگئی تو اس کے بعد اب کسی نبی کے آنے کی حاجت باقی نہ رہے گی۔ ہدایت کے تمام پہلوؤں کو کمال بسط کے ساتھ اور تمام ضروری تفصیلات کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں روشن کر دیا۔ جتنی روشنی امکانی طور پر انسان سرچشمہ الوہیت سے حاصل کر سکتا ہے، وہ سب حاصل کر لی جو کوئی ہدایت دنیا کی کسی قوم کیلئے آئندہ آنے والے کسی زمانہ کے لئے ایک قوم، ایک ملک یا ایک فرد کے ادنیٰ سے اور سے لے کر اعلیٰ سے اعلیٰ حالت تک تزکیہ اور تکمیل کا کام دے سکتی ہے اس کے لئے محمد ﷺ نے دنیا میں پہنچا دیا، نبوت اپنے کمال کو پہنچ گئی نبی کی ضرورت دنیا میں تکمیل انسانی کے کسی نئے پہلو کو واضح کرنے کے لئے ہوتی تھی لیکن قرآن نے چونکہ تکمیل انسان کے سارے پہلوؤں کو کمال تک پہنچا دیا اس کیلئے کسی نئے نبی کی ضرورت بھی نہ رہی نبوت کے ختم ہونے سے مراد یہ نہیں کہ ایک نعمت جو پہلے انسانوں کو ملتی تھی، اب اس کا ملنا بند ہو گیا ہے، بلکہ مراد ہے کہ وہ نعمت اپنے پورے کمال کے ساتھ انسانوں کو پہنچا دی گئی ہم نعمت نبوت سے محروم نہیں بلکہ وہ نعمت اپنی اعلیٰ ترین صورت میں ہمارے پاس موجود ہے، جس طرح آفتاب کے بعد چراغ کی ضرورت نہیں رہتی اس لئے کہ اس کی روشنی انسانوں کو چراغ کا محتاج نہیں چھوڑتی۔ اسی طرح محمد ﷺ کی رسالت کے آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد کسی چراغ نبوت کی انسانوں کو ضرورت نہیں“

(النبیؐ ج ۱، ص ۱۱۱، سنہ ۱۳۲۵ مولوی محمد علی احمدی ص ۳۰)

## ختم نبوت کا ثبوت از قرآن

(۱) ”ملکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے آیت صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ آئے گا“  
(ص ۱۶۱۳/۱۶۵۲/۱۷۱۱ اولاد اہام ط ۲ مصنف مرزا)

”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین الاتعلم انہ سمی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وخاتم الانبیاء نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی قوله لانبی اللطالیین“ (حملہ البشری ص ۳۳ مصنف مرزا صاحب طبع مطبوعہ لا) کیا تم نہیں جانتے (اے بے سمجھ مزائیوں) کہ خدا رحیم و کریم بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور ہمارے نبی صلی کی تفسیر لانبی بعدی کے ساتھ فرمائی ہے میرے بعد کوئی کے لئے یہ بات واضح ہے۔

”حدیث لانبی بعدی میں بھی (لا) نفی عام ہے“

(ایام الصلح ص ۱۳۶ مصنف)

ہست او خیر الرسل خیر الالائا  
ہر نبوت را برو شد اختا

(سراج)

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی لانبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام جس کا لفظ لفظ قطعاً ہے اپنی آئیہ کریمہ ولكن رسول اللہ وخ اس کی تصدیق کرتا ہے کئی الحقیقت ہمارے نبی کریم ﷺ پر نبوت

(کتاب البریت مصنف مرزا ص ۱۸۳)

مرزا اٹھانے اس آیت کی تفسیر میں جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ ہے انا خ  
 النبیین لانبی بعدی (مکتوٰۃ کتاب القن) میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں میر  
 بعد کوئی نبی نہیں۔

## دوسری آیت

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم  
 الاسلام ديناً یعنی آج میں نے قرآن کے اتارنے اور تکمیل نفوس سے تمہارا دین  
 تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی (نبوت کی) نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے  
 لئے دین اسلام پسند کر لیا۔ حاصل مطلب کہ قرآن کریم جس قدر نازل ہونا تھا ہو چکا  
 اور متعدد دلوں میں نہایت حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا کر چکا اور تربیت کو کمال تک  
 پہنچا دیا اور اپنی نعمت کو ان پر پورا کر دیا“ (نور القرآن نمبر ۱۔ ص ۲۱۱ ص ۱۵) ﴿خ  
 ص ۳۳۳/۳۹۵ ج ۹﴾

(۲) قرآن شریف جیسا کہ آیت الیوم اكملت لكم دينكم اور آیت ولكن  
 رسول الله وخاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم  
 کر چکا ہے، اور صریح لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔“  
 ﴿تحدہ گولڈیہ ص ۸۳﴾ ﴿خ ص ۱۷۴ ج ۱۷﴾

(۳) خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں صحابہ کو مخاطب کیا کہ میں نے تمہارے دین  
 کو کامل کیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کی اور اس آیت کو اس طور سے نہ فرمایا کہ آج  
 میں نے اے نبی ﷺ! آپ کے دین کو کامل کر دیا۔ اس میں حکمت یہ ہے تاکہ  
 ظاہر ہو کہ صرف قرآن کی تکمیل نہیں ہوئی بلکہ ان کی بھی تکمیل ہو گئی جن کو قرآن پہنچایا گیا  
 اور رسالت کی علت غائی کمال تک پہنچ گئی (حاشیہ نور القرآن نمبر ۱۔ ص ۱۹) ﴿خ  
 ص ۳۵۲ ج ۹﴾

(۴) ”ہم لوگ ختم ہونا وحی کا مانتے ہیں۔ گو کلام الہی اپنی ذات میں غیر محدود ہے  
 لیکن چونکہ وہ مفاسد جن کی اصلاح کے لئے کلام الہی نازل ہوئی ہے (یا رسول



آتے ہیں۔ ناقل کوہ قدر محدود سے زیادہ نہیں آنا  
 نازل ہوئی جس قدر بنی آدم کو ضرورت تھی اور قرآن  
 میں ہر طرح کی ضرورتیں جن کا پیش آنا ممکن تھا پیش آ  
 کی تعلیم بھی انتہائی درجہ پر نازل ہوئی پس انہی معنوں  
 ٹھہری اور پہلی شریعتیں ناقص رہیں۔ اب قرآن اور  
 کہ پہلی کتابیں خلل سے بھی محفوظ رہیں تاہم  
 ضرور تھا کہ کسی وقت کا تعلیم یعنی قرآن ظہور  
 ضرورت درپیش نہیں کہ بعد کوئی کتاب آوے  
 نہیں۔ ہاں اگر فرض کیا جائے کہ اصول قرآن و  
 جائینگے یا مسلمان شرک اختیار کر لیں گے تو بیشک  
 اور دوسرے رسول کا آنا ضروری ہے مگر یہ دونوں  
 کا محرف ہونا اسلئے محال ہے کہ خدائے خود فرمایا ہے  
 لہ لحافظوں یعنی اس کتاب کو ہم نے ہی نازل  
 اور مسلمانوں کا شرک اختیار کرنا اس جہت سے سمعاً  
 پارے میں بھی پیشگوئی کر کے فرمادیا وما یبدئ  
 مخلوق پرستی نہ اپنی کوئی شاخ نکالے نہ پہلی حال  
 آنحضرت ﷺ حقیقت میں خاتم الرسل ہیں“ (حاکم  
 ص ۱۰۱ تا ۱۰۲ ج ۱/ ملاحظہ فرمائیں)

## تیسری آیت

وما ارسلناک الا کافۃً للناس بشیراً  
 ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء اور سب رس  
 اور رب العالمین کو منظور تھا کہ جیسے آنحضرت ذاتی  
 ظاہری خدمات کی رو سے ان کا سب سے فائق

اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو کائنات بنی آدم کے لئے عام رکھا“

(براہین احمدیہ ص ۵۴۵) (بخ ص ۶۵۳ ر ج ۱)

(۲) ”جب دنیا نے اتحاد اور اجتماع کے لئے پلٹنا کھایا اور ایک ملک کو دوسرے ملک سے ملاقات کرنے کے سامان پیدا ہو گئے تب وہ وقت آ گیا کہ قومی تفرقہ درمیان سے اٹھادیا جائے اور ایک کتاب کے ماتحت سب کو کیا جائے تب خدا نے سب دنیا کیلئے ایک ہی نبی بھیجا تاکہ وہ سب قوموں کو ایک ہی مذہب پر جمع کرے اور تاجیسا کہ ابتداء میں ایک قوم ہی آخر میں بھی ایک ہی قوم بنا دے“

(چشمہ معرفت ص ۱۳۶) (بخ ص ۱۳۴ ر ج ۲۳)

معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کا تمام بنی نوع آدم کیلئے رسول ہونا آپ ﷺ کی فضیلت اور خدا کی اس حکمت کیلئے ہے کہ ابتداء کی طرح انتہا میں بھی ایک ہی قوم اور ایک ہی رسول ہو۔ پس جو شخص اس وحدت میں خلل انداز ہوتا ہے وہ نہ صرف خدا کی حکمت باطل کرنا چاہتا ہے بلکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی سیرت کا دشمن ہے۔

## چوتھی وپانچویں آیت

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیل میں فرماتے ہیں کہ مجھے دوسری قوموں سے سروکار نہیں۔ قرآن شریف میں یہ نہیں لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف قریش کے لئے بھیجے گئے بلکہ لکھا ہے کہ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً میں تمام دنیا کے لئے بھیجا گیا ہوں وما ارسلنک الا رحمة للعلمین یعنی ہم نے کسی خاص قوم پر رحمت کرنے کے لئے نہیں بھیجا بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ تمام جہاں پر رحمت کی جائے پس جیسا کہ خدا تمام جہاں کا خدا ہے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے رسول ہیں اور تمام دنیا کے لئے رحمت ہیں۔“

(ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۶) (بخ ص ۳۸۸ ر ج ۲۳)

پس جس طرح دوسرا خدا ماننے والا مشرک ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو ماننے والا مشرک ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت

عامہ میں حائل ہو کر لعنت میں گرفتار ہو رہا ہے۔

## چھٹی آیت

”لَتَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا یعنی ہم نے تجھ کو بھیجا تاکہ تو

ڈراوے۔“ (نور القرآن ص ۵، نمبر ۱)

جبکہ حسب قرآن پاک تمام دنیا کے لئے محمد رسول اللہؐ  
اب کسی دوسرے کا یہ کہنا کہ ”دنیا میں ایک نذیر آیا“ صریحاً

## ساتویں آیت

”وَإِذَا خَذَلَهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَّا آتَيْتُمْ مِنْ كُنُوتِ

رسولٍ مُصَدِّقٍ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ

اور یاد کر کہ جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جس

حکمت دوں گا۔ پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول

کی تصدیق کریگا تمہیں اس پر ایمان لانا ہو گا اور اس کی مدد کرنی

(حقیقۃ الوحی ص ۱۳۰)

مطلب ظاہر ہے کہ:-

”خدا نے xxx اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جو تمام انبیاء اور خیر الرسل ہے

(حقیقۃ الوحی ص ۱۳۱)

## آٹھویں آیت

قد انزل الہ علیکم نکرار سولاً یتلوا علی

لیخرج الذین آمنوا و عملوا الصلحت من الظلم

طابق ع ۲۶) خدا نے اپنی کتاب (قرآن) اپنا رسول (محمدؐ

پڑھتا ہے تاکہ وہ ایمانداروں اور نیک کرداروں کو ظلمات سے نور کی طرف نکالے۔“

(براہین احمدیہ ص ۵۴۰) ج ۱ ص ۶۳۸/۶۳۹/۶۴۰

آیت مذکورہ ہی ہے کہ ایمانداروں، نیک کرداروں کو کفر و شرک فتنے و فتنوں سے اور ہیر یوں سے نور و ہدایت، ایمان و سلامتی پر پہنچانے کو قرآن اور محمد علیہ السلام بھیج گئے۔ اب جو کوئی بے ایمان اور بد کردار ہے وہ دوسرے کا دامن بکھڑے گا۔ مومن تو اس رسول و کتاب کے شیدائی رہیں گے۔

## نویں آیت

”هو الذی بعث فی الامیین رسولا الی قولہ و آخرین منهم لما یلحقوا بهم (سورہ جمعہ پ ۲۸) خدا وہ ہے جس نے اُمیوں میں رسول بھیجا جو خدا کی آیات ان پر پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور حکمت سکھاتا ہے۔ اگرچہ وہ لوگ اس نبی ﷺ کے ظہور سے پہلے صریح گمراہی میں پھنسے ہوئے تھے۔ اور ان (مسلمانوں) کے گرد وہ میں اور ملکوں کے لوگ (جو آخری زمانہ میں ہوں گے) بھی ہیں جن کا اسلام میں داخل ہونا ابتداء سے قرار پا چکا ہے اور ابھی وہ مسلمانوں سے نہیں ملے اور خدا غالب ہے اور حکیم ہے جس کا فعل حکمت سے خالی نہیں یعنی جب وہ وقت پہنچے گا جو دوسرے ملکوں کے مسلمان ہونے کے لئے مقرر کر رکھا ہے تب وہ لوگ اسلام میں داخل ہوں گے“ (براہین احمدیہ ص ۲۳۸) ج ۱ ص ۲۳۲/۲۳۳/۲۳۴

یہ آیت باواز بلند گویا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرور کائنات جس طرح آیت اسلام کے وقت کے لوگوں کی طرف رسول تھے اس طرح آخرین کے لئے بھی آپ ﷺ ہی رسول ﷺ ہیں۔

## دسویں آیت

ومن یشاء فق الرسول من بعدما..... تبیین له الہدی ویتبع غیر سبب المؤمنین نولہ ما تولى ونصلہ جہنم وساءت نصیرا (سورہ نساء پ ۵)

اور جو کوئی بخلاف کرے رسول ﷺ کے پیچھے اس کے ہدایت اور پیروی کرے سواراہ مسلمانوں کے متوجہ ہوا ہو اور داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ میں اور ناظرین غور فرمائیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں یا تو وہ بمقتضائے آیت مذکورہ طلاق مؤمنین نبوت لوگوں کو اپنے اتباع کی دعوت دیگا۔

پہلی صورت میں تو معاملہ برعکس ہو جاتا ہے کیونکہ آتے ہیں کلوگوں کو اپنی طرف بلائیں نہ یہ کہ لوگوں کا مجید کار شاد ہے۔

”وما ارسلناک من رسول الا لیطاع باذکر کوئی رسول نہیں بھیجا مگر صرف اسی لئے کہ اس کی پط میں مطیع بن کر نہیں بلکہ مطاع بن کر آتا ہے۔“ (ازالہ اوہام) پھر دوسری صورت میں نبی کا وجود محض بے فائدہ ہو کیونکہ بعثت نبی ﷺ کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب چھوڑ دیں، نبی آکر ان کو سیدھے راستہ کی ہدایت کرے۔ اور جب سبیل مؤمنین ایک ایسی مستقیم سبیل ہے قیامت تک اس پر چلنے کی ہدایت فرماتے ہیں اور اس تو پھر فرمائیے کہ اب کسی جدید نبی کے پیدا ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ آخضر صلی اللہ علیہ وسلم نے صراط مستقیم دکھا دیا۔ جدید نبی کا انتظار کیا جائے۔

گیارہویں آیت

یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول

اطاعت کرو جو تم میں سے اولی الامر ہیں۔

یہ آیت کریمہ حکم کرتی ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں اور اس رسول یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں اور پھر خلفائے اسلام اور ارکان حکومت اسلامیہ کی اطاعت کریں۔

جن لوگوں کو خدا نے عقل و فہم کا کوئی حصہ دیا ہے وہ ذرا غور کر اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی تشریحی یا غیر تشریحی، ظلی یا بروزی نبی ہونے والا تھا تو کیا یہ ضروری نہ تھا کہ آپ کے بعد بجائے اولی الامر کی اطاعت کے نبی کی اطاعت کا سبق دیا جاتا ہے۔ اور یہ عجیب تماشہ ہے کہ قرآن عزیز لوگوں کو اولی الامر کی اطاعت کی طرف بلاتا ہے اور بعد میں آنے والے نبی کی اطاعت کا ذکر تک نہیں کرتا لہذا ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ظلی یا بروزی یا کسی اور کوئی نبی ہرگز ہرگز اس امت میں پیدا نہیں ہوگا۔

## بارھویں آیت

ومن يطع الرسول فقد اطاع الله ومن تولى فما ارسلناك ع حفيظاً۔ (سورہ نہ پ ۵) جس نے رسول یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے پشت پھیری (تو بلا سے) ہم آنحضرت ﷺ کو ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا۔

اس آیت میں بھی امت محمدیہ کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو مطلقاً اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے اور اگر کوئی نبی آپ کے بعد آنے ہوتا تو اس کے لئے بعد کوئی شخص اس وقت تک خدا کا مطیع کہلانے کا مستحق ہو سکتا تھا جب تک کہ وہ اس نبی کی اطاعت نہ کرے۔

## تیرھویں آیت

يا ايها الذين آمنوا هل ادلكم على تجارةٍ تنجيكم من عذاب

تؤمنون بالله ورسوله وتجاهدون في سبيل  
ذالكم خيرا لکم ان کنتم تعلمون۔

اے ایمان والو! میں بتاؤں تم کو ایک سوداگری  
سے۔ ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول محمد صلی اللہ  
میں اپنے مال سے اور جان سے۔

اس آیت کریمہ جو منفعت بخش تجارت مسلمانوں  
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر  
عذاب آخرت سے بچانے کا کفیل بتلایا ہے اور اس میں  
ظلی یا لغوی نبی آئے گا اور اس پر ایمان لانا بھی شرطِ نبوہ

چودھویں آیت

والذین يؤمنون بما أنزل اليك وما أنزل  
يوقونون۔ اولئك على هدى من ربهم واولئک  
اور جو ایمان لاتے ہیں اس (وحی) پر جو اتاری  
اور جو وحی کس اتاری گئی تجھ سے پہلے اور آخرت پر یقین  
رہ اپنے رب کی اور وہی کامیاب ہیں۔

یہ آیت بھی دو طریق سے مطلقاً ختمِ نبوہ  
آیت صاف طور سے اعلان کر رہی ہے کہ صرف اس  
و نجات کے لئے ضامن ہے جو آنحضرت ﷺ  
پر نازل ہوئی چنانچہ اس وحی پر ایمان رکھنے والوں  
ربہم و اولئک ہم المفلحون کی بشارت ہے۔  
ناظرین کرام غور فرمائیں کہ گر آپ ﷺ

اور خداوند عالم کے ارشادات اہل دنیا پر نازل ہوتے  
ایمان لانا بھی ایسا ہی فرض نہ ہوتا چاہیے جیسا پہلے

کوئی شخص جو اس پر ایمان نہ لائے تو ایمان بالبعض اور کفر بالبعض کا ٹھیک مصداق نہ ہے پھر وہ کیسے ہدایت اور فلاح حاصل کر سکتا ہے۔

لہذا صرف انبیائے سابقین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی پر ایمان لا کر قیامت تک مدارجات اور ہدایت و فلاح کا کفیل قرار دینا اس بات کا نہایت وثوق ہے کہ آپ ﷺ کے بعد سلسلہ وحی ختم ہو چکا ہے۔  
دوم۔ اگر آپ ﷺ کے بعد بھی وحی نبوت باقی تھی تو من قبلک ایک تخصیص معنی ہو جائیگی۔

اعتراض۔ آخرت سے مراد آخری وحی ہے۔  
الجواب۔ اس کا جواب تیرھویں تحریف میں درج ہے۔

## پندرہویں آیت

(۱) الحمد لله رب العالمین یعنی پرورش کرنے والا ہے بلا استثناء تمام مخلوق کا رب سے کوئی فرد بھی باہر نہیں۔

(۲) ان هو الاذکر للعالمین یہ قرآن مجید تمام جہانوں کے لئے ہے قرآن مجید تمام دنیا کے لئے ہدایت ہے کسی ملک یا قوم کے ساتھ مخصوص نہیں۔

(۳) ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکاً وهدی للعالمین شریف تمام دنیا کا کوئی حصہ اس کی مرکزیت کو چھوڑ نہیں سکتا۔

(۴) وما ارسلناک الا رحمة للعالمین ہم نے کسی خاص قوم پر رحمت کرنے نہیں بھیجا ہے کہ تمام جہاں پر رحمت کی جائے۔

## نتیجہ

جس طرح سب جہاں کا خدا ایک ہے  
قرآن سب دنیا کیلئے ایک ہے تا قیامت  
قبلہ ایک ہے تمام دنیا کے لئے تا قیامت



نبی ایک ہے تمام دنیا کے لئے  
 تشریح خود محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی  
 یا ایہا الناس ان ربکم واحد و اباکم واحد  
 لانی بعدی (کنز العمال) کہ اے میری امت کے لوگو  
 تمہارا باپ ایک ہے تمہارا دین ایک ہے تمہارا نبی  
 کوئی نبی نہ ہوگا۔

معلوم ہوا کہ جب دوسرا نبی آجائے تو امت  
 امت نہیں رہتی۔ دوسرا نبی ماننا باعث اختلاف ہے۔  
 نوٹ۔ نبی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی امت اور کتاب  
 ”جو شخص نبوت کا دعویٰ کریگا اس دعویٰ میں  
 اقرار کرے نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے  
 اور خلق اللہ کو وہ کلام سنادے جو اس پر خدا کی طرف سے  
 بنا دے جو اس کو نبی سمجھتی اور اس کی کتاب کو کتاب  
 (آئینہ کمالات اسلام)

### نتیجہ

جو شخص مرزا حنا کو مانے گا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 قرآن پاک میں بیسیوں آیات اور بھی موجود ہیں جو  
 مگر ہم انہی پر اکتفا کر کے چند احادیث نبویہ درج کر

### پہلی حدیث

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ  
 ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانه تر  
 به النظارت تعجبون من حسن بنیانه الامو

سددت موضع اللبنة ختم بي النبيان وختم بي  
فانا البنة وانا خاتم النبيين .....

(بخاری و مسلم و مشکوٰۃ) بخاری ص ۵۰۱ مطبوعہ دہلی، مسلم ص  
باب فضائل سید المرسلین، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ فرم  
میری اور انبیاء کی مثال مانند ایک ایسے محل کے ہے کہ چھی بنائی گ  
مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو لوگ گھومتے ہیں اس کے گر  
اس کی حسن عمارت پر۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر حیران ہو۔  
وہ مبارک اینٹ جس نے اس جگہ کو پر کیا۔ ختم ہو گیا ہے میری  
نبوت کا محل، بدیں صورت ختم ہو گیا ہے میری ذات پر رسولوں کا  
میں ہے کہ نبوت کی آخری اینٹ میں ہوں اور میں ہی نبیوں کا ختم

### دوسری حدیث

وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ  
فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم  
واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجداً وطم  
الخلق كافةً وختم بی النبيون (مسلم و مشکوٰۃ باب مذکور) مس  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں چھ باتوں میں جملہ انبیاء پر  
(۱) کلمات جامع مجھے ہی ملے (۲) فتح دیا گیا میں ساتھ رعب کے  
میرے لئے غنیمتیں (۳) تمام زمین میرے لئے سجدہ گاہ پاکر  
بنایا گیا ہوں میں تمام کافرہ ناس کیلئے (۶) ختم کیئے گئے میرے سر

### تیسری حدیث

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
سیکون فی امتی کذا: ابون ثلاثون کلہم یزعم انه

النبيين لانبى بعدى۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ مشکوٰۃ کتاب  
۱۳۵/ مشکوٰۃ ص ۳۶۵) ضرور میری امت میں تیس جھو  
میں کا اپنے تئیں نبی ٹھیرائے گا۔ حالانکہ میں نبیوں کو  
نبی پیدا نہ ہوگا۔

معلوم ہوا کہ امت محمدیہ میں جو نبی پیدا ہوگا  
اسی باب میں دوسری روایت بخاری و مسلم  
قیامت تک ہونا فرمایا ہے۔

### چوتھی حدیث

عن العریاض بن ساریۃ عن رسول  
انه قال انى عندالله مكتوب خاتم النبى  
طینتہ۔ (شرح السنۃ واحمد در مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)  
مطبوعہ بیروت مسند احمد ص ۱۲۸/ ج ۱۳/ مطبوعہ قرطبہ مسوۃ مشکوٰۃ  
کہ آدم علیہ السلام جس زمانے میں گوندھی ہوئی مٹی  
بھی خدا کے نزدیک نبیوں کو بعد کرنے والا تھا۔

### پانچویں حدیث

وعن جابران النبى صلى الله ق  
لافخروانا خاتم النبیین ولافخر۔ (رواه الدراری  
حدیث نمبر ۳۹، مطبوعہ دمشق مشکوٰۃ ص ۵۱۳)  
فرمایا میں قائد انبیاء ہوں۔ میں خاتم الانبیاء ہوں

### چھٹی حدیث

ان لى اسماء انا محمد وانا احمدالى  
الذى ليس بعده نبى۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ باب اسماؤ التبر



## دسویں حدیث

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول  
 (ترمذی تخریجاً و مصنف مرزا) ﴿سنن احمد﴾ ترمذی ۵۱ ج ۱۲ ص ۶۷  
 رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے پس میرے بعد  
 نہیں ہوگا۔ سواس کی بابت مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

”ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی و رسالت تا بقیام  
 ص ۶۱۳ ج ۱ ص ۳۳۲ نیز سلسلہ تعینات لاہوری ج ۳ ص ۵۲﴾ ﴿خ ص ۲  
 نیز﴾ (آئینہ کمالات میں ص ۳۷۷) ﴿خ ص ۷۷ ج ۵﴾ پر لکھے

وماکان اللہ ان یرسل نبیاً بعد نبینا خاتم  
 يُخْدِتُ سلسلۃ النبوة ثانیاً بعد انقطاعها یہ ہرگز  
 ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے بعد کسی کو بھی نبی  
 کہ سلسلہ نبوت کو اس کے منقطع ہو جانے کے بعد پھر جاری نہ  
 (حملۃ البشری صفحہ ۳۲) ﴿خ ص ۲۰۰ ج ۷﴾ پر مرزا صاحب  
 ”قد انقطع الوحی بعد وفاته و ختم  
 آپ ﷺ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ  
 کر دیا ہے“

وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقط  
 (تھیقہ الوحی)

ص ۶۸۹ ج ۲۲﴾

تحقیق ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں اور ان پر رس

## گیارہویں حدیث

عن ابی موسیٰ الاشعری کان رسول اللہ  
 اسماء فقال انا محمد و احمدو المقفی (المدیث رواہ مسلم ص

حضرت موسیٰ الاشعریؒ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ  
اسمائے شریفہ ہم سے بیان فرمایا کرتے تھے چنانچہ آپ ﷺ نے  
محمد ﷺ ہوں اور احمد علیہ السلام اور مقفی بھی ہوں۔

امام نوویؒ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لفظ مقفی کے  
ہیں کہ مقفی بمعنی عاقب ہے اور عاقب کے معنی خود نفس حدیث میں  
بیان فرمائے ہیں۔

اور ابن الاعرابی نے مقفی کا ترجمہ هو المتبع للانبیاء کیا ہے  
بھی آخر الانبیاء ہوتے ہیں۔

اس لئے امام نوویؒ نے دونوں قول نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ فظ  
هو الاخر یعنی ثابت ہوا کہ مقفی کے معنی آخر کے ہیں۔ نووی حاشیہ مسلم ۱۱

### بارھویں حدیث

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
ابا ذراول الانبیاء آدم و اخرهم محمد۔

حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
انبیاء میں پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر محمد (ﷺ) ہیں  
حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں نیز اپنی تاریخ میں ۱۰۷ھ کے احو  
میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر و حکیم ترمذی وغیرہ نے بجز  
روایت کیا ہے (دیکھو کنز العمال ص ۱۲۰ ج ۶ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتح  
صحیح کی ہے) کنز ص ۳۸۰ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۲۶۹

مرزا حسن نے بھی قریب قریب یہی الفاظ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی  
چنانچہ کتاب (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۱) فتح ص ۱۳۵ ج ۲۲ پر مرقوم ہے:-

”اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو رب العالمین اور رحمن اور رحیم ہے جس  
آسمان کو چھ دن میں بنایا اور آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور سب کے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل

### تیسرے ہوس حدیث

عن ابی امامة الباہلی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
حدیث طویل انا اخر الانبیاء وانتم اخر الامم  
الدجال وابن خزيمة والحاكم وايضاً من منتخ

ابن ماجہ ۲۹۷۷ ج ۲ ص ۵۳۶

حضرت ابو امامہ باہلی نے ایک طویل حدیث کے  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں آخر الانبیاء ہوں اور تم  
نوٹ:- لفظ آخر پر بحث لفظ ”ختم“ کے ضمن میں آئے گی

### چودھویں حدیث

عن ابی ہريرة مرفوعاً انه ليس  
الرويا الصالحة (النسائی وابن ماجہ من الفتح صفحہ نمبر ۳۳۱ جلد ۲

۶۳ ج ۱۲ نمبر ۶۹۹ بیروت

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت  
میرے بعد سوائے روئے صالح کے نبوت میں سے کو  
اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کی  
بقول مرزا صاحب ظلی یا بروزی وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

### پندرہویں حدیث

عن الضحاک ابن نوفل قال قال رسد  
وسلم لانبی بعدی ولا امة بعد امتی (المجتبیٰ فی  
حضرت ضحاک بن نوفل فرماتے ہیں کہ رسو  
میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور میری امت کے بعد کوئی

نے روایت فرمایا ہے) ﴿طبرانی۔ فی الکبیر ص ۳۱۶ ج ۲۲ حدیث نمبر ۷۹۷﴾

## سولھویں حدیث

آپ ﷺ نے فرمایا انی اخرا الانبیاء و مسجدی جلد ۳۴۶) کہ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری روایت میں تفصیل ہے:-

انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم مساجد  
النجا والہزار من الکفر) ﴿حدیثی ص ۳۵ ج ۲۵ نمبر ۱۱۲ بیروت﴾  
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد مساجد انبیاء کے حاصل یہ ہے کہ نہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ جس کو مسجد نبوی کہا جائے۔

## سترھویں حدیث

آپ نے حجۃ الوداع میں قریباً ایک لاکھ ۴۴ ہزار نفوس فرمایا یا ایہا الناس انہ لانی بعدی و لامۃ بعدکم...  
تسألون عنی) (مسند احمد جلد ۲ ص ۳۹۱)  
کہ اے لوگو! خبردار رہنا اب میرے بعد کوئی نبی نہیں نبی ہوں اور تمہارے بعد کوئی امت نہ ہوگی کیونکہ تم کو قیامت کے دن میری نسبت ہی سوال ہوگا کسی اور کی نسبت گویا آپ ﷺ نے آخری وصیت بھی فرمادی کہ میرے بنائے وہ آپ ﷺ کی آخری وصیت کا بھی منکر ہے۔

## اٹھارھویں حدیث

ایک روایت میں اس طرح ہے:- ولو کان



## الاتباعی

اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میرے  
پھر آپ ﷺ نے فرمایا لو اتکم یوسف فاتبعتموہ

اگر یوسف علیہ السلام بھی آجائیں اور تم ان کے  
چھوڑ دو تو البتہ ضرور گمراہ ہو جاؤ۔

مطلب صاف ہے کہ اگر آپ ﷺ کے بعد  
جیسا کوئی نبی آئے تو بھی اس کی تابعداری گمراہی کا بابا  
بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں اور نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے۔

## انیسویں حدیث

انما انا لکم مثل الوالد (جمع الجوامع لل  
کہ میں تمہارے لئے باپ کی مانند ہوں میرے  
نہیں یا یہ مطلب کہ جس طرح تم اپنا باپ ایک ہی سمجھتے  
تیار نہیں۔ اسی طرح مجھ کو بھی سمجھو اور میری روحانی  
شریک نہ کرو۔

## بیسویں حدیث

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رس  
وسلم بعثت انا والساعة کھاتین (رواہ البخاری  
حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ  
نے انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کو ملا کر فرمایا کہ میں  
ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں جس طرح یہ دونوں انگلیاں مل  
باتفاق علمائے حدیث اس سے مراد یہ ہے کہ آ

ہرگز دیکھا ہرگز مرزا صاحب  
 کھینچ تان کرنا صاحب دیانت  
 شدہ باتوں کو شائستہ اعتنا سمجھا  
 ہوائے نفس ہوتا ہے۔ یہ قاعہ  
 کوئی شخص کسی مصنف کو جھوٹا  
 وکیل مدعی عدالت میں اس م  
 پیش کر کے کہے کہ مدعا علیہ  
 عذر کو مردود قرار دے گی۔  
 الفاظ کا لکھنا روا ہے

بعینہ ہمارا اور مرزا سیور  
 ختم نبوت کو ثابت کرتے ہیں  
 اور اجراء نبوت کا ثبوت دینا چاہا  
 آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں  
 آیت خاتم النبیین کے  
 اور خود مرزا صاحب کی عبارت

محکم دلائل و براہین سے مز

الانبياء یعنی نبیوں کے بند کرنے والے ہیں۔

## اعتراض

خاتم نبوت کی زبر سے مہر کے معنی ہیں ”پس“

## الجواب

یہ بات خلاف قرآن و حدیث بلکہ خود خاتم النبیین لفظ خاتم اور النبیین سے میں اختلاف ہے سات قاریوں میں سے پانچ پڑھنے والے اس کو خاتم النبیین پڑھتے ہیں دو قاری (حسن اور عاصم) خاتم نہیں پڑھتے بجائے ت کی زبر۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اکثریت خاتم اور خاتم پڑھنے سے فرق نہیں پڑتا تھا ضرور خاتم پڑھنا چاہیے

مرزا صاحب نے (ازالہ اوہام ص ۶۱۳ طبع کے معنی ”ختم کرنے والا نبیوں کا“ کئے ہیں۔ (ایک نکتہ) یہ معنی (نبیوں کی مہر) محاذ لازم آئے گا کہ خاتم القوم کے بھی یہی معنی ہو خاتم المہاجرین کے یہ معنی ہوں کہ اس کی مہر الاولاد کا بھی یہی مفہوم ہو گا کہ اس کی مہر سے

## مرزائی

خاتم کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والا تمام کو نہیں۔

”ہم خاتم النبیین کے معنی صاحب شریعت نبیوں کو ختم کرنے والا مانتے ہیں۔“

(پاکٹ بک مرزائیہ مطبوعہ ۱۹۳۲ء)

## الجواب

اس آیت (خاتم النبیین) اور حدیث (لانبی بعدی) سے نبوت جدیدہ کی بندش ہے جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں خود مرزا نے زبان سے مزید سننا چاہا تو سن لو۔

(۱) ”لانبی بعدی میں (لا) نفی عام ہے“ (ایام الصلح ص ۱۳۶) (بخ ص ۹۳)

(۲) ”الاتعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا صلی وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسرہ نبینا صلی اللہ

فی قوله لانبی بعدی (حملہ البشری ص ۳۳) (بخ ص ۲۰۰ ج ۷)

”کیا تم نہیں جانتے کہ خدا رحیم و کریم نے ہمارے نبی صلی اللہ بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

النبیین کی تفسیر لانبی بعدی کے ساتھ فرمائی ہے کہ میرے بعد کوئی (۳) ”خدا نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ

(قول مرزا حکم ۷/۱۱۱)

(۴) ”وحی رسالت ختم ہو گئی مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہ ہو

(مکتوب مرزا اور تہجد الاذ)

## تحقیقی جواب

اگر آیت خاتم النبیین میں تمام انبیاء علیہم السلام مراد نہیں بلکہ انبیاء تشریحی کے خاتم ہیں تو کیا مرزائی دوست آئینہ کریمہ :-

(۱) ولكن البرمن آمن بالله واليوم الآخر والملائكة والكتاب (سورہ بقرہ) لیکن نیک وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور قیامت اور ملائکہ اور تمام آسمانی کتابوں پر اور تمام انبیاء پر۔

میں بھی یہی فرمائیں گے کہ تمام انبیاء پر  
(۲) فبعث الله النبيين مبشرين و  
السلام کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا) کیا یہ معنی صحیح  
بشیر و نذیر بنایا اور بعض کو نہیں؟

ولایامرکم ان تتخذوا الملائکة  
(اللہ تعالیٰ تم کو اسکا حکم نہیں کرتا کہ ملائکہ  
ہو گا کہ اللہ تعالیٰ بعض انبیاء کے رب بنا۔

(۳) واذا خذ الله ميثاق النبيين  
سے عہد لیا۔ کیا اس کا یہ مطلب ہو گا کہ بعض  
(۵) انا قائد المرسلين (حدیث) میں  
کہ آپ ﷺ بعض کے قائد ہیں اور بعض

الحاصل یہاں تمام انبیاء مراد ہیں۔  
یعنی آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام  
صرف بعض کے خاتم ماننے کی صورت  
کوئی خاص فضیلت نہیں رہتی پھر تو آدم  
انبیاء کا بقول مرزائیاں خاتم ہے۔ نیز آپ  
الانبیاء گردانا ہے اب اگر بعض نبیوں کے  
کیونکہ اس طرح ہر نبی علیہ السلام کو اپنے سے

اعتراف

آیت یقتلون النبيين میں بعض

جو

اگر یہاں تمام انبیاء مراد لیں تو اس

کے یہ معنی ہوں گے کہ بنی اسرائیل تمام انبیاء  
درست نہیں ہو سکتی بلکہ کذب محض ہوگی۔ کیونکہ ان  
انبیاء موجود نہ تھے۔ بہت سے ان سے پہلے گزر  
ہوئے تھے۔ پھر ان کا تمام انبیاء کو قتل کرنا کیا معنی رہا  
اسرائیل نے اپنے زمانہ کے تمام انبیاء موجودین  
عزیز ناطق ہے فریقاً کذبتم و فریقاً تقتلوا  
کہ بنی اسرائیل نے تمام انبیاء موجودین کو بھی قتل  
لہذا ہم مجبور ہیں کہ یہاں بعض انبیاء م  
مجبوری حائل ہے؟

دوسرا عند

خاتم کا لفظ ہمیشہ فضل کے معنوں میں آتا

الجواب

کیا خوب! کہاں تو خاتم کے معنی مہر کے کئے  
کو بند کرنے والا اور کہاں یہ کہ ”ہمیشہ فضل  
تستحی فاصنع ماشئت۔

اس پر دلیل یہ دی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے  
فرمایا اور علیؑ کو خاتم الاولیاء۔ حالانکہ عباسؓ کے  
طرح ولایت بھی۔

آیات قرآن و احادیث صحیحہ واضح کے خلاصہ  
ہوئی کتابوں کی روایات پیش کرنا مرزائی ”دیانہ  
کنز العمال کی ہے جس کو سلسلہ سند حذف کر کے  
ہی نہیں ہے مرسل ہے:-

عن شہاب مرسلًا قال قال رسول  
 (إطمئنن يا عم فانك خاتم المهاجرين النخ  
 دوسری روایت تفسیر صافی کی ہے جو سرے سے  
 پہلی روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو ہمار  
 اب حضرت عباسؓ کی ہجرت والی حدیث کا  
 ہجرت الی المدینۃ فرض تھی تاکہ تمام مسلمان م  
 جمع ہو کر قوت بھی پکڑ جائیں اور کفار کے مظالم  
 رمضان ۸ ہجری میں مکہ شریف فتح ہو گیا۔ تو  
 زور ٹوٹ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پ  
 کر دیا اور فرمایا لا ہجرۃ بعد فتح مکہ یعنی  
 حضرت عباسؓ نے فتح مکہ سے قدرے ہی پیشتر ہجر  
 اصابہ میں حضرت عباسؓ کے متعلق لکھتے ہیں۔

هاجر قبل الفتح بقليل وشهد الف  
 حضرت عباسؓ نے فتح مکہ سے قدرے پیشتر ہجرت  
 آپؐ کے ہجرت کرنے کے بعد کسی دیگر شخص  
 حضرت عباسؓ آخری مہاجر ہوئے۔ اس سے بھی  
 ہیں اور خاتم بمعنی افضل غلط ٹھہرے۔

### تنبیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ  
 سے آپ ﷺ کا مقصود حضرت عباسؓ کی ولداری  
 عباسؓ نے خیال کیا کہ مجھ سے سابقیت ہجرت فوراً

اس کا قصہ یوں ہے کہ فتح مکہ پر حضرت جابر بن مسعود سلمی اپنے بھائی  
 میں لایا کہ میرا یہ بھائی آپ ﷺ کے دست مبارک پر ہجرت کی بیعت  
 مکہ کے بعد ہجرت نہیں لیکن میں اسلام پر اس کی بیعت لے لیتا ہوں

پیچھے ایمان لائے تھے۔ پس آنحضرت ﷺ نے ان کی تسلی فرمائی کہ  
 کے فوت ہو جانے کا غم نہ کریں کیونکہ جس طرح سابقیت وجہ فضیلت  
 طرح خاتمیت بھی ہو سکتی ہے چنانچہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور آپ  
 ہیں۔ چنانچہ یہ بات آپ ﷺ کے الفاظ اطمئن یاعم سے ظاہر  
 آپ تسلی رکھیں۔

(ب) ابو تمام طائی مؤلف دیوان حماسہ کی وفات پر حسن بن وہب  
 مرثیہ کے شعر میں جو اسے خاتم الشعراء کہا گیا ہے تو وہ شاعر  
 کہ اس کے نقطہ خیال میں ابو تمام اس کمال کا آخری شخص تھا۔ پس  
 ابو تمام کے برابر بلکہ اس سے بڑھ کر بھی ثابت ہو جائے تو ہوسکتا  
 بن وہب شاعر عالم الغیب نہیں تھا۔ کہ اس کا قول غلط نہ نکلے لیکر  
 تو خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے آنحضرت ﷺ کی نسبت فرما رہا ہے  
 النبیین ہیں اور آپ ﷺ اس کی تفسیر آخر الانبیاء سے کرتے ہیں  
 دونوں (خدا تعالیٰ اور اس کے رسول پاک ﷺ) میں کسی کو حسن بن وہب  
 کر سکتے ہیں کہ ان کا علم ناقص و قاصر ہے۔ اور انہیں حسن بن وہب  
 پر اطلاع نہیں ہے؟

### الزامی جواب

(۱) ملاکان محمد..... وخاتم النبیین ختم کرنے والا نبیوں کا  
 دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں  
 کیا یہاں افضل کے معنوں میں ہے یا بند کرنے کے معنوں  
 (۲) ”اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ  
 ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیدا  
 اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر  
 لڑکی نہیں ہو اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا“

(ترویج القلوب ص ۷۹) (۳) (۳۷۹) (۳۷۹) (۳۷۹) (۳۷۹)



اب مرزائی بتائیں کہ مرزا صاحب -  
 معنوں میں استعمال کیا ہے یا ”فضل“ کے مع  
 (۳) ”بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ

﴿خ ص ۲۱۲ ج ۲﴾

بتاؤ کہ مرزا صاحب نے یہاں کن معنوں  
 کہ یہاں خاتم کے معنی افضل کے ہیں تو اس  
 ہے کہ :-

”موسیٰ کے بعد سب کے سب نبی

تھے“ (ملخصاً شہادۃ القرآن ص ۲۶) ﴿خ ص ۳۲۲ ج ۱﴾  
 (۴) ”خدا کی کتابوں میں مسیح موعود کے کئی  
 ایسا خلیفہ جو سب کے آخر آنے والا ہے۔“

(شہدہ ۳)

یہاں بھی مرزاجی نے خاتم بمعنی آخر

(۵) ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت خاتم  
 ص ۳۴۰ ج ۲﴾ یہاں بھی افضل مراد نہیں بلکہ

(۶) ”چونکہ ہمارے سید و رسول صلی اللہ علیہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی نہیں آسکتا اس  
 محدث رکھے گئے ہیں۔“ (شہادۃ القرآن ص ۲۸)

یہاں بھی مرزاجی کو اعتراف ہے

مرزائیوں کے من گھڑت معنی افضل کے غلط  
 (۷) ”قرآن کریم؟ بعد خاتم النبیین کے کس

ہو“ (ازالہ ادہام ص ۷۶) ﴿خ ص ۵۱۱ ج ۳﴾

اس جگہ بھی مرزا صاحب خاتم کے

(۸) ”وان رسولنا خاتم النبیین و

(ہفتہ-الوحی ص ۶۳ ضمیر عربی) (بخ ص ۶۸۹ ج ۲۲)

ناظرین! مندرجہ بالا حوالہ جات میں الفاظ خاتم النبیین خاتم الاولاد خاتم خاتم الشرائع، خاتم الانبیاء وغیرہ ختم کرنے کے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں افضل کے معنوں میں۔

نوٹ:- جب سوا نبرا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تفسیر کر دی کہ خاتم النبیین کے لائیبی بعدی ہے۔ اور مرزا آقا اس پر صاد کرتے ہیں تو پھر دور دراز کی تاویل اور کبھی لوگوں کے اقوال پر ازراہ شرارت تکبیر اگنا بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے صاحب خود فرماتے ہیں:-

”ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز معتبر (اشہار مرزا ۱۸۸۷ء مندرجہ تلخ رسالت جلد ص ۱۲۱) (مجموعہ اشہارات ص ۱۳۲ ج ۱) ”اصطلاحی امور میں لغت کی طرف رجوع کرنا حماقت ہے۔“ (۱۷)

(ص ۵۳۸ طبع اول) (بخ ص ۳۸۹ ج ۳)

لہذا یہی کوسزاوار نہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ کے آگے چوں چرا کرے اور خود ساختہ تاویلیں کرے۔

### نکتہ

یاد رہے کہ خاتم کا استعمال سب سے پہلے قرآن مجید نے کیا ہے۔ اس کلام عرب میں یہ استعمال موجود نہیں۔ اور قرآن مجید کا یہ استعمال اپنے حقیقی میں ہے کیونکہ حقیقت پہلے ہے اور مجاز بعد میں۔

### مرزائی عذر

خاتم القوم کا کوئی محاورہ نہیں۔

### الجواب

یہ محاورہ ہو یا نہ ہو۔ خدا نے آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین قرار

اور آنحضرت ﷺ نے اس کی تفسیر لانبی بعد نبیوں کو ختم کرنے والا لکھے ہیں لہذا یہ عذر بھی بے

مرزائی عذر

حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ خاتم النبیین

الجواب

یہ روایت بھی بے سند محض ہے پھر بھی ہمارا  
کہا گیا ہے ان معنوں میں ہم بھی لانبی بعدی  
خاتم النبیین بھی نہیں کہتے ہم پہلے لکھ آئے  
کی آمد قرآن و حدیث میں مذکور ہے جس پر جس  
نئے پیدا ہونے والے نبیوں کے بارے میں ہے  
ہوگا چنانچہ علامہ زنجیری آیت خاتم النبیین  
ہیں اور خود اس کا جواب دیتے ہیں (فان قلت  
..... عیسیٰ ینزلا فی اخر الزمان (قلت)  
لاینبأ احد بعده و عیسیٰ ممن ندب  
ص ۵۳۳ ج ۳ سورہ احزاب آیت ۴۰ اگر تو کہے کہ آ  
حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں نازل  
میں یہ کہتا ہوں کہ آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے  
بعد کوئی شخص نبی بنایا نہیں جائے گا اور حضر  
آپ ﷺ سے پہلے نبی بن چکے ہیں۔

مزید بر آں کسی صحابی کا قول حدیث نبوی  
حضرت عائشہ صدیقہؓ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ

من النبوة الا المبشرات قالوا يارسول الله و  
 الصالحة يراها المسلم او يرى له (مسند احمد)  
 روایت کرتی ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فر  
 سے کوئی جزباتی نہیں رہے گا سوائے مبشرات کے۔ صحی  
 مبشرات کیا چیز ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھی خواب  
 کے لئے کوئی اور دیکھے۔

(۲) انا خاتم الانبياء ومسجدى خاتم  
 (جس ۷۰/۲۷۱۲ احاد ۱۲۷۳ نمبر ۲۹۹۹۹ یعنی میں خاتم الانبياء  
 مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔

کیا اس کے بعد بھی کسی مسلمان بلکہ منصف ان  
 کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر یہ افترا باند  
 نبوت کا انکار کرتی تھیں۔ ان احادیث صحیحہ کے بعد  
 کرنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

## مرزائی عذر

دوسری آیت الیوم اکملت لکم دینکم کا یہ  
 ”تورات بھی تمام تھی مگر اس کے بعد پھر کتاب  
 کہ حضرت یوسفؑ پر بھی نعمت پوری کی گئی تھی۔

(۳) انعام صرف نبوت ہی نہیں آیت قرآن کی  
 شہادت۔ صالحیت سب انعام ہیں کیا یہ بھی بند ہیں“ (مرزائی)

## الجواب

(۱) ”تورات بیشک تمام تھی مگر اپنے وقت اور قوم کے  
 قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تھے“۔ (مرزائی پا)



## الجواب

ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں کہ وہ شریعت نامتتام و ضروریات کے لئے انبیاء کا آنا ضرور تھا۔ اور تورات کے ہرگز حضرت موسیٰ کا یہ دعویٰ موجود نہیں کہ تمام بنی اسرائیل اکیلا رسول ہوں بخلاف اسکے قرآن مجید کامل مکمل غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے اکیلے ہیں ارسلت الی الخلق كافة و ختم بی النبیون۔ کی طرف بھیجا گیا ہوں میرے ساتھ نبیوں کا سلسلہ ختمت ادرکت حیاً ومن یولد بعدی (کنز العمال جلد ۲ ص ۹۲) ﴿کنز حدیث نمبر ۳۱۸۸۵﴾

”خدا نے سب دنیا کیلئے ایک ہی نبی بھیجا“ (چشم معرفت)

### احادیث نبویہ اور مرزائی اعتراض

حضرت علیؓ کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بخاری) اس کا جواب یہ دیا ہے کہ دوسری حدیث میں لکھا ہے علیؓ تو میرے جیسا نبی نہیں یعنی نفی عام نہیں بلکہ نفی کمال ہے۔

## الجواب

دونوں حدیثیں باہم متخالف نہیں ”بیشک حضرت علیؓ حدیث کے مطابق آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی بھی نہ ہوگا صاف فرما دیا ہے کہ قیامت تک تیس کذاب پیدا ہوں گے جو مگر میں خاتم النبیین ہوں۔ اسی طرح امت میں مدعیان نبوت کی حدیث بیان کی اور اپنا کافۃ الناس کی طرف رسول ہونا فرمایا پس حضرت علیؓ کو جو فرمایا گیا کہ تو نبی نہیں اس

بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۱

حدیث میں لائفی جنس نہیں ہے

اس اعتراض کی رو سے مطلقاً ہوگا مگر گھٹیا نبی ہوگا۔ ماشاء اللہ کیا علیؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بغیر کتاب کے بھی۔ جیسا کہ مرسل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بغیر کتاب ہوئے اور فضیلت کیا ہوئی؟ کیا حضرت بعد آیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یقیناً نہ م ۳۲۲ ج ۶ نکال کر پڑھ لو کہ مولانا کے حامی خادم وغیرہ تھے۔ حاصل بے ہودہ اور جاہلانہ ہے۔

مزید برآں مرزا صاحب کو مسدود بعدی میں (لا) لائفی عام ہے پس یہ کہ پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن نبی کا آئمان لیا جائے (ایضاً ص ۶) لہذا اثبات ہو کہ لائفی کمال نہیں

جب کسریٰ ہلاک ہو جائیگا تو

ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ اس سے مراد یہ کسری ہلاک ہو جائے گا تو کوئی تاجدار ایران میں کسری جیسا نہیں قیصر روم کے بعد قیصر روم ہرقل جیسا نہ ہوگا۔

## الجواب

قیصر و کسری سے مراد دونوں کی سلطنتیں ہیں۔ واقعات شاہد ہیں کسری کی سلطنت تباہ ہوئی اس وقت تک ایران کے کسی بادشاہ کا نام کہ جب سے قیصر کی اقلیم زیر و زبر ہوئی ہے روم کا کوئی بادشاہ ملقب بہ قیصر یہ پیشگوئی بالکل پوری ہوئی۔ مزید برآں جب آپ کے حکم (مرزا صاحب) ہے کی نفی کمال نہیں بلکہ عام ہے تو پھر اس قسم کی مثالیں دنیا حماقت نہیں تو

## اعترض

حدیث لانبی بعدی میں لفظ بعدی بھی مغاشرت اور مخالفت مستعمل ہوا ہے۔ فبای حدیث بعد اللہ وأیتہ یومنون (ج) اور اس کی آیات کے بعد کون سی بات پر وہ ایمان لائیں گے۔ اللہ کے مقصد ہے؟ کیا اللہ کے فوت ہو جانے کے بعد؟ (معاذ اللہ۔ نا غیر حاضی میں؟ ظاہر ہے کہ دونوں معنی باطل ہیں۔ پس بعد اللہ کا مطلق کے خلاف اللہ کو چھوڑ کر۔ پس یہی معنی ہیں لانبی بعدی کے۔ یعنی یا میرے خلاف رہ کر کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاولتھما کذا ابین بعدی احدھما العنسی والآخر مسیلمة (بخاری کتاب المغازی وفد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب میں میں نے جو دیکھے اور ان کو پھونک مار کر اڑا دیا تو اس کی تعبیر میں نے یہ کہ دو کذاب ہیں جو میرے بعد نکلیں گے۔ پہلا اسود عنسی ہے اور دوسرا



بعد سے مراد غیر حاضری یا وفات  
اسود عنسی دونوں آنحضرت ﷺ کی ز  
بالمقابل کھڑے ہو گئے تھے۔

بعد کا ترجمہ ”مخالفت“ خلافا  
کے معنی مغائرت و مخالفت کے  
نظیر موجود ہے حدیث لابی بعدی  
صحیح بخاری (ص ۱۰۲۵ ج ۲) میں لم  
موجود نہیں اور ہر قسم کی نبوت کی نفی  
مسلم میں ہے انبی اخر الانبیاء  
آجائے تو آپ ﷺ کی آخریت با  
النبیین الانبی بعدی (مشکوٰۃ)  
خاتم النبیین بھی مذکور ہے جو بعد  
کیونکہ نئے موافق ”نبی کا آنا ختم نبو  
الرسالتہ والنبوة قد انقطعت  
یہاں کے بعد معنی مخالفت کے  
آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (مر  
ہے۔ پس میری رسالت و نبوت  
اب سورہ جاثیہ کی آیت  
ہے۔ عربی زبان جاننے کیلئے بہت  
ضرورت ہے منجملہ ان کے ایک فر  
جس میں لفظ اصل مراد سے کم لیکر  
ہے۔ جس میں کچھ محذوف ہوتا

میں بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے۔ چنانچہ تفسیر معالم و کتاب اللہ اور تفسیر جلالین و بیضاوی و کشاف و سراج المصیر و جریر میں ہے۔ ای بعد حدیث اللہ وهو القرآن اس کی بھی ہوتی ہے سورہ اعراف و مرسلات میں ہے فبای (پارہ ۹۰ پ ۲۹) بعدہ کی ضمیر مجرور راجع ہے حدیث کی طرف۔ یعنی بعد ایمان لائیں گے؟ اسی طرح نبی ﷺ کی بعض دعائیں ج میں بھی ایجاز حذف ہے۔ دعاء نوم میں وارد ہے انت الا (مسلم ص ۳۳۸ ج ۲) ای بعد اخرجیتک (مرقاۃ ص ۱۰۸ ج ۳) فلا (جلد ۲) ای امرہ بالفناء اسی طرح حدیث لانبوء بعدی لانبوء بعد نبوتی یعنی میری پیغمبری کے بعد کوئی پیغمبری نہیں مرزائیوں کی دوسری دلیل (اسود اور سلیمہ) کا جواب محذوف ہے اور بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے یعنی یخرج انصاری پ ۲۸ ص ۵۰۷) مطلب یہ ہے کہ اب جبکہ نبوت مجھے جانے کے بعد ان دونوں کا ظہور ہوگا۔ چنانچہ مسیلہ آپ ﷺ کے نبی ہو چکنے کے بھی ہوا ہے نہ قبل۔ اس محذوف کی دوسری حدیث ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں الکذاب (پ ۱۷ ص ۲۸) یعنی وہ دونوں جھوٹے مدعی نبوت کہ ان دونوں ہوں۔ اسی معنی کو واضح کرنے کیلئے امام بخاری نے حدیث متصل ہی اننا بینہما کی روایت ذکر کی ہے۔ دیکھو کتاب اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بات بنا۔ پروا نہیں کرتا کہ بات بنتی بھی ہے یا نہیں، قرآن کی مخالف اور عربی زبان کی مخالفت، سے اسے کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ مرزائی یہی خیال ہے۔

حاصل کلام یہ کہ کتاب و سنت و لغت و عرب میں

نہیں آیا۔ وهو المراد

نوٹ:- مرزا صاحب نے بھی اس کی تائید کی ہے اور انہوں نے خود یہی کئے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ”۳“  
 آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمایا کہ ”اور حدیث لانبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہو چکی ہے“ (کتاب البریت مصنف مرزا ص ۱۸۲) (خ)

## دوسری طرف

اس جواب میں بھی وہی بے دینگی ہے۔ ۳ آنحضرت ﷺ کے مخالف تھے؟ اگر نہیں اور کہ گو تم میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو میرے مخالف بن کر تم نبی نہیں ہو سکتے کیا مط عہدہ مانگا تھا جو یہ جواب دیا گیا ہے؟

ناظرین کرام! غور فرمائیے حضرت علیؓ ناظرین کرام! غور فرمائیے حضرت علیؓ کی خاطر چھوڑ کر نہیں جا رہا بلکہ اپنے بعد اپنا نام حضرت موسیٰ ہارونؑ کو اپنا خلیفہ بنا گئے تھے۔ نبی نہیں اور تیرا نبی نہ ہونا بھی ہارونؑ سے کم اس لئے ہے کہ امر مقدر یوں ہی ہے کہ میرے بعد جو صحیح مسلم غزوہ تبوک میں حضرت میں لانبی بعدی کے بجائے لانبیۃ بعدی

جس کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد نبوت نہیں۔ جس  
 لانبی بعدی اور لانبیۃ بعدی کے ایک ہی  
 کسی کو نبوت نہ دی جائے گی۔  
 آگے چل کر بعض علمائے متقدمین کی تحریر  
 ہے کہ لانبی بعدی سے مراد صرف حضا شریعت  
 آسکتا ہے۔

## الجواب

جبکہ لانبی بعدی کے معنی بقول شامیہ  
 کی نفی ہے مسلمانوں سے نہیں۔ تو پھر تشریحی اور  
 مخالفین یعنی مسیلمہ کذاب وغیرہ کے گردہ میں غیر  
 مرزا صاحب ایسا ہی دعویٰ کرتے تھے (ملاحظہ ہو ص ۵۵)  
 دوستو! غور کرو تمہاری بددیانتی تمہیں کہاں دھکے  
 صرف شریعت والے انبیاء کی نفی ہے اور مرزا صاحب  
 یہ جھوٹ اور افتراء ہے ”تو پھر آں حضرت ﷺ  
 آپ ﷺ (بقول شامیہ کے نہ سہی) سابقہ انبیاء جن میں  
 کے خاتم کیسے ہوئے! صاحبان! انصاف فرمائیے!  
 والے نبیوں کے خاتم ہی نہیں تو پھر مرزائیوں کا  
 نبیوں کے خاتم تھے“ (منہوم ص ۵۴) کیا معنی رکھتا ہے  
 ”خدا نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو  
 پر ختم کر دیا“ (اخبار الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

جن علماء نے شریعت کی قید لگائی ہے  
 رکھ کر لگائی ہے یعنی وہ چونکہ حسب احادیث آنے  
 خاتم النبیین ہیں اس لئے انہوں نے تخصیص کر

اور عیسیٰ علیہ السلام بغیر شریعت کے ایک  
 حالانکہ ختم نبوت کے یہ معنی ہی  
 شخص عہدہ نبوت نہ پائے گا اور عیسیٰ  
 احد بعدہ کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی  
 باقی رہا، بن عربی وغیرہ کی تحریر  
 تو مرزائیوں کو خاص طور پر شرم کرنی چاہیے  
 الوجود کا بڑا حامی قرار دیا اور ”رسالہ  
 زندیق وغیرہ قرار دیا ہے۔ آج اسی کی  
 قرآن اور احادیث رسول علیہ السلام  
 تحریرات میں بھی خیانت معنوی کی جاتی  
 میں مرزائیوں کی طرح نبی قسم کے  
 شریعت کے بلکہ ان کے نزدیک جملہ نبی  
 فرق ہے کہ وہ جملہ انبیاء کرام کو  
 نبی۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔ رسول وہ  
 پر نازل ہوتے ہیں اور نبی جس کو الہام  
 الفرق بینہما هو ان النبی  
 ذلك النبی علی نفسه خاصة وی  
 بلغ ما انزل الیک اما لطائفة مخ  
 ذلك الالمحمد سمی بهذا الوجه  
 لایکون لمن الیهم فهو رسول  
 لایکون للاولیاء (الیواقیت والی  
 نبی وہ ہے جس پر وحی خاص اس کے  
 ہو پھر اگر اس کو ایسا حکم دیا گیا ہے کہ وہ  
 کی طرف جیسا جملہ انبیاء کرام یا تمام دنی

رسول سوائے محمد ﷺ کے اور کوئی نہیں ہوا۔ اور ہم نے جو نہ وہ یہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی یہ نبوت اولیاء کیلئے نہیں ہے۔

قد ختم الله تعالى بشرع محمد صلى الله عليه  
الشرائع ولا رسول بعده يشرع ولا نبي  
يشرع يتعبد به في نفسه انما يتعبد الناس بشريعة  
(اليواقيت جلد ۲ ص ۳۷)

خدا تعالیٰ نے جملہ شرائع کو شریعت محمدیہ ختم کر دیا۔ آ  
نبی ہی آئے گا جس پر خاص اس کی ذات کیلئے وحی ہو اور نہ ر  
لئے مامور ہوتا ہے۔

الذي اختص به النبي من هذا دون الولى  
ولا يشرع الا النبي ولا يشرع الا الرسول (فتوحات)  
یہ وہ خصوصیت ہے جو ولی میں نہیں پائی جاتی صرف  
وحی تشریحی شرع نہیں مگر نبی کیلئے اور رسول کے لئے۔  
ان تحریرات سے صوفیاء کا مطلب ظاہر ہے۔ یعنی وہ جملہ  
ہیں اور اولیاء امت کا نام انہوں نے غیر تشریحی نبوت والا رکھا

## مرزائی عذر

حدیث اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا کا جواب یہ  
ہے لہذا حجت نہیں۔

## الجواب

کیا غریب حدیث ضعیف یا غلط ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں  
مرزا صاحب نے بھی اس کو مانا ہے جیسا کہ ہم بحوالہ (ازالہ او  
ج ۳) عبارت درج کر آئے ہیں اگر یہ حدیث غیر معتبر ہوتی

ازالہ اوہام میں ہر گز درج نہ کرتے کیونکہ ان کا  
 ”لوگ آنحضرت ﷺ کی حدیثیں ز  
 انتظار آپ کے منہ سے سنتا ہوں“ (دافع الوسوس)

## اعتراض

لولم ابعث لبعثت یا عمر (مرقا  
 وبرحاشیہ مشکوٰۃ مجتہائی باب من  
 اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو اے عمر تو مبعوث ہو

یا

لولم ابعث فیکم لبعثت عمر فیکم  
 اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو عمر تم میں مبعوث  
 میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر کا مطلب  
 میں عمر مبعوث ہو جاتا۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ  
 نہ ہو سکے“

## الجواب

ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مع  
 لکان عمرؓ لکھا ہے وفی بعض طرق ھ  
 عمر (ص ۵۳۹ جلد ۵) لیکن ملا صاحب نے نہ  
 پتہ دیا ہے نہ الفاظ مذکورہ حدیث کی کسی معتبر یا غ  
 مناوی نے کنوز الحقائق میں اس کے ہم معنی ر  
 تو ابن عدی کے حوالہ سے جسکے الفاظ یوں ہیں  
 (ص ۱۵۱ جلد ۲) دوسری فردوس دیلمی کے حوا  
 ابعث لبعثت بعدی عمرؓ (حوالہ مذکورہ)

مرقاۃ میں بالمعنی نقل کر دیا ہے۔ محدثین کے نزدیک ہر دور روایت ہے  
 ہیں ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں (موضوعات ص ۳۲۰ ج ۱) روایت کو دو سندوں سے نقل کیا ہے اور چونکہ دونوں میں راوی  
 دونوں کو موضوع کہا ہے چنانچہ سلسلہ اسناد ملاحظہ ہو ابن عدی کے  
 بن الحسن بن قدير حدثنا زكريا بن يحيى الوفاء  
 بكر عن ابى بكر بن عبدالله بن ابى مريم الغسانى  
 عفيف بن الحارث عن بلال بن رباح قال قال النبى  
 وسلم لولم ابعث فيكم لبعث عمر رضى الله عنه  
 الحسن بن نصر الحلبى حدثنا مصعب بن سعيد  
 عبدالله بن واقد الحرانى حدثنا حيوة بن شريح عن  
 مشرح بن هاعان عن عقبه بن عامر قال قال صلى  
 ابعث فيكم لبعث عمر فيكم ابن جوزى نے اس کے  
 كذاب يضع وابن واقد الحرانى متروك ذهبى نے (ج ۲  
 ج ۲ ترجمہ ۲۸۹۲) میں خود ابن عدی سے جس نے روایت مذکورہ اپنی  
 کی ہے، نقل کیا ہے قال ابن عدى يضع الحديث و  
 الكذابين الكبار يعنى پہلی سند کاراوی زکریا و قار حدیثیں  
 بڑے جھوٹوں میں سے ہے دوسری سند کاراوی ابن واقد حرانی  
 ابن جوزی اور جوز جانی نے کہا ہے بلکہ میزان میں یعقوب بر  
 واقد حرانی کے بارے میں یکذب بھی موجود ہے یعنی یہ بھی جھو  
 ترمذی وغیرہ کی سند رجال اپنی جھوٹی روایت پر لگالی ہے۔  
 کنوز الحقائق کی دوسری حدیث جو بحوالہ (فردوس ویلمی  
 نمبر ۵۱۲) منقول ہے اس کی سند یوں ہے۔ قال الديلمى  
 عبدالملك بن عبدالغفار أبناًنا عبدالله بن عيسى  
 عيسى بن مروان حدثنا الحسين بن عبدالرحمن



اسحق بن نجیح الملطی عن عطاء بن میسر  
 ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال  
 یہ حدیث بھی موضوع اور باطل ہے۔ اس کی سند میں اسکت  
 ذہبی میزان میں لکھتے ہیں قال احمدہو من اکذب الناس  
 للکذب ووضع الحدیث یعنی اسحق بڑا جھوٹا ہے۔  
 میں مشہور ہے۔ دوسرا روای عطاء خراسانی بھی ایسا ہی ہے۔  
 کا قول منقول ہے کذب عطاء امام بخاری نے بھی تاریخ  
 نقل کیا ہے (ص ۱۵۷) یعنی عطاء جھوٹا ہے خود امام بخاری  
 مقلوبہ (ترمذی) یعنی عطاء خراسانی کی حدیثیں الٹی پٹی غلط  
 کثیر الغلط کہتے ہیں (زیلعی) حاصل کلام یہ کہ کنوز الحقائق  
 اور جھوٹی ہیں اور یہ کچھ ان دونوں روایتوں پر ہی موقوف  
 عدی اور فردوس دیلمی کی تمام روایت کا یہی حال ہے۔  
 مجملہ نافعہ میں طبقہ رابعہ کا بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں  
 آئنا کہ در قرون سابقہ معلوم نبود (۲) اس احادیث کا  
 نقل کرنے والوں میں کتاب الکامل لابن عدی اور فردوس  
 ہے (ص ۸۷۷) اور بستان المحمدین میں دیلمی کی کتاب  
 میں لکھتے ہیں ”در ستقیم و صحیح احادیث تمیز نمی کند و لہذا  
 و دواہیات تودہ مندرج“ (ص ۶۲) یہی حال فردوس دیلمی  
 جسے مرزائیوں نے اپنی ڈائری کے ص ۵۱۸ میں کنوز الحق  
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر  
 یکون نبی اور اس سے امکان نبوت کی دلیل  
 روایت، باطل، موضوع اور جھوٹی ہے۔ اور اس کے ثبوت  
 میں فردوس دیلمی کا نام کافی ہے۔ حافظ منادی نے کنز الحق  
 حوالہ سے ہی نقل کیا ہے۔ ولعل فیہ کفایۃ۔

## مرزائی عذر

بنی اسرائیل میں نبی سیاست کرتے رہے مگر میرے جواب یہ ہے کہ حدیث میں سیکون کا لفظ وارد ہے جس میں میرے بعد خلفاء ہوں گے“

## الجواب

معلوم نہیں کہ اس سے معترض کا مطلب کیا معا بعد شروع ہونے کا ذکر ہے پھر لکھا ہے:-  
”اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امت میں خلافت کا مطلب یہ ہے کہ جو بادشاہ خلیفہ ہو گا وہ نبی نہ ہو گا اور کیا کہنے ہیں اس یہودیانہ تحریف کے۔“

حدیث شریف کے الفاظ صاف ہیں کہ نبی اس تھے۔ جب ایک فوت ہوتا تو دوسرا نبی اس کا قائم تقریر سے خیال پیدا ہوتا تھا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ نبی ہیں۔ لہذا آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کا جانشین حضور ﷺ نے اس خیال کو یوں حل کیا کہ پیدا نہیں ہونا اس لئے میرے بعد میرے جانشین جو عنقریب عنان خلافت سنبھالیں گے پھر بکثرت صاف ظاہر ہے کہ نبوت بند اور انتظام ملکی کیلئے خلافت اس خلافت کے مسئلہ کو دوسری جگہ اس طرح بیان

تكون النبوة فيكم ماشاء الله XXX  
خلافة على منهاج النبوة ماشاء الله XX  
ملكاً عاضافىكون ماشاء الله XXX ثم

خلافة على منهاج النبوة (رواه  
 مسند احمد ص ۲۷۳ ج ۴ حلیث نمبر  
 - میری نبوت تمہارے اندر ہو  
 نبوت پر اس کے بعد بادشاہی ہو جائیگی پھر خدا  
 کے زمانہ میں یعنی جس طریق پر امور سیاسی  
 طرح مطابق آپ کی سنت کے آخری زمانہ  
 اور ایک روایت بیہتی میں ہے کہ اس  
 یلقوا الله یہاں تک کہ قیامت آجائے گی  
 حاصل یہ کہ آنحضرت ﷺ کے  
 ولایت و خلافت وغیرہ کے نبوت کا اجرا نہیں  
 بطرز دیگر ”سین“ تحقیق وقوع کے  
 بہ یوم القیمة (آل عمران ع ۱۸) یعنی جس چ  
 ضرور بالضرور ان کے گلوں میں طوق بنا کر  
 ہو چکی ہے اور اس انقطاع نبوت کے بعد ایک

اعتراف

حدیث میں دجال والی کا یہ جواب ہے کہ تم  
 سچے بھی آئیں گے ::

جواب

تمیں کی تعیین اس لئے ہے کہ کذب  
 چنانچہ حدیث کے الفاظ لا تقوم الساعة  
 یزعم انه رسول الله (ابوداؤد) ص ۵۹۵  
 کہ تمیں دجال و کذاب پیدا نہ ہو لیں (صا)

ہونے والے ہیں ان سے زیادہ نہیں۔ خود مرزا صاحب کی شرط ہے۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا و جہنم میں جہنم سے زیادہ زیادہ ہے۔“ (الادبام ص ۱۹۹ ط ۱، ص ۲۸۱ ط ۲) ﴿۱﴾  
 باقی رہا یہ کہ کچھ سچے بھی ہوں گے سو اس کے  
 آنحضرت ﷺ نے ان دجالوں کی تردید میں ساتھ  
 لانبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

دوسرا اعتراض

”یہ دجال آج سے پہلے پورے ہو چکے ہیں۔ جیسے

جواب

حدیث میں قیامت تک شرط ہے۔ اکمال  
 جو سند نہیں۔ بعض دفعہ انسان ایک چھوٹے دجال  
 انہوں نے اپنے خیال کے مطابق تعدا پوری سمجھ  
 دعویٰ نبوت نے وضاحت کر دی کہ ابھی اس تعدا  
 مزید برآں حافظ ابن حجر نے فتح الباری شر  
 حل کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

ولیس المراد بالحديث من ادعی النبوة  
 کثرة لكون غالبهم ینشأ لهم ذلك عن جنود  
 قامت له الشوكة (فتح صفحہ ۴۰۰ جلد نمبر ۶) ﴿حد﴾  
 اور ہر مدعی نبوت مطلقاً اس حدیث سے مراد  
 بعد مدعی نبوت تو بیشمار ہوئے ہیں کیونکہ یہ بے بنیا  
 پیدا ہوتے ہیں بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں

شوکت قائم ہو جائے اور جن کا مذہب مانا

## مزید

اور ملاحظہ ہو ایک طرف تو بحوالہ اکابر  
تیس دجال کی تعداد ختم لکھی ہے مگر آگے  
صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے کہ ”آ  
آمد کی خبر دی تھی وہ پوری ہو کر ستائیس کی  
الاکمال والے کا خیال غلط تھا۔ اس کے ساڑھ  
دجال و کذاب ہوئے ہیں۔ بہت خوب۔  
نواب صاحب ”مسلمہ شام ۲۷ ہو چکے۔ اس  
بھی ابھی دو کی کسر ہے۔

یہاں تک تو مرزائی صاحب نے اس  
دیئے۔ مگر چونکہ اس کا ضمیر گواہی دیتا ہے کہ  
جسے کوئی دانا قبول نہیں کر سکتا۔ اس لئے آ  
حدیث ہی ضعیف ہے۔ آہ صحاح ستہ خاص  
و مسلم کی حدیث اور ضعیف۔ اور پھر جرأت  
ابن حجر نے فتح الباری میں اس حدیث تیس  
سراسر جھوٹ ہے حج الکرامۃ کی جو عبارت  
تاہم اس سے ہی اصل حقیقت کھل رہی ہے  
”در حدیث ابن عمر کی کذاب و در  
نمیث و ساعت تا آنکہ بیرون آئند ہفتا و کذ  
ابن حجر گفتہ کہ سند اس ہر دو حدیث ضعیف  
ناظرین کرام! حج الکرامۃ کی عبارت  
تیس دجال والی (یہ تو صحیح مسلم و بخاری و تر

عبداللہ بن عمر کی جو طبرانی میں ہے ۷۰ دجال والی اور تیسری روایت میں ہے ۷۰ دجال والی حافظ صاحب نے کچھلی دونوں روایتوں کو مگر مرزائی صحیح حدیث کو بھی اسی صف میں لا کر نہ صرف اپنے نامہ اعمال بلکہ حافظ ابن حجر اور ابوصدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہما پر افترا کر کا ثبوت دے رہا ہے۔

اب آئیے! میں آپ کے سامنے حافظ ابن حجر کی اصل کتاب ہے پیش کروں:-

وفی رواية عبدالله بن عمر عند الطبرانی لا تقو  
يخرج سبعون كذاباً وسندها ضعيف وعند ابى يعلى  
نحوه وسنده ضعيف ايضاً (فتح الباری شرح صحيح بخاری ص  
۵۶۴) (حدیث نمبر ۷۱۲۱ / ص ۱۰۸ / ج ۱۳)

کہ عبداللہ بن عمر کی روایت میں امام طبرانی کے نزدیک یہ وارد نکلیں گے۔ اور اس کی سند ضعیف ہے اور ابو یعلیٰ کے نزدیک حضرت انہ بھی اسی طرح ہے اور اس کی سند بھی ضعیف ہے۔

حاصل یہ کہ حافظ ابن حجر نے صرف ۷۰ دجال والی روا سے مروی ہے ضعیف لکھا ہے، نہ کہ تمیں دجال والی کو۔

نوٹ: اسی عبارت کو علامہ عینی حنفی نے اپنی شرح صحیح بخاری میں اور مسئلے کو صاف کر دیا ہے کہ ستر کی تعداد والی ہر دو روایات جو طبر روایت کی ہیں، وہ دونوں ضعیف ہیں۔ (یعنی جلد ۱۱ ص ۳۹۸) ص ۳۲۱۵ ج ۴

حدیث قصر نبوت اور مرزائی اعتراض نمبر

اول تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو محل کی ایک اینٹ قرار دینا آپ کی کیونکہ آپ ﷺ کا درجہ بہت بلند ہے۔ پھر اس کا مطلب یہ بتایا ہے پہلی شرايع کو کامل کر دیا ہے اور شریعت کے محل کو مکمل کر دیا۔ حدیث پہلے بعد میں آنے والے کا نہیں۔

## الجوار

محل کی تو ایک مثال ہے۔ شریعت  
 آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین  
 ودجال پیدا ہونے والے ہیں جن میں سے کہ  
 حدیث میں لانبی بعدی آیا ہے۔ اور کوئی  
 میں عورت ہوں اسلئے میرا دعویٰ خاتم النبیین  
 دور محمد یہ میں نبوت ختم ہے نئی کتاب اور شر  
 کہ بہائی مذہب والے کہتے ہیں اور کوئی  
 بغیر شریعت کے نبی آسکتا ہے جیسا کہ مرزا  
 میں پہلے نبیوں کا ذکر ہے بعد کا نہیں۔ ان تمام  
 زبان سے آیت کی تفسیر لرائی جس سے تمام دجالو  
 چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا  
 طرح ایک محل بنایا جائے۔ جس کی تکمیل میں  
 سلسلہ انبیاء کا ہے جس میں کتاب والے بھی آ  
 کا سلسلہ چلتا چلتا اس مقام پر پہنچا کہ صرف ایک  
 کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس مثال سے  
 واہیہ تباہ و برباد ہو کر رہ جاتی ہیں نہ تشریحی و  
 نہ پہلے اور پچھلوں کا فرق محل نبوت تمام ہو  
 والے بموجب حدیث سوائے دجال کے او

## اعتر

بعض روایات میں لفظ من قبلی موجود  
 مثال نہیں بلکہ گزشتہ انبیاء کی مثال ہے نیز اس  
 پہلے آیا کرتے تھے اس قسم کے نبی اب ہرگز نہیں

## الجواب

چونکہ سب انبیاء آپ ﷺ سے پہلے گذر چکے ہیں اس لیے نیز جملہ ختم بی البنیان و ختم بی الرسل جریان نبوت دوسرے یہ کہ حدیث میں من قبلی کے الفاظ خصوصیت سے انبیاء کا عموم بتلایا گیا ہے یعنی شرعی اور غیر شرعی اور جملے ختم گئے ساتھ میرے رسول اور انا اللبنة و انا خاتم النبیین اینٹ میں ہوں اور میں ختم کرنے والا ہوں نبیوں کا اور فجاء اللبنة۔ (کہ میرے آنے سے وہ کمی پوری ہو گئی جو ایک اینٹ پوری پوری تشریح کر رہے ہیں۔ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ پہلے صر تھے۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہو کر یہ تبدیلی اور استثناء کس حرف سے معلوم ہوتا ہے کیا سچ فرمایا ہے آنحضرت ﷺ آخری نبی بھی ہیں اور جامع الکلمات بھی ہے ہست اوخیرا لرسل خیرا لانا ہر نبوت را برو شد اختتام

## اعترض

جب نبوت کے محل میں کسی نبی کی گنجائش نہیں رہی تو بجز تشریف لانا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔

## الجواب

مثلاً کہا جاتا ہے خاتم اولاد (سب سے آخر میں پیدا مطلب نہیں کہ پہلی اولاد کا صفایا ہو چکا ہے اور سب مر گئے ہیں سے کیسے سمجھ لیا گیا کہ تمام انبیاء سابقین پر موت طاری ہو چکی۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو یہ عہدہ نبوت نہیں دیا جائیگا اور ظاہر



آپ ﷺ کے بعد عہدہ نبوت نہیں ملا۔ بلکہ وقت سے آخر عمر تک برابر اس وصف کے ساتھ کے خاتم النبیین ہونے اور نزول مسیح علیہ السلام

اعتراف

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو محل کی ایک اینٹ

الجوا

اگر کوئی شخص یہ کہے فلاں شخص شیر ہے جنگلوں میں رہتا ہے۔ اس کی دم بھی ہے اور کیا خوب یہ مبلغ علم و فہم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں تو ہین کہاں سے آگئی۔ اگر یہ تو ہین ہے ہوئے ہیں۔ بعینہ یہی مثال آنحضرت نے دی ”دیوار نبوت کی آخری اینٹ ہوں“ (در چشمہ) مرزا صاحب نے اس کی تصدیق کی۔

مرزا کی

حدیث انا العاقب والعاقب الذی کہ عاقب کے معنی بعد میں آنے والا نبوت کی

الجوا

یہ غلط ہے جس کسی نے کہا ہے خود تفریق نہیں۔ عاقب کے معنی خود رسول فرماتے ہیں۔

وفی رواية سفیان بن عیینہ

لیس بعدی نبی (فتح الباری جز ۱۴ ص ۳۱۳ مطبوعہ دہلی)

سفیان بن عیینہ کی مرفوع حدیث میں امام ترمذی وغیرہ کے نزد عاقب ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ لہذا اثابت ہو ا کہ عاقب وارد ہیں وہ کلمات مرفوع ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی (حدیث عاقب کی تشریح از ملا علی قاری ملاحظہ ہو کتاب جمع الوسائل فی ص ۸۳ باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

والعاقب الذی لیس بعدہ نبی۔ قیل ہذا قول العسقلانی ظاہرہ انہ مدرج لکنہ وقع فی روایۃ عند الترمذی ای فی الجامع بلفظ الذی لیس بعدی لہذا اثابت ہو ا کہ عاقب کی تفسیر میں جو الفاظ الذی لیس بعد وہ کلمات مرفوع ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ عاقب کی تشریح (جو جمع الوسائل شرح اشمال مصری ملا علی قاری نے کرتے ہوئے علامہ عبدالرؤف المنادی المصری نے متن میں لفظ ”بوعاقب“ اسی طرح چوتھی صدی کے مشہور محدث حافظ ابن عبدالبر نے نقل فرمائی ہے قال ..... وانا الخاتم ختم اللہ بی النبی

فلیس بعدی نبی (کتاب الاستعیاب بر حاشیہ اصباح مطبوعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خاتم ہوں۔ اللہ نے نبی کر دی ہے۔ اور میں عاقب ہوں پس میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اسی طرح چھٹی صدی کے مشہور محدث قاضی عیاض بھی لکھتے

انا العاقب الذی لیس بعدی نبی (کتاب الشفا مطبوعہ اس (یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا) ایسا ہی تفسیر خازن (سورہ صف) میں ہے انا العاقب الذی

(ص ۱۷ جلد ۱ طبع مصر ۱۳۴۹ھ) ان کتابوں (شفا کتاب ۱ - ب - خازن فتح الباری) میں لفظ بعدی موجود ہے جس سے ثابت ہے کہ یہ سیر نبوی ہے۔

صحاح ستہ جو حدیث کی معتبر کتابیں

۱  
صحاح ستہ میں سے جامع ترمذی

الاستیذان والادب، باب ماجاء  
ہے۔ وانا العاقب الذی لیس بعد  
جلد ۲ طبع ۱۲۹۲ھ مطبع مجتہبی دہلی ص  
کانپور ص ۱۱۲ جلد ۲)

ترمذی مطبوعہ ہند کے بعض نسخوں  
غلط طبع ہو گیا ہے ناظرین سے التماس  
بجائے بعدہ کے بعدی بنالیں۔ مح  
سے بعدی نقل کیا ہے دیکھو فتح الباری  
موطا میں حوالہ ترمذی بعدی نقل کیا۔

تشریح لفظ عاقب

والعاقب الذی جاء عقب  
هو الاخر فهو بمنزلة الخاتم  
عقب الانبياء جاء بعقبهم (زاد ال  
ناظرین کرام! یہ ہیں وہ عذرات  
کی آیات و احادیث پر پیش کئے ہیں جو  
خود اقوال مرزا سے توڑ دیا۔ اب اجراء

کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ تاکہ آپ مرزائی صاحبان کی غلط

اجرا نبوت پر مرزائی دلائل کے

(از قرآن)

پہلی تحریف

اللہ یصطفیٰ من الملئکة رسلا و من النبا  
فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے۔ اس آیت  
ہے جو حال مستقبل دونوں کے لئے آتا ہے پس یصطفیٰ  
(مگر) اس آیت میں یصطفیٰ سے مراد حال نہیں لیا جاتا  
اس سے مراد آنحضرت ﷺ (واحد) نہیں ہو سکتے پس مانا  
بعد رسالت کا سلسلہ جاری ہے اور یصطفیٰ مستقبل کے لئے

الجواب

اس آیت میں کوئی لفظ نہیں کہ آئندہ رسول آئیں  
بجارت النص مرقوم ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں  
مدعیان نبوت دجال اور کذاب ہیں کے خلاف کھینچ تان  
ضدالت ہے۔ اس آیت کے پہلے یہ ذکر ہے کہ منکرین اسلام  
پڑھا جاتا تو وہ منہ پھیرنے کے علاوہ مارنے کو دوڑتے۔  
کیوں اور کس دلیل پر مبنی ہے تم خود آمد ریل کے قائل ہو اور  
ماہر ہو کروہ فرشتوں میں سے رسول چنتا ہے جو خدا کا پیغام  
میں سے رسول چنتا ہے جو اس کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اسی سند  
رسول بھیجا گیا ہے۔

بخلاف اس صحیح مراد خداوندی کے احمدی صاحب۔



پہن جس حالت میں پیغام رساں فرشتے کو باوجود  
رسل سے ذکر کیا ہے تو پھر آنحضرت ﷺ پر کیوں اس کا

## قدرت کا کرشمہ

”خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ بے حیا بخت دل  
سے ذلیل و رسوا کیا کرتا ہے“ (مفہوم ص ۸ حاشیہ استقامت صنفہ مر  
یہی معاملہ اس جگہ ہوا ہے۔ مرزائی پاکٹ بک کے  
کی کہ یہ آنحضرت ﷺ (واحد) رسول پر صادق نہ آسکے  
اس کے قلم پر ہوا کہ اس نے خود ہی آگے چل کر لکھا ہے:-  
”پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں بتایا ہے کہ میں  
چنوں گا پھر ملائکہ میں سے ایک فرشتہ جن کر اس کے ذریعہ“

ناظرین کرام! غور فرمائیے یصطفیٰ کے صیغہ کو  
دو زمانوں سے حال کی نفی اس لئے کی تھی کہ رسل جمع سے اور آ  
آئندہ زمانہ کا ذکر ہے مگر آگے چل کر خود ہی رسل کے معنی ایک شخص کر

## دوسرا استدلال

مرزائی صاحب نے اس آیت سے بایں الفاظ کیا ہے کہ:-  
”مضارع ایک ہی وقت میں ماضی اور مستقبل اور حال  
آسکتا ہے اس کو استمرار تجدیدی کہتے ہیں فعل مضارع بعض  
فائدہ بھی دیتا ہے۔ اللہ یصطفیٰ میں استمرار تجدیدی ہو سکا  
الرسل بصیغہ جمع اور فعل مضارع کا خدا کی طرف منسوب ہر  
مطلب یہ ہے کہ عند الضرورت، خدا تعالیٰ رسول بھیجتا رہے

آپ نے اس جگہ آئندہ نبوت کے  
 کر آئے ہیں کہ رسل سے مراد بہت سے  
 کے حوالہ سے نبوت محمدیہ ﷺ کی تائید  
 ماضی، حال، مستقبل تینوں زمانے داخل ہو۔  
 صیغہ بالکل صاف ہو گیا۔ لہذا آئندہ نبوت  
 نہیں ہو سکتا، باقی رہا یہ امر کہ آئندہ زمانہ  
 کہ آتو سکتا ہے مگر آیت خاتم النبیین اور  
 قرینہ ہیں کہ بعد آنحضرت ﷺ کے نبوت  
 ۲۔ دیکھیے جس طرح خدا کی سنت  
 صاحب کتاب نبی بھیجنے کی بھی تو ہے۔ اس  
 کتاب نبی کا نہ آنا اس سنت کو آئندہ کے  
 واحادیث رسول کریم متعلقہ ختم نبوت۔  
 بند کرتی ہیں۔

۳۔ صیغہ مضارع میں ہمیشہ استقبال  
 استقبال کے لئے ہوتا ہے۔ جہاں حال  
 نہیں رہتا اور جہاں استقبال کے لئے  
 صیغہ مضارع حال اور استقبال میں مشترک  
 دیتا ہے دوسرے معنی نہیں دے سکتا۔ اور اس  
 کہ آنحضرت ﷺ جن پر یہ آیت نازل  
 وقت موجود تھے۔ پس مضارع صرف  
 منتشر ہو گئے۔

۴۔ اس آیت میں صیغہ

یعنی اصطفوا و اجتبا فعل ال

هو الذی ینزل علی

کیس اپنے بندے پر دلائل رو

۵۔ رسل میں شرعی اور

انکار کیوں؟ جو دلیل اس کے

۶۔ اس آیت میں یص

ہے اس امر کی دلیل کہ اللہ تعالیٰ

مجید کی دوسری آیات ہیں جن

لے کر بیان فرما دیا ہے۔ ابرا

الدنیا (البقرۃ) موسیٰ کو خطاب

۹ سورہ اعراف) حضرت ابراہیم و

المصطفین الاخیار (پ

ونوحا وال ابراہیم وال

پیغمبروں کا اجمالی تذکرہ آیت

ہے حال ماضیہ کی ہے جیسے

یہودیوں محمد ﷺ بعد پیغمبر

آیت سورہ انعام اللہ اعلم

یصطفیٰ کی اس میں بھی یہ

جس پر قرینہ اوتی رسل ال

کافروں نے پہلے رسولوں

حیث یجعل رسالتہ فرما



اس آیت سے بتلانا مقصود یہ ہے کہ مع کبھی انہوں نے کوئی رسول بنا کر بھیجا؟ وہ خدا تو وہ خدا ہے جو صاحب اختیار و اقتدار۔ ایسے صاحب طاقت و قوت خدا کو چھوڑ کر اجرائے نبوت کا ہرگز ہرگز کوئی ذکر نہیں۔

## دوسری

ماکان اللہ لیذر المؤمنین علی من الطیب۔

”خدا تعالیٰ مومنوں کو اس حالت پر نہیں تم اس وقت ہو یہاں تک پاک اور ناپاک مومنین کو غیب پر اطلاع نہیں دیگا۔ (بلکہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے اور ناپاک کی تمیز ہوگی) پس اے مسلمانو! سورہ آل عمران مدنی ہے آنحضرت ﷺ نازل ہوئی جبکہ پاک اور ناپاک میں ہے کہ مومنوں میں پھر ایک دفعہ تمیز کر کے کو الہاماً بتادے فلاں مومن اور فلاں منافق پھر ایک دفعہ یہ تمیز کر دیں گے پس سلسلہ

## الجوا

اس آیت میں بھی وہی صیغہ مضارع کا اللہ تعالیٰ پاک اور ناپاک میں تمیز کرنے کو رسو وقت موجود تھے مگر مرزا صاحب نے یجتنب

کہ پاک ناپاک میں اس وقت سے پہلے تمیز ہو چکی تھی۔  
 پاک ناپاک میں تمیز تو اسی دن سے شروع ہو گئی تھی  
 دعویٰ نبوت کیا اور آخری دم تک ہوتی رہی۔ مگر جس خاص  
 مومنوں اور منافقوں میں تمیز ہے کہ :-  
 ”فلاں مومن اور فلاں منافق ہے“

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس آیت کے نزول کے وقت  
 ہو چکا تھا۔ جو اب اسی آیت میں موجود ہے کہ کلی طور پر ابھی نہیں  
 مسلمانوں میں ملے جلے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-  
 ”خدا تعالیٰ مومنوں کو اس حالت پر نہیں چھوڑے گا جس  
 اس وقت ہو“

اس کے علاوہ اسی صورت میں پہلی آیات میں صاف  
 اٰمنا واذ اخلو عضوا علیکم الانامل من الغیظ الایہ  
 سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے جب علیحدہ ہوتے  
 پرائگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔

اور سنو! مرزائی محرف کو اقرار ہے کہ یہ سورت مدنی  
 دوسری جگہ خدا نے یوں بیان فرمایا ہے کہ ومن اهل المدینہ  
 لاتعلمهم نحن نعلمهم اور مدینہ میں کئی منافق تمہارے  
 نہیں جانتے ہو ہم جانتے ہیں۔ اسی طرح سورہ منافقوں میں  
 موجودگی کا ذکر ہے پس مرزائی محرف کا یہ کہنا کلاس وقت ہو  
 ہو چکی تھی۔ لہذا یہ آیت کسی آئندہ رسول کے متعلق ہے۔  
 تحریف ہے کہ تم نبوت کی صریح اور واضح آیات کے ہوتے  
 سمندر میں مرزائیوں کو غوطے دے رہا ہے۔

۲۔ اس آیت میں بھی یجتبیٰ زمانۃ قبل کے لئے نہیں  
 ہے حال ماضی کی۔ دلیل اس پر دوسری آیات ہیں جن میں

لے کر بیان کر دیا گیا ہے فرداً فرداً بھی اور یکجا  
 حضرت آدمؑ کے لئے اجتہاد سورہ طہ میں آیا ہے  
 میں آیا ہے حضرت یونسؑ کے لئے اجتہاد سورہ  
 سورہ مریم میں دس پیغمبروں (ذکریاء، یحییٰ، عیسیٰ،  
 اسمعیل، اور یسؑ کے ذکر کے بعد آیا ہے مومن  
 انعام میں اٹھارہ پیغمبروں کا تذکرہ کر کے فرمایا اجزا  
 مستقیم (پے) انہی رسولوں کا تذکرہ اجمالاً لکرا  
 ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا خالی کر گئے تھک اہ  
 گیا اور کوئی زیر زمین دفن کر دیئے گئے۔ محمد ﷺ  
 کا اور مرزا صاحب ہماری تصدیق کرتے ہیں :-  
 ”کوئی شخص بہ حیثیت رسالت ہمارے نبی صلی

(ازالہ لوہام، صفحہ

## تیسری تحریر

ومن يطع الله والرسول الاية (سورہ  
 گے اللہ کی اور اسکے رسول کی پس وہ ان لوگوں  
 پر اللہ نے انعام کیا یعنی نبی، صدیق، شہید اور  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ایک  
 ترقی کر کے نبوت کے مقام تک پہنچتا ہے

## الجواب

اس آیت میں دنیا کے اندر نبوت وغیرہ  
 کہ جو شخص مومن ہے وہ آخرت میں انبیاء، صدیق  
 چنانچہ گلے الفاظ وحسن اولئك رفيقاً، رفا  
 بھی موجود ہے جس کے معنی ہیں ساتھ، خود مرزا

”مع کے معنی ساتھ بھی ہوتے ہیں جیسا کہ ان اللہ مع المتقین  
لوگوں کے ساتھ ہے“

پس مطلب ظاہر ہے قادیانی محرف اس جگہ مع کے معنی  
یہ عذر کرتا ہے کہ پھر جب ساتھ ہوئے تو درجہ کوئی بھی نہ ملانہ نبوت  
شہادت کا وغیرہ۔

جواباً گزارش ہے اس آیات میں درجات ملنے کا ذکر نہیں اور  
نفی ہے۔ یہاں تو صرف قیامت میں نیک رفاقت کی خوشخبری، ہے  
دنوی کا ذکر ہے وہاں نبوت کا کوئی ذکر نہیں باقی سب درجات مذکور  
طرح یہودیانہ تاویل و تحریف سے کام نہیں لیں گے بلکہ صاف الفاظ پر  
”وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ“  
(عبودت) جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وہ صالحین میں  
جائیں گے“ اسی طرح سورہ حدید میں ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس  
پر ایمان لائے وہ صدیق ہیں شہید ہیں اور مرزائی خود مانتا ہے کہ  
سورہ حدید میں صرف صدیقیت (اور شہادت) کے مقام تک پہنچتے  
ہے۔ اس سے آگے نہیں۔ مگر وہاں دوسری تحریف کی ہے کہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعداروں کے متعلق نہیں بلکہ پچھلے  
قبعین کے بارے میں ہے۔

اس کے جواب میں ہم وہ آیات پیش کر دیتے ہیں اور جملہ  
دیتے ہیں کہ وہ اس آیت پر انگلی رکھیں جس میں یہ تخصیص مذکور ہے  
إِنَّ الْمُصَدِّقِينَ وَالْمُصَدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا  
لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ. وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَئِكَ هُمُ  
وَالشَّهَدَاءِ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا  
أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ. إَعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ  
سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّتْ عَرَضُهَا كَعَرَضِ السَّ

أَعَدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ذَلِكَ فَذَكَرُوا  
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ. (سورة الحديد ركوع ۲)

لا ریب جو مرد و عورتیں خیرات کرنے و  
ہے جو اللہ تعالیٰ کو دے رہے ہیں اور خدا انہیں  
سے بھی زیادہ اجر کریم انکو ملے گا۔ جو لوگ اللہ  
ہیں وہ خدا کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں ان  
جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیات کو انہوں  
والے اے لوگو! جان لو کہ سو اس کے کچھ نہیں  
تھے (اسے چھوڑو) اور خدا کی رحمت و مغفرت  
طرف بھاگو جس کی وسعت زمین و آسمان کی ماننا  
یہ جنت انہی لوگوں کے حصے میں ہے جو خدا اور  
اللہ کا فضل ہے اللہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور خدا  
برادران ملاحظہ فرمائیے ان آیات میں -  
صاف صاف طور پر مومنین، صحابہ کرامؓ، اور مختیر  
والحمد للہ علیٰ ذلک.

اسی طرح سورہ حجرات کے آخر میں حمار  
الصّٰدِقُوْنَ کا خطاب و لقب عطا ہو چکا ہے اور  
فضائل موجود ہیں۔ حاصل یہ کہ آیت زیر نظر میں  
کا ذکر ہے اس میں درجات ملنے کا تذکرہ نہیں  
نبوت ثابت کرنے کو کہتے ہیں۔

۲- اس آیت میں عطاء نبوت کا ذکر نہ ہر  
جملہ مومنین سے ہے اور صحابہ کرامؓ سے بڑھ کر  
تعریف قرآن میں موجود ہے کیا نکلے ساتھ یہ و  
پھر انکے بعد تابعین، تبع تابعین، ائمہ

رحمۃ اللہ علیہم غرض کروڑہا صلحاء، اتقیا، امت محمدیہ میں ہو  
کوئی بھی خدا اور رسول کا کامل تابعدار نہ تھا؟ اگر تھا اور ضرور  
یہ وعدہ الہی کیوں پورا نہ ہوا؟ سو اس کے اور کیا مطلب ہے  
نبوت وغیرہ ملتے نہ ملتے کا کوئی ذکر ہی نہیں۔

۳- اس آیت میں پہلا لفظ من عورت اور مرد دونوں  
ہے۔ جب کہ عورتیں بھی نماز میں اهدنا الصراط المس  
لنعمت علیہم پڑھتی ہیں تو ان میں سے کوئی نبیہ کیوں نہ ہو  
محروم کر دیا گیا اگر مرزائی کہیں گے کہ پہلے بھی کوئی عورت  
اب بھی نہیں ہو سکتی اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ پہلے کبھی  
کوئی شخص نبی نہیں بنا بلکہ براہ راست بغیر تابعداری کسی نبی  
بھی کوئی آدمی کسی نبی کی تابعداری سے نبوت حاصل نہیں کر

۴- ترمذی میں حدیث ہے کہ التاجر الصدوق  
والصدیقین والشهداء (سچا امانت دار تاجر نبیوں صدیقوں  
ہوگا) مرزائی طرز استدلال سے تاجر بھی نبی ہو سکتا ہے۔ آج  
کی وجہ سے نبوت حاصل کر چکے ہیں؟

## اعتراض

یہ رفاقت کیا ہوگی؟

## الجواب

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے  
نبیوں، صدیقوں اور شہداء کی معیت و رفاقت بخشے گا  
آخر میں خود صراحت فرمادی ہے وحسن اولئک رفیقاً  
ہے لا غیر اور یہ قیامت کے روز ہوگی جیسا کہ دیگر احادیث  
مسند احمد میں ہے عن معاذ ابن انس قال قال النبی

من قرء الف آية في سبيل  
 والصديقين والشهداء والصالحيين  
 آيتیں پڑھا کرے قیامت کے دن اسے  
 کی معیت و رفاقت نصیب ہوگی وعن  
 الى النبي صلى الله عليه وسلم  
 الله وانك رسول الله و صليت  
 رمضان فقال صلى الله عليه وسلم  
 والصديقين والشهداء يوم القيمة

یعنی ایک صحابی نے آپ ﷺ  
 پڑھتا ہوں، زکوٰۃ دیتا ہوں۔ روزے رکھتا ہوں  
 پر جس کو موت آجائے وہ قیامت کے  
 معیت اور صحبت میں اس طرح ہوگا اپنی  
 لئے مفسروں نے آیت مذکورہ کی تفسیر  
 مرافقة الكرم الخلائق (بیضادی) مرافقہ  
 معهم (جلالین) ان سب لوگوں نے مع  
 رازی فرماتے ہیں اذا اراد والزيادة  
 المراد من هذه المعية (تفسیر کبیر کنذ)  
 صدیقوں اور شہیدوں سے ملنا چاہیں گے

اعتمت

جنت میں انبیاء کے درجے بہت  
 درجہ تو سب سے اعلیٰ و بالا ہوگا۔ صدیقوں  
 درجوں میں اور غریب مومن جنت کے  
 اور رفاقت کہاں ہوئی؟

## الجواب

اس کا جواب یہ ہے کہ یہی سوال سب سے پہلے حضرت انبی کے جواب میں آیت مذکورہ اتری تھی۔ حدیث میں ہے

اللہ علیہ وسلم لانراک یوم القیامة لانک فی الجنة فقال صلی اللہ علیہ وسلم انت معی فی الجنة (در منشور) انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن نہیں دیکھ سکیں گے کیونکہ آپ درجوں میں ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں جنت میں

قال جشی للنبی صلعم اراء یت ان امننت و عملت الجنة قال نعم (الطبرانی کبیر) ﴿ذکرہ الہیثمی فی مجمع الزوائد الطبرانی فی الاوسط، والحديث فی الاوسط ۳۸۲ ج ۲/۲ حدیث نمبر ۱۰۰۰﴾

نے پوچھا یا رسول اللہ اگر میرا ایمان صحیح ہو اور عمل صالح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت نصیب ہوگی؟ ہاں ہوگی قال رسولہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم انت مع مر

وفی الترمذی عن انس قال من احببني کان معی (۳۱۸) یعنی ایک صحابی نے کہا کہ میں اللہ اور اس کے رکھتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے تو محبت کرتا ہوگا۔ اور انس کی روایت میں ہے کہ جو مجھ سے محبت کرے معیت میں ہوگا عن سهل قال قال النبی انا وکافل ال

وانشار بالسبابة والوسطی (رواہ البخاری: مشکوٰۃ) فرمایا کہ میں اور یتیم کا کفیل جنت میں اس طرح ہوں گے سے دونوں کو کٹھی کر کے بتلایا) وعن ربیعة بن کعب قلنا

استلک مرافقتک فی الجنة قال فاعنی علی نفسک (مسلم) ربیعة نے کہا کہ میں جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت



بہت پڑھا کرو تم کو میری رفاقت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ غر میں ہو گا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ

مع بمعنی من بھی ہو سکتے ہیں

کلام عرب میں مع بمعنی من من ہے جو ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں من داخل نہ ہوتا حالانکہ کلام عرب مصباح منیر میں مع کے بیان میں (میں اس کے ساتھ آیا) یعنی عرب داخل ہونا مشعر ہے کہ خود مع کبہ دلیل والی آیات ملاحظہ ہوں:-

شیطان کے متعلق سورہ حجر میں اور سورہ اعراف میں لم یکن من لیکن دوسری آیت میں بجائے مع

اگر یہ استدلال درست ہے سورہ ص میں آیا ہے کنت من "ساجدین" کے "عالین" ہے ہے۔ استغفر اللہ

قرآن مجید عربی زبان میں

ہے ایک ہی واقعہ متعدد مقامات میں بیان ہوتا ہے لیکن طریق جس میں متکلم کی ایک خاص غرض اور حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ ایک جرم میں تین گناہ کئے تھے (۱) اس نے تکبر کیا تھا اس کا ذکر کنت من العالین میں کیا گیا ہے (۲) اس نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی۔ کابیان سورہ اعراف کی آیت لم یکن من الساجدین میں جماعت سے مفارقت کی تھی۔ اس کا بیان آیت سورہ حجران یکرم میں مذکور ہے (تفسیر فتح البیان) پس مع ہرگز من کے معنی میں کے فائدے الگ اور دونوں جداگانہ امر کے بیان کیلئے آئے

## مرزائی عذر

منافقین کے توبہ کی بابت سورہ نساء میں مذکور ہے الا فاولئک مع المؤمنین۔ کیا یہ توبہ کرنے والے خود مومن نہیں "ساتھ" ہیں، نہیں بلکہ وہ مومنوں سے ہیں پس ثابت ہوا کہ

## الجواب

بات یہ ہے کہ المومنین پر الف لام عہد کا ہے۔ اس سے شروع ہی سے خالص مومن ہیں۔ کبھی ان سے نفاق سرزد نہیں ہوا۔ وہ لوگ جنت میں ہونگے جو پہلے منافق تھے پھر توبہ کر کے تفسیر ابوالسعود جمل میں ہے مع المومنین المعہودین الذین نفاق اصلا منذ آمنوا معهم فی الدرجات العالیہ من بیان ہو چکا ہے) تفسیر ابن جریر میں ہے یدخل مع النومة یسکنهم معهم مساکنهم فی الجنة۔ یعنی اللہ داخل کرے مومنوں کے ساتھ جنت میں ان کے مسکنوں میں، فتح البدایہ مصاحبون للمومنین اور مدارک اور کشاف میں ہے۔ فہم

ورفاقہم یعنی یہ تائین لوگ مومنوں  
کہ مع اپنے اصل مصاحبت کیلئے آیا۔

م

وتوفنا مع الابرار (پ)  
لوگے تو آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ  
ہماری جان بھی نکال لینا وہو کما تتر  
کے مار ہم کو نیکوں سے کرپس ثابت

ار، کا جواب امام رازی نے خو  
وفاتہم معہم ہی ان یمو  
درجاتہم یوم القیمة قد یقول  
ویرید بہ کونہ مساویاً لہ فی  
یعنی ابرار کے ساتھ وفات  
آئے تاکہ روز قیامت ان کے سے  
اس مسئلہ میں امام شافعی کے ساتھ  
کا عقیدہ ایک ہے (نہ یہ کہ میں ار  
محققین مفسرین نے مع کو یہاں  
مدارک، کشاف سراج المنیر اذ ابو  
جریر لکھتے ہیں ای احشرنا محش  
بالصالحین جمل میں ہے محش  
ہمار احشر ان نیک لوگوں کی صحبت  
پس ثابت ہوا کہ یہاں بھی

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک پکار پکار کر کہتا ہے کہ:-

”ملکان محمد اباحدمن رجالکم والنبيين یعنی محمد ﷺ ہے ختم کرنے والی دلائل کر رہی ہے کہ xxx اب وحی رسالہ (ازالہ ابہام ص ۶۱۳ تا ۶۲۵) (بخش ص ۳۳۱ ج ۳)

## چوتھی تحریف

”یا بنی آدم اما یا تینکم رسل منکم فمن اتقى واصلح فلاحوف علیہم رکوع ۴) اے بنی آدم البتہ ضرور آئی گئے تمہارے آنحضرت پر نازل ہوئی اس میں تمام انسانوں نہیں لکھا کہ ہم نے گذشتہ زمانہ میں یہ کہا تھا آپ ﷺ کے بعد کے زمانہ کے لوگ مخاطب جواب سے پہلے آیت کا صحیح ترجمہ ملاحظہ تم میں سے میری طرف سے رسول آئیں میری تقویٰ اختیار کرے اور صلاحیت کو عمل میں لائے تو اور نہ ہی وہ کسی طرح کا حزن و غم پائیں گے۔“

## الزامی جواب اقوال

رسول سے ہر جگہ مراد خدا کا رسول نہیں اور مجدد بھی شامل ہے مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

(۱) ولا یظہر علی غیبہ احداً الامن ارتقا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث

(۲) کامل طور پر غیب کا بیا

مرتبہ عطا نہیں ہوتا۔ رس

طرف سے بھیجے جاتے ہیں

(حاشیہ ایام الصلح صفحہ ۱۷۱)

(۳) مرسل ہونے میں نجر

کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام

رکھا اسی اشارہ کی غرض قر

آیا ہے۔ اور یہ نہیں آیا ہے

بات کی طرف اشارہ ہے

ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہو

ہیں اور بعد آنحضرت ﷺ

کے قائم مقام محدث رکھ

(۴) جبرائیل امین کو بھی ”

طرح دیگر فرشتوں کو رسول

(۵) حضرت معاذ بن جبل

آپ مقدمات وغیرہ کا فیصلہ

مطابق فیصلہ کرونگا اگر قرآ

کیا کہ ارشادات کی روشنی

بات تیرے علم میں نہ آئی

پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا

رسول بنایا۔ مرزا صاحب کہتے

پر بھی اطلاق پاتا ہے“ (شہا

## خلاصہ تحریرات بالا

یعنی الرسل سے مراد حضور علیہ السلام کے برگزیدہ صحابہؓ ہیں وغیر  
گویا اقوال مرزا ہی کی روشنی میں مطلب یہ ہے کہ آیت مذکورہ  
مذکورہ ہے نہ کہ نبی۔ کلام تو ختم نبوت اور رسالت من اللہ میں ہے  
جس کے معنی تبلیغ کے بھی ہیں۔ اس طرح تو جمیع علماء امت اور مسلمانین

## ایک اور طرز سے!

پھر بفرض محال اگر یہ آیت جریان نبوت پر بھی دلالت کر  
سے تشریحی نبوت کا امکان ثابت ہوتا ہے نہ صرف غیر تشریحی  
سے نبوت کا اجرا ثابت ہوتا ہے۔ تو یہ بہائی مذہب کی دلیل  
اعتقاد میں قرآن کو منسوخ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب بہاء اللہ  
ہے اور اسی آیت سے دلیل پکڑتے ہیں (کتاب الفرائد ص ۳۱۳)

## تحقیقی جواب

اما یاتینکم رسل منکم میں دوامی طور پر رسولوں کے  
آیت اما یاتینکم منی ہدیٰ میں دوامی طور پر ہدایتوں کے  
اگر آپ ﷺ کے بعد نبی آسکتا ہے تو قرآن مجید کے بعد کتہ  
پھر ما حرف شرط ہے جس کا تحقق ضروری نہیں اور یاتین مضا  
استمرار ضروری نہیں جیسے اما تدین من البشر احد (اگر کہ  
حضرت مریمؑ قیامت تک زندہ رہیں گی۔

قرآن کریم جب مسلمانوں کو مخاطب کرتا ہے تو یا ایہا الذین  
کرتا ہے مگر یہاں یا بنی آدم کہا ہے اور مخاطب کیا ہے آدم کی اولاد  
وہی یہودیانہ تحریف کی گئی ہے ناظرین کرام سورہ اعراف کا ر  
کراپنے سامنے رکھیں صاف حضرت آدمؑ کا قصہ مسطور ملے گا

کیا۔ شیطان نے ان کو بہکا کر جنت سے نکلوا دیا۔  
 اولاد کو کہا کہ تمہارے لئے اب دنیا کی زندگی میں  
 اس کے بعد اولاد آدم کو بطور تنبیہ فرمایا کہ دیکھ  
 دیا۔ تم خبردار رہنا اس کے پتھ میں نہ پھنسنا۔  
 اسی ذکر کے اثنا میں آنحضرتؐ کو جگہ  
 بتائے اور کفار مشرکین کو ان کی کرتوتوں اور  
 قصہ کو دہراتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے اولاد آدمؑ  
 پاس میرے رسول آئیں تو ان کا کہا ماننا جو اصلا  
 نہیں اور جو تکذیب کریگا اصحاب النار میں سے  
 اسی قصہ کو پارہ اول شروع رکوع ۴ میں  
 کو زمین پر اتارا تو ہم نے انہیں نصیحت کی۔ فہا  
 ہدای فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون  
 ہدایت تو جو اس کی اتباع کریگا۔ اس پر کوئی غم  
 میں بھی آئندہ نبوت جاری رہنے کا کوئی ذکر نہیں  
 (خدا) ”وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرتؐ  
 بھیجا جائیگا“ (ازالہ ۱۵۵۸۶، ۲۵۲۳۲) (بخاری ص ۶)

## اعتراض

اس میں سب جگہ آنحضرت صلی اللہ  
 زمانہ کے لوگ مخاطب ہیں جیسا کہ :- یا نہ  
 مسجد (اعراف ع ۲) اے اولاد آدمؑ ہر مسجد (یا نہ  
 پاکت بک ص ۵۰۳ طبع چہارم) اس آیت میں مسجد کا  
 محمدیہ کے عبادت گاہ کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

## الجواب

دیکھو! محض ایک خیال پر کس قدر عظیم الشان عمارت کھڑی کر  
لفظ مسجد کا استعمال اہم سابقہ میں بھی بروئے قرآن شریف ثابت ہو  
قال الذین غلبوا علی امرہم لنتخذن علیہم مسجداً  
اصحاب کہف کے بعد جھگڑا ہوا کہ ان کی یادگار میں کیا بنایا جا  
نے یہ مشورہ دیا کہ ان کی یادگار میں ایک مسجد بنائی جائے پس ثاب  
پہلے بھی مروّج تھا۔

## پانچویں تحریف

اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعم  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے جاری رہنے کی  
مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر باطل ہے:-  
(۱) اول یہ استنباط خلاف نص یعنی خاتم النبیین ختم کرنے والا  
ص ۳۰۷ (بخ ص ۳۳۱ ج ۳) اور خلاف احادیث صحیحہ ہے اور جو اس  
باطل ہوتا ہے۔

(۲) دوم اس لئے کہ آیت زیر بحث یعنی صراط الذین انعم  
علیہم کی راہ پر چلنے کی دعا ہے نہ کہ نبی بننے کی، جس کے یہ معنی ہیں  
پر عمل کریں، اور ان کے طریق عمل کو نمونہ بنائیں، جیسا کہ فرما  
فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ۔ یعنی تمہارے لئے رسول اللہ  
قابل اقتداء نمونہ عمل ہیں۔ اگر انبیاء کے راستے کی پیروی کا یہ نتیجہ  
نبی بن جائیں تو کیا خدا کے راستے کی پیروی سے خدا بھی بن سکیں  
دیکھئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان هذا صراطی مستقیم  
میرا سیدھا راستہ ہے اس کی پیروی کرنا۔



۳۔ تیسری وجہ استدلال کے باطل ہونے کی یہ ہے ہونا دعاؤں اور التجاؤں پر نہیں رکھا، بلکہ وہ خود اپنے انتہا نجاتارہا ہے۔

وما کننت ترجوا ان یلقى الیک الكتاب الارحہ کوئی امید نہ تھی کہ تجھ پر کتاب نازل کی جائے گی۔ ہاں اسی طرح سورہ قصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بغیر دعایا سابقہ کوشش کے ملنے کا ذکر ہے۔ منکرین کہتے ہیں کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں کہ ہمیں بھی وہ کچھ نہ ملے۔ جو خدا کے رسولوں میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اللہ اعلم حیث یجمعہ رسالت کے موقع کو خوب پہچانتا ہے کسی کی آرزو اور

## غور طلب نتائج

(۱) اهدنا الصراط المستقیم یہ دعائی کریم نے نے ہی امت کو سکھایا، لیکن یہ دعاء آپ نے اس وقت ہو چکے تھے، اور آپ پر قرآن مجید اترا شروع ہو گیا سے نبی نہیں بنے پھر اس دعا کا فائدہ کیا؟

(۲) اسلام نے عورتوں پر یہ دعا ممنوع نہیں کی نہیں ہوئی۔

(۳) نعمت بادشاہت ہے اور نبوت، مرزا صاحب باد صرف آٹھ آنے قبول ہوئی (چیرز)

(۴) نبوت باشریعت بھی نعمت ہے، بلکہ ڈبل نعمت، محروم ہے، اگر کہو کہ اب جدید شریعت یا کتاب اس لئے قرآن شریف برآ کر کامل ہو چکی ہے، تو اس طرح اب کو

لئے کہ نبوت و رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر کامل ہو

## مرزا صاحب کا فرمان

”پس جب تم نماز میں یا خارج نماز کے یہ دعاء پڑھو، کہ اهد  
المستقیم صراط الذین انعمت علیہم تو دل میں یہی  
میں صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت کی راہ طلب کرتا ہوں“

(تختہ گولڈویہ ص ۱۲۳) (بخ ص

معلوم ہوا کہ اس آیت میں نبوت طلب کرنے کی تعالیٰ

”صحابی“ کا درجہ چاہنے کی تلقین ہے۔

## چھٹی تحریف

يا ايها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا  
رسول! پاک کھانے کھاؤ، اور نیک کام کرو، یہ جملہ سمیہ ہے جو حال  
کرتا ہے، اور لفظ رسل صیغہ جمع کم از کم ایک سے زیادہ رسول  
اور آنحضرت ﷺ تو اکیلے رسول تھے، آپ کے زمانہ میں کوئی اور  
ماننا پڑے گا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد رسول آئیں گے، ورنہ  
رسولوں کو حکم دے رہا ہے کہ اٹھو کھانے کھاؤ۔

## الجواب

اس جگہ تو پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر اپنی عادت خصوصی  
کا ثبوت دیا ہے، سورہ مومنوں میں دوسرے رکوع سے اس آیت  
ذکر تفصیل وار کیا ہے، سب کے آخر حضرت مسیح کا ان لفظوں میں  
مریم و امۃ ایۃ و اوینہما الی ربوة ذات قرار و معین یل  
من الطیبات و اعلموا صالحاً انی بما تعملون علیم۔ وار  
واحدۃ و انا ربکم فاتقون فتقطعوا أمرهم بینہم زبیر

الديهم فرحون۔ الآیہ، ہم نے مریم و ابن  
 دونوں کو ایک اونچے ٹیلے سرسبز و شاداب پر  
 آگے ایک لفظ محذوف ہے، یعنی ہم  
 رسولو! سترے کھانے کھاؤ، اور اچھے عمل  
 لوگ ہیں امت تمہاری دین واحد پر  
 (مگر باوجود اس تاکید کے انبیاء کے قہقہوں  
 ٹکڑے کر دیا، ہر فرقہ اپنی اپنی جگہ شاداب  
 غمرتہم حتی حین ”چھوڑے ان کو اس  
 یہ آیات اپنے مطلب کو صاف ظاہر  
 اپنے وقت پر ہوتا رہا ہے۔ خاص کر پچھلے  
 امتوں کا جنہوں نے دین الہی کو ٹکڑے  
 میں جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کیلئے خود  
 اس بارے میں پیش کئے دیتا ہوں تا یہ رو

عن ابی ہریرۃ قال قال رس  
 اللہ طیب لایقبل الا طیباً وان اللہ  
 فقال یا ایہا الرسل کلوا من الطیبین ما  
 یا ایہا الذین امنوا کلو امن طیبنت ما  
 (رواہ مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت۔  
 ہے، اور سوائے پاکیزگی کے کچھ قبول نہیں  
 حکم دیا ہے جو اس نے انبیاء کرام کو دیا تھا  
 صالح کرو، (ایسا ہی مسلمانوں کو) کہا اللہ تعالیٰ  
 سے جو میں نے تمہیں عطا فرمایا۔  
 حضرات اب تو آپ خوب اچھی

خدا اور رسول کے دشمن اپنی اغراض نفسانیہ کے ماتحت قرآن پاک کو بگاڑنے والے کی امت ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تمیں کے قریب و کذاب پیدا ہوں گے، کلہم یزعم انه نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا بعدی وہ سب کے سب دعوے نبوت کریں گے حالانکہ میں نبیوں کو بند کر والا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

## ساتویں تحریف

قرآن میں ہے وماکان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدأ تمہارے لیے یہ مناسب نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو ایذا دو۔ اور مناسب ہے کہ تم رسول کی وفات کے بعد اس کی بیویوں سے نکاح کرو۔ آنحضرت ﷺ بھی ایک رسول تھے، جب فوت ہوئے آپ کی بیویوں ساتھ کسی نے شادی نہ کی، اب اگر سلسلہ نبوت بند ہو گیا تو نہ کوئی نبی آئے گا نہ وفات کے بعد اس کی بیویاں زندہ رہیں گی، نہ ان کے نکاح کا سوال زیر بحث اب اگر اس آیت کو قرآن سے نکال دیا جائے تو ناقص لازم آتا ہے لیکن قرآن فقہ تک کیلئے واجب العمل ہے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت سلسلہ جاری ہے اور قیامت تک انبیاء کی ازواج مطہرات ان کی وفات کے بعد ہی کی حالت میں رہیں گی۔

نوٹ:۔ یہ آیت آنحضرت کیلئے خاص نہیں بلکہ عام ہے کیونکہ اس میں ”المرء“ ”النبی“ کا لفظ نہیں کہ آنحضرت مراد ہوں، بلکہ رسول اللہ کا لفظ ہے جو مکرہ۔ اس میں ہر رسول داخل ہے۔

## الجواب

آنحضرت ﷺ اللہ کے رسول تھے، محمد رسول اللہ (پارہ ۲۶) سورہ آپ پر آیت نازل ہوتی ہے، صحابہ کرام کی جماعت مخاطب ہے جو آنحضرت

رسول اللہ مانتے تھے، اللہ تعالیٰ صحابہؓ کو آداب الرسول  
یہ مناسب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دکھ پہنچاؤ اور نہ یہ کہ  
ازواج مطہرات سے نکاح کرو، جملہ مخاطبین اس حکم کی  
نہ، جبکہ رسول اللہ ﷺ ان میں موجود تھے، چنانچہ حضور  
میں لایا جاتا ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات سے باوجود یکہ  
نہیں کی گئی، پس اس آیت کو کسی آئینہ رسول کے متعا  
القرآن ہے، کیونکہ خدا

”وعدہ کرچکا ہے آنحضرت کے بعد کوئی رسول (جاء)

(ازالہ اہام ص ۲۲۳۲) ﴿خ ص ۱۱۱ ج ۳﴾

اور جو یہ کہا گیا ہے کہ ”رسول اللہ“ نکرہ ہے  
عربیہ سے نابلد محض ہونے کی دلیل ہے، اس جاہل  
”الرسول“ ”النبی“ سے ہی خصوصیت نہیں ہوتی، بلکہ  
ہو جاتا ہے، دیکھو ”غلام“ کا لفظ نکرہ ہے مگر جب غلام  
جائے گا، بعینہ یہاں رسول کا لفظ مضاف ہے، اور اللہ کا لفظ  
اور اللہ کا لفظ معرفہ ہے، پس یہاں لفظ رسول اللہ نکرہ ہے  
المعرفة معرفة فتدبر۔

مجھے خطرہ ہے کہ یہ مرزائی جاہل کہیں احادیث نبویہ  
کہ کتب احادیث میں عموماً ”قال رسول اللہ“ وارد  
ﷺ کی حدیثیں نہیں بلکہ ”رسول اللہ نکرہ ہے اس میں  
باقی رہا یہ کافر نہ اعتراض کہ اب اس آیت کو قرآن سے  
سوجواب یہ ہے کہ یہ آیت آنحضرت ﷺ کی  
آپ ہی کہہ دیں کہ حضور کی فضیلت کی دلیل کو مٹانے  
حرج صرف اتنا ہی ہے کہ قرآن پاک میں ایسی ناپاک  
قرآن یحرفون الكلم عن مواضعہ۔ دین وایمان

ساتھی ہو جائے گا اور کچھ نہیں، تمہیں یہ منظور ہے تو کر دیکھو، مگر یاد رکھو کہ قرآن کی کا جس نے ذمہ لیا ہوا ہے وہ عزیز ذن و انتقام ہے۔

## آٹھویں تحریف

مرزائی پیش کرتے ہیں ولقد جاء کم یوسف من قبل بالبینات ففی شک مما جاء کم به حتی اذا هلك قلت لئن یبعث اللہ من رسولاً (سورہ مؤمن پارہ ۲۴) یعنی (اے باشندگان مصر) تمہارے پاس حضرت یوسف سے پہلے روشن دلائل لے کر آئے پس تم اس سے وہ لے کر آئے شک ہی میں رہے سو وقت وہ فوت ہو گئے تو تم کہنے لگے کہ خدا تعالیٰ اس کے بعد ہرگز کوئی رسول نہیں اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار مصر حضرت یوسف پر نبوت کو ختم سمجھیں اس سے ثابت ہو کہ ختم نبوت کا عقیدہ کفار کا ہے اور جو نبوت کو بند سمجھے وہ کافر ہے۔

## الجواب

یہ ان لوگوں کا مقولہ ذکر کیا گیا ہے، جو حضرت یوسف کی نبوت پر لائے تھے جیسا کہ فما نزلتم فی شک سے ظاہر ہے، انہوں نے از روئے کفر کہا۔ حضرت یوسف فوت ہو گئے ہیں، تو چھٹکارا ہوا، اب خدا کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ یہ خدائی فیصلے کا ذکر نہیں ہے، اور انکا یہ قول اس لئے بھی غلط تھا کہ اس وقت کے علم میں سلسلہ نبوت میں سینکڑوں، نبی باقی تھے تو ان کفار کا اس وقت کا قول غلط سے یہ لازم نہیں آتا اس وقت جب خدا تعالیٰ نے اپنے فیصلہ سے آنحضرت ﷺ نسبت خاتم النبیین فرمادیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے بھی فرمادیا کہ نبوت اور رسالت بعد منقطع ہو چکی ہے۔ (معاذ اللہ) یہ سب غلط ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ فرعون اور آل فرعون سلسلہ رسالت کے منکر تھے، بلکہ کی قوم اس کو الہ سمجھتی تھی، اور خدا کی منکر تھی، پس جو رب العالمین کا انکار کرے، وہ نبوت کا قائل کیونکر ہو سکتا ہے، کہتے ہیں کہ ایک عیسائی مشنری ایک ایرانی دہ

ہاں گیا، اور اس سے کہنے لگا کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا  
 ملے، ایرانی دہریہ خاموشی سے اس کے وعظ کو سننا  
 اس دہریہ نے جواب دیا کہ من پدرش قبول ندارم  
 باپ کو نہیں مانتا اور تو بیٹا پیش کر رہا ہے، یہی حال  
 سے خدا کا انکار کرتی تھی، وہ اس رب العزت کے  
 اسلام کو آل فرعون پر قیاس کرنا بالکل غلط دلیل سے  
 نیز حضرت یوسفؑ کو خدا تعالیٰ نے کبھی یہ  
 اور نہ حضرت یوسفؑ نے لانیبی بعدی کا کبھی دعویٰ  
 قطعی فیصلہ اور آنحضرت ﷺ کے صاف الفاظ  
 بعد ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی۔

سنو! مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

”آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا قائل  
 ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے  
 آن جناب کے بعد اس امت کیلئے کوئی (جدید)  
 مرزا ص ۲۸ ﴿خ ص ۳۰ ج ۲﴾

## نویں تحریف

وانہم ظنوا کما ظننتم ان لن ید  
 جنات کا بھی ظن تھا کہ اب کوئی نبی نہ ہوگا، حالانکہ  
 اس کا جواب بھی اوپر گز چکا ہے، یعنی ظن اور  
 جاہل ہے، یہ محض جنات کا غلط عقیدہ تھا، یہ خدائی

## دسویں تحریف

میں نے متعدد آیات پیش کی ہیں، کہ جب دنیا میں

## الجواب

پہلی شریعتیں وقتی اور خاص خاص موقعوں کیلئے تھیں چنانچہ حالات احکام نازل ہوتے رہے مگر اسلام کامل و اکمل ہے، محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کمال کو پہنچ گیا، قرآن نے ہدایت و رشد کے تمام پہلوؤں کو کمال بسط اور تفصیلات کے ساتھ دنیا میں روشن کر دیا ہے اب کسی نئے حکم یا نبی کی قطعاً کو نہیں، باقی رہا اصلاح و تبلیغ کا کام، سو یہ کام صالحین امت اور علمائے دین کے ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر یعنی تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو لوگوں کو بھلائی اور نیکی کی طرف اچھے کام کرنے کو کہے، اور بُرے کاموں سے روکے۔

مزید تفصیل (براہین احمدیہ ص ۱۰۹ سے ص ۱۱۱) پر مخ ص ۱۰۱ تا ۱۰۲ ملاحظہ ہو، جس کا اقتباس ہم نقل بھی کر آئے ہیں۔

## گیارہویں تحریف

مرزائی پیش کرتے ہیں، وما کننا معذبین حتی نبعث رسولاً۔ رسول نہ بھیج لیں ہم عذاب نازل نہیں کرتے یعنی، جو جب قرآن نزول آفات سے پہلے حجت پوری کرنے کو رسول آنا ضروری ہے موجودہ عذاب اس ضرورت

## الجواب

آیت کا مفہوم تو صرف اس قدر ہے کہ اللہ کے رسول آ کر حجت پوری مگر مکررین مخالفت کرتے ہیں جس کی وجہ سے عذاب نازل ہوتا ہے چونکہ تمام جہان اور سب وقتوں اور امتوں کے لئے ”ایک ہی نبی“ (چشم معرفت ص ۲۲) ہیں، اس لئے یہ تمام عذاب اسی رسالت کاملہ کی مخالفت کا باعث ہیں جو عذاب مرزا صاحب کے دعویٰ کرنے سے پہلے دنیا پر آئے و ان کی وجہ سے آئے، اگر وہ آنحضرت ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے تو اس زمانہ



کو کیوں نہ آپ ہی کی مخالفت کا نتیجہ قرار دیں۔  
 سو سال تک جو عذاب آئے گا، وہ رسول اللہ ﷺ  
 کے بعد کسی اور رسول کے انکار کی وجہ سے؟ اور  
 کی وجہ سے آرہے ہیں تو اس کی کوئی حد مقرر  
 عرصہ تک عذاب آئے گا۔

ثابت ہو کہ موجودہ عذاب آنحضرت ﷺ  
 مذکورہ بالا آیت کسی نئے نبی کو نہیں چاہتی، کیونکہ  
 آپ کے آنے سے حجت پوری ہو گئی۔

بارھویں

ذٰلِكَ بَآئِنَ اللّٰهِ لِمَ يَكْفِرُ الْكَافِرِيْنَ  
 یعنی اللہ تعالیٰ جس قوم پر کوئی نعمت کرتا ہے  
 تک وہ قوم اپنے حالات کو نہ بدلے، اگر اس ام  
 ہے تو اس کے معنی ہوں گے، کہ یہ امت بدل

الجوار

اس آیت میں اس نعمت نبوت کا ذکر نہیں  
 جو آیت کے سیاق و سباق سے معلوم ہو سکتا ہے،  
 وغیرہ کا ذکر ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو کئی  
 نافرمانی کی تو خدا تعالیٰ نے اس پر تباہی ڈال  
 خوشحالی، حکومت وغیرہ۔

سوال۔ نبوت ایک نعمت ہے، امت محمدیہ ﷺ  
 الجواب۔ نزول کتاب اور نبوت شرعی بھی لامحدود  
 کے بعد کوئی نئی شریعت یا جدید کتاب نہیں نازل  
 کی تشریف آوری کے بعد دنیا فیض شریعت

آتے رہے، اسی طرح شریعت بھی وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہی، اور یہ بات یاد رکھنی چاہیے انعام شریعت بہ نسبت انعام نبوت کے بہت بڑا ہے، اگر آپ ہم کو الزام دیتے ہو تو پڑھی وہی الزام عائد ہوتا ہے، الغرض نزول کتاب و نبوت تشریحی بھی ایک نعمت۔ جب یہ نعمت باوجود بند ہونے کے امت میں نقص پیدا نہیں کرتی تو اس طرح اگر مطلق نبوت نعمت ہو تو ختم ہونے کی صورت میں کوئی نقص لازم نہیں آئے گا، کیونکہ نعمت اپنے وقت میں نعمت ہے مگر غیر وقت میں نعمت نہیں، جیسے بارش اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے مگر یہی بار دوسرے وقت عذاب ہو جاتی ہے، ہم تو اس چیز کے قائل ہیں کہ وہ نعمت پورے کم کے ساتھ انسانوں میں پہنچادی گئی، ہم نعمت سے محروم نہیں ہیں، بلکہ وہ اچھی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے جس طرح سورج کے نکلنے سے کسی چراغ کی ضرورت نہیں رہتی اسی طرح آنحضرت کی تشریف آوری کے بعد نبی کی ضرورت نہیں۔

## تیرھویں تحریف

اجراء نبوت کی دلیل میں مرزائی پیش کرتے ہیں۔ وبالآخرة ہم یوقنوا کہ وہ کچھلی وحی پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنی نبوت جاری ہے۔

## الجواب

اس جگہ آخرت قیامت ہے، جیسا دوسری جگہ بالصرحت یہ فرمایا گیا۔  
 وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيٰوَانِ الْاٰخِرٰوٰی زَنْدٰكِيْ هٰٓیْ اَصْلُ زَنْدٰكِيْ۔  
 خسر الدنیا والآخرۃ (سورہ حج) دنیا و آخرت میں خائب و خاسر، قرآن مجید لفظ آخرۃ پچاس سے زیادہ مرتبہ استعمال ہوا ہے، اور سب جگہ مراد جزا سے لے کر حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر ملن جریر کی جلد اول ص ۸۱ اور تفسیر درمنثور کی جلد اول ص ۲۷ پر ہے۔  
 عن ابن عباس (وبالآخرة) ای بالبعث والقیامة والجنة والحساب والمیزان۔

تفسیر از مرزا صاحب قادیانی

”خائب نجات وہ ہے جو خاتم النبیین پیغمبر آخر الزمان پر جو چہ شمار گیا ہے

پرایمان لاوے،.....وبالآخرة هم یوقا  
 جو کھچلی آنے والی گھڑی یعنی قیامت پر یقین رکھو  
 (الحکم جلد ۸، نمبر ۳۴-۳۵، ۱ اکتوبر ۱۹۰۳ء) (دیکھو خزینہ: ۱۰۰)  
 تفسیر از مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول قادیان  
 ”اور آخرت کی گھڑی پر بھی یقین کرتے ہیں“ (صفحہ ۱۰۰)

## چودھویں تحریر

مرزائی کہتے ہیں کہ وجعلنا من ذریتہ الامم  
 (ابراہیمؑ) کی اولاد میں نبوت اور کتب رکھی، اس سے

## الجواب

اگر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت  
 معلوم ہوتا ہے وہو باطل، جو دلیل کتاب سے ما

## پندرہویں تحریر

واذ ابنتی ابراہیم ربہ بکلمت فہ  
 اماماً قال ومن ذریتہ، قال لاینال عہد  
 ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے ساتھ کئی  
 میں کرنے والا ہوں تجھ کو واسطے لوگوں کے امام  
 عہد میرا ظالموں کو۔

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں اول یہ کہ عہد  
 ہوگا، دوسری یہ کہ جب نسل ابراہیم ظالم ہو جا  
 کیونکہ امت محمدیہ میں نبوت جاری نہیں، لہذا  
 نہیں تو امت محمدیہ میں نبوت جاری ہے۔

## الجواب

”آیت کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ جو ظالم ہو اس کو نہ ملے  
کے لیے نبوت ضروری نہیں، ہاں! اگر نبوت آنحضرت ﷺ کے بعد  
تو پھر غیر ظالم کو مل سکتی تھی، مگر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا  
ہے۔ کہ ماکان محمدؐ - وخاتم النبیین یعنی (محمد ﷺ) تم  
باپ نہیں ہیں، مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا، یہ  
دلائل کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں  
(ازالہ مصنفہ مرزا صاحب صفحہ ۲۵۲ طبع دوم) (بخ ص

حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے دعا مانگی تھی جو قبول  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسی دعا مانگی ہے، بلکہ آپ نے  
میں فرمادیا کہ نبوت اور رسالت منقطع ہو چکی ہے، اب میرے بعد کوئی  
آئے گا۔ ان الرّسالة والنّبوة انقطعت فلا رسول  
(ترمذی) ثابت ہوا کہ نبوت جاری نہیں۔

## سولھویں تحریف

واذاخذ الله ميثاق النّبيين لما اتيتكم من كتاب  
كم رسول مصدّق لما معكم لتؤمننّ به ولتنصرنه ط۔ اور  
ثابت ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے، رسول نکرہ ہے اور دونوں  
اور رسول اللہ سے بھی عہد لیا گیا کہ وہ اپنے بعد آنے والے نبی کی  
کو تلقین کریں گے۔

## الجواب

اس آیت کا مرزا صاحب یہ ترجمہ کرتے ہیں۔

”اور یاد کرو کہ جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب

کتاب حکمت دوں گا اور تمہارا  
 تمہاری تصدیق کرے گا، تمہیں  
 مدد کرنی ہوگی۔ اب ظاہر ہے  
 حکم ہر نبی کی امت کے لیے ہے  
 لوگ آنحضرت ﷺ پر ایمان

یہاں تم جاء کم کے الفاظ  
 کے ساتھ تشریف لانے کو لفظ تم  
 یعنی مہلت کے لیے آتا ہے، جس  
 عرب میں اس کے معنی ہوتے ہیں  
 سب سے آخر میں عمر آیا، لہذا تم  
 آنے کے سب سے آخر میں آنحضرت

اس آیت میں اللہ تعالیٰ  
 موجودگی میں نبی ﷺ مبعوث ہوں  
 اور نصرت کرو جیسا کہ حضرت علیؑ اور

”مابعث اللہ نبیاً من  
 اللہ محمد أو هو حی لیومہ  
 علی امتہ لئن بعث محمد

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے جس  
 اس کی زندگی میں اللہ نے نبی

تو اس کو آپ پر ضرور ایمان لانا  
 نبی کو حکم دیا کہ وہ اپنی امت سے  
 مبعوث ہوئے تو ان کو آپ پر

(تفسیر ابن کثیر ص ۷۷ او تفسیر جامع)

اس آیت میں رسول کا لفظ گو نکرہ ہے لیکن اس کی تخصیص مندرجہ بالا عبارت میں کر دی ہے اس سے انکار کی گنجائش نہیں۔  
 فيهم رسولاً هو الذي بعث في الامين رسولاً لقد  
 انفسكم. قد انزل الله اليكم ذكراً رسولاً يتلوا عليكم  
 الذين امنوا وعملوا الصلح من الظلمت الى النور  
 میں بھی رسول نکرہ واقعہ ہوا ہے، ان کی تخصیص کیسے ہوگی؟

### عہد دوم کی تشریح!

واذاخذنا من النبيين ميثاقهم ومنك ومن نوح  
 وعيسى ابن مريم واخذنا منهم ميثاقاً غليظاً. اور جبکہ  
 کا ميثاق (پختہ عہد) اور آپ سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ  
 سے، اور لیا ان سے پکا وعدہ۔ اس آیت میں ميثاق کا یہ مطلب  
 اولوالعزم نبیوں سے اس بات کا پکا وعدہ لیا کہ دین کی تبلیغ اچھی  
 اندازی نہ کرنا، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ نبی صلی اللہ  
 والے نبی کی تصدیق کریں گے۔ منک کے لفظ سے لوگوں کو متعہد  
 دیکھو، ابن کثیر میں صفحہ ۵۰۶ پر لکھتے ہیں، انه اخذ عليهم العہد  
 دین اللہ تعالیٰ و ابلاغ رسالتہ۔ ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ  
 وعدہ لیا ہے کہ دین کو قائم کریں گے اور پیغام رسالت کو لوگوں  
 ميثاق کی تفسیر دوسری آیت میں ملتی ہے وہاں بھی ان اولوالعزم نبیوں  
 لكم من الذين ماوصى به نوحاً والذى اوحينا  
 ابراهيم وموسى وعيسى ان اقيموا الدين ولا تتفرقوا  
 صاف معلوم ہو گیا کہ سورہ احزاب کی آیت میں صرف اس بات پر  
 الدين ولا تتفرقوا فيه کہ دین کو قائم کرو اور تفرقہ انداز

ستر ہوں تحریف

وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصلح

الارض كما استخلف الَّذِينَ من قبلها  
حضرت آدم اور حضرت داؤد علیہما السلام کی طرف

## الجواب

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سر  
نہیں کہ نبی خلیفہ ہوں گے، ورنہ دوسری آیت  
ان يهلك عدوكم ويستخلفكم في الارض  
رب تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر دے، اور تمہارے  
جعلكم خلائف في الارض ورفع بعض  
فيما اتاكم۔ وہ ذات پاک جس نے تم کو دنیا میں  
بلند کیے تاکہ اس نے تمہیں جو کچھ دیا ہے اس میں  
میں لیستخلفنكم کا معنی لکھتے ہیں ای لیور  
العجم فيجعلهم ملوكا وساستها وسن  
ہوں یا عجمی) کی زمین کا وارث بنا دے گا، اور  
باشندہ بنا دے گا۔

احادیث نبویہ کے متعلق مرزائی

پہلی دلیل

انا الخرا الانبياء ومسجدى خرا  
فرمایا میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد  
مساجد بنائی گئیں، لہذا ثابت ہوا کہ آخری کے  
کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے مخالف رہ کر نبی  
میں آسکتا ہے جس طرح حکم شرع مساجد بن رہا

## الجواب

جونہی بھی دنیا میں آیا، خدا کی عبادت کروانے آیا، اسی طرح ہر نبی اقتضاء زمانہ واستعداد عوام عبادت کے طریق اور جائے عبادت کی تعیین و تکریر آنحضرت ﷺ کا یہ مطلب ہے کہ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء و مرسلین کا اور نہ نیا طریق عبادت پیش کرنے کا اور نہ تشریح فرمادی کہ انا خاتم الانبیاء و مرسلین ہوں۔ (کنز العمال جلد ۶ ص ۲۵۶ فصل الحرمین) میں ختم کرنے والا ہوں اور میری مسجد ختم کرنے والی ہے مساجد انبیاء کی،

## لفظ آخری نبی کی مثال از کتب مرزا

مرزا رضا (اشہار واجب الاظہار ۳۔ نومبر ۱۹۰۰ء) مجموعہ اشہارات ص ۳۴۱ میں حضور ﷺ کرتے ہوئے کہ خدا نے:-

”عیسیٰ مسیح کو اسرائیلی نبوت کے لیے آخری اینٹ کر دیا۔ نبوت بنی اسرائیل سے گزری اور آخری اینٹ کا مطلب صاف ظاہر ہو گیا کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ یہی مثال مرزا نے دی ہے، کہ آنحضرت ”دیوار نبوت کی آخری اینٹ“ (سرمد چشم آریہ مصنفہ مرزا ص ۱۹۸)

## دوسری دلیل مرزا سے

آنحضرت ﷺ نے فرمایا لو عاش ابراہیم لکان صدقاً اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ ”معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے امکان ہے۔ (ابن ماجہ کتاب الجنائز)

## جواب

اول تو یہ حدیث ہی باطل ہے، جہاں سے مرزائیوں نے یہ نقل کی ہے، وہیں اس کے حاشیہ پر لکھا ہوا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کا راز



ابراہیم بن عثمان عَنبَسِی بھی متروک ہے، اسی طرح حا ہے کہ یہ شخص متروک الحدیث ہے اور تہذیب التہذیر بہت سے اقوال اس کی تضعیف میں نقل کیے ہیں، غالباً روایت کو باطل قرار دیا ہے (تہذیب الاسماء واللغات ۱۰۳ ج ۱ اور ۲ میں ہے) ”اعتبارے ندارد“ جن لوگوں نے اس کی تائید نہیں ان پہلہ اور درجہ اس فن میں ہلکا و کمتر ہے۔ لہذا یہ پھر اس کا جھوٹی اور مردود ہونا یوں بھی ظاہر ہے صریحہ کے مخالف ہے اور صدہا احادیث صحیحہ نبویہ و مقبولہ مرزا کے خلاف ہے۔

”آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمادیا کہ میرے بوا اور حدیث لانبی بعدی۔ ایسی مشہور تھی کہ کسی ک تھا، اور قرآن شریف میں جس کا لفظ قطعی ہے رسول اللہ و خاتم النبیین سے بھی اس بات الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے (کتاب البریہ معنفہ مرزا ص)

## اعترض

یہ حدیث ابن ماجہ میں ہے جو صحاح ستہ میں ہے

## الجواب

سبحان اللہ! کیا علمیت ہے کہ حدیث کی ص ماجہ میں ہے، صاحب علم حضرت سے مخفی نہیں کہ صحاح ستہ موجود ہیں۔

نوٹ:- صحیح الفاظ جو آنحضرت ﷺ کے فرزند کی وفات کے متعلق بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی عاش ابنہ ولكن لانہ ہوتی، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوگا آپ کا بیٹا (ابراہیم) نہیں ہوگا۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں بھی ہے اور ابن ماجہ میں بھی۔

ابن ماجہ کا تو چھٹا درجہ ہے، بلکہ بعض لوگ مثلاً علامہ ابن اثیر صحاح ستہ ماجہ کو شمار ہی نہیں کرتے، بلکہ مؤطا، مالک کو شمار کرتے ہیں۔ مرزا صاحب مسلم میں بھی ضعیف حدیثیں بتاتے ہیں، مثلاً صحیح مسلم میں دمشق منارے (جس کو نو اس بن سمان نے بیان کیا ہے) کو ضعیف شمار کرتے ہیں۔

”یہ حدیث وہ ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے، ضعیف سمجھ کر رکھیں الحدیثین امام محمد بن اسماعیل بخاری نے چھوڑ دیا (ازالہ ابہام ص ۲۲۰ ط ۱۵۸ ط ۲) ﴿خ ص ۳۱۰ ج ۳﴾ ”صحیح بخاری میں ہے کہ کو یونس بن متیٰ پر فضیلت مت دو مرزا صاحب اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں“ ہو آئینہ کمالات اسلام ص ۱۶۳ ط ۱۵۶ ط ۱۴۲ (ہور) ﴿خ ص ۶۳ ج ۵﴾

بخاری اور مسلم میں حدیث ہے کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا، مرزا صاحب اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (ملاحظہ ہوا حکم بدر)

لہذا ثابت ہوا کہ کسی حدیث کا ابن ماجہ میں ہونا اس کی صحت کی دلیل

## اعتراض

اس حدیث کے متعلق شہاب علی البیضاوی میں لکھا ہے کہ اس صحت میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور نیز ملا نے اس کی تصحیح کی ہے۔ (موضوعات کبیر ص ۶۸، ۶۹)

## الجواب

اول تو وہ نقاد حدیث سے نہیں ہیں، ان کا مرتبہ اس فن میں کمتر حدیث مثلاً حافظ ابن حجر عسقلانی، حافظ ابن عبد البر اور امام نووی اس کو ضعیف دیتے ہیں، بلکہ امام نووی تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ پر ہے، دیکھئے موضوعات کبیر ص ۶۸، ۶۹۔ ابراہیم بن عثمان عیسیٰ راوی کو ابن ماجہ نے مجروح قرار دیا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو مرتاۃ شرح مشکوٰۃ ص

لايخفى ان الجرح مقدم على التعديل  
 تصحيح بعض المحدثين. جرح تعديل پر  
 پس بعض محدثین کی تصحیح اس کی جرح کو دفع  
 اس لیے ملا علی قاری وغیرہ کی تصحیح قابل جرح  
 صحیح قرار دیتے ہیں، پہلے خود مانتے ہیں کہ امام نووی  
 کو ضعیف قرار دیا ہے۔

باقی رہا یہ اعتراض کہ شہاب علی البیضاوی نے  
 یہ کافی نہیں کیونکہ تصحیح حدیث کے لیے پہلے جرح  
 ماجہ میں حدیث کا مذکور ہونا صحت حدیث کی دلیل  
 نیز بحث صورت مقدرہ میں ہے، یعنی اگر

نہیں ختم نبوت کے منافی ہے جیسے لوکان موسیٰ نے  
 کیونکہ اس سے ہرگز یہ مقصود نہیں کہ موسیٰ حضور  
 مفروضہ ہے، مقصد یہ ہے کہ حضور کے مرتبہ  
 لوعاش ابراہیم سے مراد حضرت ابراہیمؑ  
 نبوت، کیونکہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر ص ۵۰

دعوى النبوة بعد نبينا صلى الله  
 آحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ

### تیسری دلیل

ہم درود شریف میں آنحضرت ﷺ پر خدا  
 جیسی ابراہیم اور اس کی آل پر ہوئی، یعنی دیگر جرح

### الجواب

(۱) اگر درود شریف پڑھنے سے تم لوگوں کا یہی مفہوم  
 اللہ ﷺ کی توہین کرنے والا شاید ہی کوئی ہو،

اور تم شریعت عطا ہوئی کہ جملہ انبیاء کی شریعتیں مل کر بھی اس  
یہ کس قدر گستاخی ہے کہ باوجودیکہ آج سے ساڑھے تیرہ س  
کامل مکمل شریعت آنحضرتؐ کو عطا ہوئی تم اس کے عوض ا  
جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملی تھی۔ اتستبدلون الذی هو  
ما سو اس کے یہ کیا لغویت ہے، کہ خدایا محمد ﷺ  
حالانکہ آپ سید المرسلین ہیں۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر تو یہ بھی رحمت ہوئی تھی  
و شریعت نبی ہوئے، کیا امت محمدیہ میں بھی تم لوگ قرآن  
آمد کے طالب ہو؟ پھر تو قادیان سے ڈیرہ اٹھا کر ایرانی بنی  
کتاب نبی ہونے کا بھی مدعی ہے، اور درود شریف میں ش  
کرتے ہو کیونکہ ایسا دعویٰ مزاحمتا کے نزدیک کفر ہے (۱)  
فرمائیے یہ اسٹلے کس بناء پر ہے، اگر خاتم النبیین والی آیت او  
سے ہے تو یہی جواب ہمارا ہے، کہ اس آیت وحدیث  
بندش ہے، جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔

(۳) درود شریف سے اجرائے نبوت پر استدلال کرنا محض  
ہوتا ہے کہ مزائی محرف کی نظر الفاظ کما صلیت  
ابراہیم پر ہے، وہ لفظ ”کما“ سے ”مشابہت تامہ“ سمجھ  
”یہ ظاہر ہے کہ (ہر ایک جگہ) تشبیہات میں پوری پو  
مفہوم) نہیں ہوتی، بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت بلکہ  
مشارکت کے باعث ایک چیز کا نام دوسری پر اطلاق  
(ازالہ ادہام ص ۷۲ حاشیہ ط، ۳۰ حاشیہ ط)

خلاصہ جواب یہ کہ درود شریف میں جن رحمتوں ک  
کے علاوہ ہیں، وجہ یہ کہ

”قرآن شریف کی آیت، الیوم اکملت لکم دینکم

رسول اللہ وخاتم النبیین۔ میں صر  
کر چکا ہے۔“ (تحدہ گولڈن ص ۱۵۵۲) (بخاری ص ۴)

چوتھی دلیل

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ آخری زمانہ  
سے ثابت ہوا کہ نبوت جاری ہے۔

الجواب

یا تو تجاہل عارفانہ ہے یا غایت درجے  
جاری ہونے کے یہ معنی ہیں کہ جس طریق پر  
اسی طرح آخری زمانہ میں آپ کی سنت کے  
کہاں کسی امر کا مطابق سنت ہونا، اور کہاں نبوت  
دیگر یہ کہ اسی حدیث میں آپ کے  
مذکور ہے، اور اس سے مراد بالخصوص حضرت  
اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی خلافت ہے۔

ان زمانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ  
اور یہ امر مسلمہ ہے کہ چاروں حضرات نہ نبی  
کیا، پس یہ حدیث اجرائے نبوت کی دلیل نہیں

پانچویں دلیل

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ امت  
میں میں ہوں، اور آخر میں عیسیٰ ابن مریم

الجواب

اول تو سے اجرائے نبوت سے کیا تعلق  
کا ذکر کیوں چھوڑ گئے کیونکہ اس میں یہ بھی

سے مہدی اور عیسیٰ دو الگ الگ شخصیتیں ثابت ہوتی ہیں اور مرزا صاحب آنجما  
ہی ذات شریف ہر دو عہدوں کے مدعی ہیں اس لیے امام مہدی کو چھوڑ دیا گیا۔

## چھٹی دلیل

ابوبکر خیر الناس بعدی الا ان یکون نبی (کنز العمال جلد ۶ ص  
ابو بکر سوائے نبی کے میرے بعد سب انسانوں سے افضل ہیں۔

## الجواب

اس کے ساتھ ہی یہ لکھا ہوا ہے ہذا الحدیث احدا انکر۔ یہ حد  
میں سے ایک ہے جن پر انکار کیا گیا ہے۔ یعنی روایت موضوع ہی نہیں، بلکہ  
سے بھی ایک درجہ اتر کر جھوٹی۔

## نوٹ

الا ان یکون نبی۔ میں نبی مرفوع ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ کا  
ہے۔ پس تقدیر عبارت یہ ہوئی کہ ابوبکر خیر الناس بعدی الا وقت  
نبی یعنی ابو بکر میرے بعد سب لوگوں سے اچھے ہیں۔ مگر جس وقت کوئی  
پھر وہ خیر الناس نہ ہوگا۔

حالانکہ وقت تکلم بالحدیث نبی موجود ہے، اس وقت بھی ابو بکر خیر الناس  
شاید کوئی کہے کہ حضرت ابو بکرؓ کی خیریت نبی سے مسلوب کی گئی ہے  
سے نہیں تو جواب یہ ہے کہ ایسے موقع پر ان مصدر یہ ظرف ہوتا ہے،  
بنانے کو وقت کون سے تعبیر کی جاتی ہے۔  
پس ثابت ہوا کہ یہ حدیث اصول روایت ہی سے غلط نہیں۔ قواعد  
روسے بھی غلط ہے۔

## ساتویں دلیل مرزا سیہ

آنحضرت ﷺ نے حضرت عباسؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ فیکم  
والمملکة، الخلافة فیکم والنبوة (حجج الکرامہ) (ص ۱۹۷ وک  
جلد ۶ ص ۱۷۹ رقم ۲۳۴۳۳ و ۲۳۴۳۴)

## الجواب

اس روایت کے بعد ساتھ ہی حج الکرا  
محمد عامری ضعیف است۔ الغرض یہ روایت از  
کذب عیاں ہے، کیونکہ آج تک بنو عبدا  
مرزا صاحب، تو آپ مغل ہیں (ملاحظہ ہو ص ۳۳ تذکرہ)

## آٹھویں دلیل

حضرت عائشہ فرماتی ہیں، قولوا خانا  
یعنی خاتم النبیین کہو مگر لانبی بعدہ نہ

## الجواب

اس کا جواب گزر چکا ہے جس میں یہ بتایا  
عائشہ پر بہتان ہے، نیز مرزا صاحب بھی اس کی  
(۱) ”حدیث لانبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی  
کتاب البریت) (خ ص ۲۱۷ ج ۱۳

(۲) ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

صلی اللہ علیہ وسلم فی قوله لا

(خ ص ۲۰۰ ج ۷

مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہو

تفسیر ہے، لہذا کسی کے واسطے جائز نہیں کہ فرمان  
قول پیش کرے جس کی سند کا حال بھی معلوم نہیں  
مجبول الاسناد قول صحابی کی بناء پر صحیحین کی قوی الاسناد

اعتراض:- تعلیقات بخاری بغیر سند منقو

## الجواب

حافظ ابن حجر مصنف فتح الباری نے اس بارہ میں ایک الگ کتاب تصنیف کی، جس کا نام تعلق السلیق ہے اس میں تعلیقات صحیح بخاری کو موصول کیا ہے۔

اس کے بعد مرزائی بعض صوفیاء کے اقوال پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد غیر تشریحی نبوت جاری ہے، یہ اصولاً غلط ہے، قرآن و حدیث کی صریح نص کے بعد ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی، چنانچہ مرزا صاحب اپنی کتاب (مواہب الرحمن ص ۷۹) پر فرماتے ہیں۔

”ہم کسی بصری یا مصری پر ایمان نہیں لائے“ ہم تو قرآن شریف اور نبی معصوم کی حدیث صحیح مرفوع متصل پر ایما لائے ہیں، پس ان دونوں کے بعد لائق نہیں کہ ہل من مزید کہا جائے“ (ملخصاً مترجماً)

پس جب قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہو چکا ہے تو بموجب قول مرزا صاحب کسی کو حق نہیں کہ کسی امتی کی بات پر کان دھرے و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین ::

## اقوال، مرزا متعلقہ ختم نبوت

ماکان محمداً با احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے، مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔

”یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا“ (ص ۱۶۱۳ از الادام طبع اول) (خ، ص ۳۳۱ ج ۳) (۲) یہی آیت لکھ کر مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ الاتعلم ان الرب الرحیم المتفضل سنی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسرہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی قوله لانبی بعدی۔ کیا نہیں جانتے کہ خدا کریم و رحیم نے ہمارے نبی ﷺ



کو بغیر کسی استثنیٰ کے خاتم الانبیاء قرار  
آیت مذکور فرمایا ہے کہ ”لاننبیٰ بعد

(۳) ”جاننا چاہیے کہ خدائے تعالیٰ۔

اور آنحضرت ﷺ پر تم کر دیا ہے“ (۳)

(۴) ”محی الدین ابن عربی نے لکھ

جائز ہے مگر میرا پناہ مذہب ہے کہ

(۵) ”حدیث لاننبیٰ بعدی بھی

ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کی

جاوے اور خاتم الانبیاء کے بعد

ص ۱۳۶ (۱۳۶) ج ۳، ص ۳۹۲، ج ۳، ص ۳۹۳

(۶) ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

آئے گا، اور حدیث ”لاننبیٰ بعدی

کلام نہ تھا، اور قرآن شریف جس کا لالہ

اللہ وخاتم النبیین سے بھی رسالت

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت

﴿ج ۳، ص ۲۱۷﴾

(۷) ”ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ آگے

خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور

کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول

نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے

بجیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ

ابام ص ۵۷۷ (۵۷۷) ج ۳، ص ۲۱۷﴾

(۸) ”قرآن کریم بعد ”خاتم النبیین“ کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا، خواہ نیا ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے، اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو“ (ص ۷۶ ازالہ) (بخ، ص: ۱۱۱ ج: ۳)

(۹) ”میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ سے شروع ہوئی، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی“۔ (اشہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء) مجموعہ اشہارات ص ۲۳۱ ج: ۱

(۱۰) ”اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں۔ جو اہلسنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں، اور نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں“۔

(آسانی فیض ص ۱۰) بخ، ص: ۳۱۳ ج: ۳

(۱۱) ”نہ مجھے دعویٰ نبوت و خروج از امت اور نہ میں منکر معجزات و ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا قائل، اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آں حضرت کے بعد اس امت کے لیے کوئی نبی نہیں آئے گا“ (نشان آسانی ص ۲۸) بخ، ص: ۳۹ ج: ۳

(۱۲) ”اور اسلامی اعتقاد ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا“ (کشف العظام ص ۲۵، دراز حقیقت صفحہ ۱۶)

(۱۳) ”نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا

ہے“ (ازالہ اوہام ص ۳۲۱)

(۱۴) ”اور اس جگہ میری نسبت کلام آئینی میں

ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور

(اربعین نمبر ۳ ص ۱۳۶ ریڈیشن ثانی مجموعہ)

(۱۵) ”اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے

میں بیان کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے سو دو

نبی کے محدث کا ہر ایک جگہ سمجھ لیں۔ اور اس

فرمائیں۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد ۱ ص ۹۷) ﴿خ، غ﴾

(۱۶) ”اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو رب العالمین

زمین اور آسمان کو چھ دن میں بنایا۔ اور آدمؑ

کتابیں بھیجیں اور سب سے آخر حضرت محمد مصطفیٰ

اور خیر المرسل تھے“ (ص ۱۳۱ ھدیۃ الوحی) ﴿خ، غ﴾

(۱۷) ”ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے صدی نبی

(اشہار ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تلخیص رسالت ج ۲ ص ۲۰)

(۱۸) ”ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں“ (مجموعہ)

(۱۹) ”بیعت کرنے والے کیلئے ان عقائد کا ہر

کو رسول برحق اور قرآن شریف منجانب اللہ کفر

شریعت اب نہیں آسکتی اور نہ کوئی نیا رسول

اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں

یا آئیں گے۔ ان کا شمار خاص اللہ جل شانہ کو

مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہ ہوگی

(مکتوب مرزا صاحب مندرجہ درجہ)

(۲۰) ”ويقولون ان هذا الرجل لا يدين

بان محمداً صلى الله عليه وسلم خ

لانبی بعدہ وہو خاتم النبیین فہذہ کلہا مفتریات و تحریفات  
سبحان ربی ما تکلمت مثل هذا ان هو الاکذب واللہ یعلم

انہم من الدجالین“ (حملہ البشری ص ۹) ﴿خ، ص: ۱۸۵، ج: ۷﴾

اور کہتے ہیں کہ یہ شخص ملائکہ کو نہیں مانتا اور محمد ﷺ کو خاتم الانبیاء نہیں مانتا  
حالانکہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور وہی خاتم الانبیاء ہیں، پس یہ سب مفتریات  
اور تحریفات ہیں۔ پاک ذات ہے میرا رب میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی اور  
سراسر جھوٹ اور کذب ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ لوگ (آنحضرت کے بعد کسی کو نبی ماننے  
والے) کوجال ہیں ::

(۲۱) ”اے لوگو! مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم

النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو

جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے“ (فیملہ آسمانی ص ۲۵ حقیقت النبوت ص ۹۲)

﴿خ، ص: ۳۲۵، ج: ۴﴾

مرزا صاحب کے ان سب حوالہ جات سے یہ امور ثابت ہیں :-

(۱) نبوت و رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ختم ہو گئی۔

(۲) آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔

(۳) ایسا مدعی نبوت کاذب۔ کافر نبی بے دین۔ دائرہ اسلام سے خارج ملعون خسار اللہ

والآخرہ۔ بد بخت۔ مفتری اور دجال ہے۔

یہ سب مرزا صاحب کے اقوال ہیں اور ہم بھی ان پر صاف کرتے ہیں۔

## اعتراض

اگر مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا تو علماء نے ان پر کفر کا فتویٰ کیوں لگایا ::

## الجواب

علماء کے فتویٰ کا ذکر نہیں بلکہ مرزا صاحب کے اپنے فتویٰ کا ذکر ہے کہ اگر وہ

تصریحات کے بعد دعویٰ کا دعویٰ کرتے ہیں تو وہ بموجب اپنے فتویٰ کے کافر لعنتی

خارج از اسلام۔ بے ایمان ہیں اور اگر آپ  
آپ ان کو اسی فتویٰ کا مصداق گردانتے ہیں

## اعتراض

یہ اقوال وحی نبوت سے قبل کے ہیر

## الجوار

یہ بھی چند وجوہ سے درست نہیں۔ اول

صاحب الہامات تھے اور کہتے تھے کہ ”اس الہم

(یام اصلح اردو ص ۷۵) (بخ، ص ۳۰۹، ج ۱۳ اور ۲

جاتی۔ کہ ایک شخص کو خدائے تعالیٰ بذریعہ الہم

قول و دعویٰ کو کفر و بے ایمانی مانتا ہے۔ اور

بار بار کہتا ہے کہ تو رسول ہے ::

دوم۔ اس لئے کہ آپ کا یہ عذر آپ

دلیل کے خلاف ہے کیونکہ اس میں آپ

کرتے ہیں۔ اور اس عذر میں اس زمانے کو نہ

## اعتراض

آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھے

فرمایا کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور پہلے

پڑھتے تھے پھر جب حکم آگیا تو بیت اللہ کی طرف

## الجوار

(۱) بیت المقدس کی منسوخی کا عذر

طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے

عقائد و ایمانیات میں سے ہے۔ اور ایمان و ع

فضیلت والی حدیث بھی آپ نے یونہی پیش کر دی یہ تو دیکھ لیا ہو  
کے متعلق کیا فرما گئے ہیں کہ:-

”یا تو یہ حدیث ضعیف ہے یا کفری اور تو وضع پر محمول ہے“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۳) ۲۰

پس بموجب قول مرزا صاحب یہ قول آپ کا باطل ٹھہرا

مسئلہ ختم نبوت میں مرزا صاحب کی دو

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی مذمت کی۔ وجہ یہ

ملتے تو کہتے ہم ایمان لائے و اذاخلوا الی شیطینہم جب  
طرف جاتے تو کہتے کہ ہم تو مسلمانوں سے ٹھٹھا کرتے ہیں بعض  
بہکانے کیلئے مسلمان بنے رہتے اور دوسو سے ڈالتے رہتے۔

بعینہ یہی مثال مرزا صاحب کی ہے کہ جب انہیں معزز  
پڑتا۔ یا عوام کی ہمدردی حاصل کرنا مطلوب ہوتی۔ تو کہتے کہ میرا

نہیں اور جب اپنے حلقہ ارادت میں ہوتے تو دماغ عرش اعلیٰ پر  
دعاویٰ کرتے کہ مسلمانوں کو بھی نہ سوچتے ہوں گے۔ اس دور

کی دو پارٹیاں ہو رہی ہیں لاہوری مرزائی تو ان تحریرات سے متمسک  
کا قرار اور مدعی نبوت پرتوئی کفر ہے۔ اور قادیانی اس کے مخالف تحریر

چونکہ یہ فعل دراصل قدرت باری کے ماتحت مرزا صاحب سے  
”خدا کا یہ فعل بھی دنیا میں پایا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات

مجسوں کو سزا ان کے ہاتھ سے دلواتا ہے سو وہ لوگ اپنی ذلت  
سامان اپنے ہاتھ سے جمع کر لیتے ہیں“ (استخامعنفہ مرزا ص ۸ حاشیہ)

لہذا ہمارے ناظرین ناگاہ رہیں اور قادیانی مرزائیوں کی اس  
وہ کہا کرتے ہیں۔

کہ جب مرزا صاحب مدعی نبوت تھے تو پھر ختم نبوت پر

پیش کرتے ہو۔ یا جب وہ ختم نبوت کے قائل تھے تو پھر ان پر علماء اسی طرح لاہوری مرزائی دھوکا دیا کرتے ہیں کہ :-  
 ”جب مسلمان خود مرزا صاحب کی تحریرات متعلقہ ختم نبوت پر ہیں تو پھر انہیں مدعی نبوت کیوں کہتے ہیں، مرزا صاحب کا نہیں تھا یہ ان پر افتراء ہے“  
 چونکہ ہماری گیارہویں دلیل کذب مرزا پر ختم نبوت پر ہے اور لاہوری اس میں ہمارے ساتھ متفق ہیں اس لئے ہم کرنے کے لئے لاہوری مرزائیوں کے مقابلہ میں مرزا صاحب نبوت ثابت کرتے ہیں ::

## پہلی دلیل

مرزا صاحب پر ایک سوال ہوا کہ جسے بمعہ جواب کرتے ہیں (حقیقت الومی ص ۱۳۸ سے ص ۱۵۰ تک کی عبارت) (صفحہ ۵۲ کے دعویٰ نبوت پر قطعی فیصلہ کن دلیل ہے اس طرح کہ مسائل کہ آپ مرزا صاحب نے تریاق القلوب میں تو لکھا جزوی طور پر افضل ہوں اور جزوی فضیلت ایک غیر نبی کو نبی (مسح) پر ہو سکتی ہے بخلاف اس کے آپ نے ریویو جلد اول میں لکھا ہے میں مسیح سے تمام شان میں بڑھکر ہوں کی تحریر کی رو سے ایک غیر نبی کلی طور سے ایک نبی اللہ سے مرزا صاحب مسائل کے جواب میں تسلیم کرتے ہیں کہ وہ میں اختلاف ہے (اس کا جواب یہ دیا ہے)

”کہ یہ اختلاف اس طرح کا ہے جس طرح میں نے، حیات مسیح کا عقیدہ لکھا تھا جو ایک رسمی عقیدہ تھا مگر بعد

بتا دیا کہ مسیح فوت ہو چکا ہے لہذا میں نے پہلے عقیدہ کو چھوڑ دیا۔ ایسا ہی زیر بحث دو عبارتوں کا معاملہ ہے تریاق القلوب ۱۸۹۹ء، ۱۹۰۲ء میرا عقیدہ تھا کہ میں غیر نبی ہوں مجھ کو مسیح سے کیا نسبت۔ اگر کچھ میری فضیلت کی وحی ہوتی تو میں اسے جزوی فضیلت قرار دیتا مگر بعد میں بارش کی طرح مجھ پر وحی نازل ہوئی اور صریح طور پر نبی ﷺ کا خطاب مجھے دیا گیا۔ لہذا اب میں مسیح سے تمام شان میں بڑھ گیا پس یہ اختلاف محض ظن اور یقین یارسم اور وحی میں جو اختلاف ہوتا ہے اسی طرح کا ہے پہلے منظمی یارسمی طور پر غیر نبی کہا تا تھا بعد میں وحی یقینی نے مجھے نبی کا خطاب دے دیا لہذا میں نبی ہو گیا“ ::

لاہوری مرزائی کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی میں ”اواکل“ حوالہ دیا ہے جو تریاق القلوب سے پہلے کا زمانہ ہے۔ مطلب ان کا اس تحریف سے کہ مرزا صاحب کی ہر دو تحریرات میں اختلاف نہیں جو دعویٰ تریاق القلوب کے تھا غیر نبی ہونے کا وہی حقیقۃ الوحی کے وقت۔ انہوں نے کوئی جدید دعویٰ نہیں اس تحریف کا جواب خود حقیقۃ الوحی میں موجود ہے۔ مرزا صاحب تریاق القلوب کی عبارت اور ریویو کی عبارت میں تضاد تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس کے جواب میں تحریر کورسی اور دوسری کو منی بروحی اللہ قرار دیتے ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ مرزا صاحب تریاق القلوب والے عقیدہ (غیر نبی کے خلاف ریویو جلد اول میں کلی فضیلت جو نبوت کو لازم ہے) کا اعادہ کیا ہے۔ اور یہی سائل کا سوال تھا۔

ناظرین کرام! اوپر کی تحریر سے صاف ثابت ہے کہ مرزا صاحب نے نبی دعویٰ کیا اور پہلے عقیدہ کورسی قرار دیا۔ لہذا ہم پر واجب ہے کہ ہم مرزا صاحب کے دھوکا کورڈ کر دیں۔

سنئے! مرزا صاحب کا تریاق القلوب والا عقیدہ بھی خود ساختہ تھا اور حقیقت والا بھی من گھڑت۔ اصل بات وہی ہے کہ کبھی آپ مخالفین سے دب کر نبوت سے ہو جاتے تھے۔ اور کبھی مریدین کی جھوٹی خوشامد انہ باتوں کو سن کر بے تحاشا دواٹھتے اور خدائی کے دو گونہ متضاد دعویٰ کرتے۔ پھر بعد میں ان کی تاویلات کرتے رہتے ::



مرزا صاحب کا قول موجود ہے کہ براہین انبیاء اللہ تھا (اشہار ایک نعلی کا ازالہ) (بخ ص ۲۰۶ ج ۱۸)۔  
 جملہ اقوال و افعال۔ اجتہادات و استنباطات۔ خیالات کے تصرف کے تحت اسی کے حکم سے ہوتے ہیں اور کام نہیں کرتا جب تک خدا نہ کرے نبی کٹ پتلی کی مردہ کی طرح وہ جس طرف چاہتا ہے اسے پھیرتا ہے اس سے وہ طاقت ہی سلب کی جاتی ہے۔ جو کرے۔ (منہج مختصر ص ۷۱، ۷۲، ریویو جلد دوم ۱۹۰۳ء ص ۱۰۱)۔  
 پس مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ پہلے تریاق القلوب ہونے کا اعتقاد میرا ذاتی تھا جو رسمی تھا، اسی طرح اور فریب اور دھوکہ ہے۔ یا یہ بات جھوٹ ہے۔ کہ پہلا عقیدہ رسمی تھا۔

پھر اس سے بھی بڑھ کر ملاحظہ ہو کہ بقول مرزا ریویو جلد دوم۔ ان پر یوحی الہی کھل چکا تھا کہ تم جیسا کہ حقیقت الوحی میں لکھا ہے مگر مرزا صاحب کا الوحی میں لکھ دیا کہ :-

”سمیت نبیاً من اللہ علی طریق الد  
 (استثناء ص ۶۵) (بخ ص ۶۸۹ ج ۲۲)“

خدا نے میرا نام جو نبی رکھا ہے محض مجازی رنگ اسی طرح ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کا واقعہ اخبار بد ”ایک شخص سرحدی آیا بہت شوخی سے کلام کرنے نے اپنی طرف سے کوئی اپنا کلمہ نہیں بنایا نہ نما کی پیروی کو دین و ایمان سمجھتا ہوں یہ نبوت خدا کی طرف سے ہے جس شخص پر پیشگوئی

بات کا اظہار بکثرت ہوا ہے نبی کہا جاتا ہے۔ خدا وجود خدا کے نشانوں کے ساتھ پہچانا جاتا ہے اسی لئے اولیاء اللہ بھیجے جاتے ہیں۔ مثنوی میں لکھا ہے ”آر نبی وقت باشد امرید“ محی الدین ابن عربی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ حضرت مجدد نے بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے پس کیا سب کو کافر کہو گے یا رکھو یہ سلسلہ نبوت قیامت تک جاری ہے“ (حقیقۃ النبوت معنفاً خلیفہ محمود صاحب ص ۲۷۳)

ناظرین کرام! یہ تحریرات صاف صاف مظہر ہیں کہ باوجود بارش کی طرح وحی اور صریح طور پر نبی کا خطاب ملنے اور مسیح پر کلی فضیلت کا دعویٰ کرنے کے بھی مرزا و محض مجازی نبی تھے اور صرف اولیاء اللہ کی طرح تھے۔ محی الدین ابن عربی کی کتاب فتوحات اور حضرت مجدد صاحب کے مکتوبات نکال کر دیکھ لیں وہاں نبوت۔ ولایت اور محمدییت موجود ہے، مجدد صاحب کی تحریرات تو خود مرزا صاحب نے بھی براہین احمدیہ ص ۲۶ اوہام و تحفہ لغد اور غیرہ میں نقل کی ہیں کہ جس پر بکثرت اظہار غیب ہوا ہے محدث کہا جاتا ہے پس جبکہ تریاق القلوب بلکہ اس سے پہلے توضیح المرام وغیرہ کے وقت مرزا کا دعویٰ محمدییت کا اور مجازی نبوت کا تھا۔ اور یہی دعویٰ آخراً زمانہ میں بھی بلا کی موجود ہے۔ تو پھر حقیقۃ الوحی میں سائل کو دھوکا دینا کہ تریاق القلوب کے وقت اور عقیدہ تھا اب اور ہے کیا یہ کسی راستباز کا قول ہو سکتا ہے صدق رسول اللہ اللہ علیہ وسلم لاتقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون یزعم انه رسول اللہ۔ (بخاری و مسلم)

## دوسری دلیل

یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اربعین نمبر ۴ میں لکھا ہے کہ آیت لو تقول علینا الاتا ویل انبیاء کے متعلق ہے یعنی جو شخص مدعی نبوت خدا پر جھوٹ باندھے وہ ہے۔ مگر میں نہیں مارا گیا۔ لہذا میں صادق ہوں (ص ۱۱ ضمیمہ ۲ وغیرہ) (بخاری ص ۳۳۹ ج ۱) نتیجہ ظاہر ہے کہ مرزا صاحب مدعی نبوت تھے۔ اگر وہ مدعی نبوت نہ ہوتے آیت سے جو بقول ان کے صرف وحی نبوت کے بارے میں ہے کیوں استدلال کر

## تیسری دلیلی

مرزا صاحب لکھتے ہیں:-

”سو خدا کی یہ اصطلاح جو کثرت مکالمات

(ص ۳۲۵ چشمہ معرفت) ﴿خ ص ۳۳۱ ج ۲۳﴾

معلوم ہو گا کہ خدا کی اصطلاح میں نبی اس کو کہا  
ایسا ہی بقول مرزا صاحب قرآن کی بھی یہی اصطلاح  
آئی اب دیکھیں کہ کیا مرزا صاحب نے قرآن اور  
دعویٰ کیا ہے؟ سو ملاحظہ ہو مرزا صاحب راقم ہیر

”وما کننا معذبین حتی نبعث رسدا

پھر جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں

کیونکر ممکن ہے کہ اس عظیم الشان عذاب کے

خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو۔ اس سے

آتی ہے پس وہی رسول مسیح موعود (خود بدولہ

﴿خ ص ۳۹۹ ج ۲۲﴾

ایسا ہی ص ۵۲ و ۵۳ و ۶۵ تہہ حقیقۃ الوحی ص

نبوت پر استدلال کیا ہے اسی طرح ص ۶۵ تہہ حقیقۃ

یلحقوا بہم سے اپنے نبی ہونے پر تمسک کیا ہے

کتب میں اپنی نبوت پر دلیل پکڑی ہے پس ثابت ہے

قسم کی نبوت کا تھا۔ جو خدا اور قرآن کے نزدیک تعویذ

”حسب نصرت قرآن رسول اسی کو کہتے ہیں جس

کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔“ (ازال ص ۲

ص ۲۲۳ پر ہے) ﴿خ ص ۳۸۷ ج ۳﴾

لاہوری احمدی یاد رکھیں کہ مرزا صاحب

و خدا کے مطابق دعویٰ نبوت پیش کیا ہے۔ لہذا  
 ”اصطلاحی امور میں لغت کی طرف رجوع کرنا حماقت  
 ص ۲۵۲۲۳) ﴿خ ص ۳۸۹ ج ۳﴾

## چوتھی دلیل

”اور جب کہ وہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت اور کیفیت کی رو  
 جائے اور اس میں کوئی کشاف اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے  
 مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے مو  
 نبیوں کا اتفاق ہے۔ پس اسی طرح پر بعض افراد نے باوجود  
 خطاب پایا“ (الوصیت ص ۱۲) ﴿خ ص ۳۱۲ ج ۲۰﴾  
 اس جگہ بعض افراد نے لکھا ہے مگر بخلاف اس کے ہدیہ  
 اور کسی کو اس لقب نبی کا حقدار نہیں لکھا۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا  
 مدعی نبوت تھے۔

## پانچویں دلیل

”ہمارے دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ اصل یہ نزا  
 جس کے ساتھ ایسا مکالمہ اور مخاطبہ کرے جو بلحاظ کیفیت  
 سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیش گوئیاں کثرت سے  
 اور تیر تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت  
 کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے ایسے دعویٰ کو ہم کفر سمجھتے  
 کئی ایسے نبی ہوئے جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی تھی۔  
 پیش گوئیاں کرتے تھے وہ نبی کہلائے یہی حال اس سلسلہ  
 کہلائے تو اس کیلئے کونسا امتیازی لفظ ہے۔ جو دوسرے مہموں  
 بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء ہدیہ: النبوت ص ۲۷۲)

اس تحریر میں کھلے طور پر نبوت کا دعویٰ انبیاءِ سابقہ کا  
 مرزائیوں کا مسلمانوں کو دھوکا دینا قابلِ افسوس ہے  
 کہا جاتا ہے کہ یہ تحریر مرزا صاحب کی ایک ڈاک  
 آپ سے سن کر قلمبند کیا ہے۔ پس یہ قابلِ حجت نہیں  
 مرزائیوں نے اپنی زندگی میں اس سے انکار نہ کیا اور نہ ان  
 انکاری ہوئے۔ حتیٰ کہ خلیفہ نور الدین صاحب کا زمام  
 مرزائیوں کو قادیان سے بوجہ خلافت نہ ملنے کے  
 اور اپنی روزی کمانے کو نیا ڈھونگ رچانا پڑا تو اس وقت  
 کہ ۱۹۱۴ء تک کے اعلانِ پیغامِ صلح کے گواہ ہیں۔ مگر اس  
 ہو گئے تو اس تحریر سے انکار کی سوجھی۔

ہاں صاحب! اگر مرزا صاحب کے صحابہ جو بقول شامی  
 ۱۷۱ (خطبہ الہامیہ) ص ۲۹۵ و ۱۶۶ ان کی روایت معتبر نہیں  
 روایت ہی سے ہم تک پہنچی ہیں۔ جن میں اور بھی کئی  
 کسی شمار و قطار میں بھی نہ ہونی چاہئیں۔ حالانکہ دن  
 لکھی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ اثباتِ حجت حدیث پر تم  
 جب ڈائری قابلِ حجت اعتبار ہی نہیں  
 الاسلام میں خود کئی ایک مقامات پر ڈائری مرزا  
 ص ۳۱۸ پر مطالبہ کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کے تبدیلِ دین  
 الغرض یہ عذر ایک نہایت ہی لغو اور باطل  
 ضمیمہ علمیہ بر ختم

ذیل کے نکات ذہن میں رکھئے:-

(۱) بحث طلب مطلقاً نبوت نہیں۔ بلکہ نبوت بعد  
 اجرائے نبوت کے مدعی کو اس قسم کی آیات و نصوص

اس بات کا ذکر ہو کہ آپ کے بعد بھی نبوت جاری ہے۔ مطلقاً نبوت کے متعلق پیش کرنا غلط بحث ہے۔

(۲) سارے قرآن میں ایک بھی آیت نہیں جس میں حضور کے بعد اجرائے نبوت

(۳) ایک بھی حدیث ایسی نہیں جس میں حضور کے بعد نبوت جاریہ کا ذکر ہو

(۴) ایک بھی صحابی ایسا نہیں جو حضور کے بعد اجرائے نبوت کا قائل ہو۔

(۵) ایک بھی تابعی ایسا نہیں جو حضور کے بعد نبوت کے جریان کا قائل ہو۔

(۶) ایک بھی امام ایسا نہیں جو حضور کے بعد کسی نبوت جاریہ کا معتقد ہو۔

سوال:- جریان نبوت بعد از حضور مسئلہ اجتہادی و فروعی ہے۔ یا اصولی۔

جواب:- اجتہادی و فروعی نہیں کیونکہ یہ خلاف مفروض ہے۔

اگر اصولی ہے تو اس کا ثبوت اول شرعیہ سے ہونا چاہیے۔ یعنی حدیث

سے نیز اس کا قرون اولیٰ میں مشہور ہونا ضروری ہے۔ ورنہ اصولی نہ رہے گا

حید، نبوت کی طرح اس کو بھی مشہور ہونا چاہیے اور ایسا نہیں لہذا غلط ہے۔

سوال:- جریان نبوت سے کیا مراد ہے؟ ہر آن انشاء نبوت یا تحقق نبوت۔

جواب:- ہر آن انشاء نبوت عقلاً باطل ہے۔ ورنہ ہر ایک لمحہ میں ایک نبی جدید کا

ہو گا۔ لہذا دوسری صورت ہی درست ہے۔ یعنی ہر وقت نبوت کا تحقق ضروری۔

منافی نہیں ہم مانتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہمیشہ ہمیش تحقق و جاری۔

سوال:- نفس نبوت عام ہے اس سے کثیر یعنی ہو یا غیر تشریحی، موہبت ہے یا اکتہ

جواب:- اگر اکتہ ہے تو ہر شخص میں ہو سکتا ہے۔ اگر موہبت ہے تو اس میں

کی تخصیص کیوں ہے؟

## تشریح متعلق بہ لفظ ختم

مفردات راغب صفحہ ۱۴۲- ”وخاتم النبیین لانہ ختم النبیین

ای تممها بمجیئہ۔ یعنی حضور کو خاتم النبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ

نبوت کو کمال و اتمام تک پہنچا دیا۔ اس صورت میں کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا

المحكم لابن سيده (بحواله لسان العرب  
عاقبتة والخزرة. اور خاتم۔ خاتمه ہر شے  
تہذیب للآزہری۔ (بحوالہ البیان)  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم و  
محمد ابا احد من رجالکم ولكن ر  
ای الخرم۔ اور خاتم و خاتم رسول ﷺ  
محمد میں سے کسی کا باپ نہیں۔ البتہ وہ اللہ  
آخری رسول۔“

لسان العرب:- ”خاتمہم وخاتمہم  
معنی ہیں آخر“ (ج ۱ ص ۵۵)۔

تاج العروس ”ومن اسمائه عليه ا  
الذي ختم النبوة بمجيئه“۔ اور آ  
وخاتم، اور وہ وہ ہے جس نے آ کر نبوت ختم  
مجمع البحار ۹ ص ۳۲۹ ”خاتم النبوة بك

وهو الا تمام وبفتحها بمعنى التاب  
لانبي بعدة. خاتم النبوة بكسر تاء، یعنی نبو  
بمعنی مہر یعنی ایسی چیز جو اس بات پر دلالت کر  
قاموس:- ”والخاتم أخر القوم  
وخاتم النبيين ای الخرم۔ اور خاتم  
کہا جاتا ہے۔ اور انہیں معنوں میں ارشاد  
آخر النبيين۔“

كليات ابي البقاء۔ ”وتسمية نبينا  
أخر القوم قال الله تعالى ما كان  
ولكن رسول الله وخاتم النبيين

خاتم الانبیاء اس لئے کہا گیا ہے کہ خاتم کے معنی ہوتے ہیں قوم میں سے آخری اور انہی معنوں میں ارشاد الہی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں کے کسی کے باپ نہیں۔ البتہ وہ رسول ہیں اور خاتم النبیین یعنی آخر نبیوں کے صحاح لکھو ہری ”خاتمة الشئى اخره محمد ﷺ خاتم الانبىا“ کسی چیز کے خاتمہ کے معنی ہوتے ہیں آخر کے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔“

متنبی کہتا ہے:-

”أرْوَحُ وَقَدْ خَتَمْتَ عَلَى فُؤَادِي“

بِحُبِّكَ أَنْ يَحُلَّ بِهِ سِوَاكَ“

”میں تیرے ہاں سے اس طرح جا رہا ہوں کہ تو نے میرے دل پر اپنی سے مہر کردی تاکہ تیرے سوا اس میں کوئی داخل نہ ہو سکے۔“

عجاج کہتا ہے:-

”مُبَارَكٌ لِلْأَنْبِيَاءِ خَاتِمٌ“

وہ مبارک ہے انبیاء کو ختم کرنے والا ہے۔“

مرزا صاحب کی تشریح:-

(۱) ”اسی طرح پر میری پیدائش یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں۔ میرا ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں نکلتی تھی۔ اور بعد اس کے میں نکلا تھا، اور میرے بعد میرے والدین کے میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا۔ اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔“

القولوب ص ۷۹ (۳) خز ص ۷۹ ج ۱۵

(۲) ”بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ علیہ السلام ہے“ (ناتمام)

الحق نمبر ۱۷۱ ج ۱ ص ۲۱۲ (۱۲) خز ص ۲۱۲ ج ۱۵

سوال۔ کیا خاتم الشعراء و خاتم الاسخياء وغیرہ کے معنی افضل و اعلى کے ہیں؟  
الانبياء کے یہ معنی کیوں نہیں ہو سکتے؟



جواب۔ یہ استعمال مجازی ہے۔ حقیقی معنی پہلے ہو چو نکہ یہاں حقیقت محض نہیں اسلئے وہی مراد ہے اور وہ یہاں نہیں ہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے ہم نظیر ادیب ہے۔ لانظیر لہ فی الاخلاق۔ کے معنی عام طور پر یہی ہوتے ہیں کہ وہ دوسرے عیسائی کہے کہ پھر جب بے نظیر کے معنی اعلیٰ اور نظیر کہتے ہو اس کے معنی کیوں نہیں ہو سکتے کہ محض ہے۔ تو ہم کہیں گے یہ استعمال مجازی اور واقعی کوئی شریک نہیں۔ اسی طرح خاتم الشعراء السنین میں حقیقی۔ یعنی آپ آخری نبی ہیں۔

## اعتراض

لغت کی کتابیں لکھنے والے آخر انسان ہو اپنے عقائد کا دخل ہو جانا یقینی ہوتا ہے مثلاً ”الاعرابی کی لغات ہیں۔ جن کے مؤلف عیسائی ہیں۔ مقدس یا HOLYTYINITY کیا ہے اب مقدر کہ ہے۔ بعینہ اسی طرح ایک لغت لکھنے والا اگر اس بعد نبوت بند ہے۔ تو وہ طبعاً خاتم السنین کا ترجمہ

## الجواب

ٹالوٹ کا ترجمہ تثلیث، صحیح اور درست و صفی، حقیقت عربی اور حقیقت شرعی یہاں ٹالوٹ عرف، یا شرع عیسوی کے ہے۔ رہا ”مقدس“ کا ہے جیسے ہم کہہ دیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید، وغیر

سوال یہ ہے کہ اگر ختم نبوت کے معنی اصالت، بند کرنے اور روکنے کے نہیں تو پھر عقیدہ کیونکر اور کب پیدا ہوا۔ خود اہل لغت نے یہ عقیدہ کہاں سے اخذ کیا۔  
 کیا عیسائی بطور معارضہ کے کہہ سکتے ہیں۔ کہ ”احد“ اور ”لا شریک لہ“  
 ”لیس کمثلہ شئی“۔ کے معنی خالص توحید کے نہیں بلکہ ایسی توحید کے ہیں جو کثر  
 کو مضمّن ہو۔ اور خالص توحید کے معنی مسلمان لغت والوں نے اپنے عقیدے  
 موافق گھڑ لئے ہیں۔

جو تمہارا جواب وہ ہمارا جواب۔

سوال:- خاتم کے معنی زینت کے بھی ہو سکتے ہیں۔ خاتم النبیین کے معنی زینت النبیین  
 کیوں نہیں ہو سکتے؟

جواب:- خاتم انگوٹھی کے معنوں میں ضرور استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اس سے حضور ﷺ  
 کی توہین ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء تو بمنزلہ جسم عروس  
 ہیں اور حضور کی حیثیت محض انگوٹھی کی ہے اور ظاہر ہے کہ انگوٹھی پہننے والے سے انگوٹھی  
 کی قیمت کم ہوتی ہے۔ لہذا یہ معنی متروک ہیں۔

سوال:- خاتم کے معنی مہر کے کیوں نہیں؟ یعنی وہ جس پر مہر کر دیں نبی ہو جائے۔  
 جواب:- خاتم، مہر کو بھی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ صحیفہ کو کامل کرنے کے لئے آخر  
 لگائی جاتی ہے۔ اس لئے اس صورت میں معنی یہ ہوں گے۔ صحیفہ نبوت کے آخر  
 کلمات آپ ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ جس پر مہر لگادیں وہ نبی ہو جائے۔ یہ معنی غیر عربی اور  
 صحیح ہیں۔ جیسا کہ حوالہ جات میں گزر چکا ہے۔

سوال:- النبیین سے مراد تشریحی نبی ہیں۔ غیر تشریحی نہیں ::

جواب:- تشریحی اور غیر تشریحی کی تقسیم ایجاد بندہ ہے۔ قرآن کے نزدیک  
 ہر نبی صاحب کتاب و شریعت ہوتا ہے۔

اور الف لام اصل میں استغراق کے لئے ہوتا ہے۔ اگر کوئی قرینہ مانع ہو تو  
 عہد کے لئے دیکھو کتب لغت و نحو۔ علامہ ابوالباقلیات میں فرماتے ہیں وقال  
 اهل الاصول والعربية لام التعريف سواء دخلت على الفرد او

الجمع تفيد الاستغراق الا اذا كان معهما  
گے۔ نہ بعض۔

لفظ ”آخر“

”خاتم“ کے معنی متفقہ طور پر اہل لغت  
مصنف نے رنگ بدلا۔ اور آخر کے معنی بے  
کیا جو ابوتمام کے حماسہ اور دیوان خاتم طائی م

شہری و دئی وشک

لاخر غالب اب

اور نہایت چالاکی سے عمد اذوالفقار علی  
زیاد نے میری دوستی اور شکر دور بیٹھے ایسے شخص  
ہمیشہ کے لئے عدیم النظیر ہے خرید لیا ہے  
اول تو مولوی ذوالفقار علی صاحب کی  
ہزار ہا ادیب اور لغوی کئی ایک اشعار کی شرح  
رکھتے ہیں۔ دوم ”آخر“ کے معنی ”بے نظیر“ اور  
کے نام سے بچہ واقف ہے۔ جو بہت سی کہ

ہیں:- اشترئ ربیع علی بعدہ منی  
رجل یبقی من بنی غالب ابدآ۔

علامہ موصوف نے ”آخر“ کا ترجمہ اور شرح یہ  
یعنی جب تک بنی غالب کا ایک فرد بھی باقی۔

اسی طرح علامہ خالد جو الفاظ کی شرح اور  
ہیں ”لاخر غالب“ کے متعلق کہتے ہیں یبقی

عربی شارحین کی عبارتوں سے واضح ہو  
مثیل اور عدیم النظیر کے غلط ہیں، اور خلاف لفظ

اعتراض:- علامہ سیوطی نے امام ابن تیمیہ کو ”آخر الجہدین“ کہا ہے؟  
 الجواب:- بے شک علامہ سیوطی امام ابن تیمیہ کو ”آخر الجہدین“ سمجھتے تھے ان کے نزدیک یہ حقیقت تھی ان کو امام موصوف کے اجتہاد اور علم و ثوق اور یقین تھا۔ مگر یہاں آخر کے معنی مجازی اور غیر حقیقی بھی لیں تو بھی ہمیں مضرت کیونکہ یہ ایسے انسان کا قول ہے جس کو کامل علم عطا نہیں ہو مستقبل کی باتوں کو نہیں اور اپنے ذاتی علم اور حسن ظن کی بنا پر ایک ذاتی رائے قائم کرتا ہے جو دین اور شرع نہیں اسکا یقین اور ایمان وہی ہے جو اس کے الفاظ ہیں۔ مگر اس کے بعد بھی اگر اس کی ذاتی رائے کو غیر صحیح ثابت کر دے تو عین ممکن ہے۔ پھر سے کہاں لانا ہے کہ خدا جو عالم الغیب ہے۔ اور جس کے سامنے ماضی و مستقبل کا سوال ہی اٹھ جاوے وہ بھی محض حسن ظن کی بنا پر کچھ فرمادے؟ اور زمانہ اس کے قول و فرمان کو (معاذ اللہ) ثابت کر دے۔ خدا نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا اور حضور اس کی تشریح کی ہے کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد نبوت اور رسالت ختم ہو چکی ہے تو حسن ظن یا علم ناقص نہ تھا بلکہ کامل علم اور شریعت کے طور پر فرمایا تھا خدا کے کلام اور رسول ﷺ کی تشریح کو ناقص اور نامکمل علم رکھنے والے انسانوں کی تشبیہ دینا محض جہالت ہے، خدا نے رسول کو خاتم النبیین یہ جانتے ہوئے کہا کہ بعد ہر قسم کی نبوت منقطع ہے اور آنحضرت ﷺ نے جو تشریح فرمائی تو یہ ایمان بردہ جی خدا تھا رکھتے ہوئے فرمائی کہ آپ کے بعد طبعی طور پر کوئی نبی یا رسول شرعی بالکل خدا کی طرف سے نہ آئے گا۔ بلکہ ساتھ ہی نبوت کے مدعیان باطل و جالوں کذابوں کی اطلاع دی تاکہ امت باخبر رہے۔

اس کے علاوہ جو شخص بھی کسی دوسرے کو خاتم الاولیاء یا خاتم الشعراء وغیرہ کہتا ہے ظن یا اپنے وثوق کی بناء پر کہتا ہے۔ اور فی الحقیقت وہ اس کو ویسا ہی سمجھتا ہے۔ مگر یہ امر یاد رکھنا چاہیے کہ اس کے الفاظ وحی یا الہام نہیں اور نہ کہنے والا پیغمبر یا خدا ہے۔ بس یہی فرق ہے۔

آخر کے معنی ”الفرائد الدریۃ“ میں لکھے ہیں۔

۱۔ ممکن ہے سیوطی کی مراد الجہدین میں الف لام عہدی ہو ۱۴۰ھ۔

## باب سوم

## حیات مسیح علیہ السلام

مرزا صاحب کے کاذب ہونے

حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ

نظری کے اس سے انکاری ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ آپ

کوئی امر محال نظر نہیں آتا۔ جس ذات باری نے اپنی

محض سے خلعت وجود بخشا اور گونا گوں مخلوق بلا اسباب

آگے یہ کون سی مشکل ہے کہ ایک انسان کو ہزار دو ہزار

پر اٹھالے۔ بڑی مشکل آج کل کے فلسفی طبع اصحاب

ایسا ہونا قانون قدرت کے خلاف ہے۔ سو مناسب

پاک و احادیث سے ثبوت دینے سے پہلے قانون قدر

اس مسئلہ حیات مسیح میں اگرچہ ہمارے مخالف

”ہم وفات مسیح کے اس لئے قائل نہیں کہ گویا یہ

رکھنے پر قادر نہیں۔“ (پاک بک مرزائیہ ص ۷۳)

مگر یہ سب ظاہری دھوکا اور فریب ہے۔ حقیق

مومن باللہ نہیں ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً عوام کو یہی کہہ کر

”نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت

خاک کی جسم کے ساتھ کرۂ زمہریر تک پہنچ سکے، اگر فرض

ان (حضرت مسیح) کا تسلیم کر لیں۔ تو کچھ شک نہیں

فرتوت ہو گئے ہوں گے۔“ (ازال اوہام ص ۳۰، ۳۱)

لہذا انسب یہی ہے کہ ہم قانون قدرت کے

مرزا سے بود او کمزور ثابت کریں۔ ملاحظہ ہو مرزا صاحب

”جاننا چاہیے کہ نیچر کے ماننے والے اس خیال پر زور دیتے ہیں کہ یہ بات بدیہی ہے کہ جہاں تک انسان اپنی عقلی قوتوں سے جان سکتا ہے وہ بجز قدرت اور قانون قدرت کے کچھ نہیں یعنی مصنوعات و موجودات موجودہ مشودہ پر نظر کرنے سے چاروں طرف یہی نظر آتا ہے کہ قدرت نے جس طرح پر جس کا ہونا بنا دیا بغیر خطا کے اسی طرح ہوتا ہے اور اسی طرح ہوتا اور اسی طرح پر ہوگا اور اصول بھی وہی سچے ہیں۔ جو اس کے مطابق ہیں میں کہتا ہوں کہ بلاشبہ یہ سچ ہے مگر کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ قدرت الہی کے طریقے اسی حد تک ہیں جو ہمارے شاہدہ میں آچکے اور جو امر ہماری سمجھ اور مشاہدہ سے باہر ہے وہ قانون قدرت سے باہر ہے“

”قوانین قدرت یہ غیر متناہی اور غیر محدود ہیں۔ ہمارا یہ اصول ہونا چاہیے کہ ہر ایک نئی بات جو ظہور میں آئے۔ پہلے ہی اپنی عقل سے بالاتر دیکھ کر اس کو رد نہ کریں بلکہ اس کے ثبوت یا عدم ثبوت کلاں جانچ لیں۔ اگر وہ ثابت ہو تو اپنے قانون قدرت کی فہرست میں اس کو بھی داخل کر لیں۔ اگر ثابت نہ ہو تو کہہ دیں ثابت نہیں۔ مگر اس بات کے کہنے کے ہم مجاز نہیں کہ وہ امر قانون قدرت کے باہر ہے۔ قانون قدرت سے باہر کی چیز کو سمجھنے کیلئے ہمارے لئے ہے کہ ہم ایک دائرہ کی طرح خدا تعالیٰ کے تمام قوانین پر محیط ہو جائیں۔ اور بخوبی ہمارا فکر اس بات پر احاطہ تام کر لے کہ خدا تعالیٰ نے روز ازل سے آج تک کیا کیا قدرتیں ظاہر کیں اور آئندہ اپنے ابدی زمانہ میں کیا کیا ظاہر کریگا۔ کیا وہ جدید قدرتوں کے ظاہر کرنے پر قادر ہو گا یا کولھو کے تیل کی طرح انہیں چند قدرتوں میں مقید اور محصور رہے گا اگر انہی میں مقید رہیگا۔ تو باوجود غیر محدود الوہیت اور قدرت کے یہ مقید اور محصور رہنا کس وجہ سے ہو گا کیا وہ آپ ہی عاجز آئے گا۔ یا کسی دوسرے طاہر نے اس پر جبر کیا ہو گا۔ بہر حال اگر ہم خدائے تعالیٰ کی قدرتوں کو غیر محدود مانتے ہیں تو یہ جنون اور دیوانگی ہے کہ اس کی قدرتوں پر احاطہ کرنے کی امید رکھیں۔ اس صورت میں نقص پیش آتا ہے کہ ہمارا ناقص

تجربہ خدائے ازلی وابدی  
 (ص ۱۱۲، ۱۵۳ سرچشمہ آریہ) (پہلے صفحہ)  
 اور بے ایمانی بھری ہوئی ہے  
 کو پورا پورا قانون قدرت خیر  
 ختم کر دینا ان پست نظروں کا  
 کہ چاہیے شناخت نہیں کیا  
 حکمتوں کی ابھی تک انسان  
 لیاقت و طاقت ایسی نظر آتی  
 یہ بھاری غلطی ہے کہ وہ قانون  
 الوجود حد بست ہو چکی ہے۔  
 لئے کوئی سبیل باقی نہ رہتا امور  
 توڑتا رہا۔ جب کبھی کوئی جد  
 ظہور پکڑتا رہا ہے تو ایک  
 موجب ہوا ہے۔ جس سے  
 رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان  
 اور کبھی ایک نقشہ پر ہرگز قائم  
 چھپا ہوا ہے۔ جس کی نسبت  
 کر اور طرز حلیہ سوائیا  
 ۳۸، ۳۹) اب خلاصہ اس  
 نہیں کہ ایک حقیقت ثابت  
 ان افعال سے مراد ہے جو قدر  
 اپنی قدرتوں کے دکھانے  
 طرف کو کھسک گیا یا خارجی  
 نوع میں ہونے کی وجہ

میں سے بعض کو نادر طور پر کبھی کسی زمانہ میں خاص طاقتیں۔ اعلیٰ قوتیں عطا ہوتی ہیں۔ مشاہدہ سے ثابت ہوا ہے کہ بعض نے اس کے زمانہ میں تین سو برس سے زیادہ عمر پائی جو بطور خارق عادت ہے (ص ۴۶) کچھ تھوڑا عرصہ گزرے کہ مظفر گڑھ میں ایک بکر پیدا ہوا جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا تھا جب اس کا شہر میں چرچا پھیلا تو میر کالف صاحب ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ کے رو برو ہو گیا تو قریب ڈیڑھ سیر دودھ اس نے دیا۔ وہ بکر اعجاب خانہ لاہور میں بھیجا گیا (ص ۴۷) تین معتبر اور ثقہ اور معزز آدمی نے میرے پاس بیان کیا کہ ہم نے پچشم خود چند مردوں کو عورتوں کی طرح دودھ دیتے دیکھا ہے۔ بلکہ ایک نے ان میں سے کہا کہ امیر علی نام ایک سید کا لڑکا ہمارے گاؤں میں اپنے باپ کے دودھ سے پرورش پایا تھا۔ کیونکہ اس کی ماں مر گئی۔ (ص ۴۷) بعض نے یہ بھی دیکھا کہ چوہا خشک مٹی سے پیدا ہوا۔ جس کا آدھا ہٹھڑ تو مٹی کا تھا اور آدھا چوہا بن گیا فاضل قرشی نے لکھا ہے کہ ایک بیمار کا کان بہرا ہو گیا۔ کان کے نیچے ایک ناسور پیدا ہو گیا۔ آخر سوراخ ہو گئے۔ اس سوراخ کی راہ سے وہ برابر نکل لیتا تھا۔ طبیوں نے اڑی میں سوراخ ہو کر مدت تک پانخانہ آتے رہنا تحریر کیا ہے، (ص ۴۸) (معجزہ شق القمر پر اعتراض کا جواب یہ دیا کہ ”باقی رہا یہ سوال کہ شق قمر۔ ماسٹر صاحب کے زعم میں خلاف عقل ہے یہ ماسٹر صاحب کا خیال ماسر قلت تدبر سے ناشی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جو کام قدرت نمائی کے طور پر کرتا ہے وہ کام سراسر قدرت کاملہ کی ہی وجہ سے ہوتا ہے جس ذات قادر مطلق کو یہ قدرت حاصل ہے کہ چاند دو ٹکڑے کر سکے اس کو یہ بھی تو قدرت حاصل ہے ایسے پر حکمت طور سے یہ فعل ظہور میں لادے کہ اس کے انتظام میں بھی کوئی خلل نہ ہو اس وجہ سے تو وہ سرب شکتی مان اور قادر مطلق کہلاتا ہے“ (۵۸)۔

(یعینہ یہی جواب مسئلہ حیات مسخ میں ہماری طرف سے ہے۔ کہ اس مسئلہ بجائے فلسفیانہ موشگافیوں کے۔ یہ دیکھنا چاہیے کہ حضرت مسیح کا صعود الی السماء قرآن ثابت ہے یا نہ۔ اگر ثابت ہو جائے تو پھر جس قادر مطلق نے اسے آسمان پر اٹھایا ہے



لوگوں کے لئے اسے ایک نشان قدرت مٹا ہے کہ اس کی آمد و رفت کے وقت ”کرازم کو معدوم کر دے اور انسانی قوی پر جس قدر سے محفوظ رکھے۔ (ناقل)۔

”یہ بات ہم مکرر لکھنا چاہتے ہیں کہ قدرت سے انکار خدائے تعالیٰ ہے۔ کیونکہ اس صورت میں تمام خدائی اس کی باطن سرب شکستہ مان اور قادر مطلق تسلیم کیا جا۔ کو قدرت کے بے انتہا اسرار کا محکمہ اور دعویٰ پر اس قدر اعتراض وارد ہوں قاعدہ ہے کہ جو بات اپنی عقل سے باہر ہے۔ حالانکہ بلند تر از عقل ہونا شے

(مس ۱۶۶۰ سرمد چشم آریہ معنف مرزا صاحب)۔

”خدا کی قدرتوں کے اسرار اس قدر ہیں جب سے خدا نے مجھے یہ علم دیا ہے کہ در عمیق اور وراء الور اور ایک لایدر کہ کہلاتے ہیں پکے کافر سمجھتا ہوں۔ اور

(چشم معرفت مس ۲۶۹) ﴿خ ۸۱ ص ۲۳﴾

اسی طرح براہین احمدیہ وغیرہ کتب اقرار ہے۔ اور انسانی تجربہ و مشاہدہ کے ناگہ گئی ہیں۔ الغرض حیات مسیح علیہ السلام دراصل کفر باطنی اور رگ دہریت کا سبب

ثبوت حیات مسیح علیہ

حضرات انزول قرآن کے وقت



چڑھا دیا۔ (ازالہ اوہام ص ۳۸۰، ۱۶۵۶، ۲۵۱) ﴿﴾  
مگر قرآن مجید نے اس عقیدہ کو کلمتی قرار دے  
جانا ظاہر کیا ہے۔

## دلیل اول

اذ قال الله يعيسى انى متوفيك و  
كفروا الاية. (سورہ ال عمران ۶۷) جب  
پور لینے والا ہوں اور اپنی طرف تجھے اٹھالینے و  
کرنے والا ہوں۔ اس آیت میں حضرت عیسیٰ  
مرکب انسان تھے۔ یہ آیت وعدہ ہے مسیح مخاطب  
دیا گیا تھا جب یہود حضرت مسیح کو قتل کرنے اور  
پکڑنے آئے۔ و مکر و او مکر اللہ۔ واللہ خبی  
مرزا صاحب رالم ہیں:-

”یہودیوں نے حضرت مسیح (کے لئے قتل و)  
مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا  
﴿خ ص ۱۰﴾ ﴿خ ص ۳۹۳ ج ۷﴾

آیت قرآن و حکایت مرزا قادیان سے  
بچانے کا وعدہ تھا۔ آیت مطہرک یعنی تجھے کفای  
کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس صحابی و  
آنحضرت ﷺ نے زیادتی علم قرآن کی دعا بھی  
﴿خ ص ۲۲۵ ج ۳﴾  
فرماتے ہیں:-

فَاجْتَمَعَتِ الْيَهُودُ عَلَيَّ قَتْلِهِ فَاخْبَرَهُ اللَّهُ  
مِنْ صُحْبَةِ الْيَهُودِ (نسائی و ابن مردودہ ذکرہ فی السرا

یعنی جب یہود مسیح کو قتل کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے دی کہ میں تجھے آسمان پر اٹھاؤں گا اور کفار یہود کی صحبت سے پاک رہے۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے یہود کی تدبیر سو کے مقابلہ پر اپنی تدبیر خیر کا ذکر کر کے مقرر شدہ سنت ہے کہ وہ صاحب کتاب انبیاء کے معاملہ میں کفار کے کفار پر الٹ دیا کرتا ہے اور جلد یا بدیر اسی معاملہ میں اپنے انبیاء کو اٹھاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ النَّسِيءُ إِلَّا بِأَهْلِهِ (فاطر ۵) یعنی بری تدبیر اس کے کرنے والے پر ہی الٹ پڑتی ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے لکھا: ”خدا کا مکر اس حالت میں کیا جاتا ہے جب ایک شریر آدمی کے پوشیدہ منصوبوں کو اس کے سزایاب ہونے کا سبب ٹھہراتا ہے۔ تو اس سے یہی خدا کا مکر ہے جو مکر کرنے والے کے پاداش میں ظہور میں آتا ہے۔ کافروں نے ایک بد مکر (رسول ﷺ) کو ہمیشہ کے لئے مکہ سے کر دینے کا ناکل کیا اور مکہ سے نکال دیا اور خدا نے نیک مکر کو اس رسول کی فتح کا موجب ٹھہرا دیا۔ خدا کے اس قسم کے کام بھی ہیں کہ جس گڑھے کو ایک بذات ایک شریف کے لئے کھودتا ہے، اسے ہاتھ سے اسی میں اس کو ڈال دیتا ہے“ الخ۔ (بشمیر معرفت ص ۲۳۶)

اسی طرح حضرت مسیح کے متعلق خدا نے یہود کے مکر کو انہی پر ڈال دیا۔ پچانے اور زندہ اٹھانے کا وعدہ دیا اس وقت بالقاض مرزا صاحب نے لکھا: ”یہودی اس فکر میں تھے کہ آجنگاہ کو بذریعہ صلیب قتل کر دیں“ (بشمیر معرفت ص ۱۵۰-۱۵۳-۲ حاشیہ)

ولہذا صاف عیاں ہے کہ وعدہ تطہیر وغیرہ بھی اسی وقت کے لئے تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ وعدہ کے الفاظ صاف:-

”دلالت کرتے ہیں کہ وعدہ جلد پورا ہونے والا ہے اور اس میں

نہیں“ (آئینہ کالات ص ۳۶-۳۰-۲) الخ ص ۲۶۶

پس اگر اس جگہ تو فی کے معنی موت اور  
 یہود کا مکر کامیاب اور خدا کی تدبیر نہ  
 کذب و دروغ ٹھہرتا ہے چونکہ ایسا  
 ہو سکتے ہیں۔ اَلتَّوَفَّىٰ اَخَذُ الشَّيْءُ  
 یعنی تو فی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا  
 در اہمی ”میں نے اس سے اپنے دل  
 چنانچہ مرزا صاحب نے الہام متوفیک  
 ”میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا

حاشیہ (بخ، ص ۶۲۰ ج ۱)

الغرض خدا نے حسب وعدہ مسیح کو اپنی  
 کہ حضرت ابن عباسؓ جن کے متعلق م  
 نبوی ﷺ قرآن سمجھنے میں اول نمبر  
 ”فَبَعَثَ اللّٰهُ جِبْرِیْلَ فَاَذْخٰ  
 اِلَى السَّمٰوٰتِ مِنْ تَلٰکَ الرُّوٰدِ  
 فَاقْتَلُوْهُ وَصَلَبُوْهُ“۔ جب وہ  
 اندر پہنچا تو خدا نے جبرائیلؑ  
 یہودی کو مسیح کی شکل پر بنا دیا پس

(جلد ۲ ص ۲۳۸)

اسی روایت کو درمنثور میں عبد ابن حمیر  
 کثیر اور امام سیوطی نے بھی اس کی سر  
 ابن جریر نے جو عند المرزا ”نہایت معتبر  
 (بخ، ص ۲۶۱ ج ۲۳) ابو مالک سے اور ع  
 مَنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لِيَتَّوْمِنُوْا بِ  
 اس روایت کے متعلق بعض جہال کہہ

عیسائیوں کی کتب سے لیا ہے۔ وہ جلد باز بد فہم انسان اتنا بھی نہیں جانتے کہ ہم یہ کہہ کر مرزا کے پاؤں میں کلبلاڑی مار رہے ہیں کیونکہ مرزا صاحب خود اقرار ہی ہیں کہ نصاریٰ کے تمام فرقے مسیح کے صلیب پر مرنے اور تین دن تک مرے رہنے کے قائل ہیں جیسا کہ ہم پہ قول مرزا درج کر آئے ہیں۔ اندریں صورت نصاریٰ کا یہ عقیدہ ہی نہیں کہ مسیح قبل از صلیب آسمان پر اٹھایا گیا تو یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ ابن عباسؓ کی روایت ان کے خیال پر مبنی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ بوجہ دعاء نبوی قرآن کو سب سے اچھا سمجھتے تھے۔ (ازالہ)

ج ۳ ص ۳۷۵

اور مقدمہ تفسیر ابن کثیر میں ان کا بار بار آنحضرت ﷺ کو قرآن سنانا، اور مطالب و مضامین قرآن کا سمجھنا مذکور موجود ہے اور یہ روایت قرآن کی کسی آیت یا آنحضرت ﷺ کی کسی حدیث کے خلاف بھی نہیں ہے۔ لہذا یقیناً یہ تعلیم نبوی ہے اور فہم عطاء ربی ہے جو سراسر قرآن پاک کا موید اور خدا کی سنت ”وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّءُ إِلَّا بِأَهْلِهِ“ کا مثبت ہے۔ پس اس سے منہ پھیرنا اللہ تعالیٰ کی سنت مندرجہ قرآن (مسلمہ زاتیانی) کو ملیا میٹ کرنے کے برابر ہے۔ ”وَمَا يَقُولُ بِهِ أَحَدٌ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ“۔

## رفع کے معنی

جب رَفَعَ يَرْفَعُ رَفَعًا فَهُوَ رَافِعٌ میں سے کوئی بولا جائے جہاں اللہ تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول ”جوہر“ (جو ”عرض“ نہ ہو) اور صلہ الی مذکور ہو اور مجرور اس کا ضمیر ہو اسم ظاہر نہ ہو اور وہ ضمیر فاعل کی طرف راجع ہو۔ وہاں سوائے آسمان پر اٹھانے کے دوسرے معنی ہوتے ہی نہیں:

## دوسری دلیل

مرزا صاحب کے صلیبی اعتقاد کے مردود اور حضرت مسیح کے آسمانی صعود اور مکر یہود بے سود نالود ہونے کی یہ آیت ہے ”وَإِذْ كَفَفْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ الْآيَةَ“ ✓

(سورہ المائدہ ۵۷)

من جملہ ان نعمتوں کے جو مسیح کو دی گئیں ایک  
وہ وقت یاد کر جب میں نے بنی اسرائیل کے  
صاف منظر ہے کہ یہود مسیح کو صلیب پر چڑھا کر  
لگا سکتے تھے پس ”مَتَوَفِّيكَ وَرَأْفِعُكَ وَمُنْ  
والا تھا وہ سوائے رفع آسمانی بمعہ جسم اور کوئی

مرزائی

آنحضرت ﷺ کے متعلق بھی وعدہ تھا  
کا دانت شہید کیا گیا۔

الجوا

”يَعْصِمُكَ“ میں وعدہ جان سے بہ  
زخمی ہونا وغیرہ اس کی مزید تشریح کر رہا۔  
جان کی حفاظت کے لئے صحابہ کرام کی جرح  
جیسا کہ مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے۔

”چند صحابی کو برعایت ظاہر حفاظت کے  
آیت نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ  
تمہاری حفاظت کی ضرورت نہیں۔ (۔)  
پس جس بچاؤ کا وعدہ ہے وہ کما حقہ پورا  
دیکھئے مرزا صاحب کو بھی تو یہ الہام ہوا تھا  
﴿بخ ص ۶ ج ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰﴾

اخلیفہ قادیان نے حال ہی میں جلسہ لائپزگر کی تقریر میں  
النفاس مکروہوں نے سارا زور لگایا کہ آپ کو قتل  
ص ۱۴ (۸) نہ

”مگر کیا مرزا پر اس کے بعد اینٹوں اور پتھروں کی بارشیں نہیں ہوئیں  
قسم کے مقدمات میں سخت تکالیف حتیٰ کہ کئی کئی گھنٹے عدالت میں  
پر مجبور تھے۔ پانی پینے تک کی اجازت نہ ملتی تھی“ (ملاحظہ ہو القول  
محمود احمد ص ۵۵ و سیر مسیح موعود ص ۳۵ وغیرہ)

الحاصل عصمت کا لفظ حفاظتِ جان پر بولا گیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں سے  
بیٹے نے جبکہ وہ طوفان میں مبتلا تھا کہا ”سَاوِیْ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصَمُنِیْ  
میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا جو مجھے پانی میں ڈوبنے سے بچائے گا۔

بخلاف اس کے ”كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ“ میں کفار کے ہاتھوں کو  
فرمایا گیا ہے۔ اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ بعض  
ہمراہ ایک دفعہ یہود بنی نضیر کے گاؤں میں گئے اور انہوں نے مسلمانوں کو  
ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو اطلاع دے دی۔ آپ ﷺ  
سے نکل آئے کفار اپنا سامنہ لے کر رہ گئے (تفسیر معالم وغیرہ)

اسی کو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں یوں بیان فرماتا ہے۔ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
نِعْمَتُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ  
عَنْكُمْ“ (آئدہ ۲۷)

مسلمانوں وہ وقت یاد کرو جب یہود تم پر ہاتھ پھیلا رہے تھے اور ہم نے  
تم سے روک رکھے

ایسا ہی حضرت مسیح کا معاملہ ہے یہودنا مسعود نے انہیں پکڑنے اور تکلیف  
کوشش کی خدا نے اس کے ہاتھوں تطہیر اور زندہ اٹھالینے کا وعدہ دیا جو  
پورا ہو گیا۔ قلہ الحمد۔

نوٹ :- اس آیت (كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ) میں ”كَفَّ“ کا مفعول  
کو بنایا ہے نہ کہ ضمیر مخاطب کو۔ یعنی میں نے دور ہٹائے رکھا بنی اسرائیل  
یہودی نضیر کی اس شرارت پر انہیں یہ وبال ہو چکا کہ وہ جلا وطن کر دئے گئے (تفسیر ابن کثیر سورہ حد



سے۔ یہ نہیں فرمایا ”كَفَّفْتُكَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ“  
 کیونکہ ضرر پہنچانے کا ارادہ یہودیوں کا تھا پس  
 (دوم) یہ کہ ”كف“ کا صلہ ”عَنْ“ ذکر کیا ہے جو  
 کے بارے میں ارشاد ہے ”لَنَصْرِفَ عَنْهُ الدِّينَ“  
 سے برائی اور بے حیائی کو دور ہٹادیں یہ نہیں  
 اگر یہ ہوتا تو شبہ ہوتا کہ یوسفؑ کے دل میں  
 برائی اور ہدی کے ارادہ کو ہی دُور دُور رکھا اور  
 اللہ نے یہود کو حضرت مسیحؑ سے دُور دُور رکھا۔

### تیسری دور

جو مدعا بالالا کی مؤید ہے یہ ہے کہ حضرت  
 پر لے جانے کو حضرت جبرائیل علیہ السلام  
 جن کو ”علم قرآن بہ دعاء نبویٰ حاصل تھا“ مذہب  
 میں بار بار توجہ دلائی گئی تھے تفصیل اس کی یوں  
 جبرائیلؑ آتے رہے مگر اس طرح کا واقعہ کسی نبی  
 ساتھ یعنی یہ کہ جبرائیلؑ انہیں دشمنوں کے زہر  
 یہی وجہ ہے کہ خاص مسیحؑ کے متعلق آیات میں  
 (سورۃ بقرہ کو ع ۳۱) ”ہم نے مسیحؑ کو جبرائیلؑ  
 اسی طرح خدا تعالیٰ قیامت کے دن  
 بِرُوحِ الْقُدُسِ (سورۃ مائدہ ع ۱۵) اے عیسیٰؑ  
 سے تائید بخشی یعنی آسمان پر زندہ اٹھالیا۔ تائید  
 آیات بالالا کی موجودگی میں یہ اعتقاد رکھنے  
 چڑھا دیا اور آپ کے ہاتھوں میں میخیں ٹھونکیں۔ ایک  
 باعانت جبرائیل علیہ السلام بحکم و بموجب وعدہ اللہ

کے ہاتھوں میں بتلائے آلام ہونے سے پیشتر زندہ آسمان پر آ

## سوال

جبکہ دیگر تمام انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں رحمت  
حضرت مسیح کی کیا خصوصیت تھی کہ انہیں آسمان پر اٹھالیا۔ آنحضرت

## الجواب

چونکہ ہر مقدر یونہی تھا کہ حضرت مسیحؑ نہ صرف بلا باب  
عرصہ دراز تک زندہ رہنے اور آسمان پر اٹھائے جانے کے  
اور آخری زمانہ میں ان کے ہاتھ سے خدمت اسلام لے کر  
دو بالا کیا جائے کہ آپ کا وہ مرتبہ ہے کہ مستقل اور صاحب  
آپ کی اتباع کو اپنی سعادت سمجھیں۔ حتیٰ کہ امت محمدیہ  
بھی بنیں اور گواہی دیں کہ ”تَكْرِمَةُ اللَّهِ هَذِهِ الْاُمَّةُ“  
اسلام) اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر اٹھالیا۔

## مرزائیوں سے ایک سوال

صاحبان! آپ مسیحؑ کی ولادت بلا باب کو مانتے ہیں  
تقریحات موجود ہیں پس بتلائے کہ کیا وجہ ہے خدا  
دونوں کے ذریعہ پیدا کیا مگر مسیحؑ کو بلا باب؟ جو جواب تم اس  
جواب موجود ہے۔

## چوتھی دلیل

آیات متذکرہ بالا سے بوضاحت ثابت ہو چکا ہے کہ خدا  
ہے حضرت مسیحؑ کو بکلی محفوظ رکھا اور انہیں اپنی طرف اٹھا  
کہ اللہ نے حضرت مسیحؑ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے ”وَجِئْهَا فِ

مسیح دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی صاحب  
 کہ یہود نے آپ کو صلیب پر چڑھا دیا کیونکہ بائبل  
 لعنتی ہے تو یہ سراسر دنیاوی وجاہت کے منافی و مغا  
 اعتقاد رکھنا کہ وہ صلیب پر چڑھائے گئے ایک لعنتی ع  
 خلاف وجاہت سمجھتے ہیں چنانچہ راقم ہیں:-

”وَجِبْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ“ دنیا میں  
 وجاہت یعنی عزت، مرتبہ، عظمت، بزرگی،  
 ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے ہیرودیس کے ع  
 غایت درجہ کی تحقیر کی گئی۔ سچی بات یہ ہے کہ  
 تشریف آوری سے شرف بخشا تو اس ملک میں  
 حال ہی میں ایک سکتہ ملا ہے اس پر حضرت علیؑ  
 ہوتا ہے کہ حضرت مسیح نے اس ملک میں آکر

ہندوستان میں (بخاری ص ۵۳ ج ۱۵)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ واقعہ  
 منافی ہے۔ باقی رہا ملک پنجاب میں مسیح کی آمد سو  
 ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واقعہ صلیب سے قبل حضرت مسیحؑ  
 وعدہ دیا تھا۔ پس کشمیر کا ڈھکوسلا خلاف قرآن ہے۔  
 ماسوا اسکے بفرض محال مان بھی لیا جائے تو بھی یہ وجا  
 جب ایک دفعہ انتہائی رسوائی ہو چکی، پھر عزت ملی  
 مسیح کو وجیہ قرار دیا ہے۔

پانچویں دلیل

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ

وَمَا صَلَّبُوهُ وَلَكِنْ شَبَّهَ لَهُمْ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ  
عَزِيزًا حَكِيمًا۔ (نساء ۲۲)

یہودی لعنت پڑنے کا ایک سبب ان کا یہ قول ہے کہ ہم نے  
کو قتل کر دیا۔ حالانکہ نہیں قتل کیا اس کو اور نہ صلیب پر چڑھایا اس  
کیا اور صلیب دیا اس شخص کو جو ان کے لئے مسیح کی شکل بنایا گیا یقیناً  
نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب  
آیت ”إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ“ میں جس بات کا  
کا ایسا آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ چونکہ بظاہر یہ کام بڑا خارق  
اس لئے ساتھ فرمادیا کہ تعجب نہ کرو یہ زبردست حکمت والے خدا  
نزدیک کوئی بات مشکل نہیں۔

(نوٹ) اس آیت میں حضرت مسیح کا ذکر ہے جو زندہ رسول تھا  
ہے۔ پس یہ کہنا کہ رفع سے مراد روحانی رفع ہے نظم قرآن کے

## اعتراض

”آیت ”بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ“ میں ”بَلْ اِبْطَالِيهِ“ نہیں  
کہ لفظ ”بَلْ“ قرآن میں نہیں آسکتا۔ (مرزا پاكٹ بک)

## الجواب

پھر تو یہ مطلب ہوا کہ کافر یہود سچے ہیں جو کہتے تھے  
کر دیا۔ اے جناب! تم نے خود بحوالہ کتب نحو لکھا ہے کہ ”جب خدا  
بغرض تردید، اس میں ”بَلْ“ آسکتا ہے“ (ص ۳۳۲)۔ یہی معنی  
خود مرزا جتھامانتے ہیں کہ اس جگہ لفظ بَلْ تردید قول کفار کے  
مصلوب مقتول ہو کر نہیں مر بلکہ خدا تعالیٰ نے عزت کے ساتھ  
اٹھالیا۔ (ازالہ ص ۱۵۹۱ ص ۲۵۴۶) ﴿خ ص ۲۲۳ ج ۳﴾

”رفع سے مراد وہ موت ہے جو عز

ج

وعدہ بلا توقف و بجلد رفع کا تھا ا

مسیح اسی وقت عزت کے سات مر گیا تھا او

یقیناً حضرت مسیح اسی زمانے میں فوت نہیں

اس وقت جو رفع ہو اوہ یقیناً زندہ آسمان

اسکے علاوہ رفع کے معنی عزت ک

خلاف ہونے کے مردود ہیں۔ بلکہ اس

سے گر جاتا ہے کیونکہ رَفَعَهُ اللّٰهُ كے

معنی جیسا کہ کتاب عربیہ اور تحریات مزرا

ہیں۔ پس یہ کہنا کہ زندہ اٹھالیا۔ پھر سات

متضاد کلام خدا کی شان سے بعید ہے۔ ا

ہیں تو بھی خلاف فصاحت ہے کیونکہ

فقروں میں بیان کرنا بھی شانِ بلاغت

ہم نے مسیح کو ماریا ان کے جواب میں

ہے۔ یہود کی تردید نہیں بلکہ تصدیق ہے حد

۶۱

رَفَعَهُ اللّٰهُ میں ”ہ“ کی ضمیر مسیح مع الجس

ا

اسمیں بھی وہی نقص ہے جو اوپر مذکور

## اعتراض

آنحضرت ﷺ دو مسجدوں کے درمیان دعاناگتے تھے اسی طرح ایک حدیث میں آیا ہے کہ متواضع بندے کا رفع ہو جاتا

## الجواب

چونکہ رفع کے پہلے تونی کا ذکر ہے اور تونی کے معنی حس مرزا ”پورا لینے“ کے ہیں۔ اس لئے اگر رفع کے معنی بقبض محال بلا جائیں تو ہمارے مدعا کے خلاف نہیں کیونکہ اس صورت میں مطلب آسمان پر اٹھایا گیا جیسا کہ مَتَوَفِّيكَ كَانَشَأَ حَسَّ سے اس کا مراد ہے اگر تونی کے معنی موت لیکر رفع درجات لیا جائے۔ تو یہ کیونکہ وعدہ بلا توقف و بجلد تونی اور رفع کا تھا۔ جو یقیناً اسی رفع کے معنی موت نہیں بلکہ زندہ اٹھانا ہیں۔

## اعتراض

رَفَعَهُ اللَّهُ فِي خَدَاكَ مِنْ خَدَاكَ طَرَفِ اِثْمَانِ رِقْمٍ قَوْمٍ هُوَ۔ آسمان کا

## الجواب

خدا کے لئے فوق و علو ہے۔ انہی معنوں سے قرآن میں مَن فِي السَّمَاءِ اَنْ يُّخَسِفَ بِكُمْ الْاَرْضَ..... اَمْ اَمِنْتُمْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا۔ (سورۃ الملک) کیا تم خدا سے آسمان پر ہے کیا تم اس ذات سے خوف نہیں کرتے جو آسمان پر دھنسا دے یا تم پر ہواؤں سے پھراؤ کر دے۔

ایسا ہی آنحضرت ﷺ انتظار وحی کے وقت آسمان کی طرف ”قَدَنَّا تَقَلَّبَ وَجْهَكَ فِي السَّمَاءِ“ البتہ ہم دیکھتے ہیں تیرا

کرنا سوہم تجھے اسی قبلے کی طرف پھیریں گے  
 اسی طرح خود مرزا صاحب نے رفعت اللہ کے  
 ”قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ کے  
 آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔“ (ازالہ ص ۱۱۳)  
 اس تحریر میں بعبارة النص رَفَعَهُ اللَّهُ  
 رہا یہ امر کہ مرزا صاحب نے روح کا اٹھایا جا  
 ہیں کہ یہ معنی یہود کی سرشت سے نکلے ہیں۔

### اعتراض

رَفَعَهُ اللَّهُ میں مسیح کا زندہ خدا کی طرف اٹھایا  
 انتہا کے لئے آتا ہے۔ کیا حضرت مسیح بلا فاصلہ

### جواب

رَفَعَهُ اللَّهُ کے معنی آسمان کی طرف  
 نے بھی آسمان کی تصریح کی ہے۔ اگر اس  
 صاحب راقم ہیں:-

”إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ

روحیں خدا کی طرف صعود کرتی ہیں اور

ص ۱۵۳-۱۵۴ (۲۱۸۳) ﴿خ ص ۴۳۳﴾

کیوں جناب! یہ روحیں جو خدا کی ط  
 چمٹ جاتی ہیں یا درمیان میں کچھ فاصلہ ہوتا

### چھٹی د

یہود و نصاریٰ متفقہ طور پر مسیح کی مور

نے ان کی تردید نہیں کی۔ بلکہ مسیح کا زندہ اٹھ

ہوسکتا تھا کہ مسیح جو آسمان پر اٹھائے گئے کیا وہیں فوت ہوں گے  
 رَفَعَهُ اللَّهُ“ والی آیت کے آگے یہ دیا کہ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ  
 قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (النساء)  
 اور نہیں ہو گا کوئی اہل کتاب سے مگر ایمان لائے گا عیسیٰ کے  
 پہلے اور عیسیٰ قیامت کے دن ان پر گواہ ہو گا۔

اس آیت نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ یہود و نصاریٰ مسیح کی موت  
 عقیدہ میں باطل پر ہیں اور مرزائے قادیان صلیب پر چڑھنے کے بعد  
 وہیں مدفون ہونے کے عقیدہ میں کاذب کاذب ہیں۔

## اعتراض

مسلمان کہتے ہیں کہ سب اہل کتاب مسیح پر ایمان لائیں گے یہ غلط ہے  
 نزول مسیح سے پیشتر فوت ہو چکے ہیں کئی مسیح کے نزول کے وقت مقتول ہو

## الجواب

اس آیت میں ان اہل کتاب کا ذکر ہے جو نزول مسیح کے بعد  
 لائیں گے چنانچہ الفاظ بہ اس پر دلیل ہیں فقرہ لِيَتُؤْمِنُوا  
 موكذبہ نون ثقیلہ ہے جو مضارع میں تاکید مع خصوصیت زمانہ  
 ہے“ (مرزائی پاکٹ بک ص ۵۰۲ و ص ۴۲۶)

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی جن کو خود مرزائی  
 مانتے ہیں اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں:- ”وہاں شیعہ کس از اہل کتاب  
 آورد و عیسیٰ پیش از مردن عیسیٰ و روز قیامت ہاں عیسیٰ گواہ بر این  
 میں اس کا حاصل مطلب یہ لکھتے ہیں (یعنی یہودی کہ حاضر شوند  
 را البتہ ایمان آرند۔“

۲- ”نہیں کوئی اہل کتاب میں مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ



موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہو  
مصنف مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول  
۳- وان من اهل الكتاب احد الا  
عیسیٰ وهم اهل الكتاب الذین  
ملة واحدة وهی ملة الاسلام وبهذا  
ابن جریر من طریق سعید بن جب  
الساری شرح صحیح بخاری جلد ۵ ص ۵۱۸، ۱۹،  
”ابن جریر جو نہایت معتبر اور ائمہ حدیث  
معرفت مصنف مرزا) ﴿خ ص ۲۶۱ ج ۳﴾ بلکہ ”  
۲۱۵۸ لاہور ط ۱ (آئینہ کمالات) ﴿خ ص ۱۶۸ ج ۱﴾  
اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ  
میں اول نمبر والوں میں ہیں اس بارے میں ان  
دعا بھی ہے“ (ازالہ اہام ص ۷۷-۷۸ ج ۱۰۲) ﴿خ ص  
کہ آیت ”إِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ“ میں وہ اہل ک  
پس وہ ایک ہی مذہب اسلام پر آجائیں گے۔ ا  
”کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنی  
لائیگا۔ دیکھو یہ بھی تو خالص استقبال ہی ہے  
کے زمانہ کی خبر دیتی ہے بلکہ ان معنوں  
(الحق دہلی ص ۳۲) ﴿خ ص ۱۶۳ ج ۴﴾  
مرزا صاحب نے آدھا ترجمہ صحیح کیا ہے  
یہ امر صاف ہے کہ آیت کا مطلب بلکہ ”والله  
اہل کتاب مسیح پر ایمان لائیں گے فہذا مراد مذ  
اعتراض

يُؤْمِنَنَّ قَبْلَ مَوْتِهِ كِي جگہ دوسری قرأت

بک بحوالہ ابن جریر (ایسا ہی مرزا صاحب نے اوپر کی منقولہ عبارت میں

## الجواب

قرآن پاک میں قبل موتہ مذکور ہے حضرت اُبیّؓ ہونے کے متروک ہے۔ حضرت عمرو دیکر صحابہؓ حضرت اُبیّؓ کی اس فرمائش سے جیسا کہ صحیح بخاری پارہ ۲۰ کے آخر میں ہے ”قال عمرٌو لندع من لحن اُبیّی“ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اُبی بڑے قاری لوگ ان کی غلط قراتوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور یہی حق ہے۔ ترجمہ صاحبؒ و مولوی نور دین صاحب بغور ملاحظہ ہو۔ نیز قبل جو ابن عباسؓ سے مروی ہے کذب محض ہے کیونکہ اس میں دور او خصیف دوم عتاب ابن بشر تقریب میں خصیف کے متعلق م الْحِفْظِ خَلَطَ بِأَخْرِهِ رُمَى بِالْأَرْجَاءِ“ (مرزا صاحب کی) والا اس پر مرجیہ ہونے کا الزام دھر گیا۔ میزان الاعتدال میں وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ تَكَلَّمَ فِي سُوءِ حِفْظِهِ وَقَالَ أَحْمَدُ أَيْضاً وَقَالَ عَثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَأَيْتُ عَلَى خَصِيفٍ عَلِيَّ بَيْتِ الْمَالِ“ یعنی ضعیف الحدیث اور سستی الحافظہ اور مر چور بھی تھا۔ بیت المال سے حضرت نے چادر اڑا کر امیر لٹھٹا پر لٹکالی۔ چه خوش!

اب سنئے! دوسرے صاحب عتاب کا احوال وہ بھی ضعیف میں ہے۔ ”قال النسائی ليس بذاك في الحديث وقال اصحابنا يضعفونه وقال علي ضربنا علي حديثه انه روايت کے جھوٹی اور بناوٹی ہونے پر یہ دلیل ہے کہ ہم ارشاد الس سے بحوالہ روایت ابن جریر انہی حضرت ابن عباسؓ کی صحیح السندر ہیں جس میں صاف الفاظ ہیں ”ليثومنن بعيسى قبل مس

موتہم والی روایت مردود ہے۔

اب سنے مرزائیوں کے ”پیغمبر اعظم“ کی الہامی

”کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں

نہ رکھتا ہو قبل موتہ قبل اس کے

طبعی موت سے مرگیا“ (ص ۲۱۵۳)۔

حضرات دیکھئے کس قدر پرفریب

قبل موتہ کی ضمیر بطرف مسیح پھیری ہے

اعوام

”یومئذ بہ کی ضمیر میں بھی اختلاف

آنحضرت ﷺ اور قرآن کی طرف

الجب

قرآن پاک میں توحیح کی طرف تہ

ولی اللہ صاحب اور ترجمہ مولوی نور دین او

ص ۳۲ الحق دہلی جو سب نقل کر آئے

قبل موت عیسیٰ ”خود تم نے اسی پاکر

”یہود کا ہر فرد حضرت عیسیٰ کے مصلور

اعوام

قرآن تو کہتا ہے کہ اہل کتاب میں

کے سب ایمان کیسے لائیں گے ماسوا

مسیح کے قتل کن کافروں پر قیامت تک

الجب

عداوت یہود و نصاریٰ کے وجود

ہو جائیں گے اس وقت سب عداوتیں مٹ جائیں گی  
 عداوت الی یوم القيامة ہے اور الی کا لفظ چٹ جا  
 کے معنی قریب ہوتے ہیں یعنی الی یوم القيامة  
 ہے کیوں کہ فنائے عالم کے بہت عرصہ کے بعد قیام  
 سے ثابت ہے جب کوئی آدمی ہی نہ زندہ ہوگا تو دشمن  
 الی کے معنی قرب کے کرنے ہوں گے۔

## اعتراض

جب سب مومن ہو جائیں گے تو پھر غلبہ کن کافروں

## الجواب

کافروں پر غلبہ اسی وقت تک ہے جب تک کا  
 رہیں گے سب مومن ہو جائیں گے اس وقت یہ سوال  
 قرآن میں بھی اور حدیث میں بھی سب کا مومن  
 میں یہ بھی آیا ہے کہ اس زمانے میں "لیس بین اثنا  
 لاتقوم الساعة" پھر اس کے بعد جب کافر ہو جائیں  
 نہ ہوگا۔ لہذا وہاں بھی یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ  
 ہے جب تک مومن رہیں غرض الی یوم القيامة سے

## دوسرا جواب

ایمان اور عداوت میں باہمی منافات نہیں ہے  
 میں نہ آئے تو قادیانیوں اور لاہوریوں کو دیکھ لیجئے کہ  
 ایمان کا بھی دعویٰ ہے لیکن آپس میں کتنی منافرت  
 نے صاف فیصلہ کر دیا کہ یہود و نصاریٰ کی عداوت موم  
 لئے قرآن میں الی یوم القيامة وارد ہے اس کا مطلقاً

ہم سابقاً قرآن مجید کی مت  
 اٹھایا جانا و نازل ہونا ثابت کر آ  
 میں بھی ان کے نزول کا ذکر ہے  
 نہیں کرتا اس لئے آمد کا ذکر  
 ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ  
 فَلَاتَمَنَّوْنَ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هَآءِ  
 إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ (انزور فرسے  
 اے نبی ﷺ جو نبی ابن مر  
 جل اٹھتے ہیں (انہیں اپنی بدذوق  
 نشانی ہے) (ان کو کہدے کیوں شان  
 از روئے نزول من السماء ہونے  
 شیطان تمہارا اکلاد دشمن ہے (جو نزن  
 اس ایمان سے علیحدہ کرنے میں  
 حضرت عبد اللہ بن مسعود  
 احمد میں مرفوعاً مروی ہے۔ ع  
 اسری برسول اللہ صلی  
 فتذاکرا والساعة فبدوا باب  
 فرد الحديث الى عيسى اب  
 فاما وجبتها فلا يعلمها الا الله  
 الحديث (ابن ماجہ ص ۳۰۹ باب تبت  
 معراج کی رات انبیاء  
 سب نے اس کے وقت سے لا

نے فرمایا، علم تو مجھے بھی نہیں البتہ مجھ سے وعدہ ہوا، قیامت  
 دجال کا ذکر فرمایا اور کہا کہ میں نازل ہو کر اس کو قتل کرو  
 اسی طرح بہت سی احادیث میں قیامت کے قر  
 آئندہ باب ثبوت حیات مسیح از احادیث میں نقل ہوں گی  
 آیت انه لعلم للساعة کی تفسیر میں حضرت ابن  
 علم قرآن حاصل تھا جو مرزا کو بھی مسلم ہے مسند احمد جلد او  
 جلد ۶ ص ۲۰ فتح البیان جلد ۸ ص ۳۱۱، ابن کثیر جلد ۹ ص  
 اس آیت میں مسیح کا نزول قبل از قیامت مطلوب مقصود۔  
 المفسرین کی تفسیر جلد ۲۵ ص ۲۸ میں ہے۔ اسی طر  
 ابو ہریرہ سے یہی روایت کی ہے۔ (در منثور جلد ۶ ص ۲۰)

## اعتراض

انہ کی ضمیر مسیح کی طرف نہیں قرآن کی طرف ہے

## جواب

قرآن پاک کی آیت و حدیث نبوی و اقوال صحو  
 دلیری کرنی سخت غلطی ہے اب آؤ ہم مرزا صاحب کے  
 ”قرآن شریف میں ہے انه لعلم للساعة یعنی  
 ساتھ تمہیں قیامت کا پتہ لگ جائیگا۔“ (ص ۲۱/۱ عجاز احمد  
 صاف ظاہر ہے کہ انہ کی ضمیر بطرف مسیح تسلیم کی گئی  
 اليهود لكانوا كافرين بوجود القيامة  
 لسان بعض انبيائه ان ابنا من قومهم ي  
 يكون آية لهم على وجود القيامة۔“ (ص ۹۰)  
 ﴿خ ص﴾

یعنی ایک فرقہ یہود کا قیام  
زبانی ان کو خبر دی کہ تمہاری قوم  
پر ایک نشانی ہے۔

اس عبارت سے ثابت ہے  
گھڑی اسی طرح خود مصنف مرزا  
اور ساعۃ سے مراد حقیقی قیامت

مسیح کا نزول تو آئندہ ہونا تھا  
نشانی نے مدت کے بعد آنا ہے تو

اے جناب ایک سچ سچ واقعہ  
کیا نا جائز ہے؟ یہاں تو کفار مخاطب  
موسیٰ جیسے مصدق و مصدق رسول  
إِلَى قَوْلِهِ فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا مَ  
اے موسیٰ قیامت بے شک

اس کے ماننے سے روک نہ دے  
کرے کہ موسیٰ کو قیامت پر شک نہ  
آؤ تمہیں تمہارے گھر سے  
آسمانی دنیا میں نہ ہونا تمہارے مسئلہ  
مرزا صاحب کا الہام کنندہ قبل از  
”الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُ  
کی طرف سے حق واقع ہو۔

کیوں جناب یہ کیا بات ہے کہ نکاح سے پہلے ہی شکر  
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

## آٹھویں دلیل

وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل  
يكون عليهم شهيداً من ظاهرو عياناً ہے کہ حضرت مسیح آخ  
من السماء وفات پائیں گے اور قیامت کے دن یہود و نصاریٰ  
مزید تشریح و تائید آیت ذیل سے ہوتی ہے:-

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَعْيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلذِّ  
لْهِينِ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُ  
إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعَلَّمَ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ  
أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ  
وَرَبُّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيداً مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا نَزَّ  
الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدَانُ تَعْلَمُ  
وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. (المائدہ ر ۱۰۷)

جب کہیں گا اللہ تعالیٰ (دن قیامت کے) اے عیسیٰ کیا تو

مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو جو اب دیں گے پاک ہے تو  
لائق تھا جھکو کہ، وہ بات کہوں کہ جس کا مجھے کوئی حق نہیں  
تھے علم ہوگا تو جانتا ہے میرے دلی بھید کو اور میں نہیں جانتا  
لاریب تو ہی بھیدوں کا جاننے والا ہے۔ نہیں کہا میں نے ان  
ارشاد کیا تھا کہ عبادت کرو اس ذات پاک کی جو میرا تمہارا  
میں ان پر نگہبان تھا جب تک توفی سے پہلے ان میں رہا جسب  
و جسم اپنی طرف اٹھالیا۔ پھر تو تو ہی ان کا نگہبان تھا (اس



انہوں نے میرے آسمان پر اٹھائے جانے۔  
 اتر کر مشاہدہ کر آیا ہوں۔ اگر تو ان کو عذاب  
 انہیں بخش دے تو تو غالب و حکیم ہے۔

اس آیت میں حضرت مسیح صاف  
 بگڑے ہیں۔ اب اگر توفی کے معنی موت  
 تصدیق ہوتی ہے کیونکہ توفی اور رفع کا وعدہ فو  
 پورا لینے کے ہوں گے۔ اب اگر مسیح علیہ  
 قیامت کے دن امت کے بگڑنے کی شہاد  
 حضرت مسیح ضرور دنیا پر آئیں گے تاکہ قب  
 لانے وغیرہ کی گواہی دیں اسی کی تائید ”اِنْ  
 جس میں نص قطعی کے ساتھ مسیح کا زند  
 وفات پانا اور قیامت کے دن اپنی امت پر  
 تمام ان احادیث نبویہ سے ہوتی ہے جن  
 بعد وفات پھر مقبرہ نبوی میں مدفون ہونا

## اعتراض

امت کے بگڑنے کا علم مسیح کو قیامت

## جواب

یہ کسی آیت سے بھی ثابت نہیں۔  
 ہیں کہ مسیح کو قیامت سے پیشتر امت کے  
 ”میرے پر یہ کشفاً ظاہر کیا گیا ہے کہ  
 پھیل گئی ہے حضرت عیسیٰ کو اس کی خ  
 نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ

آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دی گئی“ (آئینہ کمالات مرزا ص ۲۵۳ تا ۲۶۸)

﴿خ ص ۲۵۳ ج ۵﴾

حضرات! ہمارے پاس قرآن پاک کی نص صریحہ اور احادیث نبویہ جو اس بات پر شاہد ہیں کہ مسیح دنیا میں آئیں گے اور آکر اپنی امت کا حال زبوں کر کے قیامت کو ان پر گواہ ہوں گے بخلاف اس کے مرزا صاحب اپنا کشف ہیں سوال تو خلاف قرآن و حدیث کسی کا کشف خود عند المرزا قابل حجت نہیں

ازالہ اوہام ص ۱۶۳۶۰-۱۶۳۵۸ (۲)

دوم یہ کشف ہمارے مخالف بھی نہیں۔ بلکہ ہمارے بیان کے ساتھ جمع یعنی مسیح کو قبل از نزول آسمان پر اس کی خبر دی گئی اور بعد از نزول بموجب آیت و احادیث نبی علیہ السلام پیشم خود ملاحظہ فرمائیں گے بہر حال یہ متعین ہو گیا قیامت سے پیشتر امت بگڑنے کا پتہ ہے۔ فہو المطلوب۔

ہماری اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مرزائی جو کہا کرتے ہیں کہ مسیح کے دن اپنی لاعلمی کا اظہار کریں گے یہ از سر تاپا جھوٹ فریب بہتان افترا۔

## ایک اور طرز سے :-

مرزائیوں کو مسلم ہے کہ عیسائی بعد تو فی مسیح کے بگڑے ہیں (ص ۷۰۱) پاکٹ بک) اور یہ بھی ان کا مذہب ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد آپ کشمیر چلے آ سوئیس برس زندہ رہے (تذکرہ شہادت من مرزا ص ۲۷۷) ﴿خ ص ۲۹۹ ج ۲﴾ حالانکہ :- ”انجیل پر ابھی پورے تیس برس نہیں گزرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی“ (ص ۲۵۳ شہدہ معرفت) ﴿

ص ۲۶۶ ج ۲۳﴾

مذکورہ بالا بیان سے بلا تاویل ثابت ہے کہ مسیح کی ہجرت کشمیر کے بعد فوراً پھیل گئی تھی۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ تو فی کے معنی موت نہیں ہیں۔

بخاری کی حدیث میں ہے کہ نبی  
توفی کے بعد میری امت بگڑی ہے اور  
کہ توفی کے معنی موت ہیں۔

ایک ہی لفظ جب دو مختلف اشخاص  
کے جدا جدا معنی ہو سکتے ہیں دیکھئے حضرت  
خداے پاک کے لئے بھی۔ ”تعلم ما فاء  
خدا کا نفس اور مسیح کا نفس ایک جیسا ہے  
توفی بمعنی ”اخذا لثنتی وافیا“ پورا  
نصوص صریحہ جن میں حیات مسیح کا ذکر  
و تصدیق ہوتی ہے۔ کیونکہ وعدہ توفی  
سوائے رفع جسمانی کے اور کچھ نہیں ہو

نور

قرآن مجید میں جہاں کہیں کسی شخص  
آسمان ہیں چنانچہ سورہ واقعہ میں جنتیور  
و حدیث سے ظاہر ہے کہ جنت آسمان

ہو ازالہ ابہام ص ۱۶۲-۱۶۱۰۹ (۲)

دوسرے موقع پر آخر سورہ نسا  
جگہ سورہ آل عمران میں حضرت مسیح آ  
متوفیک ورافعک الی و آیت بل

توفی کی بحث پاک بک ہذا پر ملاحظہ

موتہ جو حیاتِ مسیح پر نصوصِ قطعیہ ہیں سے بھی ہوتی

## دسویں دلیل

یہ بات محتاجِ ثبوت نہیں کہ حضرت مسیحؑ کو خدا بنا ہے۔ اس عقیدہ پر جو دلائلِ عیسائی دیتے ہیں وہ مسیحؑ کی ہے اب یا تو یہ ہر دو دلیلیں صحیح ثابت مدعائے عیسائیت غلط ہیں چنانچہ قرآن پاک نے ولادتِ مسیح بلا باپ والہ کے مسلمہ عقیدہ اور فی الواقع صحیح مثالِ ولادتِ آدم بلا ماں عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ تو آسمانی کی تردید نہیں پائی جائے گی۔ مطلب اس کا یہ ہو پر موجود ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ پھر جس طرح بلا باپ پر کی مثال سے توڑا ہے جو مسلمہ فریقین ہے اسی طرح فریق مسلمہ فریقین مثال سے نہیں توڑا چنانچہ مرزا صاحب یہی ”عیسائیوں نے خدا کے بیٹے ہونے کی ایک دلیل پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے فوراً اس کی تردید کی“ اِنَّ عِيسٰی اٰدَمَ پس ایسا ہی زندہ آسمان پر موجود ہونے کو ہونے کی قرار دیتے ہیں اس کی مثال کیوں نہ بیان صاحب کا آخری لیکچر لاہور ص ۲۴۔)

## الجواب

اللہ تعالیٰ نے تو اس کی مثال بیان کر دی۔ قرآن حضرت مسیحؑ کے قیامِ سماوی کو مقربین میں شمار کیا اور عیسا کے لئے دوسری جگہ مسیح کے ساتھ فرشتوں کا ذکر بھی کیا اَنْ يَكُوْنَ عَبْدًا لِلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ۔ (سو

فرشتے بھی تو مقربین میں سے ہیں کہ  
 ابن اللہ کہنے کو تیار ہو؟ اگر جواب نفی  
 گی کہ جو بندہ ہو کر آسمان پر اٹھالیا جائے  
 سنو! حضرت عیسیٰ کو اور جملہ فرشتے  
 عار نہیں پس کہاں بیکے جا رہے ہو؟

حضرات ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ  
 اعتراض کو شیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا ہے  
 حاصل یہ کہ یہ آیت حضرت

گیار

حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدا  
 بشارت کے طور پر خبر کر دی کہ تمہارا  
 فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ  
 کلام کریگا لوگوں سے بچپن  
 ہو گا۔ اسی امر کا سورہ مائدہ رکوع ۱۵۔  
 احسان و نعمت کے مسیح کو یاد دلائیگا کہ  
 پھر وہ بھی میرا احسان یاد کر جب  
 گہوارے میں کلام کیا اور کہولت میں  
 آیات بالا میں حضرت مسیح کے  
 ہے جو دونوں معجزہ کے رنگ میں ہیں  
 خود اپنے وجود کی سدھ بدھ نہیں  
 اور اپنے نبی صاحب کتاب ہونے کا  
 ”مسیح نے پہلے دن کلام کر کے  
 ”حضرت مسیح نے تو صرف مہر

نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔“ (تریق القلوب مصنف مرزا صاحب

ص ۱۵۳۱-۲۵۹۲) (بخس ص ۲۱۷-۱۵۷)

باقی رہا کہولت میں کلام کرنا۔ سو بظاہر نظریہ کوئی خارق عادت بات کیونکہ اس عمر میں سبھی انسان کلام کرتے ہیں مگر جب قرآن پاک کی دیگر واحادیث پر نظر ڈالی جائے تو حضرت مسیح کا آسمان پر جانا پھر مدت مدید کے بعد ظاہری تغیر کے اسی حالت میں نازل ہو کر خدمت توحید کرنا ثابت وعیاں ہے۔ اس جگہ اسی عمر کہولت کا تذکرہ ہے جو فی الواقع معجزہ ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب مسلمہ ”رئیس المفسرین“ ابن جریر جو نہایت معتبر ائمہ حدیث میں سے ہے تفسیر میں ابن زید کا قول نقل کرتے ہیں۔ ”قال قد کلمہم عیسیٰ فی وسیکلہم اذ قتل الدجال وهو یومئذ کھل (جلد ۳ ص ۱۵۹) ایسا ہی تفسیر فتح البیان ترجمان القرآن کبیر معالم میں اس کو نزول من کے بعد کلام پر دلیل لکھا ہے۔

## بارھویں دلیل

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً

شروع رکوع پ ۱۳ ع ۱۲)

اے نبی تجھ سے پہلے رسولوں کو ہم نے اولاد و ازواج والے بنایا تھا۔ چونکہ حضرت مسیح بھی آنحضرتؐ سے پہلے کے رسول ہیں جو بموجب بال بچوں والے ہونے چاہئیں حالانکہ ”ان کی بیوی نہ تھی“ (کلام مرزا در ریوا ص ۱۲۲) اور اولاد بھی نہ تھی (تریق القلوب ص ۱۵۹۹ اد ص ۲۶۲۶) (ح ص ۶)

لہذا لازمی ہے کہ وہ ابھی تک زندہ ہوں اور بعد نزول بیوی کر کے اولاد ہو کر فوت ہوں چنانچہ حدیث نبوی میں ہے کہ مسیح زمین پر نازل ہوں گے کریں گے اور ان کے گھر اولاد ہوگی (مشکوٰۃ) اس حدیث کی تصدیق مرزا صاحب نے بھی کی ہے (ملاحظہ ہو ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ حاشیہ)

## تیرھویں دلیل

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ  
هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ  
الْحَقِّ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (سورۃ الصف پ ۲۸)

کفار ارادہ کرتے ہیں کہ چراغ اسلام کو اپنی  
اللہ پورا کرے گا اس نور کو۔ اگرچہ منکر پسند نہ کریں  
نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن..... پھوٹا  
اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے اپنا رسول ہر  
تاکہ غالب کر دے دین الٰہی کو جمع ادیان باطلہ پر۔  
اس آیت سر لیا انعام و ہدایت میں دین اسلام

دینے کا وعدہ دیا ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ یہ غلہ  
نزل کے زمانہ میں بھی ہو گا وعن عائشۃ قالت  
عليه وسلم يقول لا يذهب الليل والنهار  
فقلت يا رسول الله ان كنت لاظن حين  
رسوله بالهدى الاية ان ذلك تاماً قال انه  
يبعث الله ريحاً طيبة فتوفى كل من ك  
خردل من ايمان۔ جناب عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں  
سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ  
ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں توجہ  
ہوئی اس وقت سمجھ چکی تھی کہ دین کا غلبہ پورا  
اس کا غلبہ عنقریب پھر ہو گا جتنا عرصہ اللہ چاہیگا (تس  
بعد) پھر خدا ایک پاک ہوا بھیجے گا جس سے ہر وہ مؤمن  
برابر ایمان ہو گا مر جائیگا فیبقی من لاخیر فیہ

پس باقی رہ جائیں گے ایسے شخص جن میں ذرہ بھر بھی بھلائی نہ  
گے اپنے آبائی دین بت پرستی کی طرف (مسلم در مشکوٰۃ  
الاعلیٰ شرار الناس فصل اول)

اسی باب کی دوسری حدیث میں مزید وضاحت ہے کہ  
بھیجے گا پھر سات سال مسلمانوں پر ایسے آئیں گے کہ کسی دل  
و عداوت نہ ہو گا پھر خدا ایک پاک ہو ا بھیجے گا جو ہر مومن کو قبضہ  
جائیں گے شریر تب ان پر قیامت قائم ہوگی ::

الغرض اس آیت سے عیاں ہے کہ حضرت مسیح ابن  
زمانہ میں نازل ہوں گے۔ ان کے ہاتھ سے دین اسلام  
حاصل کریگا اس کی مزید تائید مرزا صاحب کی تحریر سے کی  
براہین احمدیہ ۴۹۸، ۴۹۹ پر فرماتے ہیں: ﴿خ ص ۵۹۳ ج ۱﴾

”هو الذی ارسل رسولہ بالهدی و دین الحق لیظ  
کلہ یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے  
ہے اور جس غلبہ کا ملدین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح  
میں آئے گا، اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس  
لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع اقطار میں پھ

## عذرات مرزا سید

مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں محض رسمی طور پر عقید

## الجواب

اول تو ہمیں یہ مضر نہیں کیونکہ ہم نے آیت قرآن و حد  
سے ثابت کر دیا ہے کہ یہاں حضرت مسیح کا بھی ذکر ہے۔ دوم  
غلط و مردود ہے کہ مرزا صاحب بقول خود براہین احمدیہ



(اشتبہار ایک غلطی کا زوالہ و ایام اصلاح اردو ص ۷۵) ﴿خ ص ۷۰﴾  
 ”انبیاء کرام کے اقوال و افعال۔ اجتہاد اور  
 ہوتے ہیں۔ انبیاء کی اپنی ہستی بالکل فنا  
 میں مردہ یا کٹ پتلی کی طرح ہوتے ہیں۔  
 جاتی ہے جس سے خلاف مرضی خدا کا کا  
 جلد دوم ۱۹۰۳ء مفہوم ۷۱، ۷۲)۔

پس مرزا صاحب کی یہ تحریر جس میں مسیح  
 حجت ہے نیز اس عقیدہ کے غلط نہ ہونے کی ایک  
 کو بعد میں شرک بتاتے ہیں حالانکہ اسی ریویو  
 کہ انبیاء شرک مٹانے آئے ہیں۔ اگر وہ خود ہی  
 ہی نہیں۔ انبیاء کی طرف غلطی منسوب نہیں ہو سکتی  
 پھر اور سنو! براہین احمدیہ وہ کتاب ہے جو  
 ”مؤلف نے ملہم ہو کر بغرض اصلاح تالیف  
 کمالات و سرمہ چشم آریہ) ﴿خ ص ۶۵﴾ اور خود آنحضرت  
 ہو چکی ہے آپ نے اس کا نام قطبی رکھا یعنی قط  
 اور یہ کتاب خدا کے الہام اور امر سے لکھی گئی ہے  
 ﴿ج ۱۲ تذکرہ ۲﴾

اعتراف

مسیح علیہ السلام کو آسمان پر زندہ ماننا شرکیہ  
 مسیح قبل از الہام تھا۔ الہام کے بعد وہ عقیدہ منسوخ  
 پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے  
 کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ نیز آنحضرت  
 یونس بن متی پر فضیلت نہ دو بعد میں فرمایا کہ

جب آپ کو وحی ہوئی تو آپ نے فضیلت کا اظہار فرما کر صاحب کو الہام ہوا کہ ( مسیح فوت ہو گئے ہیں اور میں مسیح بھی دعویٰ کر دیا۔ نیز مرزا صاحب کا عقیدہ حیات مسیح ایک

## الجواب

(۱) مرزا صاحب کو بارہ برس تک خدائے تعالیٰ برابر شرک میں مبتلا رہے۔ ہمیں اس کی نظیر انبیاء میں نہیں مثال بالکل مہمل ہے اول تو اس لئے کہ بیت المقدس کو قمر فہدہم افتدہ (پ ۷) انبیائے سابقین کی سنت پر عمل کی مثال کیسے بن سکتا ہے۔ بلکہ ”انبیاء جو شرک کو مٹانے میں مبتلا ہیں“؟ دیگر اس وجہ سے بے محل ہے کہ حضرت عیسیٰ میں سے ہے اور عقائد میں تنسیخ و تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اور یہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے جن میں تبدیلی و تنسیخ نظیر نہیں۔ (۲) مرزا یوں کا یہ کہنا کہ محض رسمی عقیدہ کی بنا کے قائل تھے بالکل لغو ہے کیونکہ براہین احمدیہ وہ کتاب ”در بار رسالت مآب میں رجسٹری ہو چکی اور آنحضرتؐ کیا اس وقت یہ تمام بیانات جن میں حضرت مسیح کی حیات ثانی مرقوم تھے براہین سے نکال کر پیش ہوئے تھے یا آخر چڑھے تھے اور آپ نے یونہی بلا تحقیق مطالعہ اس کو شہد (۳) اور حضرت یونس بن متی والی مثال بھی بے محل ہے کیونکہ یہ ”یا تو یہ حدیث ضعیف ہے یا بطور تواضع و انکساری کے

کلمات اسلام صفحہ ۱۶۳) خ ص ۱۶۳/ ج ۵

الحاصل براہین احمدیہ والا عقیدہ یقیناً صحیح ہے کیونکہ ارسل رسولہ اس کی بنا ہے محض رسمی عقیدہ نہیں تھا۔ حدیث

## ثبوت حیات مسیح از الہام و دیگر تحریر

چودھویں دلیل۔ اگرچہ بقول مرزا صاحب ان ہر طرح احمدیوں پر جت بوری کرنے کو مرزا جی کے اثبوت پیش کرتے ہیں لعلہم یؤمنون مرزا صاحب لکھتے ہوئے ایک الہام یہ لکھتے ہیں:-

”عسی ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا و جحیصر آ۔ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے جو تم پر رحم کرے اگر طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت الہام کا نام آیت رکھ کر گو صاحب شریعت رسول کر رہے ہیں۔ ناقل) اس مقام میں حضرت مسیح کے جلال کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفق اور نرمی کو قبول نہیں آنے والا ہے جب خدا تعالیٰ مجرمین کیلئے قہر اور اور حضرت مسیح علیہ السلام جلالت کے ساتھ دنیا راہوں کو صاف کر دینگے کج اور ناراست کا نام و نشان گرا ہی کو نسبت و نابود کر دیگا (مگر) یہ (میرا) زمانہ ارباص واقع ہو اب بجائے اس کے رفق اور احسان کر رہا ہے۔ توبوا و اصلحوا و الی اللہ توجہوا توبہ کرو اور باز آؤ۔ بشری لک یا احمدی انت بھی ایک الہام ہے) خوشخبری ہو تجھے اے میرے اور میرے ساتھ ہے۔“ براہین احمدیہ حاشیہ ص ۵۰۵ ملاحظہ فرمائیں کرام! ملاحظہ ہو مرزا صاحب اپنے الہام گئے ہیں والحمد للہ علی ذلک۔

## مرزائی عذر

یہ مرزا صاحب کا الہام نہیں ہے۔ قرآن کی آیت

## الجواب

یہ قرآن کی آیت نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں یہ قرآن مجید کی آیت میں یرحمکم (بنی اسرائیل)۔ سارے کہیں بھی علی نہیں آیا۔ مرزا صاحب اپنے لہام اس جگہ احمدی انت مرادی وغیرہ الہامات بھی آیت قرآن کیف تکفرون۔ انما یفتروا الذین لا یؤمنون۔ اب آئیے ہم خود بعبارت نص مرزا صاحب کے الہام ہے۔ سنو! لکھا ہے:-

”براہین احمدیہ کے الہامات بطور نمونہ یہ ہیں۔  
فیک..... قل اعملوا علی مکانکم انی عامل فی ربکم ان یرحمکم (۱) وان عدتم عدنا ووجد حصیر الخ (الزمین نمبر ۲ ص ۵۵) ﴿خ ص ۵۱﴾ ج ۳ ص ۱۷۷ ﴿۱﴾  
۸۲ ﴿خ ص ۷۰﴾ ج ۲ ص ۲۲ ﴿۲﴾ پر اس کو منجملہ اپنے الہاموں

## پندرہویں دلیل

حضرت مسیح رسول صادق ہیں ”سچے نبیوں اور پہلے پہلی یہی دلیل ہے کہ وہ اپنے کام کی تکمیل کر کے مرے ”ان الانبیاء لا ینقلبون من هذه الدنيا الا تکمیل رسالات (ص ۳۹ ج ۱۷۷ بشری) ﴿خ ص ۲۳﴾

(۱) تم پر تم کا عہدہ چونکہ علی نہیں آتا اس لئے مرزا صاحب نے غلطی الہام سے غلط کاغذ اڑا کر صرف یہ حکم لکھا ہے۔ ۱۰۴۔



## اعتراض

جیسے عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے تو کیا کام

## الجواب

جناب من! وہی کام کریں گے جو مرزا صاحب نے براہین اح

”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین

الدین کلہ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے

حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اس

غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب حد

میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اس

پھیل جائے گا“ (ص ۳۹۹، ۳۹۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳) (خ م

## سترھویں دلیل

مرزا صاحب نے ازالہ اوہام ص ۶۲۳، ۶۲۵ ط

مسیح کے ثبوت میں یہ آیت پیش کی ہے:-

”ما اتکم الرسول فخذوه و ما نہکم عنہ فذر

تمہیں علم و معرفت عطا کرے وہ لے لو اور جس

لہذا اب ہم اس طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ رسول

اس (مات یا حیات مسیح) کے بارے میں کیا فرمایا۔

## ثبوت حیات مسیح علیہ السلام ازا

پہلی حدیث۔ عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ

علی الانبیاء فاذا موسیٰ ضرب من الرجال

ورایت عیسیٰ ابن مریم فاذا اقرب من ر

مسعود) (رواہ مسلم منقول از مشکوٰۃ باب  
سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا  
موسیٰ تو دبیلے پتلے تھے گویا قبیلہ شنعاء کے  
ساتھ عروہ بن مسعود کے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ  
نے آسمان پر اٹھالیا ہوا ہے حضرت عروہ  
حدیث ملاحظہ ہو:-

دوسرے

اسی مسلم شریف میں حضرت عبد  
نے فرمایا کہ نکلے گا دجال پس رہے گا  
کہتا ہے) نہیں جانتا ہوں میں کہ چالیس  
فرمایا آنحضرت نے فی بیعت اللہ عند  
فیہلکۃ۔ پس بھیجے گا اللہ تعالیٰ عیسیٰ  
ڈھونڈیں گے دجال کو پس ہلاک کریں  
پہلی حدیث میں جس مسیح ابن  
بتایا پس ثابت ہوا کہ وہی حضرت مسیح  
دیہاتی مولود۔

تیسرے

ہم ثبوت حیات مسیح از قرآن  
پہلے تمام انبیاء کے لئے ازواج و اولاد  
اولاد۔ جیسا کہ مرزا صاحب کے بھی  
اور آکر شادی کریں۔ اسی امر کی تائید

”حضرت ابوالیوبؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ  
مشترکہ ہیں (۱) حیا (۲) ختنہ کرنا (۳) خوشبو لگانا اور مر  
(ترمذی۔ مشکوٰۃ باب السواک)

چنانچہ حضرت مسیحؑ کے متعلق آنحضرت ﷺ نے اس سنت ضر  
عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج  
خمساً واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی  
باب نزول عیسیٰ فصل ثالث)

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فر  
عیسیٰ بن مریم زمین پر اتریں گے اور نکاح کریں گے اور ا  
سال دنیا میں رہیں گے اور پھر فوت ہوں گے پس میر  
میں دفن ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر آنحضرت ﷺ  
کہنا درست ہے کہ وہ میری قبر میں دفن ہوں گے۔ اس  
تحریر میں بھی ہے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی  
ساتھ ہیں۔ ان کے متعلق مرزا صاحب لکھتے ہیں:-

”ان کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے ملحق ہو  
ایک ہی قبر ہے۔“ (ص ۷۷ نزول المسیح) (بخ ص ۵۲ ج ۸)  
جو مطلب و مراد اس تحریر کی ہے وہی آنحضرت ﷺ  
فی قبری کے اصلی معنی یہ ہیں کہ وہ میرے ساتھ ایک  
جو حضرات عربی ادب سے ذوق رکھتے ہیں ان کو معلوم  
بھی ہوتا ہے جیسے بورك من فی النار (سورہ نمل) یعنی  
نازل کی گئی جو آگ کے قریب تھے نہ کہ اندر۔  
مرزا صاحب بھی اس معنی کی تائید کرتے ہیں اور لکھتے



معنی ظاہر پر ہی عمل کریں تو ممکن ہے کہ کوئی مٹیا  
 کے روضے کے پاس مدفون ہو (ص ۱۹۶ ازالہ اوہد  
 ایسا ہی مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلینؐ  
 سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔ تورات  
 مرقوم ہے کہ عیسیٰ ابن مریم یدفن ہ  
 البیت موضع قبر۔ عیسیٰ آنحضرت ﷺ  
 حدیث جو صلحاء و فضلاء مدینہ شریف میں  
 کے حجرہ میں ابھی ایک قبر کی جگہ باقی ہے، یوں  
 زیر آیت ان من اهل الکتب بروایت طبر  
 عبد اللہ بن سلام سے روایت کی ہے کہ حضرت  
 ہوں گے اور ان کی قبر چوتھی ہوگی۔ فیکون  
 ان احادیث صحیحہ سے ظاہر ہے کہ حضرت  
 زمین پر اتریں گے چالیس سال گزار کر پھر وفا  
 ہوں گے۔ یہ روایت بالکل صحیح ہے چنانچہ مرزا  
 محمدی بیگم کے لئے اور لڑکے بشیر کے حق میں اس  
 ص ۵۳ ضمیمہ انجام آتھم و ص ۱۵ کشتی نوح و  
 اس حدیث پر مصنف مرزائی پاکٹ نے  
 اس کا سارا زور صرف اسی بات پر صرف ہوا کہ  
 ہم اگر جواب نہ بھی دیں تو ہمارے موجودہ استد  
 کہ مسیحؑ بھی زندہ ہے جو زمین پر اترے گا۔  
 اب سنئے قبر کی تاویل کا جواب۔ قبر  
 ہے روحانی قبر نہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ کا وہاں  
 کہہ کر انکار کرنا کہ سوائے چار قبروں کے پانچویں  
 دلیل ہے کہ قبر سے مراد مقبرہ اور حقیقی مقبرہ ہے۔

بھی مانتے ہیں کہ قبر سے مراد مقبرہ ہے اور لطف یہ کہ ان معنوں  
ظاہری معنی لکھتے ہیں:-

”اس (حدیث) کے معنی ظاہر پر ہی حمل کریں تو ممکن ہے کہ کہ  
ایسا بھی آجائے جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو

ازالہ اوہام طبع دوم (بخ ص ۲۱۳ ج ۳)

اس پر بھی مصنف پاکٹ بک کی رگ الحاد پھڑکنے سے نہ  
پاکٹ بک کا ص ۸۲ ملاحظہ کرنا چاہیے جہاں ”حدیث“ لکھی ہے  
میں دفن ہوگا۔

## اعتراض

اگر حضرت عیسیٰ کا آنحضرت ﷺ کے مقبرہ میں دفن ہونا  
عائشہ کو تین چاند کیوں دکھائے گئے؟ پھر تو چار چاند دکھائے جانے چاہے۔

## الجواب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں تین چاند اس  
کی زندگی میں صرف تین چاند ہی ان کے حجرے میں دفن ہونے  
صرف تینوں ہی کو دیکھنے والی تھیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ  
والد ماجد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ سو وہ حضرت عائشہ کی زندگی میں دفن  
تھے اس لئے وہ حضرت عائشہ کو نہ دکھائے گئے۔ مزید برآں حد  
امتی کے خواب کے خلاف یا قول کے خلاف ہونے سے غلط ہو جا  
کا سارا دفتر مردود ہو جائے گا اور اسلام دنیا سے رخصت۔

## چوتھی حدیث

ہم شہوت حیات مسیح از قرآن کے ضمن میں ساتویں دلیل کے

ماجہ کی حدیث درج کر آئے ہیں کہ معراج کی رات آ  
 مسیح نے آخری زمانہ میں نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا  
 ہوا کہ حضرت مسیح زندہ ہیں وہی زمین پر اتر کر دجال کو قتل

## پانچویں حدیث

مشکوٰۃ باب قصہ ابن صیاد میں مذکور ہے حضور علیہ  
 ویکھنے گئے۔ ابن صیاد کے بارے میں صحابہ کو شبہ تھا کہ یہ  
 عمرؓ نے عرض کی ائذن لی یا رسول اللہ فاقتله ف  
 یکن هو فلست صاحبه انما صاحبه عیسیٰ بن  
 رسول اللہ کہ میں ابھی اسے قتل کر دوں۔ آنحضرت ﷺ  
 دجال ہے تو پھر تو اسے قتل نہ کر سکے گا۔ کیونکہ اس کا قتل  
 ہو گا۔ مرزا جی بھی یہی لکھتے ہیں:-

”آنحضرت نے عمر کو قتل کرنے سے منع (کیا اور فرما  
 اس کا صاحب عیسیٰ بن مریم ہے جو اسے قتل کریگا۔ ہم  
 (ازالہ ابہام ص ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵) (بخ ص ۲۱۳ راج ۳)

ثابت ہوا کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر موجود ہیں  
 کریں گے جیسا کہ حدیث معراج میں اس کی مزید تائید  
 نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قتل دجال  
 ہیں دلائل سے قتل مطلوب نہیں بلکہ ظاہری و جسمانی قتل  
 قتل ہونا اور حضور کا بھی اس خیال کی تردید نہ کرنا بلکہ دجال  
 فرمانا۔ اس پر صاف و صریح دلیل ہے۔

## چھٹی حدیث

مسلم شریف کی ایک طویل حدیث مشکوٰۃ باب عا

اول میں ہے کہ دجال اپنا فتنہ و فساد برپا کر رہا ہو گا کہ اذبعث  
 مریم فینزل عند المنارة البيضاء شرقی دمشق بین  
 کفیه علی اجنحة ملکین الحدیث فیطلبہ حتی یدرکہ  
 پس نازل کریگا اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو منارہ سفید دمشق کے شر  
 ”پھر فرمایا جس وقت وہ اترے گا اسکی زرد پوشاک ہوگی۔ وہ  
 کی دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہوں گی۔ پھر حضرت مسیح ابن  
 تلاش میں نکلیں گے اور لد کے دروازہ پر جو بیت المقدس  
 میں سے ایک گاؤں ہے اس کو جا پکڑیں گے اور قتل کر ڈالیں  
 مصنفہ مرزا ص (۲۶۹۱، ۱۶۲۲) ج ۳ ص ۲۰۹ ج ۳۔

حدیث معراج سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم  
 اس جگہ نزول مسیح سے سوائے نزول از آسمان کے اور کوئی معنی لینا  
 ہے۔ مرزا صاحب بھی یہی مانتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:-

”صحیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح  
 اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہو گا“ (ص ۱۵۸۱، ۱۵۸۲ ج  
 ص ۱۳۲ ج ۳ الغرض اس حدیث سے حیات مسیح کا ثبوت ہے

## ساتویں حدیث

عن ابی ہریرۃ انه قال قال رسول اللہ صلی  
 کیف انتم اذ نزل ابن مریم من السماء فیکم وامامک  
 (الاسماء ص ۳۰۱) ابو ہریرہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں  
 کیا حال ہو گا۔ اس وقت جب کہ تم میں عیسیٰ بن مریم آسمان سے  
 ایک امام بھی اس وقت موجود ہو گا۔

## اعتراض مرزائی

امام بیہقی نے اس حدیث کو روایت کر کے بخاری شریف کا

بخاری میں من السماء کا لفظ نہیں۔

## الجوار

حدیث کی کتاب بیہقی مخرج نہیں ہے  
دوسروں سے نقل کر کے ذخیرہ اکٹھا کرے  
اپنی سند سے راویوں کے ذریعہ روایت کرنے  
سے دیا گیا ہے کہ بخاری میں بھی یہ حدیث  
مگر مراد نزول سے من السماء ہی ہے۔ چنانچہ  
”انما اراد نزولاً من السماء بعد الرفف  
یعنی سوائے اس کے نہیں کہ اس کو  
السماء ہی ہے۔ کیونکہ وہ آسمانوں پر اٹھائے  
پس معاملہ صاف ہے کہ بخاری میں  
سے امام بیہقی نے روایت کی ہے خلاف بیہقی  
ادبام ص ۸۱ ط ۲۳۳ ح ۲ ص ۱۴۲ ج ۲  
نقل کر آئے ہیں مسلم شریف کی طرف من  
مسلم میں نہیں ہے تو سوائے اس کے کیا کہا  
کا ہی ہے کیونکہ قرآن مجید کی آیات متعدد  
عمیاں ہے۔ فافہم:

## اعتراض

امام جلال الدین سیوطی نے اس حدیث  
اس میں لفظ من السماء نہیں لکھا۔ پس معلوم  
بیہقی کی ذاتی تشریح ہے۔

## الجوار

یہ اعتراض احمقانہ ہے بھلے مانسو! جد

یہ لفظ موجود ہے اور تم اسے آنکھوں سے دیکھ رہے ہو تو اگر کسی ناقل سے نقل نہ کیا ہو تو اس سے اصل کتاب کیسے مشکوک ہو جائے گی۔

تمہارے ”حضرت نبی اللہ“ مرزا صاحب نے اپنی کتب میں قرآن کے قریب آیات غلط الفاظ میں نقل کی ہیں کہیں لفظ کم کر دیا کہیں زیادہ کوئی تمہارے جیسا احمق یہ نتیجہ نکال لے کہ قرآن مشکوک ہے ہیں جو مرزا صاحب نے لکھی ہے۔ تو وہ صحیح الدماغ انسان کہا دار ہے؟ بطور مثال ایک آیت درج کرتا ہوں۔ قرآن کی آیت ہے:-

ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجا  
ھی احسن۔ (الآیة (سورہ النحل ع ۱۶ پ ۱۴)

اس آیت کو مرزا جی نے نور الحق حصہ اول ص ۴۶۔ تبلیغ رسالہ ۱۹۳، ۱۹۵ او جلد ۷ ص ۳۹ کتاب فریاد و رد البلاغ ص ۸، ص ۱۰ او ص ۷ او ص الفاظ نقل کیا ہے:- (۱)

”جادلہم بالحکمة والموعظة الحسنة“

مرزا بیو! اب خواہ تم اس منہ کالک کو کاتب کے سر ہی تھوپو۔ بہر حال غلط ہے۔ حالانکہ قرآن میں اس طرح نہیں، نتیجہ ظاہر ہے کہ غلطی اصل کتاب پر کوئی اثر نہیں کر سکتی۔

## محدثین کا طرز عمل

جن لوگوں کو فن حدیث میں ادنیٰ ملکہ بھی ہے ان سے پوچھو محدثین کی حالتیں اور غرضیں بیان حدیث کے وقت مختلف ہوتی ہیں بابت امام مسلم مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں کانت لهم تارات یرسد الحدیث ارسالوا ولا ینذکرون من سمعوه منه وتارات ینفشد (مسلم شریف) مطبوعہ مصر ص ۲۰ یعنی رواة حدیث کبھی حالت

روایتی خزانہ میں مرزا بیو نے اپنے نبی کی صحیح کردالی ہے جب کہ مرزا کا دعویٰ واللہ مجلس قلمی من سہو ولا

میں ہوتے ہیں تو حدیث سے کچھ چھ  
 کچھ بیان کر دیتے ہیں۔ نیز فرماتے ہیں  
 من الحديث ان يكون قد شارك  
 وأمعن في ذلك على الموافقة  
 شيئاً ليس عند اصحابه قبلت  
 الحديث المحتاج اليه يقوم مقابله  
 یعنی کوئی محدث حدیث کے کسی  
 ہے تو اس کی قبولیت کے بارے میں  
 مشارکت ثقہ حافظین کی بعض روایہ  
 کی موافقت میں کوشش بھی کرتا ہو۔ پھر  
 (جیسے پہلی میں من السماء کی زیادتی) تو  
 کوئی زائد معنی جس کی ضرورت بھی۔  
 اس اصل کو یاد رکھو اور اس لئے  
 الصلوة (۱) صحیح بخاری میں حدیث  
 (مصری ص ۹۲ جلد اول) صحیح مسلم میں  
 اول) یعنی نماز میں دعا کرنے کے وقت  
 (۲) بخاری میں ہے لخلوف  
 المسك (مصری ص ۲۱۳ ج ۱) صحیح  
 (۱ ج ۱) یعنی روزہ دار کے منہ کی  
 خوشبو سے زیادہ ہوگی (شاید بقول  
 ہندوستانی مولوی نے عند الدعاء و  
 (۳) صحیح مسلم میں ہے ثم وضع  
 ابن خزیمہ میں علی صدرہ زیادہ ہے  
 کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں ہو کہ یہ

## امام سیوطی کا تساہل

سیوطی کا تساہل اور قلت فہم مشہور ہے تفسیر جلالین میں بحوالہ صحیح ابدہ و ابما بدء اللہ بصیغہ امر نقل کر کے سعی کی فرضیت ثابت کرتے ص ۱۴) حالانکہ صحیح مسلم میں اس طرح (بصیغہ امر) نہیں ہے۔ اسی طرز کے بارے میں سیوطی صاحب تحریر فرماتے ہیں نزلت فی جابروۃ اخوات (جلالین مصری ص ۸۸) یہ ان کی بھول ہے حضرت جابر میں آیت کلالہ کے نزول کے وقت نہیں فوت ہوئے تھے۔ بلکہ مد تمام صحابیوں کے بعد حجاج کے زمانہ میں فوت ہوئے (اصابہ)۔ اسی سے بہت سی غلطیاں ہر فن میں واقع ہوئی ہیں تفصیل کے لئے کتاب الضوء الامع دیکھنی چاہیے اسی طرح ان سے حدیث بیہقی کے نقل تساہل ہو گیا ہو گا اور من السماء کا لفظ ان کو یاد نہ رہا ہو گا یہ بھی ہو سکتا نظر بخاری مسلم کے متن پر ہو اور بیہقی کا نام انہوں نے بوجہ توافق کے لکھ دیا ہو جس طرح کہ خود امام بیہقی نے حدیث مذکور نقل کر کے واخر مسلم کہہ دیا ہے، لانه ربما يعزو الرواية لبعض المحدثين باكثر كلماته ولا يشترط استيعاب الفاظ الرواية یعنی امام بیہقی دیتے ہیں حدیث کو بعض محدثوں کی طرف، جبکہ اس محدث نے اس کے اکثر کلمات سے نقل کیا ہو، یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس حدیث الفاظ اس محدث نے نقل کئے ہیں، فاذا قال المحدث رواه الب... مرادہ ان اصل الحدیث اخرجہ البخاری (التصریح ص ۱۶) محدث کہتا ہے کہ اس حدیث کو بخاری نے نقل کیا ہے تو اسکی مراد یہ اس حدیث کی اصل جامع بخاری میں ہے (نہ پورے الفاظ)۔

ایک نکتہ

سلف میں ایک بڑا قنہ ”فرقہ جمیہ“ کے نام سے اسی طرح سے



طرح آج کل فتنہ مرزائیہ ہے "فرقہ جمیہ تاویل میں بلکہ تحریفیں کرتا تھا اس لئے علماء خصوصاً اس فرقہ کی تردید میں بڑی بڑی کتب للیبہ تھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جمیہ تھا کہ ان اللہ لیس فی السماء (کتاب اپنی کتاب مذکور میں اسکی تردید میں کئی بار سی حدیثوں سے ثابت کیا ہے ص ۲۹۹ میں فرماتے ہیں اور مختلف احادیث نبویہ سے ص ۳۰۱ میں باب رافعك الی رفعة اللہ الطیب کالائے ہیں اور مختلف حدیثوں سے کی طرف جانا ثابت کرتے ہیں مثلاً عروہ میں پہلی حدیث حضرت عیسیٰ کی بابت بھی مریم من السماء فیکم (۳۰۱) پس انصاف یہی ہے کہ اس باب میں خصوصیت سے الی اللہ تو یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ اصل یہ تھی میر موصوف اسی چیز کے ثابت کرنے کے در

آٹھویں

عن ابن عباس فی حدیث ط  
ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من  
و حکماً عاداً (کنز العمال جلد ۷ ص ۲۶۸، منتخب

نور  
اس حدیث کو مرزا صاحب نے بھی (حملہ  
ہے مگر لفظ سماء نہیں لکھا اور خیانت کی ہے

”حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس دو باتیں ہونگی مسیح ابن مریم آسمان سے جبل ایتق پر نازل ہوگا۔ مطلب ظالم مسیح زندہ ہے۔“

## نوٹ

اس حدیث کی رو سے وہ دوبارہ آنے کے وقت آسمان سے اتریں گے تو معاً وہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ لیجئے اس پر مرزا صاحب کے دستخط بھی کر آپ براہین میں فرماتے ہیں:-

”حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔“ (بر احمدیہ جلد ۳ ص ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳) (بخ ص ۳۳۱ ج ۱)

دیگر یہ مرزا صاحب ازالہ اوہام ص ۸۱ میں فرماتے ہیں ”صحیح مسلم میں مسیح جب آسمان سے اترے گا تو اس کا لباس زرد چادریں ہوں گی“

اسی طرح رسالہ تشہید الاذہان میں مرزا صاحب کا قول ہے:- ”دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی تھی جو اس طرح و فر میں آئی کہ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوگی۔ سو اس طرح مجھے دو بیماریاں ہیں“

ازرد لباس سے مراد اصل لباس ہو یا مرزا صاحب والی بیماریاں ہوں م باہر ہے۔ استدلال الفاظ ”آسمان پر سے اترے گا“ سے یہ ہے کہ مرزا صاحب عیسیٰ کے آسمان سے اترنے کو مانتے رہے اور یہ آپ کے اس وقت کے ہیں جب آپ نے مثیل مسیح کا دعویٰ بھی کر دیا تھا۔

## نویں حدیث

بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کیف انتم اذا مریم فیکم و امامکم منکم۔ تم کیسے ہو گے جب مسیح تم میں نازل ہوگا میں کہ تم سے ایک امام موجود ہوگا۔

اس حدیث سے بھی حضرت  
 نہیں مگر بفریہ نصوص قرآن و حدیث  
 وارد ہے۔ مطلب اس کا یہی ہے۔

## اعتراض

اس حدیث میں امامکم منکم سے

## الجواب

قرآن و حدیث بلکہ کل دنیا بھر کے  
 ابن مریم جس کا نزول مذکور ہے سوائے  
 ہے۔ اور از سر تا پایہ بودیانہ تحریف ہے جو  
 ہے۔ حدیث میں مسیح کے نزول کے وقت  
 مسرین و محدثین و مجددین غیر از مسیح ہے  
 آنحضرت کی صحیح حدیث ہے کہ:-

”رجل من اهل بیتی یواطی ادا“

(ابوداؤد و ترمذی۔ مشکوٰۃ باب اشراف السنتہ)

فرماتے ہیں۔ مہدی خلق اور خلق میں

ہوگا، میرے باپ کے نام کی طرف

ص ۱۳۸، ۱۳۷، ۲۶۳) (بخاری ص ۱۳۲، ۱۳۳)

اس کے علاوہ خود مرزا صاحب بھی

کے امام الصلوٰۃ غیر از مسیح کا ذکر ہے۔ چنانچہ

آپ خود امام بن کر نماز کیوں نہیں پڑھایا کر

”حدیث میں آیا ہے کہ مسیح جو آ۔

پڑھیگا“ (فتاویٰ احمدیہ ص ۸۲ جلد ۱)

”الغرض یہ غلط ہے کہ مسیح امامکم منکم کا اشارہ الیہ ہے اس کی مزید جو مرزائیوں کے تمام شبہات کو زائل کرتی ہے وہ حدیث ذیل ہے:-

### دسویں حدیث

مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا فینزل عیسیٰ ابی فبقول امیرہم تعال صل لنا فبقول لان بعضکم علی بعض تکرمة اللہ هذه الامة. (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) پس نازل ہو عیسیٰ ابن مریم۔ مسلمانوں کا امیر نہیں کہیگا۔ آئیے! ہمیں نماز پڑھائیے۔ وہ گے نہیں۔ یہ شرف امت محمدی کو ہی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے امیر و امام اللہ اکبر! حضرت مسیح ابن مریم بھی محمدی امت کا شرف تسلیم کرتے ہیں اس قدر بلند کہ ایک نبی اللہ بھی ان کا حقیقی رنگ میں بالاستقلال امام و امیر ہو سکتا اس حدیث مقدسہ نے مرزائیوں کی جملہ تاویلات و اہیہ اور خیالات بخوبی قلع قمع کر دیا ہے اور روز روشن کی مانند واضح کر دیا ہے کہ مسیح آنے امر ایلی بھی ہے۔ نہ کہ اس امت کا کوئی شخص۔

### گیارہویں حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے آپ نے فرمایا مجھے اس ذات واحد کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میرے ہے۔ تحقیق اتریں گے تم میں ابن مریم حاکم و عادل ہو کر پس صلیب کو توڑیں خنزیر کو قتل کرائیں گے اور جزیہ اٹھاویں گے ان کے زمانہ میں مال اس قدر ہوگا قبول نہ کریگا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ عبادت الہی دنیا و ما فیہا سے بہتر ہو حدیث بیان کر کے حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں) اگر تم چاہتے ہو کہ (اس حدیث تائید قرآن سے ہو) تو پڑھو آیت وان من اهل اللکئب الالیومن موتہ الایہ۔ یعنی خدا فرماتا ہے آخری زمانہ میں کوئی اہل کتاب میں سے ایسا

مسیح پر (جسے وہ بزعم خود مصلوب سمجھتے ہیں) اس  
 لائے گا (رواہ بخاری و مسلم منقول از مشکوٰۃ شریف  
 یہ حدیث بھی حیات مسیح و نزول من السد  
 ﷺ قسم کھا کر مسیح ابن مریم کا نزول بیان فرما۔  
 سے کوئی اور شخص مراد نہیں بلکہ وہی عیسیٰ ابن  
 بنی اسرائیل سمجھتے ہیں جس کا ذکر ان من  
 حضرت ابو ہریرہؓ جماعت صحابہ کو مخاطب کر کے  
 شئتکم وان من اهل الكتب۔ اگر تم چاہتے ہو تو  
 کا ذکر ہے۔ کوئی صحابی اس سے انکار نہیں کرتا۔  
 مرزا صاحب کے رو سے قطعاً ناجائز ہے۔

آنحضرت قسم کھا کر بیان کرتے ہیں اور م  
 ”نبی کا کسی بات کو قسم کھا کر بیان کرنا اس با  
 تاویل نہ کی جاوے نہ اشتناء۔ بلکہ اس کو ظاہر  
 فائدے ہی کیا“ (ص ۱۳ حاشیہ حمۃ البشری طبع د

## اعتراض

ان ینزل فیکم میں آنحضرت ﷺ  
 مریم تم میں نازل ہوگا۔

## الجواب

خطاب صحابہ کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ  
 ہے۔ ابن خزیمہ و حاکم نے روایت نقل کی ہے  
 علیہ وسلم سیدرک رجال من امتی ابد  
 امت کے لوگ عیسیٰ کا زمانہ پائینگے نہ صحابہ لوگ

حضرت عیسیٰ کا قرب قیامت تشریف لانا مصرح ہے۔ ملاحظہ ہوں:-

قال لا تقوم الساعة حتى ينزل عيسى بن مريم (مسند احمد)  
واين ماجه ص ۳۸) لكن تقوم الساعة حتى ترون قبلها عشر ايات  
عيسى ابن مريم (مسلم ص ۲۳۱۳) ظاهرين الى يوم القيامة فينزل  
ابن مريم (مسلم ص ۱۵۸۷) كيف تهلك امة انا اولها والمهدى  
والمسيح آخرها (مشکوٰۃ ص ۵۷۵) ان تمام حدیثوں میں حضرت عیسیٰ کا نزول  
قیامت مذکور ہے۔ اور کچھلی روایت میں امت محمدیہ کے آخر زمانہ میں حضرت  
نامصرح ہے نہ عہد صحابہ میں نہ چودہ سو سال کے بعد۔

### بارھویں حدیث

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ  
فرمایا انا اولی الناس بعیسی ابن مریم فی الاولی والآخرۃ ا  
اخوة من علات امهتهم شتی ودينهم واحد وليس بيننا نبی  
باب بداء الخلق) میں بہ نسبت لوگوں کے مسیح سے بہت نزدیک ہوں دنیا و  
میں۔ انبیاء سب سوتیلے بھائی ہیں۔ اور میں ان کی مختلف اور دین سب کا  
میرے اور مسیح کے درمیان کوئی نبی نہیں ہو۔

مرزا صاحب بھی مقرر ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کے عہد میں:-

(۱) ”حضرت مسیح کے زمانہ کو چھ سو برس گزر گئے تھے اور اس عرصہ

میں کوئی الہام یافتہ پیدا نہیں ہوا تھا“ (رسالہ اسلامی اصول کی فلاسفی ص ۱۱۰)

(۲) ”کچھ شک نہیں کہ محدث نبی کا چھوٹا بھائی ہوتا ہے اور تمام انبیاء

علاقائی بھائی کہلاتے ہیں“۔ (ازالہ ص ۲۵۱۸۸) ﴿خ ص ۳۳۱/ج ۳﴾

(۳) ”(میرا) نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا کے

حکم سے کیا گیا ہے“۔ (ازالہ ص ۲۵۱۷۲، ۲۵۱۷۳) ﴿خ ص ۳۲۰/ج ۳﴾

حدیث بالا میں حضرت مسیح ابن مریم رسولاً الی بنی اسرائیل کا ذ

کسی آئندہ پیدا ہونے والے مسیح  
 ہیں۔ ناظرین اسے ملحوظ رکھیں۔  
 حضرت امام بخاریؒ حسب  
 تھوڑا حصہ اس حدیث کا لائے  
 محمود خلیفہ قادیان نقل کرتے ہیں  
 عن ابی ہریرة عن  
 اخوة لعلات امہاتہم شتی و  
 ابن مریم لانہ لم یکن بینہ  
 فاعرفوہ رجل مربع الی  
 رأسہ یقطر وان لم یصبہ بل  
 الجزیة ویدعو الناس الی  
 الا الاسلام الی الحدیث۔ انبیاء  
 مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا  
 تعلق رکھنے والا ہوں کیونکہ اس  
 ہونے والا ہے پس جب اسے دیکھ  
 ملا ہوا رنگ زرد رنگ کے کپڑے  
 گوسر پر پانی نہ ہی ڈالا ہو وہ صلیب  
 اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعو  
 کیوں چھوڑ دیئے؟ شاید اس لئے  
 اور مرزا صاحب خود یا جوج ماجوج  
 میں سب مذاہب ہلاک ہو جائیں  
 ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے  
 پھریں گے اور بچے سانپوں سے  
 مریم چالیس سال (زمین پر) رہیں گی

نماز پڑھائیں گے۔“ (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۹۲)

یہ حدیث ابو داؤد جلد ۲ ص ۲۳۸ پر موجود ہے۔ اس کے سند اور مقبول ہیں۔ نیز یہ حدیث مسند احمد میں موجود بھی ہے۔ ایسا ہی ابن ابی شیبہ۔ ابن حبان میں ہے۔ (اعجاز المسح ص ۳۸ مصنفہ مرزا صاحب رنج ص ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۲۵۲۳۵) رنج ص ۳۲۰/۳۲۱ وغیرہ بھی اس حدیث کے بعض کس کے ان کی تصحیح و تصدیق بلکہ ان سے تمسک کیا ہے۔

اس حدیث سے صاف عیاں ہے کہ آنے والا مسیح موعود حاضر ہے، جس کے اور آنحضرت کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا تھا۔ جو کاعلاتی بھائی اور بموجب حدیث معراج قاتل دجال ہے قلہ الحمد۔

### تیرھویں حدیث

عن الحسن قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان عيسى لم يمت وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة (در سنن ابن ماجہ حضرت جن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت نے یہود کو مخاطب کر تحقیق عیسیٰ فوت نہیں ہوا۔ لاریب وہ تمہاری طرف اترے گا قیامت سے قبل)

### اعتراض

یہ حدیث مرسل ہے اس لئے قابل قبول نہیں۔

### جواب

حضرت جن بصری کی مرسل حدیث میں تو وہی شخص کلام کریگا جس اقوال کا پورا علم نہیں وہ خود فرماتے ہیں کل شئی سمعتنی اقول فیہ قالہ صلی اللہ علیہ وسلم فهو عن علی ابن ابی طالب غیہ زمان لا استطیع ان اذکر علیا۔ آہ (تہذیب الکمال للزی) میں جنی احادیث رسول اللہ کہوں اور صحابی کا نام نہ لوں سمجھ لو کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب



ہے۔ میں ایسے (سفاک دشمن آ  
نہیں لے سکتا۔ اچھا! حدیث پر اعر

ایک

مرزائی بعض وقت کہہ دے

۲ آنحضرت ﷺ کے ارشاد

مولیٰ علی مرتضیٰ نے سنا۔

اخذ کیا، ان سے ربیع نے ان سے

سے اطلق نے ان سے ثنی نے ا

جریر کتب متداولہ میں سے ہے اور

محمد بن جریر بڑے پایہ ک

مجتہدین میں سے لکھا ہے۔ خود

ہے کہ ”جریر نہایت معتبر اور ائمہ

اگر یہ معتبر حدیث ہے تو

مرزا صاحب نے ضمیمہ

حدیث یتزوج ویولد لہ لکھی

(۲) حقیقۃ الوحی ص ۱۹۴، حاشیہ ۳

روایت کسوف خسوف در رمضان

(۳) ضمیمہ انجام ۲ تقیم ص ۴۱

میں جو اثر خروج مہدی از کدغہ

(۴) کتاب مسیح ہندوستان میں ص ۵۳، ۵۴، ۵۶ ج ۱۵۶ میں جو تین حضرت عیسیٰ کی سیاحت سے متعلق تحریر ہیں ان کا پتہ صحاح سنہ سے بتاؤ۔

### چودھویں حدیث

تفسیر ابن جریر جو ”رئیس المفسرین و معتبر آئمہ حدیث میں سے۔ اوہام و ہشمہ معرفت (بخ ص ۳ ج ۲۳) و تفسیر در منثور جلد ۲ ص ۳ پر ہے نجران کے عیسائی آنحضرت کے پاس آئے اور ان سے توحید و تثلیث پر گواہی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:-

”الستم تعلمون ان ربنا حی لایموت وان عیسی یاتی علی الفنا۔ (ابن جریر جلد ۳ ص ۱۶) ہوا انسان کے پرستار و کیا تم جانتے نہیں کہ خدا لایموت ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام پر تو موت آئیگی“  
برادران غور فرمائیے! اگر حضرت مسیح وفات پاچکے ہوتے تو آنحضرت صاف فرماتے کہ ان عیسیٰ قدمات مگر آپ ﷺ نے یاتی صیغہ ماضی آئندہ کا استعمال فرمایا کہ اس کو موت آئیگی۔ پس ثابت ہے کہ حضرت اسلام زندہ ہیں۔ و الحمد لله علی ذالک۔

### پندرہویں حدیث

یحدث ابوہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نفسی بیدہ لیہلن ابن مریم بفتح الروحاء حاجاً او معتمراً اولیث حضرت ابوہریرہؓ حضرت نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدمیری جان ہے، یقیناً احرام باندھیں گے ابن مریم فخر الروحاء سے، حج کا قرآن کریں گے (یعنی عمرہ ادا کر کے اسی احرام سے حج کریں گے) ص ۴۰۸..... اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:-

(۱) مسیح موعود دنیا میں آگے اپنے متعلق ایسی فضا قائم کریں گے کہ تمام دنیا میں اس

امن ہوگا۔ اور کوئی چیز ان کے حج میں ماننے  
 (۲) وہ کسی بیماری میں مبتلا نہیں ہوگا جو رزق  
 (۳) کوئی دوسرا شخص اس کی طرف سے

جو شخص مندرجہ بالا اوصاف سے  
 مرزائی امت تاویلوں کی بہت عادی ہے  
 سہارا ڈھونڈتی ہے کہ اس کے ظاہر کی  
 ہے۔ مگر مرزا صاحب نے ایک قاعدہ کو  
 نہیں جاتی۔ یہ حدیث قسم سے شرود  
 مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ ”اور قسم صاف  
 ہے نہ اس میں کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء  
 اس حدیث نبوی میں الفاظ والا  
 کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء ہے۔  
 نیز مرزا صاحب اپنی کتاب ”  
 پر لکھتے ہیں:-

”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال  
 اللہ کریگا کیونکہ بموجب حدیث صحیحہ  
 اس عبارت سے کم از کم اتنا ثابت  
 ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس بات کو تسلیم

مرزائی  
 آپ کو فارغ البالی اور مرفہ الحی

”اور مالی فتوحات اب تک دو لاکھ ر

ص ۱۸۰/ج ۱۸

”مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس رو بھی ماہوار آئیں گے۔ مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھ اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے، اس نے میری دستگیری کی کہ میں نے کہا کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے“ (حقیقۃ الہ ص ۲۱۱) ﴿خ ص ۲۲۱ ج ۲۲﴾

## مرزائی اعتراض نمبر ۲

مرزا صاحب کے لئے مکہ میں امن نہ تھا۔

### الجواب

حدیث سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود دنیا میں آکر اپنے متعوضاً قائم کریں گے کہ حجاز اور تمام دنیا میں ان کے لئے امن ہوگا اور وہ وخطر ج کریں گے۔ اگر مرزا صاحب کیلئے امن نہ تھا تو اس سے ثابت ہو مسیح موعود نہ تھے۔ نیز مرزا صاحب کو الہام ہوا تھا:-

”والله يعصمك من الناس“ (تذکرۃ الشہاد تین ص ۴)

حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جب یہ آیت نازل آپ ﷺ نے سب محافظ اٹھادیئے۔ اور کہہ دیا کہ اب اللہ نے میری حفاظت لے لیا ہے۔

### نوٹ

یہ آیت مدنی ہے اور آخری زمانہ میں نازل ہوئی ہے) اسی طرح مرزا صاحب کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ اٹھایا تو مرزا صاحب نے حج کیوں

## مرزائی اعتراض نمبر ۳

مرزا صاحب بیمار رہتے تھے لہذا آپ پر حج فرض نہ تھا۔

الجواب

یہی دلیل مرزا کے کاذب مسیح ہونے کا ہے کہ مسیح موعود کو کوئی ایسی جسمانی بیماری ثابت ہو کہ آپ مسیح موعود نہیں۔ ورنہ آس۔ دوران سر۔ ذیابیطس وغیرہ)

اعتراض

الفاظ حاجا و متعمر الیثنینہما۔ محفوظیت ظاہر ہے۔

الجواب

ذرا اپنے گھر کی بھی خبر لیجئے۔ کتاب ﴿خ ص ۲۵۸ ج ۲۱﴾ میں ہے۔

”اور تیس برس کی مدت گزر گئی کہ خدا دی تھی کہ تیری عمر اسی سال ہوگی اور یہاں کم“۔ (عربی میں ”او“ بمعنی، ”واو“ آتا۔

اعتراض

یہ آنحضرت ﷺ کا کشف ہے ج اور حضرت یونس کو لہیک کہتے ہوئے دیکھا۔ بھی آپ نے احرام باندھے ہوئے دیکھا۔

الجواب

صحیح مسلم میں ایک روایت آئی ہے میں حضرت موسیٰ کو اور وادی ہر شے میں

ہے مگر یہ آپ نے کشفی حالت میں دیکھا جیسا کہ الفاء  
 موسیٰ (گویا میں دیکھتا ہوں حضرت موسیٰ کی طرف)  
 یونس۔ (الی فرمایا گو میں دیکھتا ہوں حضرت یونس کی طرف)  
 مگر یہاں کسی جگہ یہ الفاظ نہیں ہیں قال کانسی انظر الی  
 موسیٰ کلم اللہ اور حضرت یونس نبی اللہ کا واقعہ پیش کرنا صحیح  
 لیہلن مضارع مؤکد بہ نون ثقیلہ ہے جو مضارع میں ت  
 مستقبل کرتا ہے (مرزائی پاکٹ بک ص ۵۰۲) اس واسطے اس  
 حماقت ہے۔ نیز مرزا صاحب کا کلیہ قاعدہ (جو حدیث قسم  
 خبر ظاہری معنوں پر محمول ہوتی ہے۔ اس میں کسی قسم کی تا  
 حملۃ البشری مترجم ص ۲۶۳) (چرخ ص ۱۹۲ ج ۱) بھی اس کی تصدیق

## اعتراض

ایک حدیث میں دجال کا بھی بیت اللہ کا طواف  
 مذکور ہے۔ کیا وہ حاجی ہوگا؟

## الجواب

یہ خواب کا واقعہ ہے تو اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 کلان کے لئے زمانہ آئندہ کی خبر صراحت سے دی گئی ہے قیام

## اعتراض

رج الروحاء میقات نہیں۔ صبح اس جگہ سے احرام کس  
 یہ ایک کشف ہے۔

## الجواب

میقات جتنے ہیں یہ ان لوگوں کے لئے ہیں جو ان  
 جو اندر ہوں وہ جہاں ہوں، وہیں سے احرام باندھ لیں مثلاً

میقات ہے تو کیا جو ذوالحلیفہ سے اندر مکہ کے جا کر احرام باندھ آئیں؟ نہیں بلکہ وہ جہاں ہو شریف کے الفاظ کا مقتضایہ ہے کہ لیام حج میں فحج الروحاء کے قریب ہوں گے۔ اس لئے تو شرعی حکم ہے (تعلیمات مرزا)  
(۱) حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:-

عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله  
المدينة ذالْحَلِيفَةَ وِلاهُل الشَّامِ الجَدَّةِ  
وِلاهُل الِیْمَنِ یَلْمَلِمُ فِهِنَّ لِهِنَّ وِلْمَنِ اَتَى  
یُرِیدُ الْحَجَّ وَالْعَمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُونَھِمْ فَ  
حَتَّى اَھْلِ مَكَّةَ یَهْلَوْنَ مِنْھَا۔ (مشکوٰۃ ج ۲  
ترجمہ:- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
اللہ علیہ وسلم نے جگہ احرام کی مدینہ والوں کے  
بجھ اور نجد والوں کیلئے قرن منازل۔ یمن والوں  
شہروں کے ہیں جو مذکور ہوئے۔ اور وہ گذر کر  
ارادہ کرے حج اور عمرے کا، رہنے والا اندران  
باندھے۔ یہاں تک کہ اہل مکہ، مکہ ہی سے احرام  
اس دنیا سے کوچ کر گئے اور فریضہ حج ادا نہ کیا۔  
تھا۔ اور اسلام کے ایک ادنیٰ خادم اور عالم رحمہ  
پیشگوئی کی تھی:-

”میں نہایت جزم کے ساتھ باواز بلند  
صاحب کے نصیب میں نہیں۔ میری اس  
(۴۲۴ اسلام ص ۱۲۳)  
آہ۔ آج ہم قاضی صاحب مرحوم کی پر

ہیں۔ حالانکہ مرزا صاحب بعد پیشگوئی کے بہت عرصہ نصیب نہ ہوں۔

## تردید دلائل وفات مسیح

### مرزائی عذر

(۱) مصنف مرزائی پاکٹ بک نے دزدیکہ بکف چرادر اٹھا ہوئے (۱) آیت فلما توفیتنی (۲) آیت متوفیک و شہوت دینا چاہا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں حیات مسیح پر دلیل ناظرین کرام! شہوت حیات مسیح کے باب میں دلیل نمبر ۱ تفسیر و تشریح ملاحظہ ہو۔

پھر آیت وما محمد الا رسول قد خلت من تمسک کیا ہے کہ پہلے سب نبی فوت ہو گئے۔

### الجواب

ناظرین غور فرمائیں کہ کہاں بیسیوں آیات میں بالتصريح عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر ان کا رفع سہاوی مذکور و مرقوم و موجود ہے۔ اور کہاں یہ آیت جس میں نہ تمام انبیاء کی وفات ظاہر کرنا۔

خلت یا خلا کے معنی ہیں جگہ خالی کرنا خواہ زندہ خلوا الی شیطانینہم الآیة (پ ۱ ع ۲) یعنی کافر جب سہل ہیں ہم ایمان لائے۔ جب اپنے شیطانوں کی طرف مسلمانوں سے مخول کرتے ہیں اسی طرح سورۃ آل عمران مرزا صاحب یہ معنی کرتے ہیں ”قد خلت من قبلہ رسول ہی آتے رہے“ (جگہ مقدس تقریر اول ص ۸) (پ ۱ ع ۲ ص ۸)



سب رسول کرنا بھی اس جگہ مراد خداوند  
 اتینا موسیٰ الكتاب وقفینا من ب  
 مرزا صاحب نے ”کئی رسول“ کیا ہے (شہد  
 قد خلت من قبله الرسل الآیة کاتر  
 قادیان نے ”پہلے اس سے بہت رسول  
 جلد ۱ ص ۳۲) ایسا ہی سورہ، حم سجدہ میں اذ  
 کے پاس (جنس) رسولوں سے کئی ایک  
 تھے؟ پھر تو مرزا بھی اس وقت آیا ہوگا؟  
 بھی آنحضرت سے پہلے فوت ہو گئے تھے  
 النبیین الآیة (آل عمران ۲۷) قتل کر  
 کو انہوں قتل کر دیا تھا ایسا ہی کفار کہتے تھے  
 خلت من قبلهم المثلث۔ (الرعد ۲۷) شک  
 بہت سی مثالیں گزر چکی ہیں۔ احمدی دوستوں  
 اسی سورت میں ایک مقام بر ارشاد ہے کذ  
 قبلہا ام۔ اے رسول ﷺ اسی طرح بھی  
 ہیں اس سے پیشتر امتیں (الرعد ۳۷) کیا ا  
 امتیں سب کی سب صفحہ زمین سے مٹ  
 وغیرہ موجود تھے۔ خود قرآن میں یا اہل  
 کہہ کر ان کو یاد کیا گیا ہے الغرض خلت کے  
 کرنا مقصود خداوندی و نشا محمدی کے خلاف  
 لینا بھی تحکم ہے۔

ہاں۔ ہاں۔ اگر آنحضرت ﷺ سے  
 مرزا صاحب نے نور الحق حصہ اول ص ۵۰  
 السلام کا آسمانوں پر زندہ ہونا اور اس پر ایمان

”عیسیٰ صرف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ اس نبی معصوم شریعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام دودھ پلانے والی حرام کی گئی یہاں تک کہ اپنی ماں کی چھاتیوں تک پہنچایا گیا اور اس کا خدا کو سینا میں سے ہم کلام ہو اور اس کو پیارا بنایا۔ یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے ولم یمُتْ ولیس المیتین وہ مردوں میں سے نہیں۔ مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰ آ سے نازل ہوئے سو ہم نے اس خیال کا باطل ہونا ثابت کر دیا ہم ق میں بغیر وفات عیسیٰ کے کچھ ذکر نہیں پاتے“

احمدی دوستو! جہاں آنحضرت ﷺ کے پہلے انبیاء سے موسیٰ کو گیا ہے وہاں مہربانی کر کے مسیح کی مسند بھی چھٹی ہوئی سمجھ لیجئے۔

## اعتراض

اس جگہ موسیٰ علیہ السلام کی روحانی زندگی مراد ہے۔

## الجواب

یہ کہنا کہ یہ روحانی زندگی ہے بالکل غلط ہے اور مرزا صاحب کی بالکل خلاف ہے روحانی زندگی تو بعد وفات سب انبیاء کو حاصل حضرت موسیٰ کو کیا خصوصیت حاصل ہے۔ نیز اس کے بعد مرزا صاحب حضرت عیسیٰ کو مردہ کہا تو یہ تفریق بتلا رہی ہے کہ مرزا صاحب حضرت اسلام کو جسمانی زندگی سے زندہ سمجھتے تھے۔

بالآخر یہ کہ اگر خلت کے معنی موت اور الرسل میں جملہ انبیاء کو سمجھا جائے تو بھی مسیح اس سے خارج و مستثنیٰ سمجھے جاویں گے۔ کیونکہ ان نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔

مرزا یو! حضرت مسیح کی حیات جو قطعی طور پر قرآن سے ثابت

آیات سے استدلال کرنا نیکوں کی سنت نہیں  
متعلق ایک مثال پیش کرتا ہوں بغور سنو! جب ق  
کے الفاظ مرزا صاحب نے یہ لکھے ہیں:-

”انکم وما تعبدون من دون اللہ  
تمہارے معبود و باطل جو انسان ہو کر خدا  
جائیں گے“ (ریویو جلد ۱ ص ۲۴۵)  
تو کفار نے بغلیں بجانا شروع کیں اور تو  
استدلال کرتے ہوئے مسیح کو بھی بوجہ اس کے  
کے جواب میں آیت نازل ہوئی ما ضرب  
خصمون ان هو الا عبدانعمنا علیہ۔

اے نبی یہ بد بخت جدالی قوم بلکہ سخت جج  
تو خدا کے محبوب بندے ہیں جن پر اس نے ان  
یہی مثال مرزائیوں کی ہے کہ وہ بھی مثل کفار  
قرآن کو عام استدلال سے توڑنا چاہتے ہیں۔

برادران! اس قسم کی عام آیات جس قدر  
کا بالا اختصار یہی ایک جواب کافی ہے جو اوپر مذ  
ہوں جو مرزائی کرتے ہیں تو بھی وہ آیات حیا  
استدلال کرنے والے بقول قرآن مجادلین و مخا

ازاں جملہ ایسی مثالوں کے یہ ہیں (۱)  
ہیں مسیح کو بھی پوجا گیا (۲) انسانوں کیلئے زمین ہی  
عمر کا ہو کر ضعیف القوی ہو جاتا ہے جسم میں تغیر و

مرزائی عند

قرآن میں ہے کہ مسیح اور اس کی والدہ کھانا  
ہے کہ مریم بوجہ موت کھانے سے روکی گئی ہے

## الجواب

حق تعالیٰ نے عیسائیوں پر جو مسیح کو اور اس کی والدہ کو خدا مانتے ہیں حج کی ہے کہ وہ دونوں تو لوازم بشری مثل طعام وغیرہ کے محتاج تھے۔ پھر خدا ہوئے۔ اس آیت میں حضرت مسیح کی حیات و ممات کا کوئی ذکر نہیں۔ احمدی بھائیو! اگر میں کہوں کہ مرزا صاحب اور ان کی بیوی اکٹھے کرتے تھے یا یہ کہ وہ ایک ہی مکان میں رہا کرتے تھے کیا یہ کہنا غلط ہوگا نہیں۔ پھر مرزا صاحب تو مر گئے مگر ان کی بیوی زندہ ہے۔ کیا تم انہیں جانتے ہو؟ کیا اب وہ کھانا نہیں کھاتیں، یا اسی مکان میں نہیں رہتیں؟ فقہاء اے جناب! اگر ہم کہیں کہ جس خدا نے مسیح کو آسمانوں پر اٹھالیا ہے کھانا بھی ضرور دیتا ہوگا تو تمہارے پلے کیا رہ جائیگا؟ آخر موسیٰ بھی تو بقول ہے پس جو اس کا حال ہے سو مسیح کا۔ طعام کا لفظ حدیث میں محض تسبیح و تقدیس اللہ بولا گیا ہے جیسا کہ جب ایک صحابی نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ اللہ جب طعام وغیرہ پر دجال کا غلبہ ہوگا۔ اس وقت ہم کیا کھائیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یجزئہم ملیجزیئ اهل السماء من التسبیح والرواہ احمد طیارسی مشکوٰۃ باب العلامات فصل ثانی) کفایت کرے گی مومنوں کو اور وہ چیز جو کفایت کرتی ہے اہل سماء کو یعنی حمد و ثنا الہی تو فرمائیے آپ کس قہور کر رہ جائیں گے۔

## اعترض

الم نجعل الارض کفانا الحیة وامواتا۔ کیا نہیں بنایا ہم نے اپنے ساتھ ملائے رکھنے والی زندوں اور مردوں کو ولکم فی مستقر ومتاع الی حین۔ اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانا ہے اور فائدہ ایک مدت تک وقال فیہا تحیون و فیہا تموتون ومنہا تخذ (اعراف رکوع ۲۴) تمہیں زمین میں زندگی بسر کرنا ہے اور پھر اسی میں

پھر اسی سے اٹھائے جاؤ گے۔

یہ ایک عام قانون الٰہی کے صریح خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام

خاص دلائل سے حضرت میں مقرر و مسلم ہے کہ خاص دلیل میں دلیل خاص کا اعتبار کیا جا موجود ہیں مثلاً عام انسانوں کی پ نطفۃ امشاج (دہر پارہ ۲۹) یعنی بر خلاف حضرت آدم علیہ السلام دلائل سے معلوم ہے کہ ان کی دلیل خاص کا اعتبار کیا گیا ہے اور نمبر ۲۔ فرشتوں کی جا۔ عارضی طور پر کچھ مدت کے لئے

والذین يدعون من اموات غیر احياء وما يشعرون جن لوگوں کو اللہ کے سوا پکارت پیدا کئے گئے ہیں مردہ ہیں زندہ نہیں چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بلند اوہ بھی وفات یافتہ ہیں۔

## الجواب

(۱) الذین کا ترجمہ ”جن لوگوں کو“ صحیح نہیں کیونکہ الذین سے (بت) بھی ہیں لہذا صحیح ترجمہ یوں ہے ”اور جن کو پکارتے ہیں“ اور چونکہ زیادہ تربت پرستی ہی پائی جاتی تھی (چنانچہ کعبہ کے ۳۶۰ بت جو فتح توڑے گئے اس پر شاہد ہیں) اس لئے۔

(۲) اموات کے بعد غیر احياء کا ذکر کیا گیا تاکہ اصنام کی حق ظاہر ہو جائے کہ وہ علی الاطلاق مردہ ہیں۔ ان کو حیات کی ہوا بھی نہیں کبھی نہ اب ::

(۳) وما یشعرون ایان یبعثون کا مطلب تو یہ ہے کہ ان کا بھی شعور (علم) نہیں کہ ان کے پوجنے والے کب اٹھائے (جلالین و فتح البیان) بلکہ ان سے بہتر تو ان کے عابد ہیں کہ انکو علم و شعور تو حاصل ہے۔

## (دوسری طرز سے)

## الجواب

آیت کا یہ مطلب نہیں کہ معبودان مصنوعی مرچکے ہیں بلکہ یہ کہ ان سب کو موت آنیوالی ہے صرف لفظ اموات کو دیکھ کر یہ نتیجہ نکالنا سب کے سب مرچکے ہیں غلط ہے انک میت وانہم میتون (القرآن) رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو بھی میت ہے اور وہ بھی مطلب یہ ہوا کہ با آنیوالی ہے لہذا آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہوا کہ تمام وہ لوگ جو اللہ کے سوا پوجتے ہیں آخر کار مر نیوالے ہیں گوان میں کئی مرچکے ہوں اور ہم بھی مائے حضرت مسیح بعد نزول فوت ہو جائیں گے۔  
نیز مشرکین جنوں اور فرشتوں کو بھی پوجتے تھے کیا وہ سب مرچکے ہیں وہ بھی من دون اللہ میں شامل ہیں۔

مرزا

صبح کو نماز و زکوٰۃ کا حکم زندگی بھر کہاں ہیں؛ و اوضنی بالصلوة و الزکوٰۃ

الجواب

کسی نے سچ کہا ہے کہ خوئے بدرابہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں۔ وہ جھٹ بولا ہے۔ کہاں صاف و صریح آیات قرآنیہ ہے اور کہاں مرزائیوں کی یہ یہودیانہ کھینچ اے جناب! اگر یہ ضروری ہے کہ وغیرہ دیتے رہیں اور ضرور ہی اس کام کیلئے جب یہ الفاظ صبح نے کہے تھے یعنی پیدائش اس وقت بھی تو وہ زندہ تھے۔ فرمائیے اور کون کون شخص زکوٰۃ ان سے وصول کرنے دنوں کتنی نمازیں روزانہ ادا کیا کرتے تھے۔

جوابنا۔

ناظرین شروع میں کسی کام کا حکم رات سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے اس پر عمل تحت ہر کام کا وقت اور اس کی حدود قائم اور زکوٰۃ بعد مال۔ جب تک صبح بچے بجالائے جب مال تھا زکوٰۃ دیتے تھے۔ ا۔ کیونکر دیں۔ پھر اور سنو! حدیث میں آیا موسیٰ پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ بتلائیے آیا ہیں اور روپیہ ان کے پاس کس قدر ہے۔

## مرزائی عذر

کفار نے آنحضرت ﷺ سے نشان طلب کیا تھا اور اپنے پر ٹھیسر لیا کہ آپ آسمان پر جائیں۔ وہاں سے کتاب لائیں جسکو پر ایمان لائیں۔ اللہ نے جواب دیا کہ کہو میرا رب پاک ہے میں بہ لیکن رسول کو آسمان پر لے جانے کی سنت الہی نہیں“ (ص ۲۲۵)

### جواب ۱

موسیٰ کیسے آسمان پر چڑھ گئے؟ ما جوابکم فہو جوابنا۔

### جواب ۲

اس استدلال میں جس قدر یہودیانہ تحریف اور دجالانہ غلط مغالطہ بازی کی گئی ہے وہ ایک مذہبی قوم کے ممکن و محال ہے الا اس قائل کو بظاہر مومن باطن دہریہ سمجھا جائے۔

ناظرین کرام! وہ کفار جن کا قرآن میں اس جگہ مذکور ہے مرزائی کی طرح دہریہ طبع نہ تھے کہ انسان کا آسمان پر چڑھنا محال سنت الہیہ سمجھتے ہوں بلکہ انہیں بظاہر اس کا اقرار تھا اور ان کا ہے۔ کہ انسان آسمان پر لے جایا جاسکتا ہے اوترقی فی السماء پر مگر سن رکھ کہ ولن نومن لرقیق ہم تیرے فقط آسمان پر چڑھ مار نہیں رکھتے حتیٰ تنزل علینا کتاب نقرأ یہاں تک کہ پر کتاب نازل نہ کرے۔

برادران! یہ ہے وہ اصل مطالبہ کفار کا جو سر اسر جہالت و کیونکہ یہ کبھی درست نہیں ہو سکتا کہ خدا، پلید طبع انسانوں کو صاحب بنادے۔ اسی کے جواب میں کہا گیا ہے قل سبحان ربی ہل رسولاً۔ کہہ دے خدا کی عادلانہ و حکیمانہ شان اس سے اعلیٰ وارفع ہے



جیسے ناپاک طبع انسانوں پر اپنی اعلیٰ کتاب ناز

اذا كان الغراب

سيهد بهم طريقاً

جب کو کسی قوم کا راہنما ہو گا۔ تو یقیناً چلا سکے گا۔ باقی رہی میری شخصیت سو ہوں۔ میری کیا طاقت و مجال کہ اس کی مر تمہارے مطالبات کو پورا کر دوں ایسے لغو و بے کی استدعا بھی کروں۔

بھائیو! یہ ہے اصل مطالبہ کفار کا جسے سراسر بے وقوفی کا مرقع ہے۔ حاصل یہ کہ نہیں ٹھہرتے تھے۔ بلکہ اس کے ساتھ بیہودہ (۱) ”کفار کہتے تھے کہ ہم تب ایمان

دیکھیں کہ زمین سے آسمان تک ایک نر ہمارے دیکھتے دیکھتے اس نردبان کے ذر جائے اور فقط تیرا آسمان پر چڑھنا ہم ہر آسمان سے ایک ایسی کتاب (ہم کو) نہ لائے رسالہ تصدیق النبی ص ۱۱ مضمون مرز سوالوں کے جواب)

(۲) ”یہ بات نہیں ہے کہ ہر کس و نا کس پر وحی نازل ہو جایا کرے۔ اس کی طرف ہے اور وہ یہ ہے و اذا جاء تهم آية قالوا ما اوتى رسل الله. الله اعلم حيب جس وقت کوئی نشانی کفار کو دکھائی جاتی

پر ہی کتاب نازل نہ ہو تب تک ایمان لائینگے۔ خدا خوب جانتا  
جگہ اور کس محل پر رسالت کو رکھنا چاہیے“ (براہین احمدیہ حاشیہ  
ص ۱۸۱ ج ۱)

الغرض مرزائی مصنف کی پیش کردہ آیت سے بشر رسول  
ناممکن الحال ثابت نہیں ہوتا۔

جواب ۳۔ بفرض محال مان لیا جائے کہ کفار نے مدار فیصلہ آسمان پر  
تھا تو بھی آنحضرت کے جواب سے کہ میں بشر رسول ہوں۔ یہ کہا  
بشر رسول آسمان پر نہیں جاسکتا۔ یا انسان کا آسمان پر جانا خلاف  
لاریب کسی انسان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ از خود آسمان پر جب چاہے  
جب چاہے کوئی معجزہ دکھائے۔

تو لے جاسکتا ہے چنانچہ اس نے حضرت مسیح کو آسمان پر اٹھالیا اور آ  
کو بھی آسمانوں کی سیر کرائی۔

اعتراض:- قرآن میں ہے وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد ادا  
الخالدون۔ (انبیاء ع ۳) کسی بشر کیلئے ”ہمیشہ کی زندگی نہیں۔  
آنحضرت کو فوت شدہ ماننا قابل شرم و ہتک نبوی ہے۔

جواب:- ۱۔ موسیٰ کو زندہ ماننا کیوں ہتک نہیں؟

۲۔ مسیح کے لئے بھی ہمیشہ کی زندگی نہیں۔ قرآن

وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ اسی طرح حدیث  
نازل ہو گا تم یموت فیدفن معی فی قبری غرض مسیح کو بھی موت  
باقی رہا اعتراض دوم۔ سو جب کہ تم خود موسیٰ کو آسمانوں پر زند  
فرشتوں کو زندہ مانتے ہو۔ تو پھر تمہیں خود ایسی ویسی لغو باتوں  
چاہیے۔ سنو! لمبی زندگی باعث فضیلت نہیں::

”عیسائیوں کو کبھی خیال نہیں آیا کہ حضرت عیسیٰ کی روحانی زندگی  
کریں اور صرف اس لمبی عمر پر خوش نہ ہوں جس میں اینٹ اور

شریک ہیں۔“ (تریق ص ۱۵۶، ۱۵۷) ﴿۲﴾  
 اعتراض:- حضرت عیسیٰ نے کہا تھا کہ  
 وفات ہے۔

جواب:- ہر جگہ بعد سے مراد وفات نہیں  
 تو ریت لینے گئے تو ان کی قوم نے غیر حاضر  
 فرماتا ہے ثم اتخذتم ثم العجل من بعد  
 معنی اس جگہ بعد کے ہیں وہی کلام مسیح میر

### تردید و دلائل وفات

اعتراض:- آنحضرت ﷺ نے فرمایا موسیٰ  
 الجواب:- کہاں آیات قرآنیہ و نصوصات  
 آسمانی و نزول جسمانی کا تذکرہ ہے اور کہاں  
 اس کا جواب یہ ہے کہ مہربانی کر کے اس  
 مقابلہ میں ایسے ویسے غلط، محض اقوال  
 نمایاں ہو جائیں گی۔ اس روایت کے جھوٹا ہونا  
 کو زندہ مانتے ہو۔ حالانکہ اس میں فوت  
 قول نقل کیا گیا ہے یعنی ابن کثیر، البیہاقیت  
 قیم وغیرہ۔ یہ سب کے سب بزرگ حیا  
 آخر مضمون ہذا میں سب کے اقوال بحوالہ  
 اب ہم صحیح روایت درج کرتے ہیں:

لو کان موسیٰ حیا لما وسدہ الا اتب  
 مشکوٰۃ۔ باب الاعتصام بالکتاب والسنتہ (ایر  
 چند الفاظ یہی روایت بحوالہ دارمی لکھی۔  
 تفسیر ابن کثیر میں مرزائی صاحب کا حوالہ

پیش کردہ روایت سے اوپر دو روایتیں لکھی ہیں جس میں صرف موسیٰ کا ذکر ہے  
اعتراض:- لوکان عیسیٰ حیا لما وسد ۱۰ الاتباعی۔ (شرح فقہ اکبر م  
ص ۹۹) اگر عیسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا۔  
الجواب:- شرح فقہ اکبر کوئی حدیث کی کتاب نہیں۔ صحیح روایت لوکان مو  
حیا ہے جیسا کہ ہم صحیح روایت نقل کر آئے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ شرح فقہ اکبر م  
چھاپہ میں غلطی سے لفظ موسیٰ کی جگہ عیسیٰ لکھا گیا ہے۔ ہندوستان کے تمام م  
اور قلمی نسخوں میں لفظ موسیٰ ہے۔

## آسان فیصلہ اور اندرونی شہادت

ہم نے جو لکھا ہے کہ شرح فقہ اکبر چھاپہ مصری میں غلطی ہو گئی۔ اس  
ایک دلیل اور پرمذکور ہوئی یعنی تمام ہندی نسخوں میں لفظ موسیٰ ہے۔ دوسری  
یہ ہے کہ جو روایت مرزائی مصری نسخے سے نقل کرتے ہیں وہ یہ ہے اشار الی  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ لوکان عیسیٰ حیا ما و  
الاتباعی و بینت وجہ ذالک عند قولہ فاذا اخذ اللہ الخ فی  
الشفاء یعنی آنحضرت ﷺ نے جو حدیث لوکان (موسیٰ) عیسیٰ حیا  
ہے اس کی پوری پوری تشریح ہم نے آیت و اذا اخذ اللہ میثاق النبیین  
تحت اپنی کتاب شرح الشفاء میں کر چھوڑی ہے۔

اب فیصلہ آسان ہے۔ آئیے شرح شفاء میں دیکھیں کہ اس روایت کے  
الفاظ ہیں۔ حضرت امام ملا علی قاریؒ کی کتاب شرح شفاء۔ شرح فقہ اکبر مصری  
پیشتر استنبول میں ۱۳۰۹ھ میں طبع ہوئی۔ اس کی پہلی جلد فصل سات میں آیت  
اخذ اللہ الایہ کے تحت لکھا ہے والیہ اشار صلی اللہ علیہ وسلم ب  
حین رای عمرانہ ینظر من صحیفۃ من التوراة لوکان موسیٰ ح  
وسد ۱۰ الاتباعی (جلد ۱ ص ۱۰۶) اس اندرونی شہادت سے قطعی فیصلہ ہو گیا کہ م  
شرح فقہ اکبر مصری کا سنہ طبع پہلا ایڈیشن ۱۳۱۳ھ اور دوسرا ۱۳۲۷ھ ہے۔ ۱۲

چھاپہ میں غلطی ہے نیز ملا علی قاری اپنی  
 ہوئی تھی) میں حدیث (لوعاش ابراہ  
 پر بحث کرتے کرتے اس حدیث  
 عبارت ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:-

”یقویہ حدیث لوکان موسیٰ  
 الا اتباعی“ (۶۷)  
 یہاں بھی بجائے عیسیٰ کے لفظ  
 کتاب مرقات شرح مشکوٰۃ مطبوعہ مصر  
 ”ولوکان موسیٰ حیا ای فی  
 اگر دنیا میں زندہ موجود ہوتے۔“

یہاں بھی لفظ موسیٰ بصراحت مر  
 اسی طرح مسند احمد، بیہقی، دارمی  
 موسیٰ حیا وارد ہے۔ اور ملا علی قاری  
 میں لوکان موسیٰ حیا نقل کیا ہے۔  
 اکبر میں وہ لوکان عیسیٰ نقل کریں۔  
 لہذا مثل آفتاب نیم روز واضح  
 ہو گیا ہے صحیح موئے ہے۔

مرزائیو! اس مبلغ علم اور ”دیانہ  
 اور آیات قرآن مجید میں یہودیانہ تصریح  
 نہیں! بلکہ ذلیل و رسوا ہو گئے۔ اب آؤ  
 قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب بابت نزو  
 مصر ص ۹۲ طبع ۱۳۲۳ھ و ص ۱۶ طبع مصر  
 عند نزول عیسیٰ من السماء و جال  
 گھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں۔

(۲) ان عیسیٰ نبی قبلہ وینزل بعدہ ویحکم بشریعة  
استنبول ج ۲ ص ۵۱۹) عیسیٰ آنحضرتؑ سے پہلے کا نبی ہے اور بعد میں  
شریعت محمدی پر عمل کریگا۔

(۳) فینزل عیسیٰ ابن مریم من السماء الخ (مرقاة شریف  
مصر ج ۵ ص ۱۶۰) پس نازل ہوگا عیسیٰ ابن مریم آسمان سے۔

(۴) ان عیسیٰ یدفن بجنب نبینا ﷺ بینہ و (بین  
الوسائل مصر ص ۵۶۳) تحقیق عیسیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
میں آپ ﷺ کے اور ابو بکرؓ و عمرؓ کے مابین دفن ہوں گے۔ اس آ  
بھی ثابت ہو گیا کہ یہ دفن معنی فی قبری کے معنی ساتھ دفن ہونا ہے  
اعتراض:- حدیث میں آیا ہے کہ مسیح کی عمر ۱۲۰ برس ہوئی۔

جواب:- اول تو یہ روایت ہی ضعیف ہے جیسا کہ ہم اس پر مفصل  
محال صحیح بھی ہو تو اس میں مسیح کی وفات کا کوئی ذکر نہیں۔ صرف  
عیسیٰ ابن مریم عاشِ عشرين ومائة سنة (ابن کثیر و غیر  
معنی ہیں زندگی بسر کی مسیح نے ۱۲۰ سال۔ چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ حافظ  
نقل کرتے ہیں) (الصحيح ان عيسى لم يبلغ هذا العمر  
مقامه في امة كما. الخ) (البدلية ص ۲۹۵ ج ۲)

دوم۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی عمر کے بارے میں اختلاف  
ٹھوس بات کسی کی نہیں۔ جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ کے انداز سے مر  
انہوں ۲۳ اور ۱۲۰ کے دو نہوں قول ذکر کر کے بلا فیصلہ چھوڑ دیا  
ص ۸۲ ج ۲) بعض ۳۳ سال کہتے ہیں جسکو حافظ ابن کثیرؒ  
مواہب نے ترجیح دی ہے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ سورہ نساء و فتح البیاب  
مگر اس قول کو حافظ ابن القیمؒ بے اصل قرار دیتے ہیں (زاد المعاد  
قول ۱۲۰ سال کا ہے جسکو حافظ ابن کثیرؒ شاذ، غریب البعید (حوالہ  
ہیں اسکی تائید میں طبرانی اور حاکم کے حوالہ سے بروایت حضرت

ذکر کی جاتی ہے وہ سخت ضعیف  
 حافظ ابن کثیر نے بحوالہ متد  
 روایت) قرار دیا ہے۔ (البدایہ  
 طبرانی لا کر ضعیف کہہ دیا ہے۔  
 سوم:- البدایہ والی سند  
 ہے جو مختلف فیہ سمجھا گیا ہے۔  
 اس کے پاس عجیب عجیب رو  
 (ج ۲) گویا ان کے نزدیک یہ راوی  
 چہارم:- حضرت مسیح  
 دونوں فریق اصل مسئلہ پر متفق  
 رفع ہوایا نہیں رفع آسمانی پر  
 طرف اٹھائے جانے کے وقت  
 رحمۃ اللہ علیہ کی بحث کا ہے جس  
 ہے۔ چنانچہ حج الکرمۃ ص ۲۲۸  
 قصہ ہی نہیں!

احمدی دوستو! اسی مرد  
 قرآنیہ کی تردید کرتے ہو۔  
 اعتراض:- اسی طرح ایک اور  
 فرمایا کہ سو سال تک تمام جاندار  
 الجواب:- اگر یہی ترجمہ صحیح  
 موسیٰ۔ ملائکہ بھی شامل ہیں۔  
 ہو گئے تھے! الو صاحب جس  
 باہر کرو گے۔ اسی سے ہم مسیح کو  
 موسیٰ کو بچاؤ گے ہمارے مسیح

حضرات! اصل بات یہ ہے کہ مرزائی مذہب سرپا خیانت  
 مرزا صاحب کی بھی یہی عادت تھی کہ آنحضرت ﷺ کی حدیث  
 نقل کرتے۔ مگر جو فقرہ اپنی نفسانیت کے خلاف ہو تا اس کو چھوڑ  
 بشریٰ نمبر ۸۸ (بخ ص ۳۱۲ ج ۷) پر کنز العمال کی حدیث لکھتے  
 مضمون میں بذیل ثبوت حیات مسیح لکھ آئے ہیں یعنی حدیث نمبر  
 لفظ من السماء چھوڑ گئے۔ یہی چالاکی مرزائی مصنف نے کی ہے۔ مسلم  
 جابر سے مروی ہے۔ اس میں ماعلی الارض کا لفظ موجود ہے۔ یعنی  
 فرماتے ہیں۔ آج جتنے لوگ زمین پر موجود ہیں۔ سو سال تک ان میں  
 نہ رہے گا۔

”ماعلی الارض من نفس منفوسۃ یاتی علیہا مائة  
 حیاة یومئذ (مسلم) یعنی روایت ہے جابر سے پیغمبر خدا صلی  
 وسلم فرماتے تھے xxx روئے زمین پر کوئی نفس نہیں جو پیدا کیا  
 موجود ہو۔ پھر آج سے سو برس سے گذرے اور وہ زندہ ہو x  
 حدیث صحیح مسلم کی ہے کہ xxx زمین پر کوئی شخص بھی آج کے لو  
 سے زندہ، موجود ہو“۔ (ازالہ اوہام ص ۲۸۱، ۲۸۰، ۲۸۱) بخ ص ۵۸۸  
 مگر مرزا صاحب کی خیانت ہے کہ ”زمین پر آج کے لوگو  
 اذاکر ”جاندار“ ترجمہ کر کے مسیح کی وفات ثابت کرتا ہے۔

اعتراض:- آنحضرت ﷺ نے شب معراج باقی انبیاء میں عیسیٰ کو  
 فوت شدہ ہیں تو عیسیٰ بھی وفات یافتہ ہے نہیں تو انہیں بھی زندہ مانو  
 الجواب:- (الف) جناب اگر ایک زندہ انسان کا وفات یافتہ روجوں  
 ثبوت وفات ہے تو پھر مرزا صاحب زندگی میں ہی مر چکے تھے جو کہتے  
 (۱) ”اس (مسیح نے) کئی دفعہ مجھ سے ملاقات کی۔ ایک دفعہ  
 اور اس نے عالم کشف میں جو گویا بیداری کا عالم تھا ایک جگہ بیٹھ کر  
 پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا“ (ریویو جلد ۱ ص ۳۴۸)



(۲) ”ایک دفعہ میں نے بیدار  
عالیہ وسلم کو مع حسین و علی و فاطمہ  
کی ایک قسم تھی“ (فتاویٰ احمدیہ جلد  
۷ سنہ ۱۹۷۱ء)

کہ اس  
(ب) یہ استدلال درست نہیں کیونکہ  
خود آنحضرت ﷺ بھی فوت شد  
زندگی میں جسمانی معراج ہوئی۔ پھر  
آنحضرت ﷺ زندہ تھے اسی طرز  
زندہ تھے اور آسمانوں پر تھے اور آ  
خبر دی تھی جیسا کہ ابن ماجہ میں مص  
اعتراض:- نبی کریم ﷺ نے پہلے  
علیؑ بیان کیا ہے۔

الجواب:- اس طرح سے اگر دو عیسیٰ  
کیونکہ ایسا ہی اختلاف سر پاموسیٰ  
الخلق میں ہے موسیٰ رجلاً اذا  
ورأیت عیسیٰ رجلاً مربوعاً  
سبط الرأس (بخاری مصری ص  
گھونگھرا لے بال والے تھے جیسے یہ  
سرخ و سفید رنگ، سیدھے بال والے  
رأیت موسیٰ واذا رجلاً  
ورأیت عیسیٰ فاذا هو رجل  
عیسیٰ جدمربوع (بخاری مصر  
والے تھے جیسے شہنشاہ کے لوگ اور

والے۔ پہلی حدیث میں موسیٰ گھونگھرالے بال والے تھے اور  
 والے۔ اس حدیث میں موسیٰ سیدھے بال والے تھے اور عیسیٰ  
 والے۔ پس دو موسیٰ اور دو عیسیٰ ہوئے (اور سینے) واما عیسیٰ  
 عریض الصدر واما موسیٰ فآدمٌ جسیم بسط ک  
 الرط۔ (بخاری مصری ص ۱۵۸ ج ۲) یعنی عیسیٰ کا رنگ سرخ  
 اور سینہ چوڑا ہے۔ لیکن موسیٰ کا رنگ گندمی ہے۔ موٹے بدن  
 والے جیسے جاٹ لوگ ہوتے ہیں، پہلی حدیث کے موسیٰ دبلے  
 طرح تھے اور اس حدیث کے موسیٰ، موٹے بدن کے جاٹوں کی  
 حدیث کے عیسیٰ کا رنگ سفید سرخی مائل ہے دوسری اور تیسری  
 رنگ بالکل سرخ۔ اس بناء پر جب دو عیسیٰ ہو سکتے ہیں ایک پہلا اور  
 موسیٰ بھی دور ہو سکتے ہیں۔ ایک پہلا اور ایک اور کوئی۔

## حضرت عیسیٰ کے رنگ و حلیہ کے اختلافات

ورنہ حقیقت میں نہ موسیٰ کے حلیے میں اختلاف ہے۔ نہ عیسیٰ  
 میں جس سے کہ دو ہستیاں سمجھی جاسکیں۔ حضرت موسیٰ و عیسیٰ کے  
 کے معنی گھونگھرالے بال کے نہیں۔ بلکہ کھیلے بدن کے ہیں۔ نہا  
 معناه شدید الاسر والخلق ناقة جعدة ای مجتمعة  
 یعنی جعد کے معنی جوڑو بند کا سخت ہونا جعدہ او ٹٹنی مضبوط جوڑ  
 میں ہے اما موسیٰ فجعدار ارجعہ الجسیم وهو اج  
 لاضدسبوطه الشعر لانه روى انه رجل الشعر وكذا فو  
 (ج ۱ ص ۱۹۶) کذا فی فتح الباری ص ۲۷۶ پ ۱۳ او نووی شرح مسلم  
 حدیث میں موسیٰ و عیسیٰ کے لئے جو لفظ جعد آیا ہے اس کے مع  
 ہے نہ بالوں کا گھونگھرا ہونا کیونکہ ان کے بالوں کا سیدھا ہونا ثابت  
 لفظ ضرب اور جسیم میں بھی اختلاف نہیں ہے۔ ضرب بمعنی نخیز

بمعنی طویل البدن۔ قال القاضی عیاض المزیاده فی الطول (فتح الباری انصاری ص ۱۰۱) میں لفظ جسم کے معنی لمبائی میں زیادتی ہے۔ اس میں بھی اختلاف نہیں ہے۔ لفظ احمر کا صحابی صحیح بخاری میں موجود ہے عن ابن عمر قال بعیسی احمر۔

(بخاری ص ۱۵۸ ج ۲) حضرت عبداللہ برہہ اللہ کی آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰؑ کو کبھی نہیں فرمایا پس پہلا رنگ برقرار رہا یعنی سفید اختلاف حضرت موسیٰ و عیسیٰ سے مدفوع ہے اور عیسیٰؑ بھی ایک ہی ہیں۔

اعتراض:- آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام ہوں۔ اگر عیسیٰؑ آئیں گے تو تمام دنیا کی طرف ہوجائیں گے۔ پھر حدیث غلط ہو جائیگی۔

الجواب:- (۱) پھر جب مرزا صاحب نبی ہو گئے تو کے آنے پر کیا غلط ہوگی؟

(۲) حدیث کا مضمون بالکل صحیح ہے۔ حضرت ہو کر نہیں آئیں گے۔ امتی ہو کر آئیں گے۔ نبو پہلے مل چکی تھی۔ اس وقت ان کی رسالت صرف رسولاً الی بنی اسرائیل (آل عمران) آنحضرت ﷺ کے خلیفہ کی ہوگی۔ پڑھو حدیث من بعدی (در منثور ص ۲۴۲ ج ۲) اس کے ہمراہ ابی شیبہ وابن حبان وابن جریر میں بھی موجود۔ طرف بادشاہ اور خلیفہ ہو کر آئیں گے۔ نہ نبی ہو کر

رسالت الی کافۃ الخلق میں شریک نہیں ہوں گے اور حدیر ہوگی۔ بلکہ اپنی جگہ پر بحال رہے گی۔

اس کے بعد مصنف نے اقوال علماء سے وفات مسیح کا ثبوت جس میں بھی وہ کامیاب نہیں ہوا۔ اگرچہ ہمارے لئے ضروری نئے کے اقوال کی چھان بین کرتے پھریں۔ کیونکہ نہ ہم انہیں نبی اور سمجھیں نہ خود مرزائی صاحبان۔ فرداً فرداً تو کسی کا قول کیا، مرزا امت کو بھی کورانہ لکھتے ہیں۔ تاہم میں چاہتا ہوں کہ لگے ہاتھوں کر دوں۔ اس سے دو فائدے متصور ہیں۔ ایک احمدی دوستوں کا جو دوم بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے افترا کا دفعیہ۔

### حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

مرزائی ایک مغالطہ یہ بھی دیا کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسیح کے قائل تھے۔ آپ نے آیت متوفیک کے معنی ممیتک کئے ہیں الجواب: یہ سراسر افتراء، دروغ بے فروغ اور فریب بیابانی ہے جملہ بحث حیات مسیح کے ٹھوس، واضح، عیاں، اور قطعی فیصلہ کن پہلو یعنی ساتھ ان کا اٹھایا جانا، ابھی تک حیات ہونا۔ آخری زمانہ میں آسمان۔ متعلق حضرت ابن عباسؓ پھر حضرت ابو ہریرہؓ پیش پیش ہیں۔ بطور اختصار اس جگہ بھی دو یا تین روایات لکھی جاتی ہیں ملاحظہ ہو حضرت فرماتے ہیں:-

- (۱) ”رفعه الی السماء اٹھایا عیسیٰ کو خدا نے آسمان پر (نسیان ابن مسیح)“
- (۲) ”اجتمعت الیہود علی قتله فاخبر اللہ بانہ یرسل السماء۔ یہود جب مسیح کو گرفتار کرنے کو اکٹھے ہو کر آئے۔ اللہ آپ کو آسمان پر اٹھائے جانے کی خبر دے کر اطمینان بخشا“ (سرخس)
- (۳) ”وان من اهل الكتب الالیومنن به قبل موته“

موت عیسیٰ (ابن جریر جلد ۶ ص ۱۲) آخر زمان  
 عیسیٰ کی موت سے پہلے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔  
 اصل حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ ہم سابقاً لکھ  
 موضوع پورا لینے کے معنوں میں ہے۔ مگر مجازی طور  
 ومن المجاز توفی فلان وتوفاه الله  
 جلد ۲ ص ۳۳۱ وتاج العروس جلد ۱۰ ص ۳۳۲)

نوٹ:- ان ہر دو عبارات کو مرزائی پاکٹ  
 مگر اسی قدیمی سنت یہود پر عمل کرتے ہوئے الفاظ  
 ترجمہ عبارت کا یہ ہے کہ فلاں شخص کی  
 پالیا۔ اسکو خدا نے توفی کر لیا۔ یہ سب مجازی معنی ہیں  
 چنانچہ حضرت ابن عباسؓ بھی متوفیک کے  
 ان کا یہ تھا کہ:-

(۱) عن الضحاک عن ابن عباس فی قوله  
 ثم یمیتک فی آخر لزمان (الدر المنثور ص ۳۶ ج ۱)  
 پر زندہ اٹھانے والا ہوں۔ آخری زمانہ میں وفات دور  
 (۲) والصحیح ان الله تعالیٰ رفعه من غیر  
 وابن زید وهو اختیار الطبری وهو الصحیح  
 السعودی یعنی اصلیت یہ ہے کہ خدائے نے مسیح کو  
 اور بغیر نیند کے جیسا کہ حسن اور ابن زید نے کہا اور  
 جریر نے، اور یہی صحیح ہے ابن عباسؓ سے۔  
 حاصل یہ کہ ابن عباسؓ اس جگہ تقدیم و تاخیر  
 ہو چکا، آئندہ وفات ہوگی۔

مرزا اور مرزائیوں کی گستا  
 اپنے مطلب کو تو مرزا صاحب نے حضرت ابن عباسؓ

کی اور لکھا کہ وہ قرآن کو سب سے زیادہ اور اچھا سمجھتے تھے۔ آنحضرت ﷺ بارے میں ان کے حق میں دعاء کی ہوئی تھی (ازالہ اوہام) مگر جو نبی اس آیت پر پہنچے اور انہیں معلوم ہوا کہ میری نفسانیت کو تو والے سب سے پہلے انسان حضرت ابن عباسؓ ہیں تو انہوں نے آؤ دیکھا، جھٹ سے فتویٰ لگا دیا کہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر کے قائل متعصب۔ یہودی لعنتی، محرف ہیں (معاذ اللہ۔ ناقل)۔ (ضمیر نمرہ لہجہ ص ۱۷۴، ۱۷۵ طبع ۲) معاذ اللہ، استغفر اللہ۔ کس قدر شوخی و گستاخی و بد تہذیبی ہے کہ ایک رسول ﷺ ابن عم محمد ﷺ اور کئی ایک بہترین امت مفسرین و محدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اختلاف آراء کی وجہ سے ہمکن شام کا حقدار بنایا ہے سچ ہے کہ مناسبات علامت ہے کہ وہ بدگوئی میں اول نمبر ہوتا ہے۔

دفعیہ:-

علم نحو و ادب و بلاغت کی کتابوں میں بالاتفاق موجود ہے کہ حرف میں ترتیب ضروری و لازمی نہیں ہوتی الواو للجمع المطلق و ثیب فیہا و غیرہ ان الواو فی قولہ تعالیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ لا الترتیب فالایۃ تدل علیٰ انہ تعالیٰ یفعل بہ ہذا الافعال فاما یفعل و متی یفعل فالامر فیہ موقوف علی الدلیل و قد ثبت بالانہ حی و ورد الخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ ینزل و الدجال ثم ان اللہ یتوفی بعد ذالک (تفسیر کبرجد ۲) یعنی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسیح و رافعک الیٰ میں و او ترتیب کیلئے نہیں ہے آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسیح و عدے کئے ہیں مگر یہ بات وہ کیسے کریگا اور کب کریگا یہ محتاج دلیل ہے اور دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ مسیح زندہ ہے اس بارے میں آنحضرت ﷺ خبر موجود ہے کہ وہ نازل ہو گا اور دجال کو قتل کریگا۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں وفات دے گا اور مسیح کی طرف سے انہیں زندہ کرے گا۔

واو کی ترتیب کیلئے نہ ہونے پر قرآن سے مثالیں

(۱) واللہ اخرجکم من بطون امہتکم لاتعلمون شیئاً وجعل لکم

والابصار والافئدة لعلمك تشكرو

خدا نے تم کو تمہاری ماؤں کے پوتے  
تھے اور بنائے تمہارے کان اور آنکھیں

اس آیت میں پیدائش ہر انسان  
پہنچے۔ حالانکہ پیدائش سے پیشتر مارا  
ہیں موجود ہوتی ہیں۔

(۲) شرح رضی میں مصنف مرحوم لکھتے

تعالیٰ وادخلو الباب سجدا وقفا

قولوا حطة وادخلو الباب سجدا

ص (۵۰۳) اگر دو کو ترتیب کے لئے

ہے آیت میں کہ داخل ہو دروازے

جگہ (جگہ) اسی مفہوم کو ان الفاظ میں لکھا

کرتے ہوئے خلاصہ کہ ایک آیت میں

(۳) اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو مخذ

واتوا الزکوة وارکعوا مع الراكعبین

اس جگہ بھی اگر ترتیب سمجھی جائے

ہو، اس کے پہلے نماز پڑھی جائے اور زکوٰۃ

منشاء خداوندی یہ نہیں ہے مقصود صرف

و محل پر کرو۔ ترتیب کا لحاظ نہیں۔

الغرض اس قسم کی بیسیوں نہیں،

سے مل سکتی ہیں۔

مرزا صاحب کا اپنا مذہب

”یہ تو سچ ہے کہ یہ ضروری نہیں

لیے آیت سورۃ الاعراف رکوع ۲۰ میں ہے ۲۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع





دلیل صداقت سمجھا جائے۔ مرزا یوں  
 اس کے راوی دیکھے جائیں۔ آیا سچے پہ  
 دوم۔ چونکہ خود اسی کتاب کا  
 ص ۲۶ پر حضرت ابن عباسؓ کا قول د  
 نے اس پر کوئی جرح نہیں کی وہ ہوندا۔  
 وانہ رفع بجسدہ وانہ ح  
 فیہا ملکا ثم یموت کما یموت الذ  
 ولاریب وہ اس وقت زندہ ہے، دنیا  
 بسر کریگا انسانوں کی طرح فوت ہوگا۔  
 اسی روایت نے فیصلہ کر دیا کہ  
 حسن والی روایت درست ہے تو اس کا  
 ہوں کہ عرج فیہا بروح اللہ ع  
 روح اللہ اٹھایا گیا۔  
 ایسا ہوتا کوئی بڑی بات نہیں  
 ہیں اور تو اور خود صحیح بخاری کی احادی  
 لاتفضلونی علی موسیٰ نقل کر  
 راوی لاتخیرونی کہا۔ کسی نے حضر  
 لاتخیروابین انبیاء اللہ۔ وغیرہ۔  
 خود ہی زیر تنقید روایت مختلف  
 در منثور والے نے لیلة قبض موسیٰ  
 الغرض ایسی ویسی غیر معتبر  
 بات احادیث صحیحہ وقرآن کے مطابق

قرار دیا جائے۔

اب اسی بارے میں ایک اور روایت مستدرک حاکم جلد ۳  
عن الحریث سمعت الحسن بن علی یقول قتل لیلۃ  
ولیلۃ اسری بعیسی ولیلۃ قبض موسیٰ (در منشور جلد  
کہتے ہیں میں نے حسنؑ سے سنا کہ حضرت علیؑ اس رات قتل کئے گئے  
اترا اور حضرت عیسیٰ سیر کرائے گئے اور موسیٰ قبض کئے گئے۔

حضرات! غور فرمائیے کہ حضرت علیؑ جو شہید ہو گئے تھے قتل کا  
پر جو وفات پا گئے ہوئے تھے قبض کا استعمال ہوا مگر مسیحؑ چونکہ زند  
تھے اس لئے ان کے حق میں اسرہی فرمایا گیا ہے ال  
بولتے ہیں۔ خود قرآن پاک میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ بمع مومنین  
صر سے نکلے یہ خروج بحکم خدا تھا فاسرہی بعبادی لیلانکم  
پ ۲۵) لے چل میرے بندوں کو راتوں رات تحقیق تمہارا اتفاق  
اسی طرح جب حضرت لوطؑ کے متعلق وارد ہے کہ فاسرہی  
الیل۔ (سورہ الحجر ع ۵) لے نکل اپنے اہل کو ایک حصہ رات میں۔  
حاصل یہ کہ اگر حضرت حسنؑ کا خطبہ امر واقع ہے تو یقیناً  
ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بمعہ جسم اٹھائے گئے اور یہی حق ہے جو قر  
مطابق ہے۔

## عجیب تائید الہی

مرزائیوں نے اس روایت کو وفات مسیحؑ کی دلیل ٹھیسریا تھ  
یہی حیات مسیحؑ کی مثبت ہو گئی۔ نیز اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مر  
تھے۔ دلیل یہ کہ اس روایت میں حضرت موسیٰؑ کی وفات صاف مذ  
مرزاجی انہیں زندہ مانتے ہیں۔ (نور الحق حصہ اول ص ۵۰) (بخ ص ۶۹/۷۸ ج

## حضرت امام

ایسا ہی حضرت امام بخاریؒ پر افترا آگیا تھا۔ دلیل یہ کہ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کی روایت متوفیک۔ امام بخاریؒ نے جواب دیا: ہم ثابت کر آئے ہیں کہ صحابہ کرامؓ مسیح قرار دینا قطعاً جھوٹ ہے۔ ان کی روایتیں دیگر بیسیوں روایات سے حیات ثابت ہیں۔ امام بخاریؒ کو قائل وفات کہنا یقیناً پر لے کر حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت جس میں نزول مسیح ہونے کا تذکرہ اور آخر زمانہ میں نازل ہونے میں آیت ان من اهل الكتاب الا لیؤمنوا نے مسیح کے حیات ہونے پر دلیل ہے۔ میں آکر ضمیمہ نصرۃ الحق ص ۲۳۰ پر مذکورہ فہم، قرآن میں ناقص۔ درایت سے حیات، اور اسی طرح دیگر صحابہ کی روایات جن میں نقل کر کے ان پر کوئی جرح یا انکار نہ کیا گیا۔ حیات مسیح کے قائل تھے۔ اور کیوں نہ ہو، کھا کر نزول مسیح کا اظہار فرماتے ہیں اور اس پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں امام بخاریؒ میں درج فرماتے ہیں۔

## ایک اور طرز سے

امام بخاریؒ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر  
کو صحیح بخاری میں نقل کیا ہے اور مختلف باب باندھے ہیں۔ ناظر

(۱) باب قول الله تعالى واذكر في الكتاب مريم۔ الآية۔  
(۲) باب واذقالت الملائكة الآية۔

(۳) باب واذقالت الملائكة يا مريم ان الله يبشرك  
المسيح عيسى ابن مريم الآية۔

(۴) باب قوله يا اهل الكتاب لاتغلو في دينكم الآية  
(۵) باب واذكر في الكتاب مريم الآية۔

(۶) باب نزول عيسى ابن مريم عليها السلام۔

پھر ہر ایک باب کے بعد آنحضرت ﷺ کی احادیث  
باب کے شروع پر کوئی آیت قرآن نہیں لکھی۔ کیونکہ اس باب

اس کے اندر خود آیت وان من اهل الكتاب سے تمسک کر  
حضرات! غور فرمائیے کہ حضرت امام بخاریؒ اس مسیح

آمد کے قائل ہیں جس کا ذکر مختلف ابواب میں کیا ہے یا کہ  
امام بخاریؒ تو کیا ان کے فرشتوں کو بھی معلوم نہ تھا کہ ان اور

مسیح ابن مريم کے کسی آئندہ پیدا ہونے والے پنجابی شخص  
تذکرہ ہے۔ حاصل یہ کہ حضرت امام بخاریؒ حیات مسیح کے

اس پر مزید تیشنی کے لئے ہم ان کی تاریخ سے ان کا فہم  
”يدفن عيسى ابن مريم مع رسول الله صلى الله

صاحبيه فيكون قبره رابعاً“ (منشور جلد ۲ ص ۲۳۵)۔  
فرمایا حضرت عبد اللہ بن سلامؓ نے عیسیٰ بن مريمؑ

کے پاس دفن ہوں گے۔ حجرہ نبویہ ﷺ میں ان کی چوٹی  
مخکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر

## امام مالک

ایسا ہی امام مالکؒ پر جھوٹ باندھ کر  
پر مجمع اجماع و شرح اکمال الاکمال سے نقل  
الجواب:- اول تو یہ قول بے سند ہے کہ  
سمجھا جائے کہ اس جگہ مالک سے مراد امام  
(۲) بعض سلف کا یہ بھی مذہب ہے کہ  
گئے تھے چنانچہ لفظ توفی کے یہ بھی آئے  
ويعلم ما جر حتم بالنهار (انعام) ہے  
ہے اور جانتا ہے جو تم دن میں کماتے ہو  
اس سے مراد سلاتا ہے ”کیونکہ مات کے  
(ازالہ اولہام ص ۶۳۹، ۶۴۱، ۶۴۲) بخبر ص ۳۴۵

(۳) ”وفى العتبية قال مالكا

الصلوة فتغشا هم غمامة ف

اکمال الاکمال) عجبیہ میں ہے کہ کہا

رہے ہوں گے کہ ایک بدلی چھا جا

الغرض امام مالکؒ حیات مسج و نزوا

آپ ﷺ کے مقلدین معتقد ہیں

ہیں: رفع عیسیٰ وهو حی علی

نوٹ:- اور واضح ہو کہ کتاب عجم

اندلسی قرطبی کی ہے جس کی وفات ۵۴

امام ابو حنیفہ و احمد بن حنبل

مذکورہ بالا ائمہ کرام کے متعلق بھی بلا ثبوت افواہ  
خاموش تھے لہذا وفات مسیح کے قائل تھے:-

الجواب:- ”نزل عیسیٰ علیہ السلام من السماء  
اعظم رحمۃ اللہ علیہ“

(۲) امام احمد بن حنبل کی مسند میں تو بیسیوں احادیث  
ان کو قائل وفات گردانا انتہائی ڈھٹائی ہے۔

علامہ ابن حزم

امام ابن حزم کے ذمہ بھی غیروں کی کتابوں  
وہ برابر حیات مسیح کے قائل ہیں۔ ان عیسیٰ اور

فکیف یستجیز لمسلم ان یثبت بعدہ علی  
حاشا ما استثناہ رسول اللہ صلی

المسندۃ الثابتۃ فی نزول عیسیٰ ابن مر  
جلد ۳ ص ۱۸۰) یعنی کسی مسلمان سے کس طرح جائز ہے

زمین میں کسی نبی کو ثابت کرے الا اسے جسے رسول  
میں مستثنیٰ کر دیا ہو۔ عیسیٰ بن مریم کے آخری زمانہ میں

واما من قال ان بعد محمد ﷺ  
لا یختلف اثنان فی تکفیرہ۔ (کتاب مذکور

بات کا قائل ہو کہ بعد آنحضرت ﷺ کے  
نبی ہے (مثلاً غلام احمد قادیانی) اس شخص کے کفر

بھی مخالف نہیں۔ اسی طرح ص ۷۷ پر نزول مسیح

مولانا عبدالحق محدث دہلوی

میں رفع نہیں ہوا۔ ایک سو بیس کی عمر اٹھائے گئے ہیں۔

”و نزول عیسیٰ بن مریم و یاد کرو آنحضرت

برز میں“ (کتاب اشعۃ المصائب جلد ۲ ص ۳۳۳ مصنف

ایسا ہی جلد ۲ ص ۳۷۳ پر مسیح کا آ

تفسیر حقانی میں لکھا ہے۔

اور نواب صدیق حسن خاں نے تو اپنی

پر ایک مستقل باب باندھا جس میں آیت و

قبل موتہ سے استدلال کیا (ملاحظہ ہو کتاب

امام ابن قیم رحم

اس بزرگ امام پر بھی ہاتھ صاف کب

تھے۔ کیونکہ انہوں نے مدارج السالکین

اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے، حدیث نقل کی

الجواب:- امام ابن قیم نے ہرگز اس قول کو

مطلب ان کا اس قول سے نہ ثبوت حیات د

ان کا یہ ہے کہ اگر آج زمین پر موسیٰ و عیسیٰ

کرتے یعنی زمین کی زندگی کو فرض کر کے آنحضرت

نہ کہ وفات کا اظہار، چنانچہ وہ اسی عبارت

کرتے۔ آگے چل کر نزول مسیح کا اقرار فرما

خیانت سے نقل نہیں کرتے۔ آگے چل کر نزولِ مسیح کا اقرار

و محمد صلى الله عليه وسلم مبعوث الى جميع الثقلاء  
عامة لجميع الجن والانس فى كل زمان ولو كان موسى  
حيين لكانا من اتباعه. و اذ انزل عيسى ابن مريم  
بشريعة محمد (مدارج السالكين جلد ۲ ص ۳۱۳ مطبوعہ مصر جلد  
یعنی آنحضرت کی نبوت تمام کافر جن و انس کیلئے اور ہر زمانے کے لئے  
موسیٰ و عیسیٰ (آج زمین پر) زندہ ہوتے تو آنحضرت کی اتباع کرے۔  
بن مریم نازل ہو گا تو وہ شریعت محمدیہ صلعم پر ہی عمل کرے گا“:

مرزا بیو! اپنی اغراض کو پورا کرنے کیلئے کسی کے اصل مفہوم  
شرافت ہے۔ سنو! اگر اس قول سے ضرور وفات ہی ثابت کرنا چاہو گے  
صاحب کی رسالت بھی چھوڑنی پڑے گی۔ کیونکہ وہ جیاتِ موسیٰ کے قائل  
اس قول میں موسیٰ کی وفات مذکور ہے۔ فماجوابکم فہو جوانیا  
بالآخزم امام ابن قیم کی کتب سے بعارة النص حیاتِ مسیح کا ثبوت  
ہیں جس سے ہر ایک دانا جان لے گا کہ ابن قیم کا وہی مطلب ہے جو  
ہے وفات مقصود نہیں::

(۱) و هذا المسيح ابن مريم حي لم يموت و  
جنس عذاء الملئكة (کتاب التبیان مصنفہ ابن قیم ص ۱۳۹) کہ  
خوراک وہی ہے جو فرشتوں کی::

(۲) وانه رفوع المسيح اليه (ص ۲۲ کتاب مذکورہ  
مسیح کو اپنی طرف اٹھالیا::

(۳) و هو نازل من السماء فيحكم بكتاب الله  
ذیل الفاروق ص ۳۳ مطبوعہ مصر) اور وہ آسمان سے نازل ہو کر قرآن پر عمل



## حافظ محمد لکھوی رح

اس بزرگ پر بھی الزام لگایا ہے کہ یہ د  
 جھوٹ، اور افترا بلکہ بے ایمانی ہے وہ اپنی تفسیر م  
 آیت و مکرو و مکرو اللہ لآیۃ لکھتے ہیں کہ  
 تاں جبرائیل گھلیا رب لے گیا و  
 اس چھت اندر ہک باری او تہوں ول آ  
 سردار تنہا ندے طیطیا  
 جو چڑھے چبارے قتل ک  
 جاں چڑھ ڈٹھس و چہ چبارے عیسیٰ  
 شکل شبہت عیسیٰ دی رب طیطیر  
 انہاں طن عیسیٰ نور  
 ہک کہن جو مرد حواریا  
 یعنی خدا نے اس وقت جبرائیل بھیجا جو  
 طیطیانوس انہیں قتل کرنے کے ارادہ سے اندر گیا  
 سولی دیا گیا۔ اس طرح اگلے صفحہ پر آیت انی متوفی  
 جا کہیا خدا اے عیسیٰ ٹھیک میں تینوں  
 تے اپنی طرف تینوں کنوں کفاراں  
 توفی معنی قبض کرن  
 تے عیسیٰ توں رب صحیح  
 یعنی جب کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ  
 اٹھانے والا ہوں۔ توفی کے معنی کسی چیز کو صحیح و  
 خدا نے مسیح کو اپنے حضور میں بلا لیا:۔

## ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

اگرچہ مرزا صاحب نے مسئلہ وحدۃ الوجود کے رد میں حضرت اٹھارہ زینق وغیرہ قرار دیا ہے مگر جہاں ضرورت پڑی انہیں صاحب مکاشفات کر کے اپنی اغراض نفسانیہ کو پورا بھی کیا ہے (ملاحظہ ہو فتویٰ الحادور سالہ تقریر کہا گیا ہے کہ یہ بزرگ بھی وفات مسیح کے قائل تھے۔ اسپر تفسیر ع حوالہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ خود یہی بات مشکوک ہے کہ یہ تفسیر ان کی ہے بھی عبارت پیش کی جاتی ہے اس میں بھی وفات مسیح کا کوئی لفظ نہیں صرف یہ ہے کہ بدن کے ساتھ اترے گا۔ اب دوسرے بدن کا مطلب ظاہر ہے، جب تک زمین پر رہے بوجہ طعام اراضی ان میں کشافت موجود تھی مگر اب صدہا برس نازل ہوں گے تو یقیناً روحانیت کا غلبہ تام ہوگا۔

حضرت ابن عربی توحیات مسیح کے اس قدر قائل ہیں کہ کو تاہ نظر ان تک پہنچا ہوا قرار دے گا تفصیل کے لئے فتوحات مکیہ دیکھیں۔ اس جگہ صرف طور پر ایک دو عبارات پیش کرتا ہوں:-

” ان عیسیٰ علیہ السلام ینزل فی ہذہ الامۃ فی اخذ

یحکم بشریعة محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(فتوحات مکیہ جلد ۲ ص ۱۳۵)

انہ لم یمت الی الان بل رفعہ اللہ الی ہذہ السماء واد

(ص ۲۱)

ایسا ہی جلد اول ص ۱۳۵، ۱۳۴ و ص ۱۸۵، ۲۲۴ و جلد ۲

ص ۱۳۵ و جلد ۳ ص ۵۱۳ وغیرہ میں حیات مسیح کا ذکر کیا ہے۔

## ابن جریر رحمہ

امام ابن جریر نے جا بجا اپنی تفسیر میں  
میں مختلف لوگوں کے اقوال نقل ہو کرتے ہیں  
ہے کہ قدمات عیسیٰ مرزائیوں نے جھٹلاتے  
مضمون میں کئی ایک عبارتیں امام ابن جریر کی لکھی  
ہے جس میں امام موصوف نے جملہ اقوال متعلقہ

واولی ہذہ الاقوال بالصدق

قابضك من الارض ورافعك علی

کے متعلق جو بحث ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ تو

موت ہے جو آخری زمانہ میں ہوگی۔ ان سب

کہا گیا ہے کہ ”میں زمین سے پورا پورا لیا

الصواب ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی متواتر

مریم فیقتل الدجال ثم یمکث فی الار

وہ عیسیٰ بن مریم نازل ہوگا۔ پھر قتل کرے گا

اس تحریر میں امام موصوف نے

بارے میں آیت انی متوفیک ورافعک و

زمین سے اٹھایا گیا ہے اور وہی نازل ہوگا۔

مرزائیو! تمہارے نبی نے اس

محدثین لکھا ہے۔ آؤ اسی کی تحریرات پر فیض

تمہیں ایمان و انصاف سے کیا کام؟

## مصنف الیواقیت و الجواب

کہا گیا کہ یہ بھی وفات مسیح کے قائل ہیں کیونکہ انہوں نے موتی عیسیٰؑ میں نقل کی ہے۔

### الجواب

پھر تو مرزا صاحب کاذب ہیں کیونکہ انہوں نے موتی اُدھر کے یہودیانہ تصرف کے بجائے اگر صداقت مطلوب ہے اسی بزرگ کی کتابوں پر تمہارے ساتھ شرط باندھتے ہیں جو مگر

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم  
یہ باز و میرے آزمائے ہوئے  
یہ بزرگ اپنی کتاب میں خود ہی یہ سوال کر کے کہ  
دلیل ہے جواب دیتے ہیں الدلیل علی نزولہ قولہ تعالیٰ  
الا لیثومنن بہ قبل موتہ ای حین ینزل و یجتمعون  
والفلاسة والیہود والنصارے رو المیر زاتیہ ناقل  
السماء وقال تعالیٰ فی عیسیٰ علیہ السلام و انه لع  
فی انه راجع الی عیسیٰ والحق انه لعلم للساعة و  
الی عیسیٰ و الحق انه رفع بجسده الی السماء و  
قال اللہ تعالیٰ بل رفعہ اللہ الیہ (الیواقیت و الجواب)

دلیل نزول مسیح پر اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ نہیں ہوگا کوئی  
جگہ ساتھی عیسیٰؑ کے پیشتر اس کے مرنے کے یعنی وہ اہل کتاب جو  
اور منکر ہیں معتزلی۔ اور فلاسفہ و یہود و نصاریٰ اور ہمارے زمانہ

ناقل) مسیح کے آسمان پر اٹھائے جا  
ہے قیامت کی اور ضمیرانہ کی مسیح کی ط  
پراٹھایا گیا ہے۔ اور واجب ہے اس  
اٹھالیا اللہ نے اس کو۔

احمدی دوستو! اس تحریر کو بغور پڑھو

امام

مرزائی قائلین وفات میں  
ہونے کے حیات مسیح اور دفع الی الہ  
عیسیٰ علیہ السلام الخ (دکشف الاسرار  
صاحب کشف الاسرار علی  
حضرت عیسیٰ کا رفع الی السماء ہو تو یہ ہو  
لیجئے جبائی معتزلی بھی حضرت عیسیٰ کی  
حضرت عیسیٰ کا زندہ آسمان پر اٹھایا  
آگے چل کر تاریخ طبری  
لکھا تھا کہ یہ مسیح رسول اللہ کی قبر ہے

کیا کہتے ہیں اس دلیل با  
کہاں اس قسم کی تفریحات ہاں جناب  
عقیدہ کی رو سے تو ضمیر میں بھی ہے  
کو صحیح سمجھتے ہو تو پہلے کثمیر کے ڈھکو

## حافظ ابن تیمیہؒ

ناظرین مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب البریۃ کے ص ۱۸۸/۲۲۱ (ج ۱۳) کے حاشے پر لکھا ہے کہ ابن تیمیہؒ بھی وفات مسیح کے قائل ہیں۔  
 افترا ہے۔ امام موصوف حیات مسیح کے قائل ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ ”الصحيح لمن بدل دين المسيح اور زيارة القبور۔“

(۱) فبعث المسيح عليه السلام رسله يدعوهم الى الله تعالى نذوب بعضهم في حياته في الارض بعضهم الى السماء فيدعوهم الى دين الله الخ (الجواب الصحيح جلد اول ص ۱۸۸/۲۲۱)  
 روم اور یونان وغیرہ میں مشرکین اشکال علویہ اور بتان زمین کو پوجتے مسیحؑ نے اپنے نائب بھیجے کہ وہ لوگوں کو دین الہی کی طرف دعوت دیتے تھے۔ پس کی زندگی میں گئے اور بعض آپ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد گئے۔  
 (۲) ويقال ان انطاكيه اول المدائن الكبار الذين

بالمسيح عليه السلام و ذلك بعد رفعه الى السماء  
 کہا جاتا ہے کہ انطاکیہ ان بڑے شہروں میں سے پہلا شہر ہے جس کے مسیحؑ پر ایمان لائے اور یہ مسیحؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد تھا۔

## مجدد الف ثانیؒ

حضرت شیخ احمد سرہندی مکتوبات میں فرماتے ہیں،، حضرت عیسیٰؑ کے نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود،، (مکتوبات ۷۱ دفتر سوم)  
 حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نزول فرما کر خاتم النبیین کی شریعت کی پیروی کریں گے

## پیران پیرؒ

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی غنیۃ الطالبین میں تحریر فرماتے ہیں

رفع الله عزو جل عيسى علي  
ج ۲) یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو آسمان

خواجہ

حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ

”حضرت عیسیٰ از آسمان فرود آ

عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔

ثابت ہو کہ تمام برگان دین

## معجم القرآن

تالیف: حضرت مولانا محمد

استاذ تفسیر دارال

قرآن کریم کی نہایت مختصر اور مستند ڈکشنری

قریم کے مشکل الفاظ کی تحقیق و تشریح ہے

ناشر

شاہی کتب

## باب چہارم

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ  
مرزا صاحب کے کاذب ہونے پر تیرھویں دلیل

مرزا صاحب نے جب اپنے جھوٹے دعاوی سے دنیا کو گمراہ کرنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہر فرعونے راموسی والی قدیم سنت کو کام فرما کر مرزا صاحب کو حضرت مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری کو کھڑا۔ چنانچہ مولانا موصوف کے جال کو تار تار بکھیر دیا اور ہر میدان میں قادیانی علماء کو فاش شکستیں دیں۔ یہ ہوا کہ مرزا صاحب اپنی عمارت کو گرتے دیکھ کر اپنے باغ کو اجڑتے ملا اپنے گھر کو برباد ہونے اپنی زمین کو تاخت و تاراج ہوتے دیکھ کر بظاہر سرد مگر باطن چالبازی پر اتر آئے چنانچہ آپ نے ایک نہایت ہی پرفریب اور دہشتناک دیا اور باوجود کہ مرزا کو خدا پر قطعاً ایمان نہ تھا۔ پھر بھی لوگوں کے دکھلا دیا۔ اشتہار میں خدا کو مخاطب کرتے ہوئے یہ دعا کی:

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نُحْمَدَهُ وَنُصَلِّيَ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ يَسْتَنْبِطُوْنَكَ اَحًا  
اِنِّیْ وَرَبِّیْ اِنَّهُ لَحَقُّ

”بخدومت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی۔ مدت سے آپ کے پرچہ الحمدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب

۱۔ یہ اشتہار مرحوم اخبار الحمدیث امرتسر (۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء) میں بھی شائع ہوا تھا (ع۔ج)



کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت  
 اور دجال ہے۔ اور اس شخص کا دعویٰ  
 نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر  
 حق کے پھیلائے کیلئے مامور ہوں  
 دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے  
 ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں، کہ جن  
 میں ایسا ہی کذاب اور مفتی ہوں  
 پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آ  
 کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مقصد اور ک  
 ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اش  
 جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہ  
 کرے اور اگر میں کذاب اور مفتی نہیں  
 مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو  
 آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی س  
 انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض  
 ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میر  
 خدا کی طرف سے نہیں کسی وحی یا الہا  
 طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے  
 میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خب  
 واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہ  
 میں تیرین مظر میں مفسد اور کذاب  
 اے میرے پیارے مالک میں عاجز و  
 کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی می  
 ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کرد  
 صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں  
 میں عاجزی سے تیری جناب میں دع

ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امر مہلک سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماع کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانوں سے تو بہ کرے جن کو وہ فریضی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین! میں اس کے سے بہت ستایا تیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی سے گزر گئی۔ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جہتوں وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ہمتوں بدزبانوں میں لا تقف ما لیس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفسر کی نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر برا اڑا ڈالتے تو میں ان ہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ ہی ہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمار کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے پیچھے والے ہاتھ سے بنائی ہے اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرمادہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے ہو جتا کر۔ لے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین اور بینادین تو منابالحق وانت خیر الفاتحین آمین۔ بلا آخر مولوی صاحب التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔“

(المراقم عبدالقاسم میر مرزا نام احمد فتح موعود غاناہ اللہ واید مرتومہ کیرتق الاول ۱۱۲۵ھ ۱۳۲۵ھ)

﴿مجموعہ اشتہارات ص ۵۷۹ ر ۳﴾

اس اشتہار میں اپنی مظلومی کی انتہاء تصویر اور مولانا ثناء اللہ صاحب بیان کر کے بڑے ہی مظلومانہ رنگ میں ”خدا سے دعا ما گئی،، کہ جھوٹ

زندگی میں بتا دو بردباد کر دے۔ پھر اس  
 بھائیو! مرزا صاحب کا اس  
 فریب دہی پر مبنی ہے جو ہو بہو پچھلے دنوں  
 نے کبھی بھی اس قسم کی دعا اپنے مشن کی  
 دعا کو قبول کرنا یا نہ کرنا خدا کے ہاتھ میں  
 اپنی دعا کو ”جو کسی الہام یا وحی کی بنا پر  
 ہو جب اس دعا کے میرے مخالف پرط  
 تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یا ایک  
 الفرض یہ دعا کسی قائل خدا کی زبان۔

حسرت

چوتھی صدی ہجری کے ابتدائی  
 بظاہر شیعہ کہلاتا تھا۔ اس کی بھی مرزا  
 امام ہو کر نام پیدا کرے۔ آخر جو سنہ  
 دیا۔ ایک دفعہ جبکہ وہ جہاز پر سوار تھا ایک  
 نقصان پہنچایا کہ کسی کو بھی زندگی کی  
 بجاتھے۔ وہ ایک نئی تدبیر سوچ رہا تھا  
 لوگوں سے معجزہ بیانی کی شان اور خدا  
 کی کوئی بات نہیں۔ خدا نے مجھ سے  
 پیشگوئی یہ سمجھ کر کی تھی کہ اگر جہاز غرق  
 رہے گا۔ اور اگر کچی ہو گئی تو پھر کسی کو میری  
 ہو۔ یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ (پھر تو) ج  
 (رسالہ حسن)

حضرات! یہی چال اس جگہ مرزا صاحب کو مطلوب تھی۔ مقصود ا  
 اگر اتنا بڑا نامی گرامی پہلوان اپنی اجل مقدرہ کی وجہ سے میری زندگی میں مر  
 کہ ایک موقع پر مولانا ثناء اللہ نے مرزا کو لکھا تھا) چاندی کھری ہے اور اگر  
 تشریف لے گئے۔ خس کم جہاں پاک۔ تو بعد مرنے کے کسی نے قبر پر لات  
 ہے۔ (الہامات مرزا طبع چہارم ص ۱۲۳)

بہر حال یہ ایک چال تھی جو قطعی طور پر خلاف قرآن، خلاف سنن  
 خلاف طریقہ صحیحائے عظام تھی اور کبھی بھی کوئی دانا انسان جس کے دماغ میں  
 بھری ہو۔ ایسی بیہودہ دعا کو فیصلہ کن نہیں مان سکتا ہے۔ چنانچہ فاتح قادیان  
 مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اس کے جواب میں ہی لکھا تھا۔ مگر چونکہ  
 اپنے اقرار سے ماخوذ ہوتا ہے۔ ع

تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

”قانونِ قدرت صاف گواہی دیتا ہے کہ خدا کا یہ فعل بھی ہے کہ وہ بعض  
 اوقات بے حیا اور سخت دل مجرموں کی سزا ان کے ہاتھ سے دلاتا ہے۔  
 وہ لوگی اپنی ذلت اور تباہی کے سامان اپنے ہاتھ سے جمع کر لیتے ہیں،“

(استقامت مصنفہ مرزا صاحب حاشیہ ص ۸/۷)

سو بموجب اس اقرار کے جو مرزا صاحب نے اس دعا میں خود کیا تھا کہ :-  
 ”اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں تو آپ کی زندگی میں ہی، میں ہلاک  
 ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب اور مفتری کی لمبی  
 نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زند  
 میں ہی ناکام و ہلاک ہو جاتا ہے،“

مرزا صاحب اپنے دشمن مولانا ثناء اللہ مدظلہ (جنہیں خود مرزا

ٹھٹھے، ہنسی اور توہین میں بڑھا ہوا اشد ترین دشمن (تہذیبیہ الوہی ص ۲۰ لکھا تھا)۔

۲۲ مجموعہ اشتہارات ۵۲۸ ج ۳ کی زندگی میں ہی مر گئے۔ آہ

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر

کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا!

اس الٰہی اور آسمانی فیصلہ پر  
 اور اپنے ابا ئی طریق اور اسلاف کی  
 نے زمینی فیصلہ بھی کر دیا۔ یعنی ماہ اپریل  
 میں مرزائیوں نے مبلغ تین صد رو  
 ثالث مانا تھا مرزائیوں کو شکست فائ  
 ڈال کر بصد شان فاتحانہ امر تر تشریف  
 اس شکست پر شکست کھا۔  
 ہیں۔ ان کو اللہ سے ڈرنا چاہئے۔ ایک  
 کے ہاتھ میں دے کر کہا جائیگا اقر اکتا

یہ اشتہار مرزا صاحب کا محض

یہ اشتہار نہ مباہلہ ہے نہ چیلنج  
 مرزا صاحب مباہلہ کی بنیاد

قل تعالوا ندع ابناء

انفسنا و انفسکم ثم نبتہل فہل

(ص ۱۶۲ انجام آتھم) (بخ ص ۱۶۲ ج ۱۲)

ص ۳۳۸ بحوالہ اخبار بدر ۳/۱۳

ہیں کہ :-

”مباہلہ کے معنی لغت عرب او

۱۔ مرزا صاحب کو اپنی طرف سے چیلنج مباہلہ کر  
 چیلنج نہیں کر سکتے کیونکہ حکومت کا معاہدہ ایسے

مخالف ایک دوسرے کے لئے عذاب اور خدا کی لعنت چاہیں۔“

(حاشیہ اربعین نمبر ۳۳ ص ۳۰) پینچ

اندیس صورت اشتہار مرزا میں چونکہ مباہلہ کی طرح جمع کے صیغہ نیند  
فنجعل وغیرہ نہیں بلکہ تمام فقرات بصیغہ منفرد ہیں ”میں نے دکھ  
مجھے گالیوں سے یاد کرتے ہیں۔ میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ میر  
کرتا ہوں، میں ملتتی ہوں مفعد اور کذاب کو صادق کی زندگی میں اٹھا  
وغیرہ پس اس کو وہ مباہلہ کہنا جس کی بنیاد قرآن پر رکھی ہے۔ اپنی جہاں  
سفاہت کا مظاہرہ کرنا ہے۔

۲۔ دعایام ہے اور مباہلہ خاص دعاء کا نام ہے جب تک کسی دعا  
مباہلہ قرار نہ دیا جائے۔ اسے مباہلہ سمجھنا یا قرار دینا سراسر کوڑ چشمی، تعص  
مکاہرہ کے خمیث دیوتا کی پرستش ہے۔ اس سارے اشتہار میں ایک لفظ  
نہیں ہے۔ مرزا صاحب نے صاف لکھا ہے کہ ”محض دعا کے طور پر  
چاہتا ہوں۔“

(۳) مباہلہ بھی ایک آخری فیصلہ ہے جو قسم کی اتمام حجت تقریر  
کے بعد ہوتا ہے۔ اس میں بعد انعقاد کوئی شرط نہیں ہوتی جیسا کہ آیت  
پر مباہلہ کی بنیاد رکھی جاتی ہے) میں مباہلہ واقع ہو جانے کے بعد کوئی  
وغیرہ کی نہیں رکھی گئی ہے۔ آنحضرت صلعم نے بلا کسی شرط کے صاف  
اگر یہ بخران کے لوگ مباہلہ کر لیتے تو تباہ و برباد اور ہلاک و فنا کئے جا  
بخلاف اس کے اس اشتہار میں صاف شرط تو یہ موجود ہے۔  
فریقوں کے لئے نہیں بلکہ صرف مولوی ثناء اللہ کے متعلق ::

”اے خدا میں تیر جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی اور  
نابود کر بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو توبہ کرے  
پس اس کو مباہلہ نہیں کہا جاسکتا۔ بقرض محال مباہلہ میں شرط تو یہ بھی ہو  
بھی وہ دونوں فریقوں کے متعلق ہونی چاہیے نہ کہ صرف ایک فر

- کے متعلق اس اشتہار میں بطور جملہ خبریہ
- (۱) ”اگر میں کذاب ہوں تو میں آپ کی
- (۲) ”کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔“
- (۳) ”وہ اپنے دشمنوں کی زندگی میں
- (۴) ”اگر میں مسیح موعود ہوں تو آپ کذب
- (۵) ”اگر طاعون۔ ہیضہ وغیرہ آپ پر میری
- طرف سے نہیں۔“

پس یہ ایک دعائھی جس کے

الہام کی بنا پر نہیں تھی“ مگر دوسری جگہ ان

دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی

(اخبار بدر، ۲۵/۱ اپریل ۱۹۰۷ء)

اندریں صورت یہ دعائیں پیشگوئی

پر قطعی دلیل ہیں لہذا اس کو مبالغہ کہنا خلا

اسے پیشگوئی لکھا جیسا کہ ان کا قول آگے

آیت قرآن قُلْ اِنِّیْ وَرَبِّیْ اِنَّہٗ لَحَقُّ

کی طرح جڑے ہوئے ہیں کہ:-

”بلّاخر مولوی ثناء اللہ صاحب سے اپنے

اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہے

فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔“

یہ الفاظ صاف دلیل ہیں کہ اب تیرے

یہ فیصلہ خدا کے ہاتھ میں جا چکا ہے۔ اب

مرزا صاحب نے سارے (اشتہار

مرزا کا یہ بھی الہام ہے کہ جب میں قسم کر کوئی بار

(البشری جلد ۳ ص ۱۲۲) ۱۲- (تذکرہ ۶۸۵)

محض دعا قرار دیا اور ساتھ الہام سنا دیا کہ میری دعا قبول ہو گئی جیسا کہ یہ الہام آئندہ درج کریں گے اور اس کی بنیاد خدا کی طرف سے بتائی۔ پھر اس میں پیشگوئی بہت سے فقرات لکھے اب اسے مباہلہ کہنا اپنی باطل پرستی کا ثبوت دینا ہے۔

## بیرونی شہادتیں

### پہلی شہادت

مباہلہ کیلئے جس کی بنیاد مرزا صاحب نے آیت قرآن پر رکھی ہے ایک جمع کے صیغے ہونے ضروری ہیں۔ جیسا کہ گذر چکا۔ دوم خود مرزا صاحب کو ہے کہ ایک ایک شخص کا مباہلہ ناجائز ہے۔ مباہلہ کے لئے ایک سے زیادہ ہونے چاہئیں۔ پھر خواہ وہ خود شریک مباہلہ ہوں یا بذریعہ دستخطی تحریر کے وکالت نامہ دے کر کھڑا کر دیں۔ جیسا کہ لکھا ہے:-

”ہمارے سید و مولانا جب مباہلہ کے لئے نصاریٰ بخران کو دعوت دی تو وہ ایک قوم کے ساتھ بلکہ ان میں دو بوشپ (پادری) بھی تھے۔ اس لئے ایک فرد واحد سے مباہلہ کرنا خدا تعالیٰ کے آسمانی فیصلہ پر ہنسی کرتا ہے۔“

(اشتہار مرزا مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۰۶ء مندرجہ تلخ رسالت جلد ۱۰ ص ۱۱۱) مجموعہ اشتہارات ص ۵۵۴

پس اشتہار آخری فیصلہ کو جو صرف اکیلے مولوی ثناء اللہ صاحب کے میں بد دعوت ہے اور فریقین کی وکالت اور دستخطی تحریر وغیرہ کی شرط سے ہے، مباہلہ نہیں قرار دیا جاسکتا ہے، بلکہ اس طرح فرد واحد سے مباہلہ خود بقول خدا کے ساتھ ٹھٹھا ہے::

### دوسری شہادت

اشتہار آخری فیصلہ مرزا صاحب کی طرف سے ہے جس میں صرف کے ذریعہ مرزا جی نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ یہ مباہلہ اس لئے بھی نہیں کہا



کہ مرزا صاحب اس سے کئی ماہ پیشتر رسم مباہلہ  
”سلسلہ مباہلات جس کے بہت سے نمونے  
کا فی مقدار دیکھنے کے بعد رسم مباہلہ کو اپنی

یہ تحریر جولائی ۱۹۰۶ء کی ہے جیسا کہ اس  
پر ”آج ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء“ لکھی ہے۔ پھر  
۳۴۰ ج ۲۲ پر ”آج اتیس ستمبر ۱۹۰۶ء“ مسدود

فیصلہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۶ء کا ہے پس اسے وہی نادان  
سے جاہل ہے اس قطعی فیصلہ کر دینے والی دلیل  
میدان مناظرہ میں لاہور کے اندر مرزائی مناظرہ

”آپ نے جو ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء کے اخبار  
چیلنج مباہلہ دیا تھا اور ان کی تکذیب پر قسم  
اٹھتے ہوئے آخری فیصلہ اس کی منظوری ہے۔

اسے جواب میں حضرت مولانا صاحب  
۱۹۰۶ء کو ”چیلنج دیا تھا، اس کا جواب مرزا صاحب

۱۹۰۶ء اور اخبار بدر ۳ اپریل ۱۹۰۶ء میں یہ  
”ہم آپ (شاء اللہ) سے اس چیلنج کے

جب ہماری کتاب حقیقۃ الوحی شائع ہو جا  
معلوم کریں گے کہ آپ نے اس کو پڑھ  
کریں گے، (مفہوم اخبارات مذکورہ)  
اس انکشاف نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ آخری

کا ذکر اخبارات میں جاری تھا وہ حقیقۃ الوحی  
۱۵ مئی ۱۹۰۵ء کو شائع ہوئی ہے۔ جیسے  
ہے۔ اور تتمہ حقیقۃ الوحی کے آخری صفحہ  
حالانکہ آخری فیصلہ والا اشتہارہ ۱۵ اپریل

”مباہلہ“ کے سلسلہ میں کسی طرح داخل نہیں ہو سکتا بلکہ ایک دوسرا رنگ ہے کہ بطور دعا مرزا صاحب نے فیصلہ شائع کر کے مباہلہ سے اپنی جان چھڑائی:

”چنانچہ حقیقۃ الوحی شائع ہو گئی تو مولوی صاحب نے مرزاجی کے نام خط لکھا کہ حقیقۃ الوحی بھیجئے کہ میں اسے پڑھ کر آپ کی تکذیب پر قسم اٹھاؤں جسے آپ مباہلہ نہیں۔ اس کے جواب میں اگر یہ درست تھا کہ آخری فیصلہ ہی وہ مباہلہ ہے تو صاف کہہ دیجئے کہ مباہلہ تو ہو چکا ہے۔ مگر نہیں ایسا جواب نہیں دیا گیا۔ کیونکہ وہ ”مباہلہ“ مگر نہیں ایسا جو نہیں دیا گیا۔ کیونکہ وہ ”مباہلہ“ تکذیب پر قسم اٹھانے کے رنگ میں تھا اور یہ تو طرفہ دعا ہے چنانچہ ادھر سے مفتی محمدی صادق صاحب نے اخبار بدر ۱۳/ جون ۱۹۰۷ء کا جواب دیا کہ:-

”آپ کا کارڈ سلسلہ ۲ جون ۱۹۰۷ء حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پہنچا (جس میں آپ نے ۱۲ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر کا حوالہ دے کر جس میں قسم کھانے والا مباہلہ بعد حقیقۃ الوحی موقوف رکھا گیا ہے) حقیقۃ الوحی کا ایک نسخہ مانگا۔ اس کے جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ کی طرف حقیقۃ الوحی بھیجنے کا ارادہ اس وقت ظاہر کیا گیا تھا جبکہ آپ کو مباہلہ کے واسطے لکھا گیا تھا۔

(اب) مشیت ایزدی نے آپ کو دوسری راہ سے پکڑا اور حضرت حجۃ اللہ کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا۔ اس واسطے مباہلہ (سابقہ) کے ساتھ جو شرط تھے وہ سب کے سب بوجہ نہ قرار پانے مباہلہ کے منسوخ ہوئے۔ لہذا آپ کی طرف کتاب بھیجنے کی ضرورت باقی نہیں رہی“

حضرات! سابقہ تحریرات سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ وہ پہلا سلسلہ قسم جسے مرزائی مباہلہ کہتے ہیں حقیقۃ الوحی کے بعد ہونا موجود تھا جس کا مطلب ہوا کہ آخری فیصلہ والا اشتہار کسی صورت میں سابقہ کڑی کا چھلہ نہیں رہا اس سلسلہ کا نتیجہ سو آپ کے سامنے ہے کہ مرزا صاحب اسکو منسوخ قرار دے گئے آ

کیونکہ مجھے باور ہو کہ ایفا ہی کیا وعدہ تمہیں کر کے مکرنا نہیں اس تحریر یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آخری فیصلہ دعا ہے جس کے بعد کسی اور مہلہ کی ضرورت ہی نہیں وضاحت رکھتی ہیں جن سے مرزا صاحب کی مفتریانہ حاکم جن لوگوں کا مقصد حیات ہی کسی کے اشارے پر اسما کر کے اسلامی قوت کو توڑنا ہے، ان کے لئے سو بہا کرتے ہیں۔ کہ یہ خط مفتی محمد صادق کی اپنی رائے حالانکہ سوائے کسی ماؤف الدماغ انسان کے ہر آدمی نو اللہ کا خط مرزا صاحب کے نام تھا اور مفتی صاحب خود اس مانتے ہیں اور اسکے جواب میں مذکورہ بالا تحریر لکھتے ہیں سے تھی۔ کسی امتی کو ہرگز یہ حق نہیں کہ نبی کی زندگی دیدے۔ وہ بھی ایسے مضمون کا کہ نبیؐ سلسلہ مہلہ دے چکا تھا کہ فلاں وقت پورا کروں گا اس خط میں اس ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ اس قسم کی کھینچا تان سے ظاہر حقیقت مذہب جماعت نہیں بلکہ ایک دہریہ طبع فرقہ کر اسلامی اتحاد و قوت کو توڑنے میں ساعی ہے۔ آج اگر خط میں نے از خود لکھا تھا تو خدا کی قسم وہ مفتری ہے:

الغرض اس بیرونی شہادت سے بھی ثابت ہے

تیسری شہادت

اشہار میں آخری فیصلہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کا لکھا ہوا ہے ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱ سمجھو

اسکے اسی دعا کے متعلق مرزا جی نے ۱۴ اپریل کو یہ کہا ہوا کہ :-

”زمانہ کے عجائبات ہیں طرقات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوتی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اُجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ (میں نے دعا قبول کر لی ہے) صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے باقی سب اس کی شانیں،، (اخبار بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء۔)

اس تحریر سے صاف عیاں ہے کہ بقول مرزا صاحب خدا ان کی یہ دعا چکا تھا۔ پس یہ مباہلہ نہیں ہو سکتا۔ دعا ہے جس کا قبول ہونا صدقہ مرزا ہے۔

### چوتھی شہادت

ایک اعتراض کیا جاتا ہے اس کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس کا الہام (مولوی ثناء اللہ کے متعلق یہ تھا کہ تیری دعا سنی گئی۔) تو پھر آپ پہلے کیوں فوت ہوئے۔ سو اس کا جواب میں اوپر دے آیا ہوں کہ وعید کی پیشگوئیاں اگر ٹل جاتی ہیں تو صرف اس وجہ سے کہ اصلاح کی صورت کچھ اور پیدا ہو جاتی ہے،،

(قول میاں محمود احمد صاحب پسر مرزا خلیفہ قادیان در سالہ تہذیب الاذہان بابت جون جولائی اس عبارت سے بھی عیاں ہے کہ آخری فیصلہ دعا تھی جو قبول ہو گئی۔)

قبولیت کے پیشگوئی بن گئی۔ مباہلہ نہیں تھا۔ اسی طرح اسی رسالہ میں اس دعا قرار دینے والے کو مفتری قرار دیا ہے۔ اسی طرح اخبار بدر ۹۔ مئی ۱۹۰۷ء ص ۱۰ کو بحال قرار دے کر توبہ کی شرط کو دہرایا ہے۔ اسی طرح جب مرزا صاحب ستمبر ۱۹۰۷ء کو مر گیا۔ اور مولانا ثناء اللہ صاحب نے اخبار ”عام“، لاہور میں اس دعا (یکطرفہ) مباہلہ کا اثر ہے جو مرزا جی نے میرے حق میں کی ہے تو مرزا

اس دعا کو بحال رکھتے ہوئے اور ایک طرف مہ  
مباہلوں میں فریقین کی اولاد شریک نہیں۔ وہی  
میں براہ راست مقابلہ کیا ہے اور صادق کاذب  
۱۹۰۷ء بجواب مضمون نگار اخبار عام اس جگہ کو مر  
چونکہ وہ مضمون مولانا ثناء اللہ کا ہی تھا اس لئے ثاب  
دعا کو بحال رکھا ہے ::

اسی طرح مولوی نور دین، محمد احسن ا  
دعا کو یک طرفہ فیصلہ اور غیر از مباہلہ تسلیم کیا ہے  
(تفصیل کے لئے اخبار الہد  
نیز رسالہ فیصلہ مرزا اور رسالہ ”فتح قاد  
دیکھیں جس میں اس دعا کی جملہ تفصیلات مندر

## مرزائی اعتراف

مولانا صاحب نے خود اس دعا کو مبا  
صاحب بھی اس کو مباہلہ جانتے تھے ::

## الجواب

مولانا صاحب نے شروع شروع میں  
الہد یث ۲۶/۱ پر ایل ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے ”اس د

ایسا ہی مرقع قادیان۔ اگست ۱۹۰۷ء  
”اب دیکھئے اس اشتہار میں بھی دعائی سے کام لیا

ہاں چونکہ مرزا صاحب اس طرح کی یکطرفہ دعاؤں کا نام بھی مباہلہ رکھتے تھے جیسا کہ دیناچہ چشمہ معرفت ص ۱۱۱ پر لکھتے ہیں کہ ”سعد اللہ لدھیانوی نے مجھ کو مباہلہ کیا تھا اور میری موت کی خبر دی تھی۔ آخر میری زندگی میں طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ حالانکہ مرزا جی نے بطریق مباہلہ بالمقابل مولوی سعد اللہ سے کبھی مباہلہ نہیں کی مگر اس جگہ ان کی ایک طرفہ بددعا کو مباہلہ نام رکھتے ہیں۔ پھر اس ”کوڑھ پر کھار“ کہ یہ بھی جھوٹ ہے انہوں نے ہرگز ہرگز ایک طرفہ دعا مرزا کی موت کی بھی کوئی نہیں دیا۔ ایسا ہی اسی طرح تترہ حقیقۃ الوحی ص ۵۴ پر حافظ مولوی محمد الدین کی طرفہ منسوب کر کے کہ:-

”اس نے اپنی کتاب میں میری نسبت کئی لفظ بطور مباہلہ استعمال کئے تھے اور جھوٹے کے لئے خدا تعالیٰ کے غضب اور لعنت کی درخواست کی تھی

پھر مر گیا“: (ص ۵۴، تترہ ح) (بخ ص ۳۲۸، ۳۲۹)

حالانکہ اگر یہ سچ بھی ہو تو چونکہ مباہلہ میں فریقین کی منظوری ضروری ہے اور مرزا صاحب نے ہرگز ہرگز حافظ محمد الدین کے بالمقابل کوئی بددعا شائع نہیں کی مگر اس کو مباہلہ قرار دینا افتراء نہیں تو کیا ہے۔ اسی طرح مولوی عبد الجبید دہلوی نے اس قسم کی بددعا بحق خود منسوب کر کے پھر اس کی قبل از خود موت کو مباہلہ قرار دیا۔ اسی طرح مولوی اسماعیل علی گڑھی و غلام دستگیر قصوری کے متعلق لکھا ہے۔ الف مرزا صاحب یکطرفہ دعا کا نام مباہلہ رکھتے تھے۔ اس لئے مولانا ثناء اللہ صاحب نے بھی الزامی رنگ میں اس دعا کو کہیں کہیں مباہلہ لکھا ہے چنانچہ مولانا نے خود زمانے میں لکھ دیا تھا جب کہ مرزا صاحب زندہ ہی تھے کہ:-

”مرزا صاحب کا عام اصول ہے کہ جو دعا بطور مباہلہ کے کی جاوے اس کا اثر ایک سال تک ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک اشتہار میں مولوی غلام دستگیر قصوری کو لکھتے ہیں کہ ”میرا دعا اثر مباہلہ کی ایک برس ہے“

پھر اپنی کتاب سر الخلافیت میں شیعوں کو مخاطب کر کے لکارتے ہیں

میرے ساتھ مباہلہ کرو۔ پھر اگر میری د  
 میں جھوٹا (ص ۱۷۱) ناظرین! ان دونوں  
 کہ مرزا صاحب کو میرے حق میں بد  
 مباہلہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں  
 چکے ہیں۔ مگر یہ خاکسار بفضلہ تعالیٰ  
 تندرست ہے۔ سال کامل گذر چکا ہے  
 میں کیا شک رہا،

پھر ص ۲۱ پر مبارک احمد کی وف  
 ہے اس تحریر سے صاف عیاں ہے کہ م  
 ہی جانتے اور کہتے تھے مگر بطور الزام مرزا  
 سال بھر کی مدت میں مباہلہ کا اثر ضرور  
 دلیل ٹھہراتے تھے ماخوذ و گرفتار کیا ہے

مرزا کی

مولوی ثناء اللہ صاحب نے خ  
 پیش کرتے ہیں؟

الح

قبولیت یا عدم قبولیت مباہلوں  
 اس کی تا منظوری سے دعا پر کوئی اثر نہیں  
 قرار دے کر خدا سے دعا کرتے ہیں اور  
 ذرہ بھر دخل نہیں ہوتا:

مولوی صاحب نے جو اس د

آئے ہیں کہ دعا چال تھی جسے ہم نے نہ اس وقت مبنی بر صفائی سمجھا تھا اور نہ ا  
ایمان ہے کہ یہ دعا گو بظاہر مرزا جی نے اللہ سے کی تھی مگر وہ تو خود دہریہ  
سے دعا کے کیا معنی؟ مگر چونکہ خدا ہے اور حق ہے اور وہ سخت دل مجرموں  
اوقات انہی کی چالوں میں لپیٹ کر ذلیل کرتا ہے۔ اس لئے اس نے مرزا کو بقول  
ملزم و مجرم اور مفتری ثابت کرنے کے لئے مولانا ثناء اللہ صاحب کی زندگی  
موت کے گھاٹ اتار کر انہیں وہی ثابت کر دیا جو وہ حقیقت میں تھے۔ فلہذا  
پھر اور سنو! اگر مولانا ثناء اللہ کی منظوری اس دعا میں لازمی ہوتی تو بقول  
صاحب خدا سے قبول کیوں کر لیتا پھر مرزا صاحب مولانا کے انکار جو ۲۶ اپریل  
کے پرچہ میں کیا گیا ہے بعد ۱۳ جون کے اخبار بدر میں بجواب چٹھی ثنائی  
سلسلہ قسم کو منسوخ کر کے آئندہ کیلئے اس دعا کو فیصلہ کن کیوں گردانتے ہیں  
۲۲ اگست ۱۹۰۷ء کے پرچہ بدر میں واضح الفاظ میں مضمون لکھا جاتا ہے۔ کہ  
فیصلہ مہابہ نہ تھا، صرف دعا تھی اس پر کیوں نوٹس نہیں لیا گیا؟ مفتی صادق  
بدر نے اور مرزا صاحب کے تمام ان مریدوں نے جو بدر کے خریدار تھے، کیر  
کی تردید نہ کی کہ مولوی ثناء اللہ تو انکار کر چکا ہے اب دعا خدا نے قبول کر  
باوجود مسترد کر دی ہے۔؟

اسی طرح ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کے بدر میں بلا کسی نوٹ کے ثناء اللہ کے  
توبہ کی شرط کیوں درج کی جب کہ وہ فیصلہ ہی منسوخ و مردود ہو چکا تھا جس میں  
توبہ مرقوم تھی؟ پھر مبارک احمد کی وفات کے بعد مرزا صاحب نے بجواب ان  
کیوں نہ لکھ دیا کہ ثناء اللہ کا ”آخری فیصلہ کی تحریر سے تمسک کر کے مبارک  
وفات پر مجھے ملزم گردانا غلط ہے۔ کیونکہ آخری فیصلہ بوجہ عدم منظوری  
کے مسترد ہو چکا،، اسی طرح میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا مرزا صاحب  
مرجانے کے بعد علی مولوی صاحب کے انکار کو آخری فیصلہ کے مردود ہو



دلیل نہ سمجھنا اور اسے اندازی پیشگوئی  
 مبالغہ قرار دینے والے کو مفتری وغیر  
 کو بعد وفات مرزا بعض دعا بتا کر عذر  
 کرتیں ریویو جون ۸ء ص ۳۸  
 حقیقت کا اظہار کر رہی ہیں کہ ثنائی اقرار  
 ان کے ملہم اور اکابر مرزائیہ اس انکار

مرزائی صاحبان مولانا موص  
 (جیسا کہ مرزائے تہ  
 مگر یہاں آ کر عجیب پلٹا کھا  
 اور تحریر تو خدا نے مان لی۔ مگر اپنے  
 دے چکا تھا، رد کر دیا، چہ عجب!  
 مرزائیو! جانتے نہیں کہ ”  
 جہل،، تھا۔ یقین نہ ہو تو صحیح بخاری  
 صلعم کے رو برو بوجہ مقابلہ جہنم رسید  
 احمدیہ پاکٹ بک) اور صادق سلامت

مرزا

اخبار الہمدیث ۲۶ اپریل  
 تعلیم قرآن و جھوٹے دعا باز مفسد اور

یہ تحریر مولانا ثناء اللہ صاحب

حضرت مولانا صاحب ان دنوں سفر میں تھے۔ اپنا مضمون ان کا لکھا ہوا دفتر میں موجود تھا۔ جو ان کی عدم موجودگی میں اخبار میں ان کی حسب ہدایت شائع ہوا مگر نائب ایڈیٹر نے اپنی طرف سے حاشیہ پر یہ نوٹ لکھ دیا بہر حال اس کو عام قاعدہ قرار دے کر کہتا کہ دعا باز مفتزی لمبی عمر پاتا ہے۔ بعض دفعہ غیر سعید اخوان ایشیا طین پہلے مر جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ خدا کے آخری درجہ کے محبوب بہترین اولیا و انبیاء جلد وفات پا جاتے ہیں۔ یہ تو ہوا نائب ایڈیٹر الہمدیث کی غلطی کا اظہار۔ جو ایک معمولی انسان غیر معصوم تھا۔ اب سنو! اپنے نبی کا فیصلہ جو بقول خود ”ہر وقت فرشتوں کی گود میں، پرورش پاتا تھا، (اشہد ان انصار اکتوبر ۱۸۹۹ء اور بقول خود جس کی ”ہر بات۔ ہر قول۔ ہر حرکت۔ ہر سکوت۔ بحکم خدا تھا، (ص ۷۰/۷۱) ۱۹۰۳ء اور روح القدس کی قدسیت ہر وقت ہر دم۔ ہر لحظہ بلا فصل اس کے قوی میں کام کرتی رہتی تھی،“

(ملاحظہ ہو حاشیہ ص ۱۶۹۳-۱۷۱۷ اور آئینہ کمالات اسلام) (خ ص ۹۳/۹۴)

یہ صاحب اسی اشتہار ”آخری فیصلہ“ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھتے ہیں:-  
 ”اگر میں ایسا مفتزی اور کذاب ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مسند اور کذاب کی لمبی عمر نہیں ہوتی۔“

احمدی دوستو! کیا کہتے ہو؟ سنو یہ تمہارے نبی کا فیصلہ ہے۔ مختصر یہ کہ مرزا صاحب نے آخری فیصلہ میں کذاب کی موت صادق کے سامنے واقع ہونا لکھی تھی اور ہیضہ، طاعون وغیرہ مہلک امراض سے لکھی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا ثناء اللہ صاحب جو خدا کی نظر میں صادق تھے بفضلہ تعالیٰ آج تک زندہ ہیں اور مرزا صاحب مکورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل قریباً ساڑھے دس بجے دن کے برض ہیضہ اس طرح کہ ”ایک بڑا دست آیا اور نبض بالکل بند ہو گئی“

(اخبار بدر ۶ جون ۱۹۰۸ء ص ۳۴ کالم ادیرۃ المہدی ص ۱۱ حصہ اول)

واضح رہے مرزا صاحب کے خسر نو  
یوم قبل جب میں مرزا صاحب سے ملنے گیا  
وہ بائی ہیضہ ہو گیا ہے، (حیات نواب میر ناصر  
حقیقی کے دربار میں بلائے گئے۔ کسی زندہ دل  
اشارہ کیا ہے کہ۔

مرض ہیضہ تھیں ہوا چار  
مرزا صاحب نے ذرا  
اسی طرح ایک اور صاحب نے ذرا  
گفت مرزا مرثاء اللہ را  
میر ناصر  
خود روانہ شد بسوئے نیستی، بود

## ضمیمہ آخر

از قلم باطل شکن حضرت مولو

فاتح قادیان

قادیانی نبی کی تحریر فیصلہ

ناظرین کی آگاہی کے لئے میں

الوقت کی مثال سنا تا ہوں:-

قارئین کرام! اسلام انسان کو انسان

دکھاتا ہے۔ اس لئے اس کی تعلیم ہے کہ سچ

دیر نہ کرو۔ ارشاد ہے:-

لا یجر منکم شنان قوم علی

ولو کان ذا قریبی -

۱۔ کسی قوم یا شخص کی عداوت سے عدل نہ چھوڑا کرو۔

۲۔ جب بولو بول کر وچا ہے کوئی تمہارا قریبی ہی ہو۔

یہ تعلیم ایسی صاف اور سیدھی ہے کہ انسان کو باکمال بنا دیتی ہے۔ ساتھ ہی جب یہ ڈانٹ ڈپٹ سامنے رکھی جائے کہ ایک وقت وہ آئے گا کہ مخفی راز بھی کھل کر سامنے آ جائیں گے۔ اس دنیا میں جس کی حمایت یا ضد میں تعصب کرتے ہو اس وقت کوئی تمہارا دوست نہ ہوگا۔

یوم قبلی السرائر فماله من قوة و لا ناصر

باجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ اہل مذاہب کی روش اپنے مذہب کے خلاف ہے۔ مثال کے لئے جماعت احمدیہ (قادیانیہ) کو پیش کرتے ہیں۔ غور سے ہماری معروضات کو دیکھیں اور سنیں۔ جناب مرزا صاحب قادیان نے میرے مواخذات سے تنگ آ کر ۱۵ اپریل ۱۹۷۰ء کو آخری فیصلہ لیا تھا۔ اس کے بعد آج کل حیدر آباد دکن سے ایک اعلان ”آخری فیصلہ“ ناظرین کی اطلاع کے لئے ہم دونوں مضامین بالمقابل رکھتے ہیں:-

(اشتہار آخری فیصلہ چونکہ بہ تمام و کمال پہلے ص ۶۱ پر دیا ہے۔ اسلئے ہم نے اس جگہ درج نہیں کیا۔ ناظرین پہلے اس کو ایک دفعہ پھر عبد اللہ الدین صاحب کا یہ مضمون پڑھیں۔ ناقل)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو دس ہزار روپیہ

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ۱۰ فروری ۱۹۲۳ء کو ایک خط میں جس میں کہ ہمارے شہر کے ایک معزز محترم باوقار انسان تھے یعنی مہاراجہ ہرکشن پرشاد بہادر بالقابہ بھی رونق افروز تھے۔ اس بات کا اظہار میرے حیدر آباد آنے کا اصل مقصد سیٹھ عبد اللہ الدین ہیں تاکہ ان کو جائے اس لئے میں اپنے ذاتی اطمینان کے لئے بذات خود یہ اشتہار شائع

کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس حلف کے  
 ہوں قسم کھا جائیں۔ مگر قبل اس کے ضم  
 آباد، و سکندر آباد میں شائع کر دیں کہ میں  
 قادیانی اور اپنے عقائد کے درمیان حق و  
 ہوں اور یہ کہ اس حلف کے بعد سال کی  
 معیار فیصلہ کن کے مخالف کوئی تحریر یا تقریر  
 اقرار ہے کہ اگر اس حلف کے بعد مولوی  
 سلامت رہے یا ان پر کوئی عبرت ناک  
 جاؤں گا۔ یا مولوی ثناء اللہ صاحب کے  
 صاحب موصوف کو بطور انعام کے ادا کر  
 حلف کے الفاظ یہ ہیں:-

جو مولوی ثناء اللہ صاحب جلد  
 دفعہ خود بھی اور حاضرین بھی آمین کہیں  
 کو حاضر و ناظر جائے اس بات پر حلف کر  
 تمام دعائی و دلائل کو بغور دیکھا اور سنا  
 مطالعہ کریں۔ اور عبد اللہ دین کا چیلنج  
 نہایت وثوق اور کامل ایمان اور یقین کے  
 تمام دعائی و الہامات جو چودھویں صدی  
 موعود و امتی نبی ہونے کے متعلق ہیں وہ  
 اور غلط تاویلات کی بنا پر ہیں۔ برخلاف  
 وہ بحسد عنصری زندہ آسمان پر اٹھائے  
 موجود ہیں اور وہی آخری زمانہ میں آ  
 ہیں۔ اور مہدی علیہ السلام کا ابھی تک ظ

کو تلوار سے قتل کر کے اسلام کو دنیا میں پھیلا دیں گے۔ مرز  
 ہیں، نہ مہدی ہیں، نہ مسیح موعود ہیں، نہ امتی نبی ہیں۔ بلکہ ان  
 ان کو مفتری اور کافر اور خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ اگر میر  
 کے نزدیک جھوٹے اور قرآن شریف و صحیح احادیث کے  
 غلام احمد قادیانی درحقیقت اپنے تمام دعاوی میں خدا کے نزد  
 کرتا ہوں کہ اے قادر ذوالجلال خدا جو تمام زمین و آسمان کا  
 کے ظاہر و باطن کا تجھے علم ہے، پس تمام قدرتیں تجھی کا  
 غالب و منتقم حقیقی ہے۔ اور تو ہی علیم و خبیر و سمیع و بصیر۔  
 مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعاوی الہامات میں صادق  
 اور میں انکے جھٹلانے اور تکذیب کرنے میں ناحق دار ہوں  
 اور ناحق مقابلہ کی وجہ سے ایک سال کے اندر موت واردا  
 ناک و عبرت ناک عذاب میں مبتلا کر جس میں انسانی ہاتھ کا  
 پر صاف ظاہر ہو جائے کہ میں ناحق پر تھا اور حق و راستی کا  
 پاداش میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ سزا مجھے ملی ہے۔ آمین۔  
 خاکسار عبد اللہ

۱۲ فروری

ناظرین کرام! ان دونوں عبارتوں کو (مرزا صاحب  
 اور عبد اللہ دین صاب سکندر آبادی کے اشتہار فیصلہ۔ ناقلاً  
 فرمائیں کہ فیصلہ کی جو صورت خود بانی مذہب و مدعی وحی الہی  
 فیصلہ کن ہو سکتی ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ بانی مذہب ص  
 پر ناطق ہو گا برخلاف امتی کے جس کا فیصلہ دوسرے شخص

۱۔ مثلاً نزلہ کھانسی یا شدید دوسر (الجمہ بیٹ)

نہیں ہوتا۔ پھر کیوں نہ بانی مذہب کیوں نہ اس کی تحقیق کی جائے یا جائے۔ بہر حال جدید صورت کی باوجود اسکے ہم بتاتے ہیں بارہا کامیابی حاصل کی ہوئی ہے۔

۳۴ء میں ایک بسیط مضمون اس (۱) منکر نبوت (کافر) پر از دیتے تو حلف لیجئے۔

(۲) باوجود اس کے ہم بارہا یہاں تک کہ قادیان کے قادیان کے اخبار ”الفضل“ میں بارہا (ثناء اللہ) قسم کھا آسمان پر زندہ ہیں اور مرزا صاحب

حضرات! غور کیجئے۔ کسی کرنے والا یقیناً خدا کا مجرم ہے۔ دینے کیلئے کافی ہے۔ خاص کر جب سزا یاب نہ ہو۔ قابل غور ہے۔

۲۲ اپریل ۱۹۲۶ء اعلان کیا۔ جس ”خدا کی قسم میں مرزا قادیان“ اس مضمون کو بڑی تفصیل صورت میں بھی شائع کیا۔ ۹۲۳

مشہور صاحب (حاجی عبداللہ الدین) نے دس ہزار روپیہ انعام کا جواب میں میں نے اشتہار شائع کر دیا کہ :-

”میں روپیہ آپ کا نہیں لیتا ہاں یہ چاہتا ہوں کہ چونکہ خلیفہ صاحب قادیان ایسا لکھا ہے اس لئے خلیفہ محمود احمد سے یہ اعلا حلف داری ثناء اللہ اگر ایک سال تک زندہ رہا تو میں (محمود احمد) متوفی کو جھوٹا جانوں گا۔“

اس مطالبہ کا جواب دیا (باوجودیکہ اس وقت سیٹھ عبداللہ منظور کر کے اس کی تکمیل کا معاہدہ تحریری بھی کیا جیسا کہ یہ آبادی اشتہار ۱۹۳۴ء میں درج ہے۔ تو بھی بعد کو جب خلیفہ، اسے منظور نہ کیا۔) (ناقل)

نفی میں اب بھی میرا یہی مطالبہ ہے کیونکہ میرا خدا مذہب بڑے مرزا صاحب سے تھا۔ وہ اس وقت موجود نہیں تو میں محمود احمد صاحب کو بحیثیت خلیفہ مخاطب کرتا ہوں پس وہاں ”مولوی ثناء اللہ تکذیب مرزا صاحب پر حلف اٹھائیں تو سال معتبر ہوگی۔ اگر سال کے اندر اندر مر جائیں تو وہ جھوٹے گے اور اگر ایک سال تک زندہ رہیں تو دوسرے سال کے پیر میں (محمود احمد) اپنے والد کو دعویٰ مسیحیت میں جھوٹا جانوں گا۔ ناظرین کرام! کیسی سادی شرط ہے۔ بھلا یہ کوئی انصاف ہے کہ مدت پوری کر کے ایک احمدی کا تقاضا پورا کروں۔ پھر دوسرے تیسرے کا علیٰ ہذا القیاس اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان خواہشات پوری کرتے کرتے کسی نہ کسی مدت میں تو مروں گا آئے دن کے نزاعات ختم کرنے کو ضروری ہے کہ مثل سابق (امتی) سے ”فیصلہ نہ ہو بلکہ باپ کے قائم مقام میں محمود قادیان سے معاہدہ ہو کر فیصلہ ہو جائے گا کیونکہ آپ مدعی کے



تاکم مقام خلیفہ ہیں ::

پس میں منتظر ہوں کہ حاجی عبد اللہ  
قرضہ ۶۰ ہزار میں جمع کرا دیں اور  
صاحب کو تکلیف دیں پھر دیکھیں خد  
نوٹ :- گو ہم مسلمانوں کا اعتقاد

خدا کی تائید پر بھروسہ ہے کہ اگر میاں محمود  
خدا ہماری اسی طرح مدد کرے گا جس طرح  
مدد دی تھی۔ انشاء اللہ ::

احمدیہ جماعت کے ممبرو! ہمت۔  
کرو، ورنہ یاد کھو۔

ستعلم لیلی ای دین تداینذ

و ای غریب

عنقریب لیلی جان لے گی کہ اس

قرض خواہ اسکے قرض کا تقاضا کرتا ہے ::

(منقول از اخبار الہدیث امرتسر)

## بحث

مرزا صاحب قادیانی کا دعویٰ ہے  
موت اور قبض روح کے لئے ہی موضوع  
صاحب قادیانی کے لغوی اور ادبی جوہر کا  
جس سے ناظرین کرام مرزا صاحب کو لغوی

آجکل قادیانی اخبار میں بار بار شائع ہو رہا ہے کہ سلسلہ  
کار ہے جو بعد کو باقسط اور نمبر وار ادا کیا جائے گا۔ مولانا

کہ ان کی نظر کتب لغویہ و ادبیہ پر کہاں تک واقع ہے اور ان کی تحقیق محدود ہے۔

آج میں لغاتِ معتبرہ۔ محاوراتِ عربیہ اور تفاسیر متداولہ اور اظہر من الشمس کر دینا چاہتا ہوں کہ لفظ توفی کا حقیقی معنی مفسرین کے نزدیک ”پورا کرنے“ اور ”پورا دینے“ اور ”پورا کرنا۔“ معنی مرزا صاحب نے بیان کئے ہیں وہ مجازی ہیں نہ کہ حقیقی اور مرزا صاحب کے موضوعہ اصول کے لحاظ سے بھی معنی حقیقی ثابت بلکہ مجازی ہی ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی بحث کے خاتمہ پر نفاذ لیں گے۔

## توفی کا حقیقی معنی

### کتب لغویہ

لسان العرب و محاضر

(۱) تَوَفَّيْتُ الْمَالَ مِنْهُ وَ اسْتَوْفَيْتَهُ اِذَا

ترجمہ

توفیت (باب تفعّل) اور استوفیتہ (باب استفعال) ہیں کہ میں نے اس سے اپنا مال پورا پورا لے لیا:

(۲) توفاه منه واستوفاه لم يدع منه شيئا

وستوفاه۔ دونوں کے معنی یہ ہیں کہ اس نے پورا پورا بھی اس نے نہیں چھوڑا:

(۳) توفيت عدد القوم اذا أعددتهم كلهم۔ ترجمہ

پوری پوری گنتی لی ::

شعر۔ ان بنی

ولا توفوا

ترجمہ۔ بیشک قبیلہ نبی اور دشمن

پوری نہیں کی ::

(۵) وفی با الشئی و اوفی و

ترجمہ وفا (ملائی مجر داوئی) (با)

ہیں۔

(۶) الوفاء ضد الغدر یقال و

ترجمہ۔ وفا لفظ کا ضد اور مخالف

شخص نے اپنا عہد پورا کیا۔ اور اوفی (باب

## المنجد وال

(۱) توفی توفیا۔ اوفی حقه

فلان مالی علیہ۔

ترجمہ۔ توفی کے معنی ہیں اپنا

ہیں۔ میں نے فلاں شخص سے اپنا پورا پورا

(۲) وفی وفاء اتمہ ترجمہ۔ وفی

پورا کیا ہو ::

## اساسُ البلاغہ

(۱) اسْتَوْفَاهُ وَتَوَفَّاهُ اسْتَوْفَا

کے معنی ہیں کہ اس نے اس سے پورا پورا

## المفردات و محادثات ال

(۱) وفى) الوافى الذى بلغ التمام۔ يقال درهم

اف و اوفيت لكيل و الوزن۔

ترجمہ وافی اسے کہتے ہیں جو پورے کو پہنچ جائے

حسب ذیل ہیں:-

درهم و اف و کلیل و اف الخ

(۲) وفى بعده يفى وفاء و اوفى اذا اتم

وفا (ثلاثى مجرد) اوفى (باب افعال) اس وقت بولتے ہیں

کیا ہو:-

اشتقاق ضده وهو الغدر ترجمہ وافی کا ضد غدر ہے

## مجمع البحار

(۱) وفى الحديث فمررت بقوم تقرض ش

قرضت ورفت اى تمت و طالت

ترجمہ۔ حدیث میں ہے کہ میں دوڑیوں کی ایک تو

کے ہونٹ کاٹے جاتے تھے۔ جس وقت کاٹے جاتے

چلے جاتے:-

## قول المتنبى

شعر:- اذا غدرت حساء اوفت يعهدبا

ومن عهدبا ان لا يدوم لها عهدا

ترجمہ

جب خوبصورت محبوبہ عہد شکنی کرے تو گویا وہ اپنے عہد

کیونکہ دائمی عہد نہ ہونا یہ بھی اس کا عہد ہی ہے۔

## کتب تفاسیر

### تفسیر کبیر

(۱) التوفی اخذ الشئی وافیا ترجمہ

پورا لے لینا ہے جیسا کہ عرب بولتے  
میں نے اس سے اپنے درہم پورے پورے

### بیضاوی

(۱) التَّوْفَى أَخَذَ الشَّيْءَ وَافِيًا وَالْ

بیضاوی میں تحت آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي  
کسی چیز کو پورا لے لینے کے ہیں:

هَكَذَا فِي سَائِرِ الْكُتُبِ التَّفَاسِيرِ  
وَإِبْنِ كَثِيرٍ وَفَتْحِ الْبَيَانِ وَالْخَذِ

### توفی کے مجازی

ہم تمام کتب لغات مشہورہ اور اقوال کبیر  
روز کی طرح بالکل روشن کر چکے ہیں کہ وفا کے  
ناظرین کی مزید تسلی اور اطمینان کے لئے کتب لغت  
ہیں کہ موت۔ قبض۔ روح اور نوم وغیرہ سب مجازی

### تاج العروس شر

وَمِنَ الْمَجَازِ أَدْرَكَتَهُ الْوَفَاةُ أ

إِذَا مَاتَ.

ترجمہ:- توفی کے معنی موت لینا مجازی

## اساس البلاغۃ

(۱) وَمِنَ الْمُجَازِ تَوْفَى فُلَانٌ تَوْفَاهُ اللَّهُ أَدْرَكَتُهُ الْوُفَا  
ترجمہ۔ توفی کے معنی موت لینا مجازی ہیں (جلد ۳ ص ۱۱)

### تنبیہ

ہماری خوش قسمتی سمجھئے۔ یا مرزائیوں کی بد قسمتی۔ اس جگہ  
میں اللہ فاعل ذی روح مفعول اور توفی باب تفاعل کو علامہ ز مخدوم  
امام لغت مجاز بتلا رہے ہیں اگر اس جگہ کوئی مرزائی اپنی کم علمی یا بے سمجھی  
اعتراض کرے جیسا کہ ان کی عادت ثانیہ بلکہ اپنے مزعومہ نبی کی  
ہم ان حوالوں کو نہیں مانتے۔ کیونکہ یہ انسانوں کے اپنے وضع کردہ  
ہے کہ قطع نظر باقی حوالوں کے اس حوالے پر تو خصوصاً کسی مرز  
چرا کرنے کی گنجائش ہی نہیں۔ کیونکہ خود مرزا صاحب نے ان کو چو  
سے منع کر دیا ہے۔ ذرا الفاظ ملاحظہ ہوں:-

”اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ زبان عرب کا ایک بے مثل امام جس  
مقابل پر کسی کو چون و چرا کرنے کی گنجائش نہیں یعنی علامہ ز مخدوم  
(برائین حصہ پنجم ص ۲۰۲ تا ۲۰۳) (بخ ص ۳۸۰ ج ۱)

## المفردات

(۱) وَقَدْ عُبِّرَ عَنِ الْمَوْتِ وَالنُّوْمِ بِاَلتَّوْفَىٰ ۖ تَرْجَمَهُ۔ مور  
مجازی معنی ہیں ::

### تفاسیر

### تفسیر کبیر

اتوفی جنس تحتہ انواع بعضها با الموت  
بالاصعاد الى السماء

تر

- امام فخر الدین رازیؒ آیت  
ہیں۔ کہ توفی بمنزلہ جنس کے ہیں اور  
موت اور اصعاد الی السماء وغیرہ ::

بیض

التوفی اخذ الشئی وافیاً

تر

موت توفی کی ایک نوع ہے ::

مرزا صاحب

ناظرین یہ تو تھی تحقیق از روئے  
صاحب کے دستخط خاص کی انتظار ہو۔ تو  
مرزا صاحب نے موضوع لے  
ہے۔ اب ہم اسی کسوٹی پر جو مرزا صاحب  
مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ :-

ثم اعلموا ان حق اللفظ  
جميع افرادہ من غير تخصيص  
(ملاحظہ ہو!) استثناء مصنف

تر

”یعنی جاننا چاہئے کہ بیشک لفظ

افراد میں اس کا معنی بلا تخصیص و بلا تعین پایا جائے۔“

اب ہم اسی اصول کی رو سے اسی لفظ توفی کو پرکھتے ہیں  
 معنی موت نہ تو تمام افراد میں پایا جاتا ہے (ظاہر ہے کہ اگر تمام  
 مرزا صاحب ذی روح کی بیخ نہ لگاتے) اور نہ بلا تخصیص و تعین  
 صاحب شرط لگاتے ہیں کہ اللہ فاعل ہو۔ ذی روح مفعول ہو۔  
 اور لیل کوئی قرینہ نہ ہوں۔ ناظرین ذرا گن لیجئے کہ کتنی شرطیں  
 لطف یہ کہ شاید مرزائیوں کے نزدیک ابھی تک بلا تخصیص پایا  
 اس مختصر تحریر سے معلوم ہوا کہ جب مرزا صاحب  
 وضع کردہ اصول کے بھی خلاف پڑتا ہے۔ تو اس کے غلط دبا پل  
 و شہرہ خلاف اس کے ہمارا معنی پورا لے لینا، جمیع افراد ہیں  
 وہ موت ہو، خواہ اصعاد الی السماء ہو، خواہ عہد ہو خواہ قرض ہو  
 ہے۔ اور ہے بھی بلا تعین و بلا تخصیص ::

اس مختصر سی تحریر کے بعد قارئین کرام پر واضح اور  
 صاحب اپنے دعویٰ مسیحیت کو سچا کرنے کے لئے کیا کیا چال  
 یہاں تک کہ خود اپنے موضوعہ اصولوں کے بھی خلاف کردہ  
 صورتوں سے خالی نہیں یا تو عمداً اپنے دعاوی کو سچا ثابت کر  
 ہونگے۔ یا سہواً۔ اگر عمداً کرتے تھے تو مفتری علی اللہ۔ مکار۔  
 ثابت ہوئے اور سہواً تھا تو باوجود نبی ہونے کے خدا تعالیٰ نے  
 اخیر وقت تک ٹیچی فرشتہ کے ذریعہ سے اطلاع کیوں نہیں دی۔  
 اس کی اصلاح کر جاتے۔ اور مخلوق خدا کو گمراہ نہ کرتے۔ اس  
 ہونا ثابت ہے ::

تحریر بالا سے بالکل واضح اور ہویدا ہو گیا کہ لفظ توفی



اور قبض روح کے لئے موضوع نہیں  
اور وضعی معنی پورا کرنا ہے۔

کمالا یخفی علی من له مم  
اب بھی اگر کوئی جاہل۔  
کے لئے موضوع ہے تو یہ اس کی

ال

مرزا غلام احمد صاحب قاد  
ص ۶۲۰ / ج ۱ میں آیت انی  
ہیں۔ وہ میں تجھ کو پوری نعمت د  
اصاحب نے فقرہ متوفیک کے

اس

مرزا صاحب نے مسلماً  
الہامی نہیں تھا::

مرزا صاحب قادیانی کا و  
اللہ رسول تھا (ملاحظہ ہو ایام الصلح  
نیز یہ کہ کتاب (براین  
میں پیش ہو کر رجسٹرڈ بھی ہو گئی  
مشکم ہے (براین احمدیہ حاشیہ  
ناظرین! جب کشف میں (بقول

علیہ وسلم کے دربار میں پیش ہو کر قبولیت حاصل کر رہی تھی۔ کیا بحث جس کے معنی ”پوری نعمت دوں گا، لئے گئے ہیں۔ رسول و سلم کی نظر سے نہ گذرے؟ اور اگر گذرے تو بقول مرزا یوں کی وجہ سے کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کاٹ دیا؟

## بحث نزول

عموماً مرزائی پارٹی یہ اعتراض کیا کرتی ہے۔ کہ قرآن مجید اور اس کے مشتقات متعدد جگہ استعمال ہوئے۔ اور وہاں آسمان سے جگہ بھی ہمارے مخالف لوگ معنی نہیں لیتے۔ دل میں آیا کہ تم انکار یہ کاٹنا بھی نکال دیا جائے تاکہ ان کو کسی قسم کا شکوہ شکایت کا آخرت میں موقع نہ ملے۔

ليهلك من هلك عن بينة ويحيى من  
سب سے پہلے اس مشکل کو ہم لغتہ حل کرنا چاہتے ہیں  
کہ نزول ”فرواد آمدن“، اور انزال ”فرواد آوردن“، منتہی الاراب میں  
ہے یعنی ”نزول“، کے معنی ”نیچے آنا“، اور انزال، کے معنی  
مصباح منیر میں ہے۔ نزل من علوه الی سفل۔ یعنی نزول  
نیچے آنے کے ہیں ::

مشہور لغوی علامہ راغب اصفہانی مفردات میں تحریر فرماتا ہے  
النزول فی الاصل ہو انحطاط من علوه و انزال  
و اما بانزال الشی نفسہ ز اما بانزال اسبابہ و  
کانزال الحديد و اللباس و بوزالك۔ یعنی نزول کے معنی اوپر  
ہیں اللہ تعالیٰ کا اتارنا یا تو شے نفسہ کا اتارنا ہوتا ہے۔ جیسے قرآن

شے کے اسباب و ذرائع اور اس کی  
انزال لباس اور اس کے مثل (انزال  
وغیرہ) اتھی ::

اب اس تصریح کے بعد کسی  
وضاحت کریں۔ لیکن پیاس خاطر نانا  
ہیں۔ انشاء اللہ ناظرین دیکھ لیں گے  
میں سر اسر مغالطہ وہی۔ دجل و فریب

قرآن مجید میں ہے کہ  
عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ. الْآيَةِ۔ اس آ  
لفظ استعمال ہوا ہے ::

اگر مشہور اور درسی کتاب  
کی کوئی گنجائش ہی نہ نکلتی۔ لیکن یا  
ہیں۔ اس لئے ان کو مجبور و معذور  
نقل کر کے اسی پر اکتفا کرتے ہیں  
بُوالْقُرْآنِ رَسُوْلًا اٰی مُحَمَّدًا  
مُقَدَّرِ اٰی اَرْسَلَ (جلالین) یعنی  
نے (آسمان سے) نازل کیا ذکر قر  
آیات میں آیا ہے۔ چودھویں پارے  
(۱) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ (ح)

(حجر) (۳) وانزلنا اليك الذكر (نحل) (۴) هذا ذكر  
 (پ) ۱۷ انبياء) (۵) انزل عليه الذكر (پ) ۲۳ سورہ ص  
 كفروا بالذكر لما جاء هم انه لكتاب عزيز (پ)  
 (۷) ان هو الا ذكر وقران مبين (پ) ۲۳ سورہ يسين  
 ذكرى للعالمين (پ) ۷ سورہ انعام) (۹) ان هو الا  
 (پ) ۱۳ يوسف (۱۰) وما هو الا ذكر للعلمين  
 عشرة كاملة.

اور رسولا کے پہلے ارسال محذوف ہے۔ یعنی محمد  
 رسول بنایا۔ اسی لئے قرآن مجید میں ذکر کے بعد آیت کا گول  
 رسول۔ الگ دوسری آیت میں ہے۔ خازن۔ مدارک۔ سراج  
 بھی اسی طرح ہے::

بصورت دیگر اگر رسولا کو منصوب بہ فعل مقدر نہ  
 سے بدل یا عطف بیان مان لیں۔ تو اس صورت میں رسولا سے  
 السلام ہوں گے (کشاف۔ بیضادی) جو بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ  
 اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام کا نزول  
 متفق علیہ ہے::

## دوسرا مغالطہ

خدا تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ انزلنا  
 لہا اتارا۔ اب غور کیجئے کہ کیا لوہا آسمان سے نازل ہوتا ہے یا کائنات

## جواب

آیت مذکورہ میں انزال سے مراد انزال امر ہے جیسا کہ

سے عبارت والهدایة الیه کانزال استعمال کی ہدایت اور حکم اللہ نے نازل میں ہے۔ ان اوامرہ تننزل من السم ہے الامر باعدادہ۔ یعنی استعمال حدید مجید فرقان حمید میں دوسرے مقامات استطعتم من قوۃ۔ (پ۱۰ / انفال) (پ۵ نساء) ان آیات میں لوہے کے ہتھیار تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ اسی کی طرف انزال آہنی اسلحہ کے استعمال اور تیار کرنے کا سبب الحدید من قبیل اطلاق المسبب انشاء اللہ آئندہ جواب میں بھی ہوگی ::

## تیسرا امر

قرآن شریف میں آتا ہے کہ یا یعنی اے بنی آدم! ہم نے تم پر لباس اتارا لوگ پہنتے ہیں کیا وہ آسمان سے اترتے ہیں

## جواب

میں کہتا ہوں کہ محاورات عرب میں کبھی سبب بولتے ہیں اور مراد مسبب الی الذی سببہ الغیث (مطول) یعنی ہم اگنے کا سبب بارش ہے اور کبھی مسبب بولتے ہیں انزل اللہ من السماء من رزق (پ۱۰ /

نازل فرمایا۔ یعنی بارش برسائی جو سبب ہے رزق کے پیدا ہوا۔ اسی طرح انزلنا علیکم لباساً فرمایا لباس سبب ہے تفسیر کبیر جلد ۴ میں ہے انزل المطر و بالمطر منها يحصل اللباس تفسیر معالم التنزیل میں ہے الارض و النبات يكون بما ينزل من السماء انزلنا اسبابہ۔

تفسیر خازن و فتح البیان میں ہے انزل الماء سبب نبات اللباس۔ تفسیر مدارک میں ہے لان منها۔ اسی طرح سراج منیر ابوالسعود۔ بیضاوی میں بھی حاصل کلام یہ کہ وجود لباس کا سبب بارش ہے۔ آسمان۔ روئی کا درخت پیدا ہوتا ہے۔ روئی سے سوت اور سوت اونی لباس بنتے ہیں بھیڑ اور دنے سے۔ بھیڑ اور دنے پیدا ہوتی ہے بارش کے سبب سے۔ جب بارش ہوتی درختوں کی پتیاں ہری بھری ہوتی ہیں ان کو ریشم کے کیڑے نکالتے ہیں۔ جس سے ریشمی لباس وجود میں آتے ہیں غریب حصول اسباب سماویہ و مواد ارضیہ سے مل کر ہوتا ہے جیسا باری ہوتا ہے (قل من یرزقکم من السماء و الارض صحتی رکوع میں ہے) (وما انزل اللہ لکم من رزق یربطیان ہو چکی، سورہ زاریات میں آتا ہے وفي السماء (پ ۲۶) سورہ عبس میں فرمایا انا صببنا الماء صبا و انبتنا فیہا حبا۔

الآیۃ (پ ۳۰) ان آیات سے آسمانی بارش

معیشت کا حصول ثابت ہے۔ اسی قبیل سے یہ  
 انزلنا علیکم لباساً (پ ۴:۸)  
 النسی باسم المسبب پس انزال کے معنی آ  
 اسی طرح ثابت ہوئے۔ جس طرح اوپر کی دونوں

## تحقیق لفظ

امت مرزا رافعك سے رفع روح اور  
 جیسا کہ مرزا صاحب قادیانی آنجمانی نے بھی  
 روح مراد لینا ان کی بے علمی پر وال ہے کیونکہ  
 السماء ہے لا غیر ::

تفصیل اس اجمال کی یوں ہے صراح  
 هُوَ خِلَافُ الْوَضْعِ (صراح ص ۲۵۰) یعنی  
 لفظ وضع کے اس کے معنی ”نہادن“، (نیچے رک  
 اگر اس سے عزت کی موت مراد لی جائے تو بہر  
 حشو کے فصاحت سے گر جائیں گی مثلاً رَفَعَ بَعْدَ  
 ذُرَجَاتٍ مِّنْ نَّشَاءٍ (انعام۔ یوسف) رَفَعَ  
 (زخرف) يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ

ان آیات میں رفع کے مشتقات ہو  
 ذی روح (جینسز ان۔ اہل علم اور مؤمنین وغیر  
 ذرات ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟  
 حالانکہ رفع کے معنی معین کرنے

”درجات، بطور قرینہ مذکور ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ر  
 قرینہ کئے جائیں گے۔ کیونکہ لغت میں اس کے حقیقی اور وضعی  
 جیسا کہ صراح کے حوالے سے اوپر گزر چکا ہے۔ پس جہاں ر  
 ہو گا۔ وہاں معنی اس جسم کو نیچے سے اوپر کو حرکت دینا، اور اٹھانا  
 ذیل کا حوالہ بھی شاہد ہے:-

فَالرُّفْعُ فِي لَأَجْسَامٍ حَقِيقَةٌ فِي الْحَرَكَتِ  
 الْمَعَانِي عَلَى مَا يَقْتَضِيهِ الْمَقَامُ (مصباح منير مص  
 (مصباح منير مصری جداول ص ۱۷۱)

یعنی لفظ رفع جسموں کے متعلق حقیقی معنی کی رو سے حر  
 لئے ہوتا ہے۔ اور معانی کے متعلق جیسا موقع و مقام ہو ::  
 صاحب مصباح کی اس تصریح سے مرہن ہو گیا کہ ر  
 سے اوپر کو حرکت اور انتقال کا ہوتا ہے پس اس بیان و تحقیق  
 مرفوع الی السماء ثابت ہوا ::

چونکہ رافعك میں مخاطب کی ضمیر منادی۔ یعنی عیسیٰ  
 اور اسم عیسیٰ جسم مع الروح سے مجرہ ہے۔ کیونکہ محض  
 کے قابل تسمیہ نہیں ہوتی۔ پس اس ضمیر سے حضرت عیسیٰ کا  
 الروح الی السماء كالشمس فی نصف الفہار ظاہر و  
 اسی لئے جملہ تفاسیر معتبرہ مثلاً تفسیر کبیر۔ جلا لیلین<sup>۲</sup>۔ معا  
 تفسیر رحمانی<sup>۵</sup>۔ فتح البیان۔ جامع البیان۔ بیضاوی<sup>۸</sup>۔ ابن  
 مدارک<sup>۱۱</sup>۔ ابی السعوی<sup>۱۰</sup>۔ عباسی<sup>۱۳</sup>۔ در منثور<sup>۱۲</sup>۔ حازن<sup>۱۴</sup>۔ اور الس  
 خلاف ”رافعك الی“ سے رفع الی السماء، مراد لکھا ہے  
 سب سے زیادہ پر لطف بات یہ ہے کہ علامہ جار



جیسے شخص جس کے متعلق مرزا صاحب آ  
 کے مقابل پر کسی چون و چرا کی گنجائش  
 (خ ص ۳۸۰/۳۸۱ ج ۲۱) اس  
 المذہب شخص تھے) کیوں؟ صرف اس  
 اجازت دیتی تو یقیناً وہ ضرور ہی تاویل  
 نیز صراح ص ۳۵۰ میں۔

یعنی رفع کا معنی کسی کو کسی کے نزدیک  
 نزدیک تب ہی ہوگا جب حرکت اور اثر  
 چیز ضرور ہی جسم ہوگی۔ دوسرے ل  
 صاحب صراح نے بھی صاحب المص  
 رفع کا صلہ الی مذکور ہو۔ وہاں معنی  
 ہوگا اس کے لئے مندرجہ ذیل امثلہ ملے

(۱) و من ذالك قولهم رفعنا

(ص ۲۵۰)

(۲) رفعه الى الحاكم - (مد)

(۳) قال ابو هريرة لسار

صلى الله عليه وسلم

(۴) اى لا ذهبن بك اشكو

حضره لشكوى - (فتی)

(ص ۵۳۱ پ ۹)

یعنی حضرت ابو ہریرہؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

اگر رفع کے معنی اعزاز و اکرام کے ہوتے ہیں تو کیا اس  
 شیطان لعین کو جناب رسالت مآبؐ کی سرکار و الاتبار میں عزت  
 (۴) صحیح بخاری - صحیح مسلم - نیز مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب  
 ص ۱۴۲ میں ہے کہ حضرت زینبؓ (بنت رسولؐ)  
 فوت ہوئے تو کیا گیا فرقع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 یعنی وہ لڑکا (نواسہ رسولؐ) آپؐ کے پاس اٹھا کر لایا  
 ہماری خوش قسمتی سمجھے یا امت مرزا کی بد بختی کہ موت کا وقت بھی  
 عزت کی موت مراد نہیں لی جاتی۔ وہی تلك الامثلة كفاية

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجد  
 اک نشاں کافی ہے گردل میں ہے  
 اخیر میں ہم بانگ دہل اعلان کرتے ہیں کہ جب رفع  
 میں سے کوئی سالفظ بولا جائے۔ جہاں اللہ تعالیٰ فاعل اور مفعول جو  
 صلہ الی مذکور ہو۔ مجرد اس کا ضمیر ہو (اسم ظاہر نہ ہو) وہ ضمیر فاعل  
 ہو۔ وہاں سوا آسمان پر اٹھانے کے دوسرے معنی ہوتے ہی نہیں  
 کوئی آیت کوئی حدیث یا زمانہ جاہلیت کے اشعار میں کوئی شعر پڑھنا  
 انعام حاصل کرو۔

## ایک اعتراض

اس کے مقابلہ و معاضہ میں شاید کوئی جلد باز مرزائی کتھر  
 سے یہ بے سند حدیث پیش کر دے کہ اذا تواصنع العبد  
 السماء السابعة۔ اس میں رفع کے بعد صلہ الی مذکور ہے لیکن

## اس کہ

- (۱) اس میں الی کا مجرور اسم ظاہر ہے
- (۲) یہ بے سند حدیث ہے اس کا
- (۳) بالفرض اگر مان بھی لیا جائے
- انسان تو واضح کرتا ہے تو اللہ
- لیتا ہے گویا کہ یہ حدیث من
- الطیب کی۔ یعنی نیک کلمہ
- نیز اس کی تائید ایک اور حدیث
- سے طبرانی میں مروی ہے۔
- حکمتہ۔ (جامع صغیر للسیوط
- یعنی جس وقت (کوئی شخص) تو

کی حکمت (تواضع) کو اٹھائے۔ انتہی

التوفی والنزول والرفع الان مرز

لله الذی بنعمة تتم الصلحت

محمد مع اکر م التحیات

المطهرات و اعلم یا یہا الناظر

## مس

حدیث صحیحین م

الشیطان حین یولد فیستهل ص

و ابنہا (مشکوٰۃ ص ۱۰) پر جو اشکال وارد کیا گیا وہ دراصل یہ ہے کہ  
کی والدہ حنہ مریم کے پیدا ہو چکنے کے بعد ان کے اور ان کی ذریت کے  
پناہ کی طلبگار ہوئی تھیں، جیسا کہ الفاظ قرآنی شاہد ہیں:-

فلما وضعتها قالت رب انی وضعتها انثی و انی  
مریم و انی اعیذھا بک ذریعتها من الشیطن الرجیم (آل  
پس حدیث مذکور مریم پر صادق نہیں آتی کیونکہ حدیث  
لئے مس شیطان کا استثناء حین الولادة ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ان کے  
حفاظت ان کی ماں بعد الولادة کی ہے لہذا ان کا استثناء کیونکر صحیح ہو سکتا  
وجہ سے بعض راویوں نے حدیث سے مریم کا نام نکال دیا ہے جیسا کہ  
کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس و جنودہ میں حدیث مذکور باس الفاظ وارد  
کل بنی آدم یطعن الشیطن فی جنبہ باصبعہ  
غیر عیسیٰ ابن مریم ذهب یطعن قطعن فی البخار (ک  
ص ۵۰۱)

لیکن آیت قرآنیہ میں چونکہ مریم اور عیسیٰ دونوں کے لیے  
اس کی قبولیت کا ذکر آیا ہے ط اس لئے آیت کی مصداق وہی حدیث ٹھہ  
صحیح بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورہ آل عمران میں مذکور ہے پھر قابل  
جاتا ہے کہ اس میں مس شیطان سے کیا مراد ہے؟ گویہ صحیح ہے کہ عر  
لفظ شیطان کے بہت سے معنی آتے ہیں۔ اور عرب ہر بری چیز کا انتہا  
طرف کرتے ہیں۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ کلام عرب میں مس شیطان  
تکلیف اور مرض بھی ہوتا ہے جیسا کہ خود قرآن مجید میں ہے:-

الذین یا کلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذ  
الشیطن من المس۔ (بقرہ)

یہاں مس شیطان سے مراد  
دعا میں آیا ہے۔ انی مسنی الن  
مس شیطان سے مراد مرض اور مرض  
کی دعا میں وارد ہے۔۔ انی مسنی

### حد پیر

کسی نے حدیث مذکور میں  
ہیں اور کسی نے حدیث مذکور میں  
ام الشیطان بھی لغت طب میں کہا  
سید احمد نے بھی ایک تاویل کی ہے  
”یسوع جنگل میں چالیس دن تک  
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
تردید کی ہے۔ ایسی تاویلات دل خ  
سے کسی ایک تاویل کو قبول  
میرے ناقص خیال میں صرف آ  
کے عند الولادة رونے کو مس ش  
استثناء حدیث مذکور میں یسٹھل  
مقصود ہے جو وقوع پذیر ہو چکا  
ہیں لیکن حضرت عیسیٰ و مریم پیدا  
تو حضرت عیسیٰ و مریم کی کوئی فضا  
تو ہیں، بلکہ صرف ایک واقعہ کی  
چکا ہے۔

## الزامی جواب

مرزائیوں کی ضیافت طبع کے لئے مرزا صاحب کے قلم کا لکھا ہوا درج ذیل کیا جاتا ہے۔ تاکہ مرزائی حضرات کا منہ بند ہو جائے اور اہل مرزا صاحب قادیانی کے ”علم و نظر“ کی داد دیں:-

”اور مسلمانوں میں یہ جو مشہور ہے کہ عیسیٰ اور اسکی ماں مس شیطان۔ پاک ہیں، اس کے معنی نادان لوگ نہیں سمجھتے۔ اصل بات یہ ہے کہ پلید یہودیوں نے حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں پر سخت ناپاک الزام لگائے تھے، سو اس افتراء کا رد ضروری تھا۔ پس اس حدیث کے اس سے زبردستی کوئی معنی نہیں کہ یہ پلید الزام جو حضرت عیسیٰ اور انکی ماں پر لگائے ہیں صحیح نہیں ہے بلکہ ان معنوں کو کہ وہ مس شیطان سے پاک ہیں اور ان قسم کے پاک ہونے کا واقعہ کسی اور نبی کو کبھی پیش نہیں آیا۔“

(دافع البلاء صفحہ آخری) ﴿خ م﴾

## أَمْصُصُ بظُرِّ اللَّاتِ كِي تَحْقِيقِ

### مرزائی اعتراض

حضرت مرزا صاحب نے گالیاں دی ہیں تو کیا ہوا۔ حضرت اللات نے بھی تو کفار مکہ کو کہا تھا۔ أَمْصُصُ بظُرِّ اللَّاتِ جَاؤُا لَاتِ بِرَبِّكُمْ ﴿۱۰۰﴾ چومو۔

## جواب

مرزائی معترض نے جو حوالہ پیش کیا ہے اور جو ترجمہ کیا ہے پورا مرزائیت کا ثبوت دیا ہے۔ مرزائیوں کی ذہنیت خدا تعالیٰ نے بالکل برباد کر دی ہے۔ ان سے غور و فکر کی تمام قوتیں سلب کر لی ہیں۔ جب کوئی بات بر

جھٹ واقعات کو موڑ توڑ کر نہایت  
 کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش کر۔  
 کردہ عبارت کس حیثیت کی ہے، ہم  
 جائے تاکہ علم دوست اور انصاف پسند  
 واقعات اس طرح ہیں کہ  
 شخص نامی بدیل بن در قاء نے نبی کر  
 کہا،، ان ہوا لہ لو قد مستہم  
 کو ذرا اسی تکلیف پہنچی اور مصائب و آ  
 دشمنوں کے حوالے کر دیں گے۔  
 یہ بات ایک جاں نثار اور  
 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی  
 گیا۔ فوراً بول اٹھے۔  
 یعنی جاؤ۔ لات بت سے  
 استقلال میں لغزش پیدا کر دے (اگر)  
 غلام ہیں جہاں آپ کا پسینہ بہے گا ہم ا  
 دیں گے۔ تمہاری بکو اس اور بے ہود  
 علیہ وسلم کے دل میں ہماری عقیدت  
 بدیل نہایت عیار اور چالاً  
 طرف تو آنحضرت کے دل میں مسل  
 شبہات پیدا کروئے جائیں۔ اور دوسر  
 آزمائش کے وقت علیحدہ ہو کر محمد صلی  
 دشمنان اسلام۔

اس کا جواب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ دیا کہ حقیقت نہیں۔ ہم تیری باتوں میں آنے والے نہیں۔ حضور اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینا عین سعادت سمجھتے ہیں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔ ان کو حقیقت سے دور کا واسطہ بھ مرزائیوں کو جو علم و عقل سے بالکل بے بہرہ ہیں

عربوں کا محاورہ ہے۔ أمصص بظرفلانة او امه فلا بجائے کسی محبوب ترین چیز کا نام بھی لیتے ہیں اور مراد ہوتی ہے بکتے پھرو یا وہ گوئی کرو۔ اس کی وضاحت کے لئے ابر معروف کتاب ”العمدة“ کا ایک حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ مضبوط ترین کر دیتا ہے ”ان الشعراء ثلاثة شاعر بظرامہ“ (جلد ۱ ص ۹۷-۹۸ طبع ۱۹۳۴ء یعنی شاعروں چش ایک تو بلند پایہ شاعر، دوسرے معمولی اور گھٹیا درجے کے ش اور تک بند۔

اب اس روشنی میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مرزائیوں نے کتنا غلط اور بیہودہ ترجمہ کیا ہے۔ دوسری طرف جناب مرزا صاحب قادیانی نے اردو و فارسی اور عربی میں نہا اپنے مخالفوں کے حق میں استعمال کی ہیں جن کا نمونہ گذشتہ جا چکا ہے ::

حضرت صدیق اکبرؓ نے انتہائی جوش اور غصے کے کلمہ استعمال نہیں فرمایا۔ صرف یہ کہا کہ تمہاری باتیں محض بکواس تم نے خیال کیا ہے تمہارا خیال بالکل باطل ہے۔ بتائیے اس میں



# لفظ زنیم کی

## اعتراض مرزا

اگر مرزا صاحب نے اپنے مخالفوں کو  
نے بھی تو اپنے مخالفین کے حق میں ”زنیم“

## جواب

مرزائی معترض نے اس جگہ بھی نہایا  
مجید جو کہ اقوام عالم کے لئے زندگی کا پیغام لایا۔  
جس نے عرب کے جاہل بدوؤں کو عالم اور مہند  
تہدیب و تمدن میں تمام دنیا کو سبق دیں، ایسے  
مرزائی گالیوں کا الزام، لگا رہے ہیں۔ صرف  
ناشائستہ حرکت سرزد ہوئی ہے مرزائیوں کا  
صاحب کی ذات ”تقدس مآب“، میں پایا جائے  
السلام میں ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔  
ادب اور لغت کی زبانی پھر مرزائیوں کی جسار  
آیت نمبر ۱۳ میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے:-  
(۱) عربی لغات میں زنیم کے معنی ہیں:-

(۱) الملتصق بالقوم ولیس

(ب) المستلحق فی قوم و

(ج) among a people to

es not belong

(عربی انگریزی ڈکشنری از

عربی کی ان مشہور و معروف اور مستند لغات کی رو سے زینم۔  
 ”وہ شخص جو کسی دوسری قوم میں شامل ہو جائے، بحالیکہ وہ

نہیں“

(۲) کتب ادب۔

کسی لفظ کے معنی وہی صحیح سمجھے جاتے ہیں جو ادب اور لٹریچر  
 بیان ہوں۔ عربی زبان سے تھوڑی سی واقفیت رکھنے والا انسان بھی  
 کہ علامہ عصر المبرد کی شہرہ (آفاق کتاب ”الکامل“ کا  
 کتبنا بلند ہے۔ پنجاب یونیورسٹی میں مولوی فاضل اور ایم۔ اے عربی  
 داخل ہے اور علامہ ابن خلدون نے اس کتاب کو عربی ادب کے  
 پہلا درجہ دیا ہے۔ اس مستند اور مشہور کتاب میں زینم والی آیت نقل کی  
 معنی علامہ موصوف نے یہ لکھے ہیں۔ هو الداعی المُلزِق یعنی ہو  
 اور مل جائے کسی دوسری قوم کیساتھ (کتاب مذکورہ، جلد ۳، ص ۳۰۰)  
 حضرت حسان رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 خاص شاعروں میں سے تھے، ایک شعر میں ”زینم“ کا لفظ استعمال کر  
 کے معنی لکھتے ہیں۔

زینم تداعاه الرجال زیادة

کما زیدنی عرض الادیمن الاکا

یعنی زینم وہ ہے جسے لوگ زائد سے تعبیر کرتے ہیں جس

کا تکمیل زائد معلوم ہوتی ہیں۔

عربی کتب ادب اور لغات کی رو سے زینم کے معنی ہیں ”و

قوم میں سے تو نہ ہو۔ مگر اس میں آئے۔“

قرآن مجید کی آیت پر اعتراض کرنے والے مرزائیوں کو

کہ رزا صاحب کی محبت میں وہ اللہ  
 ہیں۔ قرآن پاک کی عظمت پر حملہ  
 اور ارفع اعلیٰ ہے کہ اس قسم کے  
 کرے۔ گالیاں تو وہ دیتا ہے جو کمزور  
 جس کے ارادے کو کوئی روک نہیں  
 کو تباہ و برباد کر دے، اسے کیا ضرور  
 نزول کا مقصد تو یہ ہے کہ دلوں کو پاک  
 گمراہوں کو سیدھے راستے پر لے  
 راجہالی ذہنیت نہیں؟ کیا یہ کلام اللہ کی  
 نہیں؟ یقیناً ہے۔

اس کے خلاف مرزا صاحب  
 اور عربی میں موجود ہیں جن میں مخ  
 کچھوں کی اولاد ذریعہ البغایا وغیر

اس کے علاوہ ابن درید  
 میں زنیم پر بحث کرتے ہوئے لکھتے  
 ”والزنیم الذی له زنة  
 پھر قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت  
 ”انما اراد بزنیم ان ل

یعنی زنیم کے معنی قرآنی آیت  
 ابن درید ایسا مسلمہ امام لغت

میں استعمال نہیں ہوا، بلکہ اس کے  
کی وجہ سے لوگوں میں مشہور ہو جا  
بتائے کہ ان معنوں میں کونسی ہر  
کرنیوالو! اپنی نظروں کو وسیع کرو::

و آخر دعوانا ان  
والصلوة والسلام

ت

کتاب ہذا ”محمدیہ پاکٹ بک“ کی بحوالہ  
بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ انٹرنیٹ کا پتہ:

## معیاری کمپیوٹر

کتابیں، رسائل، مقالے، دعوت نامے، بل  
عربی، فارسی، انگریزی ہندی و دیگر زبانوں میں کیے  
☆ وقت کی پابندی اور اعتماد کے ساتھ گھر بیٹھے کا  
☆ اپنے رسائل و اخبارات اور دیگر  
انٹرنیٹ دنیا بھر میں شائع کرنے کے

کریسینٹ کمپیوٹرس

23183, 24729

انٹرنیٹ

@ndf.vsnl.net.in